مقدمہ فتاوی محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ
مفتی اعظم ھند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر
مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶

انتباہ

کوئی صاحب فتاویٰ محمودیہ کو کلاً یا جزاً بلا اجازتِ مرتب شائع نہ فرمائیں۔

تفصیلات

نام کتاب	:	فتاویٰ محمودیہ......۱۶
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۵۲۲
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۵۲۰۶

سبھی طرح کی کتابوں کی چھپائی، ڈیزائننگ، کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے رابطہ کریں۔
مجیب الرحمٰن قاسمی، مسکان پریس، سبھاش نگر، میرٹھ، موبائل: 7895786325

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۶

کتاب النکاح

☆...... باب اول ......☆

وعدۂ نکاح (منگنی)

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۳	منگنی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا	۵۹
۲۴	کیا رشتہ کرنا بھی نکاح ہے؟............	۶۱
۲۵	وعدۂ نکاح کر کے اس کے خلاف کرنا	۶۳
۲۶	منگنی کر کے نکاح سے انکار	۶۴
	☆...... **باب دوم** ......☆	
	صحت وشرائطِ نکاح	
	فصل اول: نکاح صحیح	
۲۷	ثبوت نکاح کس طرح ہوتا ہے؟............	۶۶
۲۸	ایجاب وقبول تین دفعہ	۶۹
۲۹	نکاح کے لئے ایجاب وقبول کی ایک صورت	۷۰
۳۰	بچوں کے نکاح کا طریقہ	۷۲
۳۱	نابالغ کا ایجاب وقبول ولی کی اجازت سے	۷۲
۳۲	نابالغ بچی کا ایجاب وقبول بذریعہ والد	۷۳
۳۳	کپکپی کی حالت میں ایجاب وقبول کرنے سے نکاح	۷۴
۳۴	مذاق میں نکاح کا ایجاب وقبول، مذاق میں بیع کا ایجاب وقبول	۷۵
۳۵	کیا نکاح کے وقت والد کا نام لینا ضروری ہے؟	۷۶
۳۶	(بغیر قبول کئے لڑکے کا چلا جانا اور دوسرے لڑکے سے ایجاب وقبول کرانا ان میں سے کس کا نکاح درست ہوا؟)	۷۶

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۹۵	اغوا کے بعد نکاح اور متعدد مسائل	۱۴۱
۹۶	ضمیمہ استفتاء ماقبل	۱۴۲
۹۷	نکاح کے لئے ایجاب وقبول کو سننا ضروری ہے	۱۴۷
	فصل دوم: مجلس عقد اور رجسٹر میں اندراج کرنا	
۹۸	مجلس نکاح میں کلمہ پڑھانا، اور زوجین سے ایجاب وقبول کرانا	۱۴۸
۹۹	نکاح کے وقت کلمہ پڑھانا	۱۴۹
۱۰۰	نکاح میں چھوارے بکھیرنا، اور نکاح کو رجسٹر میں درج کرنا	۱۵۰
۱۰۱	کیا رجسٹر میں درج نہ ہونے سے نکاح نہیں ہوتا؟	۱۵۲
۱۰۲	نکاح کا اندراج رجسٹر میں	۱۵۳
۱۰۳	بغیر کلمہ پڑھائے نکاح	۱۵۴
	فصل سوم: نکاح میں گواہ	
۱۰۴	اللہ کی گواہی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا	۱۵۹
۱۰۵	نکاح میں خدا اور رسول اور فرشتوں کو گواہ بنانا	۱۶۰
۱۰۶	خدا اور رسول کو گواہ بنا کر نکاح	۱۶۱
۱۰۷	نکاح کے لئے گواہ کم از کم کتنے ہوں؟	۱۶۲
۱۰۸	باپ بھائی کی شہادت سے نکاح	۱۶۴
۱۰۹	باپ اور بھائی کی گواہی نکاح میں	۱۶۵
۱۱۰	ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی نکاح میں	۱۶۵

فصل پنجم: الفاظِ نکاح

فصل دوم: منکوحۂ غیر سے نکاح کے احکام

فصل: حاملہ اور زانیہ کے نکاح کے احکام

☆......باب پنجم......☆

محرمات کا بیان

فصل اول: محرمات نسبی کا بیان

☆......☆......☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرعاً نکاح کی حقیقت

سوال:- سوال بیحد طویل ہے۔ خلاصۂ سوال جواب سے ظاہر ہے۔ سائل نے مطبوعہ نکاح نامہ رجسٹر کا ایک صفحہ نقل کر کے سوال کے ساتھ منسلک کر رکھا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

شرعاً نکاح کی حقیقت بس اتنی ہے کہ ایک طرف سے ایجاب ہو جائے دوسری طرف سے قبول اور یہ دو گواہوں کے سامنے ہو جو دونوں مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں۔ اس طرح شرعاً نکاح منعقد ہو جائے گا[1] جو صورت سوال میں مذکور ہے نکاح اس طرح بھی ہو جائے گا۔ مگر یہ تمام کیفیت نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت۔ ہاں خطبہ پڑھنا مسنون ہے[2] اگر لڑکی بالغہ نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا ولی نکاح کرے گا[3] اور اگر بالغہ ہو تو اس کی

---

[1] وينعقد بإيجاب من احدهما وقبول من الأخر كزوجت ويقول الأخر تزوجت. وشرط حضور شاهدين اوحر وحرتين الخ. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۶۹، ۹۱/ج۴/ كتاب النكاح ،هنديه كوئٹه ص۲۶۷/ج۱/كتاب النكاح،الباب الاول بحر كوئٹه ص ۸۱/ ج۳/كتاب النكاح.

[2] ويستحب ان يكون النكاح ظاهراً وان يكون قبله خطبة. البحرالرائق كوئٹه ص ۸۱/ج۳/ كتاب النكاح،الدرالمختارمع الشامى زكرياص ۶۶، ۶۷/ج۴/كتاب النكاح ،مطلب كثيراً مايتساهل فى اطلاق المستحب الخ النهرالفائق ص ۱۷۶/ج۲/كتاب النكاح ،مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[3] وهواى الولى شرط صحة نكاح صغير الخ. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۱۵۵/ج۴/ باب الولى،النهرالفائق ص ۲۰۸/ج۲/باب الاولياء والاكفاء،طبع دارالكتب العلميه بيروت بحر كوئٹه ص ۱۱۸/ج۳/باب الاولياء.

اجازت سے نکاح کیا جائے اور اپنی طرف سے کسی کو وکیل بھی بنا سکتی ہے[۱]۔ گواہوں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ لڑکی کے محرم ہوں، نہ وکیل کے لئے محرم ہونا ضروری ہے۔ غیر شخص کو وکیل بنانے کا حق ہے مثلاً چچازاد بھائی۔ خطبہ کے لئے کھڑا ہونا بھی ضروری نہیں اور اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِی[۲] وغیرہ احادیث اگر نہ پڑھی جائیں تب بھی خطبہ ادا ہوجائے گا۔ تین مرتبہ ایجاب وقبول کرانا زائد بات ہے۔ ایجاب وقبول ایک دفعہ بھی کافی ہے۔ طلوع، زوال، غروب کے وقت بھی نکاح صحیح ہے[۳]۔ رجسٹر میں درج کرنا نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت۔ طریقہ مذکورہ پر (وکیل، گواہ وغیرہ کے نام لکھنا) یہ قانونی چیز ہے کہ بوقت ضرورت عدالت میں کام دے سکے اور نزاع کو ختم کرنا آسان ہوجائے۔ نفس نکاح بغیر اندراج رجسٹر کے بلا تکلف درست ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح کی تعریف اور غرض اور اس کا طریقہ

سوال: -(۱) نکاح کس کو کہتے ہیں اور اس کی کیا غرضیں ہیں اور کیا غایت ہے؟

(۲) بنیاد نکاح کیا ہے؟ اور کیسے اور کس طرح ہوسکتا ہے۔ یعنی نکاح ہوجانے کا کیا

---

[۱] یصح التوکیل بالنکاح وان لم یحضره الشهود،هندیه کوئٹه ص ۲۹۴/ ج ۱/الباب السادس فی الوکالة بالنکاح، تاتارخانیه کراچی ص ۶۹/ج۳/کتاب النکاح ،الفصل السادس عشرفی الوکالة بالنکاح.

[۲] ابن ماجه شریف ص ۱۳۴ باب ماجاء فی فضل النکاح. مطبوعه مجتبائی دهلی.

[۳] ویندب اعلانه وتقدیم خطبة وکونه فی مسجد یوم جمعة ،الدرمع الشامی زکریاص ۶۶، ۶۷/ج۴/کتاب النکاح مطلب کثیراً من یتساهل فی اطلاق المستحب، فتح القدیرص ۱۸۹/ ج۳/کتاب النکاح،دارالفکر،بحر کوئٹه ص ۸۰/ج۳/کتاب النکاح.

یوم جمعہ اپنے اطلاق کی وجہ سے تمام یوم کو شامل ہے طلوع زوال غروب بھی اس میں داخل ہے اس لئے ان اوقات میں نکاح بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ ابوالقاسم ادروی۔

حکم ہے؟ اس کی کیا صورت ہے؟

(۳) نکاح میں گواہ کی شرط ہے یا نہیں؟ اور گواہ کتنے شرط ہیں؟ کیا عورتوں کی گواہی سے بھی نکاح ہوسکتا ہے؟

(۴) نکاح میں عورت کے وکیل ہونے کی شرط ہے۔ایک یا دو یا اس سے بھی زائد؟

(۵) نکاح میں قاضی یعنی نکاح پڑھانے والے کی شرط ہے یا نہیں؟ قاضی ایک یا دو یا زائد ہو سکتے ہیں یا کبھی قاضی کی بھی ضرورت نہیں؟

(٦) گواہ کا مطلب اردو کلام میں کیا ہے اور وکیل کا مطلب کیا ہے اور کیا کام ہے اور یہ سب کام غیر مسلم مرد عورت بھی ادا کر سکتے ہیں یا مسلمان ہونا گواہ اور وکیل کا شرط ہے یا سر پرست بن سکتے ہیں؟

(۷) نکاح کرنے والا مسلم عورت کا سر پرست حقیقی اس کا عزیز رشتہ دار ہی ہوسکتا ہے یا کوئی غیر بھی یعنی گواہ یا وکیل یا غیر بھی؟

(۸) نکاح کے معاملہ کو رجسٹر پر لکھ لینا ضروری یا شرط ہے یا کہ نہیں؟ اور اگر ایسا نہ ہو تو کیا نکاح نہ ہوگا؟ اگر رجسٹر میں گواہ بھی تین اور قاضی بھی تین سر پرست وکیل بھی تین ہیں اور عورت انکار کردے تو نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱/۲/۳/۴/۵/٦/۷/۸/) نکاح ایک عقد ہے جس کے ذریعہ مرد کو عورت سے حق جماع حاصل ہوجاتا ہے اور اس کے لوازمات مرتب ہوتے ہیں[۱]۔ عورت کے لئے مہر، نفقہ، سکنی نیز اولاد ہونے پر ثبوت نسب وغیرہ۔ عورت اگر بالغہ ہو تو وہ خود بھی بغیر سر پرست کے اور بغیر

---

[۱] هو عقد يرد على مالك المتعة قصداً اى حل استمتاع الرجل من المرأة (مجمع الانهر ص۴٦۷/ج ۱/ اول كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، سكب الانهر على مجمع الانهر ص۴٦۷/ج ۱/بحر كوئٹه ص ۷۹/ج۳/اول كتاب النكاح.

کسی وکیل کے براہِ راست عقد نکاح کرسکتی ہے۔ مگر اس کے لئے اتنی شرط ہے کہ اپنے کفو میں مہر مثل پر نکاح کرے اپنے سے گرے ہوئے مرد سے نکاح نہ کرے جس سے اس کے خاندان کو عار لاحق ہو اس کا سرپرست ولی بھی اس کا نکاح اس کی اجازت سے کرسکتا ہے اور یہی بہتر ہے[۱] ولی نے اگر بغیر اس سے اجازت حاصل کئے اس کا نکاح کردیا اور وہ معلوم ہونے پر خاموش ہوگئی یعنی رضامند رہی تب بھی نکاح معتبر ہوجائے گا[۲] نکاح کے لئے کم از کم دو مسلمان مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ایجاب وقبول ضروری ہے، بغیر گواہوں کے یا صرف عورتوں کی گواہی پر یا غیر مسلمان کی گواہی پر ایجاب وقبول کرنے سے شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوتا[۳] عورت اگر خود ایجاب وقبول نہ کرے، اس کا ولی اس کا عقد کرے بلکہ عورت کسی کو اپنی طرف سے وکیل بنادے اور وہ وکیل اس کی طرف سے ایجاب وقبول کرے تب بھی صحیح ہے۔ اگرچہ وہ وکیل کوئی عورت ہی ہو۔ وکیل بنانے کے لئے یا عورت سے نکاح کی اجازت کے لئے گواہوں کا ہونا شرط نہیں ہے[۴] مسلم عورت کا ولی غیر مسلم نہیں ہوسکتا[۵] غیر مسلم

[۱] نفذ نكاح حرة مكلفة بلاولى وله الاعتراض فى غيرالكفوء دفعا لضرر العار، مجمع الانهر ص ۴۸۸، ۴۸۹/ ج ۱/ باب الاولياء والاكفاء دارالكتب العلميه بيروت، بحر كوئٹه ص ۱۰۹، ۱۱۰/ ج ۳/ باب الاولياء والاكفاء.

[۲] وان استأذ نها الولى فسكتت اوضحكت او زوجها فبلغها فسكتت فهو اذن، بحر كوئٹه ص ۱۱۱/ ج ۳/ باب الاولياء والاكفاء، مجمع الانهر ص ۴۹۱/ ج ۱/ باب الاولياء والاكفاء، دارالكتب العلميه بيروت، فتح القدير ص ۲۶۷/ ج ۳/ باب الاولياء والاكفاء، دارالفكر بيروت.

[۳] ومنها الشهادة وشرط فى الشهادة اربعة امور الحرية والعقل والبلوغ والاسلام فلاينعقد بحضرة العبيد ولابحضرة الكفار ولتشترط العدد فلاينعقد النكاح بشاهدوا احد ولاينعقد بشهاد المرأتين بغير رجل، هنديه كوئٹه مختصراً ص ۲۶۸/ ج ۱/ كتاب النكاح، الباب الاول، محيط برهانى ص ۳۶/ ج ۴/ كتاب النكاح، الفصل السابع فى الشهادة فى النكاح، مجلس علمى گجرات مجمع الانهر ص ۴۷۲/ ج ۱/ كتاب النكاح، دارالكتب العلميه بيروت.

[۴] أما الشهادة على التوكيل بالنكاح فليست بشرط لصحته شامى كراچى ص ۱۲/ ج ۳/ كتاب النكاح، مطلب هل ينعقد النكاح بالالفاظ المصحفة نحو تجوزت، بحر كوئٹه ص ۸۹/ ج ۳/ كتاب النكاح.

(حاشیہ نمبر ۵/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کونکاح میں وکیل بھی نہ بنایا جائے، قاضی یا کوئی بھی ایجاب وقبول کرادے۔ اس طرح درست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مجمع میں نکاح کیا جائے[1] اگر بغیر قاضی کے صرف دو گواہوں کے سامنے مرد اورعورت نکاح کرلیں تب بھی نکاح ہوجائے گا اور نکاح کے ثبوت کے لئے گواہوں کا سننا بھی کافی ہے۔[2] نکاح کی مجلس منعقد ہونا بھی ضروری نہیں۔ جب کسی کے متعلق مشہور ہے اور سب جانتے ہیں کہ اس عورت کا نکاح فلاں شخص سے ہوا ہے اور وہ اس کی بیوی ہے اور عورت انکار کرے اس کے باوجود وہ اس کی بیوی ہے[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۳/ ۹۰ھ

نکاح کے فرائض، واجبات، مستحبات

سوال:- نکاح میں کتنے فرض، کتنی سنت، کتنے مستحب ہیں اور کیا کیا ہیں؟ اور کتنی باتوں اور کاموں سے نکاح درست ہوگا؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۵] ولالکافر علی مسلم لقوله تعالیٰ ولن بجعل اللّٰه للكافرين على المؤمنين سبيلاً الخ ،بحر كوئٹه ص ۱۲۳ / ج۳/ باب الاولياء والاكفاء ،مجمع الانهر ص۴۹۷/ ج ۱/ باب الاولياء ،والاكفاء ،دارالكتب العلميه بيروت،الدرمع الشامی زكرياص ۱۹۳ /ج۴/باب الولی مطلب لايصح تولية الصغير شيخا على خيرات.

[۱] ويندب اعلانه ای اظهاره،الدرمع الشامی زكرياص ۶۲ /ج۴/كتاب النكاح،مطلب كثيراً مايتساهل فی اطلاق المستحب على السنة،بحر كوئٹه ص ۸۱ /ج۳/كتاب النكاح،فتح القدير ص ۱۸۹ /ج۳/كتاب النكاح،دارالفكر.

[۲] وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معاعلى الاصح،الدرالمختارمع الشامی زكريا ص ۹۱ /ج۴/ كتاب النكاح ،مطلب الخصاف كبير فی العلم يجوزالاقتداء به،بحر كوئٹه ص۸۸/ ج۳/كتاب النكاح،فتح القديرص ۱۹۹ / ج۳/كتاب النكاح.دارالفكر بيروت.

[۳] حجود جميع العقود ماعدالنكاح فسخ اما النكاح فلايقبل الفسخ اصلاً،الدر المختارمع الشامی كراچی ص ۴۵۱ /ج۵/كتاب القضاء، قبيل كتاب الشهادات،مطلب اقتسموا دار اوارادكل منهم فتح باب لهم ذالک.

الجواب حامداً ومصلیاً

ایجاب وقبول فرض ہے بغیر اس کے نکاح ہی نہیں ہوتا[۱] دو گواہوں کا موجود ہونا شرط ہے[۲] نکاح کا اعلان اور اس سے پہلے خطبہ اور اس کا مسجد میں ہونا اور جمعہ کا دن ہونا مندوب ہے[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۲/۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۲/۱۳۸۹ھ

نکاح کے احکام وجوب وسنیت وغیرہ

سوال:- مسئلہ احکامِ نکاح سے متعلق جاننا چاہتا ہوں کہ نکاح کا حکم مطلق ہے یا اس کا حکم حال کے مطابق بدلتا رہتا ہے؟ از راہ کرم اس مسئلہ کے جملہ پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے اس کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح کا حکم سب کے حق میں یکساں نہیں ہے۔ جس پر شہوت غالب ہو کہ بغیر نکاح

---

[۱] واما رکنه فالایجاب والقبول، عالمگیری ص۲۶۷/ ج۱/ کتاب النکاح، الباب الاول، مطبوعه کوئٹه، عنایة مع الفتح ص۱۸۸/ ج۳/ کتاب النکاح، دارالفکر بیروت، فتح القدیر ص۱۸۹/ ج۳/ کتاب النکاح، دارالفکر بیروت.

[۲] وشرط حضور شاهدین الخ. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص۸۷/ ج۴/ کتاب النکاح مطلب هل ینعقد النکاح بالالفاظ المصحفة، بحر کوئٹه ص۸۸/ ج۳/ کتاب النکاح، فتح القدیر ص۱۹۹/ ج۳/ کتاب النکاح، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۳] ویندب اعلانه وتقدیم خطبته وکونه فی مسجد یوم جمعة، الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریا ص۶۶، ۶۷/ ج۴/ کتاب النکاح مطلب کثیراً مایتساهل فی اطلاق المستحب الخ، بحر کوئٹه ص۸۰، ۸۱/ ج۳/ کتاب النکاح، فتح القدیر ص۱۸۹/ ج۳/ کتاب النکاح، دارالفکر بیروت.

کے زنا میں مبتلا ہوجانے کا مظنہ ہواور وہ مہر ونفقہ پر قادر ہواس کے ذمہ نکاح کرنا فرض ہے، نکاح نہیں کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اتنی بات بلا اختلاف ہے۔ چنانچہ ملک العلماء نے لکھا ہے۔ لاخلاف ان النکاح فرض حالة التوقان حتیٰ ان من تاقت نفسه الی النساء بحیث لایمکنهٗ الصبر عنهن وهو قادرٌ علی المهر والنفقة ولم یتزوج یأثم اھ بدائع[1] ص۲۲۸ ر ج ۲ ر جس پر ایسا غلبۂ شہوت نہ ہواس کے متعلق متعدد اقوال ہیں۔ اصحابِ ظواہر کے نزدیک نماز روزہ کی طرح فرض عین ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک بیع وشراء کی طرح مباح ہے۔ احناف میں سے بعض نے مندوب ومستحب کہا ہے، بعض وجوب علی الکفایہ کے قائل ہیں، بعض وجوب علی العین کے۔ ان سب اقوال کے دلائل بدائع میں مذکور ہیں۔ راجح یہ ہے کہ اعتدالِ شہوت کے وقت یعنی جب کہ ابتلاء معصیت کا مظنہ بھی نہ ہو بلکہ صبر وضبط پر قدرت ہو اداء حق زوجیت پر قدرت ہواور ادائے نفقہ ومہر پر بھی قدرت ہو سنت مؤکدہ ہے۔ اس میں یہ شرط ہے کہ نکاح کی وجہ سے ترک فرائض وسنن کا خوف نہ ہو نیز خوف جور نہ ہو، اس حالت اعتدال میں اگر نہیں کرے گا تو ترکِ سنت مؤکدہ کے وبال میں ماخوذ ہوگا۔ اگر حالت اس اعتدال سے گری ہوئی ہو تو اس کے حق میں سنت مؤکدہ نہیں۔ بلکہ اس حالت میں اگر ادائے مہر ونفقہ پر قدرت نہ ہو یا جور میں مبتلا ہوجائے یا اس کی وجہ سے فرائض وسنت ترک کرنے کی نوبت آجائے تو گنہگار ہوگا۔ ایسے شخص کو نکاح سے بچنا لازم ہوگا، بعض صورتوں میں نکاح کرنا مکروہ ہوگا اور بعض میں حرام ہوگا۔ علامہ ابن نجیمؒ نے لکھا ہے وصفته فرض وواجب وسنة وحرام ومکروه ومباح اھ بحر[2] ۹۷ ر ج ۳ ر پھر ہر نوع کا مجمل بیان کیا ہے اور مختصر دلائل کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

اَمَّا الاوَّل فبان یخاف الوقوع فی الزنا لو لم یتزوج بحیث لایمکنه الاحتزاز عنه الا به لانّ مالا یتوصل الیٰ ترک الحرام الا به یکون فرضاً واَمَّا الثانی

---

[1] بدائع ص ۲۲۸ ر ج ۲ ر اول کتاب النکاح مطبوعه سعید کمپنی پاکستان.
[2] البحر الرائق ص ۹۷ ر ج ۳ ر کتاب النکاح کوئٹه پاکستان.

فبان یخافه لابالحیثیة المذکورة اذ لیس الخوف مطلقاً مستلزماً بلوغه الیٰ عدم التمکن وبه یحصل التوفیق بین قول من عبر بالا فتراض وبین من عبر بالوجوب وکل من هٰذین القسمین مشروط بشرطین الاوّلُ ملک المهر والنفقة فلیس من خافه اذا کا ن عاجزاً عنهما اٰثما بترکه کما فی البدائع. الثانی عدم خوف الجورفان تعارض خوف الوقوع فی الزنا لو لم یتزوج وخوف الجور لوتزوج قدم الثانی فلا افتراض بل مکروه کما افا دهٗ فی فتح القدیر ولعله لانّ الجور معصیة متعلقة بالعباد والمنع من الزنا من حقوق اللّٰه تعالیٰ وحق العبد مقدم عندالتعارض لاحتیاجه وغنی المولیٰ تعالیٰ. واما الثالث فعندالاعتدال وسیأتی بیانه واما الرابع فبان یخاف الجور بحیث لایمکنه الاحتراز عنه لانه انما شرع لمصلحةمن تحصین النفس وتحصیل الثواب وبالجور یأثم ویرتکب المحرمات فتنعدم المصالح لرجحان هٰذهٖ المفاسد واما الخامس فبان یخاف لابالحیثیةالمذکورةوهی کراهة تحریم ومن ا طلق الکراهة عندخوف الجور فمراده القسم الثانی من القسمین واما السادس فبان یخاف العجز عن الایفاء بمواجبه کذافی المجتبیٰ یعنی فی المستقبل وامامحاسنه فکثیرة . بحر ۷۹/ج۳/[1]

حالت اعتدال میں نکاح کوسنت مؤکدہ قرار دیا گیا ہے شرائط پائے جانے کے باوجود سنت مؤکدہ کا ترک کرنا گناہ ہے، اس کی تفصیل کرتے ہوئے لکھا ہے۔وهو سنة وعند التوقان واجب فالمرادبه السنةالمؤکدةعلی الاصح و صرح فی المحیط ایضاً بانها مؤکدة ومقتضاه الاثم لولم یتزوج لان الصحیح ان ترک السنة المؤکدة موثم کما علم فی الصلوٰة والمراد بها حالةالقدرة علی الوطئی والمهر والنفقة مع عدم الخوف من الزنا والجور وترک الفرائض والسنن فلولم یقدر علیٰ واحد من الثلاثة أوخاف

---

[1] بحرص ۷۹/ج۳/ کتاب النکاح الماجدیه کوئٹه پاکستان.

واحداً من الثلاثة فليس معتدلاً فلایکون سنةفی حقه کما افاده فی البدائع اھ[۱] ص ۸۰/ ج۳ /فتح القدیر،[۲] مبسوط[۳] وغیرہ کتب احناف میں یہی تفصیل مذکور ہے۔لہٰذا سب پر ایک حکم لگا دینا درست نہیں۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۰/۶/ ۸۹ھ

نکاح کا شرعی طریقہ

سوال:-نکاح کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

نکاح کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ خود عورت یا اس کے ولی سے اجازت لیکر دو گواہوں کے سامنے عقد کرلیا جائے[۴] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲۷/ ۸۸ھ
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح کا مسنون طریقہ

سوال:-شرعی شادی کا کیا طریقہ ہے؟ مختصراً بیان کیا جائے تا کہ عمل میں لایا جائے۔

---

[۱] بحر کوئٹه ص ۸۰/ج۳/اول کتاب النکاح.

[۲] فتح القدیر ص ۱۸۷/ ج۳/ کتاب النکاح،دار الفکر بیروت.

[۳] مبسوط سرخسی ص ۱۹۳/ ج۲/الجزء الرابع،کتاب النکاح،مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۴] وینعقد بایجاب من احدهما وقبول من الآخر،وشرط حضور شاهدین مکلفین الخ،الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۶۹،۹۱/ ج۴/اول کتاب النکاح،هندیه کوئٹه ص ۲۶۷/ ج ۱/ کتاب النکاح، الباب الاول ،بحر کوئٹه ص ۸۱/ج۳/کتاب النکاح.

الجواب حامداً ومصلیاً

جب شادی کرنے کا ارادہ ہو بلا کسی خاص برات اور بری وغیرہ کے اہتمام کئے چند آدمیوں میں ایجاب وقبول کرا دیا جائے[۱] اگر وسعت ہو تو چھوارے تقسیم کرا دیئے جائیں[۲] دولہن کو دولہا کے گھر بھیج دیا جائے جو کچھ چیز دولہن کو بطور صلہ رحمی دینا منظور ہو بلا کسی خاص شہرت اور نمود کے خواہ بعد میں بھیج دیا جائے خواہ جب ہی اس کے ساتھ کر دیا جائے اور مہر حسب استطاعت ہو شریعت نے اس کی ادنیٰ مقدار دس درہم مقرر کی ہے اس سے کم جائز نہیں[۳] اور زیادہ کی شریعت نے مقدار مقرر نہیں کی ہے البتہ وسعت سے زیادہ ہونا اچھا نہیں۔ زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو بہشتی زیور چھٹا حصہ دیکھئے[۴] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۴/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد الطیف یکم جمادی الاول ۵۷ھ

۱؎ وينعقد بايجاب وقبول كزوجت نفسى الخ الدر المختار مع الرد المحتار زكرياص ۶۹/ ج۴/ اول كتاب النكاح، النهر الفائق ص ۱۷۶/ ج۲/ كتاب النكاح مطبوعه، عباس احمدالباز مكة مكرمة، بحر كوئٹه ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح.

۲؎ ويلتحق به ماتعارفه المسلمون من نثر التمرونحوه فى مجلس النكاح فقد روى البيهقى عن معاذ بن جبل ان النبى صلى الله عليه وسلم حضر فى املاک اى نكاح فاتى بطباق عليها جوز ولوز وتمر فنثرت فقبضنا ايدينا فقال : مابالكم لاتأخذ ون؟فقالوا الانک نهيت عن النهبى فقال فما نهيتكم عن نهبى العساكر خذوا على اسم الله فجاذبنا وجاذبناه،اعلاء السنن ص ۱۱/ ج۱۱/ كتاب النكاح،باب استحباب الوليمة وكون وقته بعد الدخول،طبع امدادية مكة مكرمة.

۳؎ أقله عشرة دراهم لحديث البيهقى وغيره لامهر اقل من عشرة دراهم ورواية الأقل تحمل على المعجل درمختار مع الشامى نعمانيه ص ۳۲۹/ ج۲/ باب المهر،مجمع الانهر ص ۵۰۸/ ج۱/ باب المهر،طبع دارالكتب العلميه بيروت،فتاوى عالمگيرى كوئٹه ص ۳۰۲/ ج۱/ الباب السابع فى المهر.

۴؎ بہشتی زیور حصہ ششم ص ۴۱/ مہر زیادہ بڑھانے کا بیان، طبع مکتبہ تھانوی دیوبند۔

نکاح کا مسنون طریقہ

سوال:- نکاح کا مسنون طریقہ کیا ہے یعنی کس طرح ایجاب وقبول کرائے اور کیا خطبہ پڑھے؟ *محمد بشیر ۲۴/ پرگنہ*

الجواب حامداً ومصلیاً

الحمد لله ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلاهادى له واشهدان لااله الاالله واشهد ان محمداً عبده ورسوله ويقرأ ثلٰث اٰيات. يايها الذين اٰمنوا اتقوا اللّٰه حق تقاته ولاتموتن الا وانتم مسلمون.

اوردوسری آیت: **يايها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة و خلق منها زوجها وبث منهما رجالاً كثيراً و نساءً واتقوا الله الذى تساء لون به والارحام ان اللّٰه كان عليكم رقيباً.**

تیسری: **ياايهاالذين اٰمنوا اتقوا اللّٰه وقولوا قولاً سيديداً يصلح لكم اعمالكم ويغفرلكم ذنوبكم ومن يطع اللّٰه رسولوله فقد فازفوزاً عظيماً. رواه احمد والترمذى وابوداؤد والنسائى وابن ماجه والدارمى وفسرالاٰيات الثلاث سفيان الثورى وزاد ابن ماجة بعد قوله ان الحمد للّٰه:" نحمده وبعد قوله من شرورانفسنا:"ومن سيئاٰت اعمالنا" والدارمى بعد قوله عظيماً:" ثم يتكلم بحاجته"وروىٰ فى شرح السنةعن ابن مسعودؓ فى خطبةالحاجة من النكاح وغيره[1] مشكوٰة ص ۲۷۲/.**

---

[1] مشكوة شريف ۲۷۲/.باب اعلان النكاح والخطبة والشرط ،الفصل الأول طبع ياسرنديم ديوبند،مسنداحمدص ۳۹۲/ج ۱/مسندعبداللّٰه بن مسعودؓ دارالفكربيروت،ترمذى شريف ص ۲۱۰/ج ۱/ابواب النكاح،باب ماجاء فى خطبة النكاح،مكتبه بلال ديوبند،ابوداؤدشريف ص ۲۸۹/باب فى خطبة النكاح،سعدبكڈپوديوبند،سنن نسائى ص ۶۵/ج ۲/كتاب النكاح، مايستحب من الكلام عندالنكاح،مطبوعه فيصل ديوبند،سنن ابن ماجه ص ۱۳۶/ابواب النكاح خطبة النكاح،مطبوعه اشرفى بكڈپو ديوبند،سنن دارمى ص ۱۴۲/ج ۲/كتاب النكاح،باب فى خطبة النكاح،طبع دارالكتب العلميه.

خطبہ مذکورہ پڑھنے کے بعد عورت کا نام مع ولدیت لے کر مرد سے کہے کہ میں نے فلانۃ بنت فلاں کا نکاح تمہارے ساتھ بعوض مہر مبلغ اتنے روپیہ کیا! کیاتم نے قبول کیا؟ وہ مرد جواب میں کہے میں نے اس کو قبول کیا بس نکاح ہو گیا اس کے بعد دعا کرے:

بارک اللہ لک وبارک اللہ علیک وجمع بینکما فی خیر[1].

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

نکاح کا طریقہ، ایجاب وقبول کون کرائے؟

سوال:- شادی میں نکاح پڑھانے کے وقت امام صاحب نکاح قبول نہیں کراتے، بلکہ وکیل ہی قبول کراتے ہیں۔ یہ حق وکیل کا ہے یا امام صاحب کا؟ نکاح میں ایجاب وقبول کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لڑکی کی طرف سے اس کا وکیل، ولی، امام، قاضی کوئی بھی ہو گواہوں کے سامنے کہے کہ میں نے فلاں کی بیٹی اتنے مہر پر تمہارے نکاح میں دی۔ لڑکا کہے کہ میں نے اس کو قبول کیا۔ لڑکی خود بھی گواہوں کی موجودگی میں اپنے متعلق یہ کہہ دے اور لڑکا قبول کرلے تب بھی درست ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ابوداؤد شریف ص ۲۹۰ / ج ۱ / کتاب النکاح، باب مایقال للمتزوج، مطبوعہ سعد بکڈپو دیوبند، ترمذی شریف ص ۲۰۷ / ابواب النکاح، باب ماجاء للمتزوج، مطبوعہ مکتبہ بلال دیوبند، ابن ماجہ ص ۱۳۷ / کتاب النکاح، باب تهنية النكاح، مطبوعہ اشرفی بکڈپو دیوبند.

[2] وينعقد بايجاب من احدهما وقبول من الاخر كزوجت نفسي اوبنتي او مؤكلتي منك ويقول الاخر تزوجت اى او قبلت لنفسي الخ. الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۶۹ / ج ۴ / اول کتاب النکاح، النهر الفائق ص ۱۷۶ / ج ۲ / کتاب النکاح، طبع مکہ مکرمہ، بحر کوئٹہ ص ۸۱ / ج ۳ / کتاب النکاح.

نکاح کا مسنون طریقہ جس میں وکیل قاضی بھی ہو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس نے پڑھایا؟

سوال:- نکاح پڑھانے کا جو مروّجہ طریقہ ہے کہ ایک شخص لڑکی کی جانب سے وکیل ہوتا ہے جو ہر دو گواہوں کو اپنے ہمراہ لے کر لڑکی کے پاس جاتا ہے اور اس سے اس کے نفس کی بابت رضامندی اور مہر کی مقدار معلوم کر کے نکاح خواں کے پاس آتے ہیں اور نکاح خواں دونوں گواہوں کی موجودگی میں وکیل سے برضا اجازت نفس اور مقدارِ مہر کا سوال کرتا ہے جسے وکیل دو گواہوں کی شہادت کے ساتھ بیان کرتا ہے، پھر نکاح خواں نکاح پڑھاتا ہے۔ سارے ہندوستان میں یہی طریقہ جاری ہے۔ مگر ایک صاحب کہتے ہیں کہ یہ طریقہ غلط ہے بلکہ خلافِ سنت ہے اور سنت طریقہ یہ بتلاتے ہیں کہ لڑکی خواہ بالغ ہو یا نابالغ باپ خود اپنی وکالت سے پورے حاضرین کو گواہ بنا کر نکاح خواں کو اجازت دے۔ حالانکہ اس صورت میں نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی رضامند ہے یا نہیں، نہ ہی اس کی رضامندی پر کوئی شاہد ہوتا ہے، حالانکہ شریعت میں یہ بھی ہے کہ لڑکی سے معلوم کرو۔ اگر وہ ہنس پڑے یا خاموش رہے تو اجازت سمجھے۔ اگر رونے لگے تو اس کی ناراضگی تصور کرے اور فقہ کا یہ مقولہ مشہور ہے السکُوتُ یَدُلُّ عَلَی الایجاب اور پھر یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اسی طرح ہوا تھا کہ کوئی گواہ نہ تھا اور سنت طریقہ یہی ہے، ایسا ہی کرنا چاہئے۔

تو جواب طلب امر یہ ہے کہ نکاح خوانی کا صحیح طریقہ مسنون کیا ہے؟ اور طریقۂ مروجہ مطابق شرع ہے یا نہیں؟ اور یہ شخص جو طریقہ نکاح خوانی کا بتلا رہا ہے وہ کس حد تک ٹھیک ہے؟ اگر اس شخص کے بتلائے ہوئے طریقہ پر نکاح ہوا جس میں نہ تو لڑکی کی طرف سے کوئی وکیل اور نہ اس کی رضامندی پر کوئی شاہد ہے تو یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس طرح ہوا تھا؟ اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کس نے پڑھایا اور کیسے پڑھایا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگرلڑکی بالغہ ہوتو ولی اس سے کہہ دے کہ فلاں لڑکے سے تمہارا نکاح اتنے مہر پر کرتا ہوں، کیا تم کو منظور ہے؟ انکار تو نہیں ہے۔ پھر گواہوں کے سامنے خود لڑکے سے ایجاب وقبول کرادے یا نکاح خواں کے ذریعہ ایجاب وقبول کرادے۔ بس اس سے نکاح درست ہوجاتا ہے۔[۱] جو طریقہ مروج ہے یہ رجسٹر میں اندراج کی مصلحت سے ہے کہ اگر عدالت میں معاملہ جائے تو متعینہ گواہوں کے ذریعہ ثبوت آسان رہے۔ لڑکی اگر انکار کردے صراحۃً یا دلالۃً تو وہاں نکاح نہ کیا جائے۔ اگرلڑکی نابالغ ہوتو اس کی منظوری کی بھی ضرورت نہیں[۲]۔ وکیل یا گواہ نامحرم ہوں تو ان کے سامنے لڑکی کا بے پردہ ہونا منع ہے[۳]۔

---

[۱] فان أستاذنها هو أى الولى وهو السنة بأن يقول لها قبل النكاح فلان يخطبك أويذكرك فسكتت الخ. الدرالمختار مع ردالمحتار زكريا ص ۱۵۹ / ج۴ /باب الولى، مجمع الانهر ص ۴۹۰ / ج ۱ /باب الاولياء والاكفاء ،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۱۱، ۱۱۳ / ج۳ /باب الاولياء والاكفاء، وينعقد بأيجاب وقبول الى قوله وشرط حضور شاهدين الخ الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۶۹،۸۷ /ج۴ / كتاب النكاح،مجمع الانهر ص۴۶۷، ۴۷۲ / ج ۱ /اول كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،البحرالرائق كوئٹه ص ۸۱،۸۷ / ج۳ /كتاب النكاح.

[۲] وللولى أنكاح الصغير والصغيرة جبراً ولزم النكاح أى بلاتوقف على اجازة أحد الخ. الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۱۷۰، ۱۷۱ / ج۴ / باب الولى،مجمع الانهر ص ۴۹۴ /باب الاولياء والاكفاء،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،البحرالرائق كوئٹه ص ۱۱۸ / ج۳ /باب الاولياء والاكفاء.

[۳] وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لالأنه عورة بل لخوف الفتنة الخ. الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۷۹ / ج۲ / باب شروط الصلاة. مطلب فى ستر العورة،روح المعانى ص ۸۹ / ج ۲۲ / سورة الاحزاب،تحت آيت ۵۹ /مطبوعه مصطفائيه ديوبند،احكام القرآن للتهانوى ص ۴۱۶ / ج۳ /سورة الاحزاب،تحت آيت ايضاً.

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت نبی کریم ﷺ نے خود پڑھایا۔ جتنے حاضرین مجمع میں تھے سب گواہ تھے۔ کذا فی الخمیس[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۳/۱۳۹۱ھ

اعلان نکاح کے مصالح

سوال:- آپ نے یہ فرمایا ہے کہ ''نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد اعلان ہو۔'' اعلان ہونا سخت خطرناک امر ہے خاکسار کی تو یہ ہی عرض ہے کہ خفیہ نکاح کی اطلاع خاص قاضی اور دو گواہوں کو ہو اور کسی بچہ تک کو بھی نہ معلوم ہو سکے کیونکہ پوشیدہ نکاح سے لوگوں سے کسی قسم کا فتنہ فساد نہیں ہوتا ہے۔ اگر نکاح سے پہلے یا بعد میں اطلاع دی جاوے تو سخت نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ صرف خادم کی یہ عرض ہے، نکاح کی اطلاع اعلان تا زندگی معلوم نہ ہو آپ یہ فرماویں کہ تا زندگی کے لئے خفیہ نکاح جائز ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً نکاح صرف دو گواہوں کے سامنے منعقد ہو جاتا ہے[2] البتہ اس کا اعلان کرنا

---

[1] أن النبی ﷺ خطب حین النکاح ھذا الخطبة (إلی قوله) أن الله تعالیٰ أمرنی ازوّج فاطمة من علی وقد زوجته (وبعد سطور) قدزوجنی رسول الله علیه الصلاة والسلام فاطمة أبنته علی ثنتی عشرة أوقیة فسلوه واشهدوا (تاریخ الخمیس ص۴۰۸/ج۱/ذکر خطبة النبی صلی الله علیه وسلم فی نکاح فاطمة.

ان اللّٰه تعالیٰ أمرنی أن أزوج فاطمة من علی بن أبی طالب فاشهد أنی قد زوجته ایاها علی أربع مائة مثقال فضة الخ المواهب اللدنیه ص۶/ج۲/ ذکر تزویج علی بفاطمة رضی الله عنهما مطبوعه دار المعرفة بیروت.

[2] وشرط حضور شاهدین حرین مکلفین الخ، الدرالمختارعلی الشامی کراچی ص ۲۱، ۲۲/ ج۳/کتاب النکاح، ملتقی الابحر علی هامش مجمع الانهر ص ۴۷۲/ج ۱/کتاب النکاح، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، النهر الفائق ص ۱۸۱، ۱۸۲/ج۲/کتاب النکاح، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

مستحب ہے[1] اس میں بھی بہت سی مصلحتیں ہیں، مثلاً اگر دو گواہوں میں سے ایک گواہ کہیں چلا گیا یا مر گیا اور عورت نے نکاح سے انکار کر دیا تو قضاءً ثبوت میں دشواری ہوگی۔ اسی طرح اگر زوجین میں سے کوئی مرجائے تو ثبوت وراثت میں دقت ہوگی اولاد کے نسب میں بھی اشکال ہوگا جن لوگوں کو نکاح کا علم نہیں وہ طرح طرح کی بدگمانیاں کریں گے۔ زوجین کے تعلقات کو حرمت اور زنا وغیرہ پر محمول کریں گے۔ اہل تجربہ سے یہ اشیاء مخفی نہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/ محرم ۵۷ھ

نکاح سے قبل منسوبہ کو دیکھنا

سوال: -اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو بغیر دیکھے نکاح کرنے پر راضی نہ ہو تو کیا شرعاً اس کی اجازت ہے کہ لڑکی کو دیکھا جائے جواب مع حوالہ جات سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صاف صاف مطالبہ کرنا کہ مجھے دکھاؤ میں خود دیکھوں گا تو مناسب نہیں۔ ہاں کہیں موقع مل جائے چھپ چھپا کر دیکھنے میں مضائقہ نہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے عن جابر بن عبداللہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خطب أحدكم المرأة فأن أستطاع أن ينظر الىٰ مايدعوه الىٰ نكاحها فليفعل، ابوداؤد شریف بذل المجهود[2] ص ۳۲۰/ ج ۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

---

[1] ويندب اعلانه الخ، الدر المختار كراچی ص۸/ ج۳/ كتاب النكاح، النهر الفائق ص ۱۷۶/ ج۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۱/ ج ۳/ كتاب النكاح.

[2] بذل الجهود ص ۲۲۸/ ج۳/ باب الرجل ينظر إلى المرأة وهويريد تزويجها، مطبوعه رشيديه سهارنپور.

اشکال بر جواب مذکورہ بالا

سوال:-مندرجہ بالا سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوا۔مزید چند سوالات اسی سے متعلق جوذہن کو بری طرح کریدر ہے ہیں۔پیش خدمت ہیں براہ کرم واضح طور پر جواب ارسال فرماویں

(۱)لفظ مناسب نہیں (اور شرعاً جائز ہونے میں) بڑا فرق ہے۔میرا مقصود شرعاً جائز ناجائز ہونے میں ہے۔ یہ سب اسی لئے کہ پردہ کا عمل مانع ہوا ہے لہٰذا اگر صحیح طور پر پردہ کیا جائے تو چھپ چھپا کر دیکھنے کا موقع بھی نہیں مل سکتا ہے اس طرح اگر دیکھنے کا موقع میسر آتا ہے تو پردہ پر عیب آتا ہے اور اگر پردہ سخت وصحیح ہے تو دیکھنا ممکن نہیں۔دوسری چوری سے دیکھنا کیرکٹر کے خلاف ہے۔دیگر چھپ چھپا کر دیکھنے میں قطعی ممکن نہیں کہ صرف مطلوبہ کو ہی دیکھا جاوے اس کے عوض دیگر مستورات پر نگاہ پڑنا فطری وقدرتی بات ہے۔لہٰذا دوسروں کی بیوی اور بہو بیٹیوں کو نگاھیں ڈالنا نہایت معیوب معلوم ہوتا ہے اور دوسرے شرافت سے بھی پرے ہے یہاں تک کہ گناہ ہے۔کیا اس مذہب میں شریفانہ طریقہ پر دیکھنے کا موقع ان فریقین کو حاصل ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ تمام عمر کا معاہدہ کرتے ہیں۔اس دور میں صورت کا قبول ہونا ایک خاص جزو بن چکا ہے اور ایک طرف شرعی طور پر دونوں فریقین ایک دوسرے کو پسند کرنے کے لئے قطعی خود مختار ہیں لہٰذا اس صورت میں کیا جائز اور صحیح نہیں ہوگا کہ دیکھنے کا موقعہ میسر کیا جائے نمائش اور دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔میرا مقصود صرف دیکھنے سے ہے نمائش سے نہیں ہے۔آپ نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے اس کا اردو ترجمہ بھی کردیجئے چونکہ بعض جگہ اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زید جس سے عقد نکاح کرنا چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ وہ پہلے ایک نظر اس کو دیکھ لے تو اس کی شریعت نے گنجائش دی ہے۔اگر زید کی کوئی محرم (خالہ، پھوپھی، نانی، دادی،

وغیرہ) اپنے مکان پر زید کی منسوبہ کو پردہ کے ساتھ بلالیں اور زید وہاں کسی کمرہ میں ہو جس کا منسوبہ کو علم نہ ہو اور وہاں سے دیکھ لے تو یہ درست ہے۔ اس صورت پر آپ کے پیش شدہ اشکالات وارد نہیں ہوں گے۔

اگر ہر شخص صاف صاف دیکھنے کا مطالبہ کرے اور یہ دروازہ کھولدیا جائے تو نہیں معلوم ایک ایک لڑکی کو شادی کرنے کے لئے کتنے کتنے لڑکوں کو دکھانے کی نوبت آئے گی ایک ناپسند کریگا اس کی بھی شہرت ہوگی اس سے احباب ناپسندیدگی کی وجہ دریافت کریں گے وہ اس کا حلیہ پوری تفصیل سے بتائے گا گھوڑی اور گائے کی سی کیفیت ہوجائے گی کہ گاہک آتے ہیں دیکھتے ہیں ناپسند کرتے ہیں اور وہ چلے جاتے ہیں[1]۔

یہ صحیح ہے کہ شادی عمر بھر کے ساتھ کی نیت سے کی جاتی ہے (چھوڑنے کی نیت سے نہیں کی جاتی) لیکن ساتھ کا نباہ صرف صورت پر نہیں بسا اوقات صورت اچھی ہونے کے باوجود خانہ داری کا سلیقہ نہیں ہوتا۔ تعلیم نہیں ہوتی۔ اخلاق کی تربیت نہیں ہوتی۔ گفتگو شستہ نہیں ہوتی اور بھی امور ہیں جن کو نباہ میں بڑا دخل ہے اور محض صورت دیکھ کر ان کے متعلق رائے صحیح قائم کرنا دشوار ہے۔ پھر منسوبہ کو بھی قلبی تعلق ہوگا یا نہیں[2]؟

اس قسم کے امور کی وجہ سے ایک قوم نے مستقل انٹرویو شروع کردیا کہ تنہا کمرہ میں

---

[1] فدل علی انه لایجوز له ان یطلب من اولیائها ان یحضروها بین یدیه لما فی ذالک من الاستخفاف بهم ،و لایجوز ارتکاب مثل ذالک لامر مباح،وقد یفضی ذالک الی مفاسد عظیمة کما لایخفی ،وانما یجوز له ان یتخبأ لها وینظر الیها خفیة اعلاء السنن ص ۳۸۴/ج۱۷/ باب جواز النظر الی المخطوبة ،کتاب الحظر والاباحة،مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

[2] ویتزوج من هی فوقه فی الخلق والادب والورع والجمال ودونه فی العزو الحرفة والحسب والمال والسن والقامة، ولایتزوج طویلة مهزوله، ولاسیئة الخلق ،سوداء ولودخیر من حسناء عقیم الخ ،البحر الرائق کوئٹه ص ۸۱/ج۳/ کتاب النکاح،شامی مع الدار المختار زکریا ص۶۷،۶۸/ج۴/ کتاب النکاح، النهر الفائق ص ۱۷۶/ج۲/کتاب النکاح،مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

اپنی منسوبہ سے ملاقات کر کے ہاتھ ملا کر دیر تک گفتگو اور خوش طبعی کر کے طرفین اندازہ کرلیں[۱]۔

ایک قوم نے یہ روش اختیار کی کہ لڑکے اور لڑکی کو خاندان والے واحباب کسی جگہ ساتھ رہنے وزندگی کا کچھ حصہ مل کر گذارنے کے لئے تجربہ کے طور پر بھیج دیں کہ دونوں اپنے اپنے خاندان سے علیٰحدہ ہو کر کاروبار کریں اور سال دوسال کے بعد اگر اندازہ ہوجائے کہ نباہ ہوجائے گا تو پھر شادی کردی جائے۔ ورنہ تجربہ کے لئے لڑکے کے لئے دوسری لڑکی تجویز کی جائے اور لڑکی کے واسطے دوسرا لڑکا تجویز کیا جائے۔ اس سب کے باوجود پھر بھی موافقت نہیں ہوتی اور متارکت کی نوبت آتی ہے جو جذبات قلب میں آج موجود ہیں کوئی ذمہ داری نہیں کہ کل بھی موجود رہیں گے[۲]۔

اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ہیں پس جتنی بات کی شریعت نے گنجائش دی ہے اس پر اکتفاء کیا جائے۔ شادی کے بعد صبر وتحمل سے کام لیا جائے۔ ہاں اگر صورت حال قابل برداشت نہ رہے تو شریعت نے خلع اور طلاق کا باب بھی رکھا ہے[۳] تاکہ زندگی اجیرن نہ ہوجائے اور حقوق بھی تلف نہ ہوں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دیوبند ۲۸/۲/ ۹۰ھ

---

[۱] الخلوة بالاجنبيه حرام، درمختار على الشامى كراچى ص۳٦۸/ج٦/فصل فى النظر والمس، كتاب الحظر والاباحة، البحرالرائق كوئٹه ص۱۹۴/ج۸/كتاب الحظر والاباحة، فصل فى النظر والمس، زيلعى شرح كنزص۱۷/ج٦/فصل فى النظر والمس، مطبوعه امداديه ملتان.

[۲] لاتسافر المرأة فوق ثلاثة ايام الابزوج او محرم، البحرالرائق كوئٹه ص۱۹۴/ج۸/ كتاب الكراهية، فصل فى النظروالمس، زيلعى شرح كنزص۱۹/ج٦/كتاب الكراهية،فصل فى النظروالمس، مطبوعه امداديه ملتان.

[۳] لايجب على الزوج تطليق الفاجرة ولاعليها تسريح الفاجر إلا إذا خافا أن لايقيما حدود الله فلابأس أن يتفرقا الدرالمختار كراچى ص۵۰/ج۳/ باب المحرمات،مطلب فيما لوزوج المولى امته، البحرالرائق كوئٹه ص۱۰۷/ج۳/ فصل فى المحرمات.

باہمی مخالفت ضد کی بناپر، زوجین کی عمر میں تناسب، فعل رسول ﷺ پر اعتراض اور اس کا حکم

سوال:- آج کل بعض مسلمان بوجہ اپنی جہالت وکم فہمی کے لڑکے لڑکی کی شادیوں میں باہمی رنجشوں اور عداوتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک دوسرے کو نقصان وزک پہونچانے کے لئے جھوٹی درخواستیں عدالتوں اور تھانوں میں گذرا کر شادیاں رکوا دیتے ہیں اور احکام خدا ورسول کو بالکل پس پشت ڈالتے ہیں اس طرح بندگان کو ناحق لٹوا کر اپنا مطلب نکالتے ہیں اور جائز کو ناجائز کر کے گنہگار ہوتے ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کی شادی مبارک ہمراہ حضرت ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے وقت حضرت نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک ۵۰ر سال کی اور ام المومنینؓ کی عمر صرف چند سال کی تھی تو اس کمی بیشی عمر پر نافہم لوگ بہت اعتراض کرتے ہیں تو کیا بعض مسلمانوں کی یہ کارروائی شرعاً درست وجائز ہے یا نہیں اگر ناجائز ہے تو ایسے شخص یا اشخاص کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا!

الجواب حامداًومصلیاً

آپس میں لڑائی رکھنا اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچانا جھوٹی درخواستیں دے کر شرعاً ناجائز اور گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ایسی چیزوں کی سخت ممانعت آئی ہے[1] حضور اقدس ﷺ کے کسی کام میں عیب نکالنا اور تحقیر کرنا کفر ہے ایسی چیز سے ایمان جاتا رہتا ہے[2] شریعت

---

[1] قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولا تحسسوا ولاتجسسوا ول اتناجشوا ولاتحاسدوا ولاتباغضوا ولاتدابروا وکونوا عباداللّٰہ اخوانا وفی روایۃ ولاتنافسوا متفق علیہ (مشکوٰۃشریف ص۴۲۷/ج۲/ باب ماینھی عنہ من التھاجر الخ. الفصل الاول ،مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

[2] ومن استخف بسنۃ او حدیث من احادیثہ علیہ الصلوۃ والسلام او رد حدیثاً متواتراً او قال سمعناہ کثیراً بطریق الاستخفاف کفر، مجمع الانھر ص۵۰۶/ج۲/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کی طرف سے نکاح میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے لیکن مصالح اور معاشرت کی وجہ سے طرفین کی عمر میں تناسب کی رعایت رکھی جائے تو بہتر ہے[۱] اور حضور اکرم ﷺ کے کسی فعل میں شبہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ آپ کا ہر فعل مصالح سے پر تھا اس نکاح میں بھی بے شمار مصالح تھیں جیسا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں بہت سی مصلحتیں تھیں جب کہ ان کی عمر چالیس سال تھی اور آنحضرت ﷺ کی عمر ۲۵؍سال تھی[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶؍ربیع الثانی ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

نکاح کے وقت کن چیزوں سے آگاہ کرنا چاہئے؟

سوال:- نکاح پڑھانے سے قبل امام کو کون کون شرط سے آگاہ کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس بات کی اس وقت ضرورت ہو اس کو بتادیں۔ دینی اخلاق واعمال کی تعلیم کی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ثم ان الفاظ الکفر انواع، الثانی فی الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، عالمگیری دار الکتاب دیوبند ص۲۶۳/ج۲/ الباب التاسع فی احکام المرتدین، مایتعلق بالانبیاء، تاتار خانیہ ص۴۷۷/ج۵/ کتاب احکام المرتدینفصل فیما یعود الی الانبیاء علیھم السلام، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی.

[۱] ویندب اعلانہ وکونھا دونہ سناً ،الدر المختار علی الشامی زکریا ص۶۷/ج۴/ کتاب النکاح، مطلب کثیراً مایتساھل فی اطلاق المستحب علی السنۃ،البحر الرائق کوئٹہ ص۸۰/ ج۳/کتاب النکاح،النھر الفائق ص۱۷۶/ج۲/ کتاب النکاح،مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت.

[۲] وأسرار کلماتہ وأدعیتہ فوق ماینحطر بالبال،التعلیق الصبیح ص۱۹۷/ ج۱/باب آداب الخلاء،الفصل الثانی،مطبوعہ مکتبہ فخریہ دیوبند.

سب کو ہی ضرورت ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۵/۱۳۹۴ھ

نکاح کے لئے پیر جمعرات جمعہ کی فضیلت

سوال: - جیسے مہینوں میں مہینہ شوال کا نکاح کے لئے مسنون یا مستحب بیان کیا جاتا ہے اس طرح دنوں میں کوئی دن بھی مسنون یا مستحب بھی مشروع ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جمعہ، جمعرات، پیر کو فضیلت ہے[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۵/ ۹۶ھ

اندیشہ تقسیم وراثت سے نکاح نہ کرنا

سوال: - دولڑکیوں کا باپ پہلے مرگیا تھا اور سوائے لڑکیوں کے اور کوئی لڑکا نہیں تھا

---

[۱] وتعلم مالابدمنه من الفقه فرض عين شامى زكرياص۶۱۷/ ج۹/ آخر كتاب الحظروالاباحة ، هنديه كوئٹه ص۳۷۷/ ج۵/ كتاب الكراهية،الباب الثلاثون فى المتفرقات مجمع الانهر ص۱۸۴/ ج۴/ كتاب الكراهية،فصل فى الكسب ،دارالكتب العلميه بيروت.

[۲] حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے جمعہ کے دن نکاح کرنے کے استحباب اور فضیلت کو بیان کیا ہے لیکن پیر اور جمعرات کے دن فضیلت نکاح کا کوئی تذکرہ نہیں ملاويندب أعلانه وتقديم خطبته وكونه فى مسجد يوم جمعة. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۶۷/ ج۴/ كتاب النكاح. البتہ پیر اور جمعرات کی فضیلت حدیث میں وارد ہوئی ہے کہ اس دن لوگوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں ۔عن ابى هريرة قال قال رسول الله عليه وسلم تعرض الأعمال يوم الاثنين والخميس فأحب أن يعرض عملى وأناصائم. مشكوٰة شريف ۱۸۰/ باب صيام التطوع، الفصل الثانى. مطبوعه ياسرنديم ديوبند.ويوم الجمعة ولو منفرداً،ان صومه بانفرادهٖ مستحب عندالعامة كالاثنين والخميس، ومثله فى المحيط معللاً بأن لهٰذه الايام فضيلة، شامى كراچى ص۳۷۵/ ج۲/ كتاب الصوم.

اس کی عورت ابھی زندہ تھی تو وراثت کا شریعت کے اعتبار سے پنجاب میں رواج نہیں ہے تو خاوند نے زمین اور گھر چھوڑا اس کی مالکہ اس کی عورت تھی اس کے مرنے کے بعد اب صرف دولڑکیاں رہ گئیں وہ عاقلہ اور بالغہ ہیں ان کی منگنی والدہ نے اپنے بھائیوں کے لڑکوں کے ساتھ کردی تھی۔ اب والدہ کے مرنے کے بعد والدہ کے بھائیوں نے ہی لڑکیوں کو کہہ دیا کہ تم شادی نہ کراؤ اور خاوند کی طرف سے جولڑکیوں کے چچا وغیرہ ہیں ان کے کہنے پر بھی شادی نہ کراؤ اگر شادی کرالوگی تو شریعت کے اعتبار سے تو وہاں تقسیم نہیں ہے اور قانون کے اعتبار سے اب لڑکیوں کو حصہ نہیں ملتا اب جب تک وہ لڑکیاں شادی نہ کراویں گیں تب تک تو وہ مالک ہیں اگر شادی ہوگئی تو دوسرے چچا وغیرہ کو جائیداد مل جائے گی تو وہ چچا کہتے ہیں کہ ہم لڑکیوں کو قانون کے اعتبار سے اگر کسی طرح شادی کرانے پر مجبور کریں تو شریعت کی طرف سے گنہگار ہوں گے یا نہیں؟ ہماری نیت نیک ہے تا کہ ہر گناہ سے بچ جاویں کیونکہ آجکل فتنہ کا زمانہ ہے اور وہ بائیس وپچیس برس کی ہیں پھر انھوں نے زمین مزارعت پر دوسروں کو دے رکھی ہے۔ جو کہ کوئی رشتہ دار بھی نہیں ہیں اور وہ ان کے سامنے آتی جاتی ہیں ہم کو شرم اور غیرت آتی ہے اور صرف ماموں کے کہنے پر شادی سے انکار کرتی ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعہ یہی ہے تو ماموں کی نیت صحیح نہیں لڑکیوں کو ماموں کے کہنے پر عمل نہ کرنا چاہئے بلکہ ان کو چاہئے کہ وہ سنت کے موافق نکاح کرلیں[1] پھر اگر قانونی حیثیت سے لڑکیوں کا حصہ انھیں نہ ملتا ہو چچا کو ملتا ہو تو چچا کو لازم ہے کہ ان کا حصہ ان کے حوالہ کردیں اس کو خود

---

[1] وعن ابی نجیح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان موسراً لان ینکح ثم لم ینکح فلیس منی، رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط،مجمع الزوائدص ۴۶۲/ ج۴/باب الحث علی النکاح،رقم ص ۷۳۰۳/مطبوعہ دارالفکر بیروت.

رکھنا حرام ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

[1] إلا إذا علم ربه أی رب المال فیجب علی الوارث رده علی صاحبه شامی نعمانیة ص۲۴۷/ ج۵/ فصل فی البیع. کتاب الحظر والإباحة، شامی دار الفکر بیروت ص۳۸۶/ ج۶/ البحر الرائق کوئٹه ص ۲۰۱/ ج۸/ کتاب الکراهیة، فصل فی البیع.

باب اول: وعدۂ نکاح (منگنی)

قول وقرار سے نکاح

سوال:- عمر وفاطمہ دونوں حقیقی بھائی بہن ہیں۔ عمر کی دولڑکیاں پیدا ہوئی ہیں اور فاطمہ کے دولڑکے پیدا ہوئے ہیں۔ دونوں بھائی بہن آپس میں اپنے بچوں کے متعلق ایک دوسرے سے شادی کے قول وقرار کرتے ہیں۔ چنانچہ بچوں کے بڑے ہونے کے بعد عمر اپنی بڑی لڑکی کی شادی اپنی بہن فاطمہ کے بڑے لڑکے سے کر دیتا ہے باقاعدہ شرعی نکاح کے ساتھ، چنانچہ دونوں خوش وخرم ہیں۔ اس کے بعد فاطمہ اپنے بھائی سے کہتی ہے کہ میرا چھوٹا لڑکا عرصہ دس سال سے بھاگ گیا ہے۔ اسلئے بھائی تم اپنی لڑکی کی شادی کسی اور جگہ کردو۔ چنانچہ عمر نے دوسری جگہ شادی کردی ہے۔ اسکے بعد بعض لوگوں نے واللہ اعلم دشمنی سے یا کسی اور وجہ سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ نکاح صحیح نہیں ہوا ہے۔ اسلئے کہ اس لڑکی کا نکاح فاطمہ کے چھوٹے لڑکے سے بچپن میں ہو چکا ہے۔ چنانچہ فاطمہ کو بھی لوگوں نے بہکالیا ہے وہ بھی ایسا ہی کہتی ہے۔ اب کیا ہم اس پہلے نکاح کو جبکہ وہ نکاح ہی نہیں تھا بلکہ آپس میں قول وقرار تھا اور شاید گواہ بھی نہیں ہے۔ کیا یہ دوسرا نکاح صحیح ہوگیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس چھوٹے لڑکے اور لڑکی کے متعلق صرف وعدہ ہوا تھا کہ ان کی شادی کردیں گے اور نکاح نہیں کیا گیا تھا، نہ نکاح پڑھنے والا کوئی موجود تھا نہ گواہ موجود تھا، تو محض وعدہ کر لینے سے نکاح نہیں ہوگیا[1] اور عمر نے دوسری جگہ جو شادی کردی ہے وہ صحیح اور معتبر ہے۔[2]

---

[1] لوقال هل اعطيتنيها فقال اعطيت ان كان المجلس للوعد فوعد الخ، شامی زکریا ص ۷۲/ ج ۴/ کتاب النکاح، قبیل مطلب التزوج بارسال کتاب، البحر الرائق کوئٹہ ص ۸۳/ ج ۳/ کتاب النکاح، النهر الفائق ص ۱۷۸/ ج ۲/ کتاب النکاح، مطبع دار الکتب العلمیه بیروت.

[2] وينعقد متلبسا بايجاب من احدهما وقبول من الاخر، وشرط (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

دشمنی کی وجہ سے غلط بات کہنا اور بہکانا سخت مذموم ہے۔ فاطمہ کو بھی چاہئے کہ اصل حقیقت کو نہ چھپائے۔ وعدہ اور ہے شادی اور ہے، دونوں ایک چیز نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۵/۱۳۸۹ھ

نکاح کی قسم کھا کر اس کے خلاف کرنا

سوال:- ایک شخص نے کہا کہ میں آپ کی لڑکی انوارہ سے شادی کروں گا۔ میں اللہ سے اقرار کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ انوارہ کو چھوڑ کر کسی اور سے شادی نہیں کروں گا۔ اب اگر کسی دوسری لڑکی سے وہ شخص شادی کرلے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دوسری لڑکی سے شادی کرے گا تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۵/ ۹۲ھ

نکاح کا وعدہ کرکے اس کے خلاف کرنا

سوال:- (۱) زید و ہندہ کے والدین نے زید و ہندہ کا نکاح ان کے بچپن میں طے کر رکھا تھا۔ زید کے والد کے انتقال ہونے پر اس کی والدہ نے اپنا دوسرا نکاح ہندہ کے بڑے

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) حضور شاهدين حرين اوحرة وحرتين مكلفين سامعين قولهما معاً، الدر المختار مع الشامي زكرياص ۶۹، ۹۱/ج۴/كتاب النكاح، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۱، ۸۷/ ج۳/كتاب النكاح فتاوى الهنديه ص۲۶۷/ج ۱/كتاب النكاح الباب الاول.

[1] فلو حلف لايتزوج فعقده بنفسه أووكل فعقدالوكيل حنث شامي كراچی ص ۸۱۵/ج۳/ مطلب حلف لايتزوج، شامي زكرياص ۶۲۸/ج۵/كتاب الايمان باب اليمين فى البيع والشراء مطلب حلف لايتزوج، فتاوى عالمگيرى ص ۱۱۱/ج۲/الباب السابع فى اليمين فى الطلاق والعتاق مطلب من حلف لاتنزوج فوكل به حنث مطبوعه كوئٹه، النهرالفائق ص ۱۰۲، ۱۰۱/ ج۳/كتاب الايمان باب اليمين فى البيع والشراء، مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

والد (یعنی ہندہ کے والد کے بڑے بھائی) سے کرلیا۔ اب تقریباً دوسال سے زید کے دونوں ذمہ داروں نے ہندہ سے نکاح کرنے کا کسی مصلحت سے انکار کردیا۔ یہ بات ہندہ کے والدین کے لئے تکلیف کا سبب بنی۔ کہتے ہیں کہ ہمارا ان لوگوں سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ ہندہ کے والد کا یہ انتقام کہ اپنے بڑے بھائی سے ترک تعلق مذکورہ بالا وجہ سے کرلیں تو جائز ہے یانہیں؟ اس طرح دوسرے بھائیوں پران کا دباؤ ڈالنا کہ بڑے بھائی سے اس بنیاد پر مقاطعہ رکھیں تو جائز ہے یانہیں؟

(۲) ہندہ کے والد اوران کے دوسرے چچاؤں کو اپنے بڑے بھائی سے مذکورہ بالا وجہ سے کس طرح معاملہ رکھنا چاہئے؟ حسن مدارات کا یا نزاع وجھگڑا وفساد کا؟

(۳) نکاح کے بچپن سے طے ہونے کے باوجود کسی مصلحت سے انکار کردینا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) نکاحِ بیوہ بعدعدت شرعاً مستحسن ہے[۱] وجہ مذکور کی بناء مقاطعہ کرنا اور پر مقاطعہ پر دوسروں کو آمادہ کرنا غلط اور خلاف شرع ہے۔ جن پر دباؤ ڈالا جارہے وہ ہرگز دباؤ میں نہ آئیں۔ مقاطعہ کی ممانعت نہایت قوی ہے، اس کی نحوست کی وجہ سے مغفرت سے محرومی ہوتی ہے۔ کمافی الحدیث[۲]

---

[۱] وانکحواا لایامی منکم الایة سورة النوررقم الایة ص ۳۲/الایامی منکم ای الذین لاازواج لھم من الرجال والنساء واحدھم ایم،تفسیر القرطبی ص ۲۲۲/ ج ۶/مطبع دار الفکربیروت.

ترجمہ: اورتم میں جو بے نکاح ہوتم ان کا نکاح کردیا کرو(خواہ مرد خواہ عورت یا ابھی نکاح ہی نہ ہوا ہو یا وفات وطلاق کی وجہ سے اب تجرد ہوگیا ہو) بیان القرآن۔

[۲] النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول لایدخل الجنة قاطع بخاری شریف ص۸۸۵/ج۲/ باب اثم القاطع کتا ب الادب مطبع اشرفیہ دیوبند.

ترجمہ: حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔(یعنی اول وہلہ میں یا سزا بھگتنے سے پہلے)عن ابی ھریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۲) جھگڑے سے حتی الوسع پرہیز کریں[1] ملاطفت وشفقت سے فہمائش کریں[2]۔

(۳) اگر وہاں نکاح کرنا مصلحت کے خلاف ہو اور لڑکی کی زندگی دینی اور خوشگوار متوقع نہ ہو تو انکار کرنا بھی درست ہے۔ حموی[3] میں خلفِ وعدہ کے تحت اس قسم کے وعدوں پر بحث کی ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱/ ۹۲ھ

وعدۂ نکاح سے نکاح نہیں ہو جاتا

سوال: - زید نے اپنے دوست بکر سے مذاقاً کہا کہ تمہاری لڑکی فاطمہ کا عقد اور رشتہ میرے لڑکے خالد کے لئے مطلوب ہے۔ بکر نے جواباً کہا کہ ہاں مجھے منظور ہے۔ میں راضی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) قال تفتح ابواب الجنة يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد لايشرك بالله شيأ الارجل كانت بينه وبين اخيه شحناء فيقال انظروا هذين حتى يصطلحا انظروا هذين حتى يصطلحا وفى حديث الا لمتهاجرين ،مسلم شريف ص۳۱۷/ج۲/كتاب البروالصلة والادب باب النهى عن الشحناء مطبع سعد بكڈپو ديوبند.

[1] قال الله تعالى: ولاتنازعوافتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا ان الله مع الصابرين الاية ص۲۴۶/سورة الانفال.

ترجمہ: اور نزاع (جھگڑا) مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ بیان القرآن۔

[2] وامرهم بالمعروف ونهيهم عن المنكر برفق واخلاص والشفقة عليهم وتوقير كبيرهم ورحمة صغيرهم وتخولهم بالموعظة،شرح للنووى على الصحيح المسلم ص۵۴/ج۱/ كتاب الايمان باب بيان ان الدين النصحيحة مطبع مكتبه سعدديوبند،مرقاة المفاتيح ص۴/ج۴/ كتاب الآداب باب الامربالمعروف،الفصل الاول،مطبع بمبئى.

[3] الخلف فى الوعد حرام وفى القينة وعده أن يأتيه فلم لاياثم (اشباه) قلنا يحمل الاول على ماااذا وعد وفى نيته الخلف فيحرم والثانى على ماذانوى الوفاء وعرض مانع (حموى مع الاشباه ص۴۵۲/ الفن الثانى، كتاب الحظر والاباحه، مطبوعه نول كشور)

ہوں اس کے بعد دونوں فاطمہ اور خالد کو بہو اور داماد کہنے لگے۔ مذکورہ الفاظ تکرار متعدد مجلسوں میں ہوتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ فاطمہ اور خالد کم سن (ایک سال یا اس سے بھی کم عمر کے تھے) اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان مذکورہ الفاظ سے کیا شرعاً نکاح منعقد ہو گیا؟ اور کیا یہ ایجاب وقبول میں داخل ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ صرف (رشتہ) خطبہ ہے جو کہ وعدۂ نکاح کے درجہ میں ہے، نکاح نہیں۔ لہٰذا ابھی نکاح منعقد نہیں ہوا[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱/ ۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

مجلس وعدۂ نکاح، کیا نکاح ہے؟

سوال: -ایک شخص نے اپنی نابالغ لڑکی کو اس کے چچازاد بھائی کے لڑکے سے شادی کرایا اور ان دونوں بھائیوں نے وعدہ کیا کہ ہم دوسرے سے شادی نہیں کرائیں گے کچھ دن کے بعد لڑکے کے باپ غریب ہو گئے اور وہ روزی کے لئے باہر چلے گئے اور لڑکی کے باپ نے اپنی لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دی۔ اس دوران وہ لڑکے کا باپ آپہو نچا اور ان کے پہنچنے کی خبر سن کر لڑکی کا باپ آیا اور اپنی معذوریت پیش کر کے کہا کہ میں نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے اس کو آپ معاف فرمائیے میں مجبور ہوں۔ تو لڑکے کے باپ نے جواب دیا کہ اگر میں زندہ رہا تو دیکھوں گا کس طرح آپ دوسری جگہ شادی کراتے ہیں۔ اگر میں زندہ رہا تو

[۱] لو قال هل اعطيتينها فقال أعطيت إن كان المجلس للوعد فوعد وإن كان للعقد فنكاح، شامی کراچی ص ۱۱/ ج۳/ کتاب النکاح، شامی زکریاص ۷۲/ ج۴/ کتاب النکاح، قبیل مطلب التزوج بارسال کتاب، البحرالرائق کوئٹہ ص ۸۳/ ج۳/ کتاب النکاح، النهر الفائق ص ۱۷۸/ ج۲/ کتاب النکاح، مطبع دارالکتب العلمية بيروت.

بندوق سے تیری جان نکالوں گا اور اگر مر گیا تو قیامت میں اس کا جواب دینا ہوگا اللہ کے دربار میں۔ مسجد میں اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کرایا گیا۔ اب یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ مجلس عقدِ نکاح کی مجلس تھی اور گواہوں کے سامنے نکاح کا ایجاب وقبول کیا گیا تو وہ نکاح صحیح ہوگیا[1] پھر دوسری جگہ شادی کا حق نہیں رہا وہ نکاح ثانی غلط ہے۔ اگر پہلی دفعہ نکاح کا ایجاب وقبول نہیں کیا گیا بلکہ رشتہ کیا گیا جو کہ وعدۂ نکاح ہے، تو بلا وجہ وعدہ خلافی کرنا گناہ ہے[2] لیکن اگر مصلحت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس جگہ نکاح نہ کیا جائے بلکہ دوسری جگہ کردیا جائے تو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔ اس بات پر بندوق مارنے کا حق ہرگز نہیں اور قیامت میں بھی عذاب نہیں ہوگا۔ لڑکی کی مصلحت کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ یہ ولی کی ذمہ داری ہے۔ مسئلہ وعدہ الاشباہ والنظائر[3] میں اور مجلس نکاح کی بحث شامی[4] میں مذکور ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۶/۱/۴ھ

---

[1] وينعقد بايجاب وقبول الى قوله وشرط حضور شاهدين اى يشهد ان على العقد الخ. الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۶۹، ۸۷/ ج ۴/ كتاب النكاح، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۷، ۸۱/ ج ۳/ كتاب النكاح، فتاوى عالمگيرى ص ۲۶۷/ ج ۱/ كتاب النكاح، الباب الاول.

[2] الخلف فى الوعد حرام الاشباه والنظائر ص ۱۵۹/ كتاب الحظر والاباحة مکتبہ اشاعت الاسلام دہلی۔

[3] الخلف فى الوعد حرام وفى القنية وعده ان ياتيه فلم ياته لاياثم ولايلزم الوعد والتوفيق بينه وبين الاول بحمل الاول على ماذا وعد وفى نيته الخلف والثانى على ماذانوى الوفاء وعرض مانع، الاشباه والنظائر مع هامش الرافعى ص ۱۵۹/ كتاب الحظر والاباحة، مكتبه اشاعت الاسلام دهلى.

[4] لوقال اعطيتنيها فقال اعطيت ان كان المجلس للوعد فوعد وان كان للعقد فنكاح، شامى زكريا ص ۷۲/ ج ۴/ كتاب النكاح، قبيل مطلب التزوج بارسال كتاب، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۳/ ج ۳/ كتاب النكاح، النهر الفائق ص ۱۷۸/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

پیغام نکاح، نکاح نہیں

سوال:- (۱) زید نے اپنے لڑکے کا عمر کی لڑکی کے لئے شادی کا پیغام دیا۔ عمر نے بعد مشورہ عزیزان زید کے لڑکے کے لئے قبول کرلیا۔ دین مہر کے شرائط بھی طے ہوگئے۔ زید نے اپنے لڑکے کو جو لندن میں زیر تعلیم ہے اس رشتہ کی منظوری سے مطلع کردیا۔ زید نے قبول کرلیا۔ اس کے بعد رسم منگنی تقریباً پچاس ۱۵۰ اشخاص کی موجودگی میں ادا ہوگئی۔ لہٰذا شرعی نقطۂ نظر سے اس ایجاب وقبول کی بابت کیا حکم ہے؟

(۲) زید کے ایک پرانے دوست نے ان واقعات کے علم ہونے کے باوجود اس لڑکی سے اپنے لڑکے کا پیغام دیدیا۔ کیا شرعی نقطۂ نظر ایسا کرنا جائز تھا؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) بیان واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی نکاح کا ایجاب وقبول نہیں ہوا بلکہ یہ خِطبہ ہے اور اس کی حیثیت وعدہ کی ہے۔ اس سے ابھی طرفین شوہر وبیوی نہیں ہیں۔ حاضرین مجلس نے بھی اس کو خِطبہ ہی سمجھا ہے۔[۱]

(۲) اس طرح خِطبہ (رشتہ) ہوجانے کے بعد دوسرے شخص کے خطبہ کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ یکم ربیع الثانی ۸۸ھ

---

[۱] قال فی شرح الطحاوی لوقال هل اعطیتنیها فقال اعطیت ان کان المجلس للوعد فوعد وان کان للعقد فنکاح، شامی زکریا ص ۲/۷ ج ۴/ کتاب النکاح قبیل مطلب التزوج بارسال کتاب، البحر الرائق کوئٹہ ص ۸۳/ ج ۳/ کتاب النکاح، النهر الفائق ص ۱۷۸/ ج ۲/ کتاب النکاح مطبع دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] أن ابن عمر کان یقول نهی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أن یبیع بعضکم علی بیع بعض ولا یخطب الرجل علی خطبة اخیه حتی یترک الخاطب قبله أو یاذن له الخاطب (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

منگنی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

سوال: -زید مع چندکس واسطے ناطہ مانگنے اپنے فرزند بالغ کے بکر صاحبِ دختر کے گھر گیا۔ دختر نابالغہ تھی۔ بکر صاحب دختر نے اپنے بھائی حقیقی احمد اللہ کو جواب دینے کے لئے اجازت دی احمد اللہ مذکور نے اپنی طرف سے خالد کو جو کہ زید کا بہنوئی ہے جواب دینے کے واسطے مختار بنایا۔ امام صاحب نے جن کو خود زید اپنے ساتھ لایا تھا کہا کہ زید اپنے فرزند کے واسطے مانگتا ہے تو خالد زید کے بہنوئی نے جواب دیا کہ ہم نے دے دیا۔ تو امام صاحب نے دعا فرمائی جو کہ خود امام صاحب کے بیان سے عیاں ہے۔

اسی طرح باقی گواہان کا بیان ہے صرف زید کا حقیقی بھائی اور خالد زید کا بہنوئی بیان دیتے ہیں کہ ایجاب بھی ہوا قبول بھی زید نے کہا جو کہ سراسر غلط ہے بلکہ ان دو گواہان کے لئے بکر صاحب دختر نے کہا تھا کہ قرآن شریف ہاتھ میں لو۔ مگر انکاری ہو گئے ہیں اور مجلس داہنداری یعنی منگنی کے سب کے سب مانتے ہیں اسی وجہ سے مہر کا ذکر یا خطبہ نہیں پڑھا گیا کیونکہ مجلس داہنداری کی تھی پس صورتِ بالا میں نکاح ہوا یا نہیں؟ عند اللہ جواباً مشکور فرمائیں و عبارت فقہ درج فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب التنقیحی

جو لوگ ایجاب اور قبول دونوں کو بیان کرتے ہیں ان سے وہ الفاظ لکھوا کر بھیجئے جن

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) بخاری شریف ص ۷۷۲/ ج ۲/ کتاب النکاح، باب لایخطب علی خطبة اخیه حتی ینکح اوید ع، مطبع اشرفیه دیوبند.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے حضرت نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ تم میں کوئی کسی دوسرے کی بیع پر بیع کرے اور نہ کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام دے یہاں تک کہ پیغام دینے والا اس سے قبل اس کو ترک کر دے یا پیغام دینے والا اس کو اجازت دیدے۔

سے ایجاب وقبول ہوا ہے۔ ایجاب کے الفاظ علیحدہ ہوں اور قبول کے علیحدہ ہوں تب جواب دیا جائے گا نیز اس سے پہلے کبھی پیغام بھیجا ہے یا یہ گفتگو اول ہی مرتبہ ہوئی اور ان بیانات کو بھی ہمراہ بھیجئے۔

از دارالافتاء مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/شعبان ۵۵ھ

الجواب حامداً ومصلیاً

عبدالرحمٰن مدعی کے بیان میں بھی تصریح ہے کہ ''مجلس داہنداری بود'' اسی طرح عبداللہ، احمداللہ، غلام رسول، احمد جونیہ، عزیز جو، چودھری وجے جو، سب اس کے مقر ہیں کہ مجلس رشتہ اور منگنی کی تھی اس کا کوئی اقرار نہیں کرتا کہ مجلس نکاح کی تھی اور ہمارے عرف میں مجلس نکاح اور ہوتی ہے اور مجلس رشتہ اور، منگنی ہمارے یہاں صرف وعدۂ نکاح کا نام ہے صرف وعدہ سے نکاح نہیں منعقد ہوتا بلکہ نکاح کے لئے مستقلاً دوسری مجلس منعقد کی جاتی ہے۔ لہٰذا اگر وہاں کا عرف بھی یہی ہے تو صورت مسئولہ میں نکاح منعقد نہیں ہوا کتزوجینی نفسک اذا لم ینوا الا ستقبال أی الاستیعادأی طلب الوعدالیٰ قوله قال فی شرح الطحاوی لوقال هل اعطیتنیهافقال اعطیت ان کان المجلس للوعد فوعد وان کان للعقد فنکاح. اھ شامی[۱] ص ۴۰۸/ ج ۲/.

نیز امام صاحب کے الفاظ کہ ''زید ناطہ اپنے فرزند کے واسطے مانگتا ہے'' صریح ہیں کہ رشتہ کی درخواست کی جاری ہے اور جواب میں خالد کا کہنا کہ ''ہم نے دے دیا'' بھی رشتہ ہی پر محمول ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ۔ صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۹/شوال ۵۵ھ

---

[۱] الدرمع الرد کراچی ص ۱۱/ج ۳/ قبیل مطلب التزوج بإرسال کتاب (کتاب النکاح)شامی زکریاص ۲۷/ج ۴/ کتاب النکاح،قبیل مطلب التزوج بارسال کتاب،البحر الرائق کوئٹہ ص ۸۳/ ج ۳/ کتاب النکاح،النهر الفائق ص ۱۷۸/ ج ۲/ کتاب النکاح،مطبع دارالکتب العلمیة بیروت.

کیا رشتہ کرنا بھی نکاح ہے؟

سوال:-زید بہ ہمراہ چند اشخاص بکر کے گھر آیا اور مقصد بیان کیا جواباً بکر نے کہا کہ میں نے اپنی دختر فلانی تیرے لڑکے کو دیدی تو زید نے اپنے پسر کے لئے قبول کی مٹھائی تقسیم ہوگئی بعد انقضاء مدت بروز جمعہ مولانا عبداللطیف صاحب جامع مسجد کی خدمت میں مع زید کے روبرو درخواست پیش کی کہ میں نے اپنے لڑکی زید کے پسر کو دی تھی اب میری رضا نہیں کیا میں اپنی لڑکی دوسری جگہ دے سکتا ہوں مولانا موصوف بموجب شریعت حکم دیں مجھے منظور ہے مولانا موصوف نے ہر دو کے حلفیہ بیان لئے ہر دو نے مثل سابق بیان دیئے اور رشتہ داروں نے تصدیق کی مولانا موصوف نے فرمایا کہ شرعاً یہی نکاح ہے دوسری جگہ لڑکی دینے کی شرعاً اجازت نہیں۔

بکر بخیر رہا۔ بعد انقضاء مدت مولانا موصوف نے بغیر فیصلہ زید کے وہی لڑکی خود شامل ہوکر عمر کو نکاح کر دی مولانا موصوف نے کئی مواضعات میں انجمن کی صورت میں حلفاً عہد وقرار لیا کہ آئندہ شادی پر گانے گانا ڈھول بجانا آتشبازی کرنا بند ہے جو اس عہد کو توڑے گا اس پر بطور شریعت وبرادری ڈنڈ لگایا جائے گا چنانچہ اس پر عمل درآمد بھی ہوا، الحاصل ایک شادی میں شریک ہوئے اور از اول تا آخر شریک رہے مگر عہد وپیاں کا کچھ خیال نہ کیا آتشبازی کرائی اس عہد شکنی سے لوگوں کو رنج ہوا۔ اب استدعا یہ ہے کہ حسب شریعت مولانا موصوف واہل مجلس وحوار یین کو کیا حکم ہے؟

محمد ایوب خان سکنہ ریالہ ڈاک خانہ کوہالہ تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک جگہ نکاح صحیح ہوجانے کے بعد دوسری جگہ درست نہیں نکاح جائز نہیں۔ جب تک شوہر سابق سے شرعی علیحدگی طلاق وخلع وغیرہ کے ذریعہ سے نہ ہوجائے اور عدت نہ

گذر جاوے۔ لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ وکذا المعتدة وکذا فی سراج الوهاج عالم گیری[۱] ص ۲۷۰/ ج ۲/ رحیمیه.

بکر کے الفاظ جو کہ سوال میں درج ہیں کنایات نکاح میں سے ہیں صریح نہیں نکاح اور رشتہ دونوں کے لئے مستعمل ہیں پس اگر گواہوں کے سامنے مہر وغیرہ کا ذکر ہوا اور یہ الفاظ نکاح کیلئے کہے گئے اور اس مجلس کو مجلس نکاح سمجھا گیا۔ تب تو نکاح ہوا ورنہ نہیں[۲] بلکہ محض وعدہ ہے لہٰذا اگر حسب تفصیل سابق پہلا نکاح صحیح ہو گیا تھا تو دوسرا نکاح صورت مسئولہ میں صحیح نہیں ہوا باوجود علم کے اس میں شرکت کرنے والے گنہگار ہوئے سب کو عموماً اور مولوی صاحب کو خصوصاً علی الاعلان توبہ کرنا ضروری ہے آتشبازی اور گانا ڈھول بجانا وغیرہ ناجائز ہے اس سے اجتناب ضروری ہے[۳] البتہ مال کا جرمانہ ایسے مجرموں کو نہیں کرنا چاہئے۔ والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال بحر[۴] ص ۱۴/ ج ۵/ بلکہ ترک تعلقات وغیرہ دوسری

---

[۱] الهندیةص ۲۸۰/ ج ۱/ الباب الثالث فی بیان المحرمات القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، مطبوعه کوئٹه، الفقه الحنفی وادلته ص ۱۵۸/ ج ۱/ القسم الاول فقه المعاملات کتاب النکاح، محرمات النکاح، السادس محرمات بتعلق حق الغیر مکتبة الغزال بیروت، بدائع الصنائع زکریا ص ۵۴۹، ۵۴۸/ ج ۲/ کتاب النکاح، عدم جواز منکوحة الغیر، بیان عدم جواز نکاح معتدة الغیر.

[۲] قال فی شرح الطحاوی لو قال هل اعطیتنیها فقال اعطیت ان کان المجلس للوعد فوعد وان کان للعقد فنکاح، شامی زکریا ص ۷۲/ ج ۴/ کتاب النکاح، مطلب التزوج بارسال کتاب، النهر الفائق ص ۱۷۸/ ج ۲/ کتاب النکاح، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۸۳/ ج ۳/ کتاب النکاح.

[۳] وکره کل لهو ای کل لعب وعبث الی قوله والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه کالرقص والسخریة والتصفیق وضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانها کلها مکروهة لانها زیّ الکفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغیر ذالک حرام، شامی زکریا ص ۵۶۲/ ج ۹/ کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء وغیره.

[۴] البحر ص ۴۱/ ج ۵/ کتاب الحدود فصل فی التعزیر مکتبه کوئٹه پاکستان، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۱۰۵/ ج ۶/ کتاب الحدود باب التعزیر مطلب فی التعزیر باخذ المال.

سزائیں مقرر کی جائیں [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۱/۵۳ھ

صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ ہذا ۱۵/ محرم ۵۳ھ

وعدۂ نکاح کر کے اس کے خلاف کرنا

سوال: -ایک شخص نے بوقت شادی طفل خود اس بات کا وعدہ کیا کہ ''وہ اپنی لڑکی، جو اس وقت خورد سالہ اور نابالغہ ہے، کا ناطہ عوض معاوضہ کر دے گا۔'' مگر اب لڑکی عرصہ سے بالغ ہو چکی ہے اور لڑکا ابھی نابالغ نادار اور ذریعہ معاش نہیں رکھتا۔ علاوہ ازیں منجانبین سخت کشیدگی اور حالات مکدر ہو چکے ہیں اور ناطہ کرنے کی صورت میں مضرت لڑکی کا یقین غالب ہے، اندریں حالات اس دور فتن میں اگر وعدہ کنندہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی کرے تو وہ شرعی نقطۂ نگاہ سے قابل گرفت ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو اس کا دفعیہ کس صورت میں ہو سکتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وعدہ کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا البتہ بلا وجہ وعدہ خلافی کرنے سے گناہ ہوتا ہے اور وعدہ کرتے وقت اس نیت سے وعدہ کرنا کہ بعد میں مخالفت کروں گا سخت گناہ ہے۔ ہاں اگر وعدہ کرتے وقت تو وعدہ پورا کرنیکی نیت تھی لیکن بعد میں کچھ ایسے عوارض پیش آ گئے کہ وعدہ پورا کرنا دشوار ہے یا مصالح کے خلاف ہے تو پورا کرنا واجب نہیں۔ اس کے خلاف کرنا

---

[1] قولہ نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن کلامنا ایھاالثلاثة ھو دلیل علی وجوب ھجران من ظھرت معصیة فلایسلم علیه الاان یقلع وتظھر توبته،المفھم شرح مسلم ص۹۸/ج۷/ کتاب الرقاق باب یھجر من ظھرت معصیة،مطبوعه دارابن کثیربیروت،مرقاة المفاتیح ص۱٦۷/ ج۴/ کتاب الآداب باب ماینھی عنه من التھاجر والتقاطع واتباع العورات،مطبع بمبئی.

درست ہے[1] کما صرح به الحموی فی شرح الاشباه والنظائر نقلاً عن العقد الفرید[2] ص ۲۵۲ / ۴۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/۱۱/ ۵۶ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ
صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۵/ ذیقعدہ ۵۶ھ

منگنی کرکے نکاح سے انکار

سوال:- چودھری عطا محمد کے لڑکے کی منگنی ہوئی چودھری محمد علی کی لڑکی کے ساتھ جس کا نام شریفاً بی ہے۔ لیکن اب وہ انکار کرتا ہے کہ شادی نہیں کروں گا۔ ہمارے یہاں کا رواج ہے کہ جب کوئی رشتہ مانگتا ہے تو برادری بٹھا کر صلاح کر کے لڑکی کے ماں باپ پھر زبان رشتہ کی دیدیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ فلاں دن آکر لڑکی کو کپڑے لگا کر چلے جائیں تو اسے ہم کپڑا امائی کہتے ہیں یا منگنی۔ تو بارات لڑکے کے گھر سے جاتی ہے اور لڑکی والے بھی اپنے رشتہ داروں کو دعوت میں بلاتے ہیں اور لڑکی کو کپڑے وغیرہ لگائے جاتے ہیں اور اس کے بعد مٹھائی وغیرہ استعمال کی جاتی ہے۔ ایسا طریقہ چودھری محمد یونس ولد عطا محمد کے لڑکے کا

---

[1] ثم إذا فهم مع ذالک الجزم فی الوعد فلابد من الوفاء إلا أن يتعذر فان كان عند الوعد عازماً على ان لايفى به فهذا هوالنفاق الخ (مرقات ص۲۵۳/ ج۴/ قبيل باب المفاخرة والعصبية، باب المزاح،مطبوعه بمبئى شرح الطيبى ص۱۳۳/ ج۹/باب المزاح،ادارة القرآن كراچى.

[2] قوله:"الخلف فى الوعدحرام "وقال صاحب عقد الفريدفى التقليد،انما يوصف بما ذكر اى بأن خلف الوعد نفاق اذا قارن الوعد العزم على الخلف،واما من عزم على الوفاء ثم بداله ،فلم يف بهذا لم يوجد منه صورة نفاقٍ كما فى الاحياء من حديث طويل عن ابى داؤد والترمذى مختصراً بلفظ اذا وعد الرجل اخاه ومن نيته ان يفى فلم يف فلا اثم عليه ،انهتى، غمز عيون البصائر للحموى ص۲۳۶/ ج۳/كتاب الحظروالاباحة،مطبوعه ادارة القرأن كراچى .

ہوا، لیکن اب چودھری علی محمد اور اس کے رشتے دار شادی دینے سے انکار کرتے ہیں۔ اب فتویٰ صادر فرمائیں کہ شرع محمدی میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

منگنی کے لئے یہ چیزیں شرعاً لازم نہیں بغیر ان کے بھی درست ہے۔ منگنی ایک وعدہ ہے۔ بلاوجہ وعدہ خلافی کرنا (والخلف فی الوعد حرامٌ. کذا فی الدر المختار[۱]) شرعاً بہت برا ہے۔ کوئی واقعی عذر ہو تو منگنی کو توڑنا درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] الخلف فی الوعدحرام وفی القنیة وعده ان یاتیه فلم یأته لایأثم ولایلزم الوعد والتوفیق بینه وبین الاول بحمل الاول علی ماإذا وعد وفی نیته الخلف والثانی علی ماإذانوی الوفاء وعرض مانع،الاشباه والنظائرمع هامش الرافعی ص ۱۵۹ / کتاب الحظروالاباحة،مطبوعه اشاعت اسلام دهلی،مرقاةالمفاتیح ص۷ ۶۴ / ج۴ /باب الوعدالفصل الثانی،مطبع بمبئی.

باب دوم: صحت وشرائط نکاح

فصل اول: نکاح صحیح

ثبوت نکاح کس طرح ہوتا ہے

سوال:- زید کی لڑکی مسماۃ ہندہ غیر شادی شدہ بعمر ۱۷ سال جوان عمر ہے ایک مرتبہ خالد نے عمر کو زید کی لڑکی ہندہ مذکورہ سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو خالد کے جی میں شبہ ہوا کہ یہ ایک اجنبیہ لڑکی سے کیوں تخلیہ میں باتیں کررہا ہے خالد نے ہندہ کے والد اور اہل محلّہ کے معتبرین سے ذکر کیا تو عمر سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیا معاملہ ہے عمر نے محلّہ کے مولوی صاحب اور دیگر متعدد آدمیوں سے حلفیہ طور پر بیان کیا کہ خدا تعالیٰ کی قسم ہندہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسے میری اپنی لڑکی، خدا کرے میرا رو سیاہ ہو جو میں جھوٹ بولتا ہوں میں تو اسکو اپنی لڑکی کی طرح سمجھتا ہوں نیز عمر کی زوجہ نے محلّہ کے اکثر گھروں میں جا کر بیان کیا کہ میں بقسم کہتی ہوں کہ میرا خاوند ہندہ کو اپنی لڑکی کی طرح سمجھتا رہتا ہے اور یہ واقعہ بالکل غلط ہے اس واقعہ کے بعد زید اور عمر کی مصالحت کردی گئی بعد ازاں جب عرصہ چار ماہ کا گذر چکا تو ایک روز عمر نے محلّہ کے مولوی صاحب سے بیان کیا کہ زید کی لڑکی مسماۃ ہندہ سے میرا دو سال کا خفیہ طور پر نکاح پڑھا ہوا ہے نکاح کا کاغذ لکھا ہوا ہے دو گواہ بھی ہیں نکاح خواں میں خود ہی ہوں۔ تین مرتبہ اس عرصہ میں ہندہ کو حمل ہو چکا جس کو دوائی پلا کر خود ہی ضائع کراتا رہا ہوں اب ہندہ کو میرا ہی حمل ٹھہرا ہوا ہے آپ زید سے کہہ دیں کہ مجھ سے فیصلہ کرلیوے اور یہ لڑکی مجھے دیدیوے اسکے عوض میں مجھ سے ہمشیرہ اور میری حقیقی لڑکی کا نکاح اپنے لئے اور اپنے لڑکے کیلئے لے لیوے۔

مولوی صاحب مذکور نے یہ تمام قصہ زید سے بیان کیا زید نے جواب دیا کہ آپ اس

نکاح کے کاغذ اچھی طرح تحقیق کر لیجئے یہ شخص بہت مکار اور جھوٹا ہے ہمیشہ جھوٹی قسمیں اٹھایا کرتا ہے اور نہایت چالاک شخص ہے اگر واقعی اس کے پاس نکاح کا صحیح طور پر کاغذ موجود ہے اور بات اس طرح پر ہے کہ پھر باہمی مشورہ کر کے بات کریں گے۔ مولوی صاحب نے عمر کو بلوا کر فرمایا کہ آپ وہ نکاح کا کاغذ لے آویں تا کہ میں اس کو دیکھ کر غور کروں اس کے دیکھنے کے بعد آپ کے گواہ بھی بلوالوں گا۔

عمر نے کہا کہ کاغذ تو کسی دوسرے گاؤں میں ہے یہاں پر نہیں ہے اگر فرماؤ تو گواہ حاضر کر دیتا ہوں مولوی صاحب نے کہا کہ گواہ تو آج کل ڈیڑھ ڈیڑھ روپیہ میں مل جاتے ہیں تم پہلے وہ کاغذ دکھاؤ، اس نے کاغذ دکھانے سے بالکل انکار کر دیا اور کہا کہ کاغذ میں نہیں دکھاتا عمر کے ایک دوست نے بیان کیا کہ کاغذ تو اس نے کوئی لکھوایا ہی نہیں ہے کون بکواس بکتا ہے اسکے بعد مولوی صاحب نے فرمایا کہ جب تم ہمیں کاغذ نہیں دکھاتے ہو تو اب ہمارے پاس تحقیق کا ذریعہ صرف لڑکی مسماۃ ہندہ ہی ہے دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہے چنانچہ ہندہ سے دو مولوی صاحب نے جو سند یافتہ عالم ہیں ہندہ کے حقیقی ماموں کی موجودگی میں دریافت کیا کہ عمر کہتا پھرتا ہے کہ میرا نکاح ہندہ سے عرصہ دو سال سے خفیہ طور پر دو گواہوں کے روبرو پڑھا گیا ہے کیا یہ بات صحیح ہے نیز تو از روئے ایمان ہمیں بتلا بلا کسی کے اجبار وخوف کے آیا عمر سے تیرا خفیہ طور پر نکاح ہوا ہے یا نہیں ہندہ نے بلا کسی خوف کے دلیری سے بیان کیا کہ میں ایمان سے کہتی ہوں کہ عمر بالکل جھوٹ بولتا ہے میرا اس سے کوئی خفیہ نکاح وغیرہ نہیں ہے مولوی صاحبان نے فرمایا کہ تو سر پر کلام مجید رکھ کر یہ کہو کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کرے کلام مجید سے ماری جاؤں اس نے اسی طرح بیان کیا اور کہا کہ میرا عمر سے کوئی نکاح وغیرہ نہیں ہے وہ جھوٹ بولتا ہے تین چار مرتبہ یہی کلمات دہراتی رہی اسکے بعد عمر سے کہا گیا کہ تم جھوٹے ہو عمر نے کہا کہ میں آپ کو دواس قسم کے نشانات بتلاتا ہوں جن کو یا تو وہ جانتی ہے یا میں جانتا ہوں وہ نشان اس اکیلی کے آگے ظاہر کر کے میرے نکاح کے متعلق دریافت کیا جائے اگر پھر بھی

انکار کرے تو میں جھوٹا اور کاذب ہوں چنانچہ بالکل تنہائی کی جگہ مولوی صاحبان نے دریافت کیا تو ہندہ نے بدستور سابق نکاح سے بالکل انکار کر دیا اور کہا کہ اگر میرا نکاح عمر سے پڑھا گیا ہوتا تو میں کلام مجید سر پر رکھ کر کیوں انکار کرتی عمر سے میرا قطعاً کوئی نکاح وغیرہ نہیں ہے۔ یونہی مجھ پر بہتان لگایا گیا ہے اس کے بعد محلّہ کے مولوی صاحبان نے زید سے کہا کہ عمر نکاح کے متعلق غلط کہتا ہے چنانچہ اسی شب کو ہندہ کا نکاح خالد سے کر دیا گیا قبل از نکاح ہندہ سے پھر گواہوں کے روبرو نکاح خواں نے دریافت کیا کہ خالد سے تیرا نکاح کر دیا جائے ہندہ نے بآواز بلند کہا کہ میری طرف سے اجازت ہے چنانچہ ہندہ مذکورہ کا نکاح خالد سے کر دیا گیا اور ہندہ وخالد کا نکاح درج رجسٹر کرا دیا گیا اور دونوں کے نشان انگشت نکاح کے رجسٹر پر لگا دیئے گئے نکاح خواں اور گواہان کے دستخط بھی کرا دیئے گئے نکاح کی مجلس میں تقریباً چالیس آدمی موجود تھے اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہندہ کا نکاح خالد سے شرعی طور سے منعقد ہو گیا ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندہ کا نکاح خالد سے صحیح نہیں ہوا ہے۔ نیز عمر اب کہتا پھرتا ہے کہ ہندہ سے میرا نکاح ہے خالد کے نکاح میں شرعی طور پر کوئی نقص آیا ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر مفصل جواب ارشاد فرماویں۔ تاکہ اطمینان ہو جاوے جواب جلدی دیویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح کا ثبوت اولاً گواہوں سے ہوتا ہے[1] اگر عادل ثقہ معتبر کم از کم دو گواہ بھی موجود نہ ہوں تو پھر زوجین کی تصدیق کافی ہوتی ہے[2] اگر ایک انکار کر دے تو نکاح کا ثبوت نہیں ہوتا

---

[1] رجلان أو رجل وامرأتان مالا كان أو غير مال كالنكاح والرضاع، والطلاق والوكالة (مجمع الأنهر ص ۲۶۱/ ج۳/ كتاب الشهادات، مكتبه عباس احمد البازويشترط العدد فلا ينعقد النكاح بشاهد واحد هكذافى البدائع، عالمگیری ص۲۶۷/ ج ۱/ كتاب النكاح، الباب الاول، مطبوعه كوئٹه، بدائع زكرياص۵۲۷/ ج۲/ كتاب النكاح فصل ومنها العدد.

[2] ولابالاقراروفى الرد المحتار لاينافيه ماصرحوابه ان النكاح يثبت بالتصادق لان المراد هنا ان الاقرار لايكون من صيغ العقد، والمراد من قولهم انه يثبت (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

لہٰذا اگر دو عادل ثقہ گواہ موجود ہوں تو انکا اعتبار ہوگا یعنی اگر عمر کے پاس دوسرے گواہ موجود نہ ہوں تو اس کا قول معتبر نہیں اور خالد سے جو نکاح ہوا ہے وہ صحیح اور معتبر ہے اور اگر عمر کے پاس دو عادل گواہ موجود ہیں تو اس کا قول معتبر ہے اور خالد کا نکاح صحیح نہیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ایجاب وقبول تین دفعہ

سوال: -ایجاب وقبول تین مرتبہ کرانا اور گواہوں کا نام تین مرتبہ لینا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تین دفعہ ایجاب وقبول کی ضرورت نہیں، ایک دفعہ ہی کافی ہے۔ گواہوں کا نام لینا ضروری نہیں، البتہ گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) بالتصادق ان القاضی یثبتہ بہ ای بالتصادق، شامی کراچی ص ١٣ / ج٣ / کتاب النکاح مطلب التزوج بارسال کتاب، منحة الخالق علی هامش البحر ص ٨٤ / ج٣ / کتاب النکاح مطبوعه کوئٹه.

[1] فاذا صحت الدعوی سأل المدعی علیه عنها فان أقرأ وانکر فبرهن المدعی قضی علیه لوجود الحجة الملتزمة للقضاء بحر کوئٹه ص ٢٠٢ / ج٧ / کتاب الدعوی، وفی فتح القدیر فان احضر المدعی البینة علی وفق دعواه قضی بها ای قضی القاضی بالبینة لانتفاء التهمة عنها، فتح القدیر ص ١٦٨ / ج٨ / کتاب الدعوی مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] وشرط حضور شاهدین مکلفین سامعین قولهما معاً الخ. الدر المختار علی هامش رد المحتار زکریا ص ٨٧ / ج٤ / بحر کوئٹه ص ٨٧ / ج٣ / کتاب النکاح، مجمع الانهر ص ٣٧٤ / ج ١ / کتاب النکاح، طبع دار الکتب العلمیه بیروت.

نکاح کے لئے ایجاب وقبول کی ایک صورت

سوال:-زید کہتا ہے کہ سوال (۱) و(۲) میں روبرو گواہان دے کر یعنی دختر بکر کو ونیز اس کی کفالت کو تین مرتبہ قبول کیا ہے اور دختر بکر نے بھی ہر دو سوال کے اندر زید کی زوجیت روبرو گواہان قبول کی ہے ورو برو بکر کے زید کہتا ہے کہ میں نے دختر بکر کے نفس کو جیسا کہ نکاح کے اندر قبول کرتے ہیں تین مرتبہ ہر دو سوال میں روبرو گواہان قبول کیا ہے اور دختر بکر نے بھی روبرو گواہان سوال (۱) و(۲) میں زید کی زوجیت میں جانا قبول کیا ہے اور زوجیت میں رہنا قبول کیا ہے۔(۲) ہر دو سوال کی شکل میں نکاح منعقد ہوا تھا زید ودختر بکر وگواہان کو معلوم تھا کہ نکاح ہے۔(۳) ہر دو سوالات کے اندر گواہان موافق شریعت تھے۔(۴) زید کا اور دختر بکر کا ایجاب وقبول جیسا کہ نکاح کے اندر ہوتا ہے ہر دو جانب سے ویسا ہی ہوا ہے ہر دو نے نکاح کو قبول کیا ہے۔(۵) ایک ہی مجلس میں ایک کا ایجاب اور دوسرے کا قبول ہوا ہے روبرو گواہان۔(۶) بکر وزید ایک ہی برادری سے ہیں نیز دختر بکر بالغہ عاقلہ ہے۔(۷) دختر بکر کے نکاح کے اندر ایک مرد عاقل وعورت عاقل وچودہ سالہ لڑکی بالغہ مسلمان شہادت میں ہیں علاوہ بکر کے، کیا ان سوالات سے بروئے شرع نکاح ہو گیا ہے؟　　　شیخ غلام محمد

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک مسلمان مرد اور دو عورت کے سامنے اگر نکاح کا ایجاب وقبول کیا جائے تو شرعاً نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور ان کی گواہی معتبر ہوتی ہے چودہ سالہ لڑکی اگر بالغہ ہو تو اس کی گواہی بھی شرعاً نکاح میں معتبر ہے[1] لڑکی جب بالغہ ہو تو اس کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف نہیں رہتا اور ولی کو بغیر اس کی مرضی کے جبراً نکاح کر دینے کا حق نہیں بلکہ وہ اپنے نکاح میں خود مختار

---

[1] وینعقد بایجاب وقبول وشرائطها حضور شاهدين حرين اوحرة وحرتين مكلفين، مجمع الانهر ص۴۶۷ / تا ۴۷۲ / كتاب النكاح، طبع دارالكتب العلميه بيروت، بحر كوئٹه ص ۸۱، ۸۷ / ج۳ / كتاب النكاح، النهر الفائق ص ۱۷۶، ۱۸۱ / ج۲ /.

ہے اپنی مرضی سے اپنی برادری میں مہر مثل پر بغیر ولی کی اجازت کے اپنا نکاح کرسکتی ہے[۱]، پس اگر بکر نے اپنی مرضی کے موافق کم ازکم دومرد یا ایک مرد اور دوعورتوں کے سامنے زید سے یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں نے اپنی فلاں دختر کا نکاح تیرے ساتھ کردیا۔ یا اپنی لڑکی تیرے نکاح میں دیدی اور زید نے اس کے جواب میں کہا کہ میں نے اس نکاح کوقبول کیا۔ تمہاری لڑکی کو اپنے نکاح میں قبول کیا تو یہ نکاح شرعاً صحیح ہوگیا۔ یا زید نے اور دختر بکر نے کم ازکم دومرد یا ایک مرد اور دوعورتوں کے سامنے اس طرح ایجاب وقبول کیا کہ مثلاً دختر بکر نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کوتمہارے نکاح میں دے دیا تمہاری زوجیت میں دے دیا۔ اس کے جواب میں زید نے کہا کہ میں نے اس کوقبول کرلیا زید نے کہا کہ میں نے تم سے نکاح کرلیا اس کے جواب میں دختر بکر نے کہا کہ میں نے اس نکاح کو یا تمہاری زوجہ بننے کوقبول کیا تو شرعاً یہ نکاح صحیح ہوگیا۔ اب یہ بلا وجہ شرعی نہیں ٹوٹ سکتا بکر کواس کے فسخ کرانے کا حق نہیں۔ اس سے پہلے سوال میں بکر کا مقولہ تونقل کیا تھا لیکن اس کے جواب میں زید کی طرف سے نکاح کے قبول کرنے کا کوئی ذکر نہ تھا۔ اس لئے اس کا حکم اس وقت لکھ دیا گیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۵/۵۶ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ
صحیح: عبد الطیف ۱۹/ جمادی الاول ۵۶ھ

---

[۱] نفذ نكاح حرة مكلفة بلاولی :لايجوز نكاح احد على بالغة صحيحة العقل من اب أو سلطان بغير اذنها بكرا كانت او ثيبا فان فعل ذالک فالنكاح موقوف على اجازتها ،هنديه كوئٹه ص۲۸۷/ ج ۱/ الباب الرابع فی الاولياء ،تبيين الحقائق ص۱۱۷/ ج۲/باب الاولياء والاكفاء ، طبع امداديه ملتان، بحر كوئٹه ص ۱۰۹، ۱۱۰/ ج۳/باب الاولياء والاكفاء ثم المرأة اذا زوجت نفسها من غير كف أصح النكاح ،لكن للاولياء حق الاعتراض (الى ان قال) ولوتزوجت المرأة ونقصت من مهر مثلها فللولی الاعتراض عليها حتى يتم لها مهر ها اويفار قها ،هنديه كوئٹه ص ۲۹۲،۲۹۳،۲۹۴/ج ۱/الباب الخامس فی الاكفاء، محيط برهانی ص ۱۲۱/ ج۴/ كتاب النكاح،الفصل التاسع فی معرفة الاولياء، مطبوعه مجلس علمی گجرات.

بچوں کے نکاح کا طریقہ

سوال:- ۶/سال سے کم عمر کے بچوں کے نکاح کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

دونوں کی طرف سے ان کے لئے ان کے والد ایجاب وقبول کرلیں[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نابالغ کا ایجاب وقبول ولی کی اجازت سے

سوال:- جبکہ لڑکا لڑکی نابالغ ہیں تو ولی ایجاب وقبول کرسکتا ہے یا نہیں؟ یا یہ خود ایجاب وقبول کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ ان کو معلوم ہو کہ نکاح کے فوائد کیا ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ بھی درست ہے کہ ولی نابالغ لڑکے لڑکی کے لئے ایجاب وقبول کرلے اور یہ بھی درست ہے کہ ولی کی اجازت سے نابالغ ایجاب وقبول کرلے۔ کذا فی الشامی[۲] ص۳۱۴/ج۲/۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۲/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وللولی انکاح الصغیر والصغیرة جبراً الخ النهرالفائق ص۲۰۸/ج۲/باب الاولیاء والاکفاء مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت، درمختار علی الشامی زکریا ص۱۷۰/ج۴/باب الولی، البحر الرائق ص۱۱۸/ج۳/باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[۲] لو کان لها اب وجد وزوجت نفسها کذلک توقف لان له مجیزاً وقت العقد لان الاب والجد یملکان العقد بذلک الخ. شامی زکریا ص۱۹۸/ج۴/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

نابالغ بچی کا ایجاب وقبول بذریعہ والد

سوال:- (۱) میں نے اپنے چھوٹے کمسن بچے کے لئے ایک چھوٹی لڑکی (جس کی عمر لگ بھگ تین سال تھی) کا رشتہ طلب کیا۔ تو لڑکی کے دادا نے لڑکی کے والد کی موجودگی میں میرے لڑکے کے لئے اس لڑکی کا رشتہ منظور کرلیا۔ اس امر کا گواہ ماسوا لڑکی کے والد، ماں اور میری بیوی کے اور کوئی نہ تھا۔ یہ ایجاب اور قبول صحیح ہے یا نہیں؟ اور یہ گواہی معتبر ہے یا نہیں؟ نیز یہ لڑکی بعد بلوغت اس لڑکے پر راضی ہے۔

(۲) اسی اثناء میں اس لڑکی کو ایک شخص نے جنگل کی طرف اغوا کرلیا اور جبریہ نکاح کرلیا، مگر لڑکی کچھ دنوں کے بعد بھاگ گئی اور اس معاملہ پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ اس واقعہ کے وقت لڑکی کی ماں کے بقول لڑکی نابالغ تھی۔ ان وجوہات کی بناء پر جبریہ نکاح ثابت ہوا یا نہیں؟ براہ کرام مفصل جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) رشتہ کرنا درحقیقت نکاح نہیں وعدۂ نکاح ہے، اس کے لئے گواہی کی ضرورت نہیں۔ وعدہ پورا کرنا چاہئے جب تک کوئی مانع قوی نہ ہو[۱]۔

(۲) اگر لڑکی اغواء کے وقت نابالغ تھی تو اس کا ایجاب وقبول شرعاً معتبر نہیں، بلکہ وہ نکاح لڑکی کے والد کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر اس نے اس کو نامنظور کردیا تھا تو وہ جب ہی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) باب الولی. مطلب لایصح تولیة الصغیر الخ،فتح القدیر ص ۳۰۹/ ج۳/ کتاب النکاح،فصل فی الوکالة بالنکاح مطبوعه دار الکفر بیروت، البحر الرائق ص ۱۱۰/ ج۳/باب الاولیاء والاکفاء،مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[۱] لوقال أعطیتنیها فقال أعطیت إن کان المجلس للوعد فوعد وإن کان للعقد فنکاح شامی کراچی ص ۱۱/ ج۳/ کتاب النکاح،بحر کوئٹه ص ۸۳/ ج۳/ کتاب النکاح،النهر الفائق ص ۱۷۸/ ج۲/ کتاب النکاح،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

ختم ہوگیا تھا۔اب والد، دادا اور خود لڑکی سب ہی اس بچپن کے رشتہ پر رضامند ہیں تو ان حالات میں یہ نکاح کردیا جائے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱/ ۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/ ۹۱ھ

کپکپی کی حالت میں ایجاب وقبول کرنے سے نکاح

سوال:-ایک طالب علم دین کا نکاح بطریق مسنونہ ایجاب وقبول دو گواہوں کی موجودگی میں ہوا۔نکاح ہوجانے کے دوتین روز بعد اس طالب علم نے یہ کہا کہ جب میرا نکاح خطبہ مسنونہ کے ساتھ شروع ہوا تو فوراً میرے پورے جسم پر کپکپی طاری ہوگئی جس کی وجہ سے میرا ذہن موقع پر حاضر نہ رہا اور جب وکیل نے لڑکی اور اس کا اور اس کے باپ کا نام لیا تو مجھے کچھ پتہ نہیں۔ ہاں جب وکیل نے کہا کہ قبول کیا۔ تو میں نے حضور ذہن کے ساتھ کہا کہ میں نے قبول کیا۔تو کیا اس صورت میں (جب کہ لڑکی اور اس کے باپ کا نام پہلے معہود فی الذہن ہے) نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خطبۂ نکاح کے وقت اگر حواس درست نہ رہیں اور پہلے سے تمام باتیں طے ہیں اور قبول کرتے وقت بھی حواس درست ہوگئے اور سمجھ کر قبول کی نوبت آئی ہے خود قبول کیا ہو یا وکیل نے کیا ہو تو نکاح درست ہوگیا[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۶/ ۱۴۰۶ھ

---

[1] لو كان لها اب وجدوزوجت نفسها كذالک توقف لان له مجيزاً وقت العقد لان الاب والجد يملكان العقدبذالک الخ شامی زكريا ص ۱۹۸ / ج ۴ /باب الولی مطلب لايصح تولية الصغير الخ،فتح القدير ص ۳۰۹ / ج ۳ /كتا ب النكاح،فصل فی الوكالة بالنكاح،دارالفكر بيروت،بحر كوئٹه ص ۱۱۰ / ج ۳ /باب الاولياء. (نمبر ۲ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

مذاق میں نکاح کا ایجاب وقبول مذاق میں بیع کا ایجاب وقبول

سوال:-کوئی شخص کسی عورت سے کہدے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اورعورت بھی مذاق میں کہہ دے کہ ''میں نے قبول کیا'' اورایسے ہی خرید وفروخت میں بھی اگر کوئی شخص کسی کو چیز مذاق کے طور پر فروخت کردے اور دوسرا بھی مذاق سے قبول کرلے، تو کیا یہ بیع منعقد ہوجائے گی یا نہیں؟ نیز یہ بھی تحریر کردیں کہ کونسی چیزیں مذاق سے واقع ہوجاتی ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

نکاح کا ایجاب وقبول اگر مذاق میں گواہوں کے سامنے کیاجائے تو یہ نکاح منعقد ہوجائے گا[۱] اگر بیع کا ایجاب وقبول مذاق میں کیا ہے حقیقۃً بیع کرنا مقصودنہیں تھا اور بائع و مشتری دونوں کواس کا اعتراف ہےتو اس سے بیع منعقد نہیں ہوگی[۲] آپ کو جس جس چیز کے متعلق دریافت کرنا مقصود ہوتو اس کو متعین کرکے دریافت کرلیں۔ تفصیل مطلوب ہوتو ''نور الانوار'' دیکھ لیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] من یفیق احیاناً ای یزول عنه مابه بالكلیةوهذاكالعاقل البالغ فی تلك الحالة الخ شامی كراچی ص ۱۴۵/ج ۶/كتاب الحجر.

[۱] حقیقة الرضا غیر مشروط فی النكاح لصحته مع الإكراه والهزل شامی كراچی ص ۲۱/ ج۳/كتاب النكاح،شامی زكریاص ۸۶/ج ۴/كتاب النكاح،عن ابی هریرةؓ ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال ثلاث،جدهن جدوهزلهن جدٌّ النكاح والطلاق والرجعة رواه الترمذی وابوداؤد، مشكوة المصابیح ص ۲۸۴/ ج۲/كتاب الطلاق،باب المطلقة ثلثاً مطبع یاسرندیم دیوبند، اعلاء السنن ص ۱۳۳/ ج ۱۱/باب لعب النكاح وجده سواء كتاب النكاح،مطبع ادارة القرآن كراچی.

[۲] ولم ینعقد مع الهزل لعدم الرضاء بحكمه معه والهازل یتكلم بصیغة العقدمثلاً باختیاره ورضاه لكن لایختارثبوته الحكم ولایرضاه،الدرالمختارمع الشامی زكریاص ۱۹/ج۷/كتاب البیوع مطلب فی حكم البیع مع الهزل.

[۳] نورالانوارص ۳۰۹، ۳۰۶/مبحث الاهلیة بحث فی تعریف الهزل والجد،مطبع یاسرندیم دیوبند.

کیا نکاح کے وقت والد کا نام لینا ضروری ہے

سوال:- کیا نکاح میں بوقت ایجاب وقبول دلہا دلہن کے والد کا نام لینا ضروری ہے؟ بشق اول اگر نام نہیں لیا سہواً یا عمداً تو کیا نکاح پھر سے دوبارہ پڑھنا پڑے گا؟ بشق ثانی ولدالزنا یا لقطہ کا نکاح کس طرح پڑھا جائیگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بغیر والد کا نام لئے قاضی اور گواہ سب پہچان لیں کوئی اشتباہ نہ رہے تو بھی نکاح صحیح ہوجائے گا، مثلاً دونوں مجلس میں سامنے موجود ہوں اور گواہوں کے سامنے وہ خود ہی ایجاب وقبول کرلیں یا ان کا ولی کہہ دے کہ میں نے اس کا نکاح اس سے کردیا، یا خاندان کے لوگوں کے سامنے نکاح ہو وہ خود جانتے ہیں، والد کا نام لینے سے مقصود تعارف ہوتا ہے، وہ جس طرح بھی ہوجائے صحیح ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۶/۴/۳ھ

بغیر قبول کئے لڑکے کا چلا جانا اور دوسرے لڑکے سے ایجاب وقبول کرانا، ان میں سے کس کا نکاح درست ہوا؟

سوال:- محمد تقی (بالغ) ولد محمد شفیع کی بارات بنارس آئی۔ نیاز احمد صاحب (محمد شفیع

---

[۱] الحاصل ان الغائبة لابدمن ذکر اسمھاواسم ابیھاوجدھا وان کانت معروفة عند الشھود علی قول ابن الفضل وعلی قول غیرہ، یکفی ذکر اسمھا ان کانت معروفة عندھم والافلاوبه جزم صاحب الھدایة فی التجنیس وقال لان المقصود من التسمیة التعریف وقدحصل، شامی زکریا ص ۹۰/ج ۴/کتاب النکاح، مطلب الخصاف کبیرفی العلم یجوزالاقتداء به، عالمگیری کوئٹه ص ۲۶۸/ج ۱/کتاب النکاح، الباب الاول فی تفسیرہ الخ تاتارخانیه ص ۲۰۵/ج ۲/کتاب النکاح، الفصل الخامس فی تعریف المرأة والزوج الخ مطبوعه کراچی.

کے بڑے بھائی) سے لوگوں نے کہا کہ ماسٹر صاحب آپ کو نکاح پڑھانے کے لئے تلاش کر رہے تھے۔لوگوں نے دو گواہ اور لڑکی طرف سے ایک وکیل دیکر نیاز احمد کو لڑکی کے نکاح کے لئے بھیجا لڑکی سے قبولیت کرائی۔ بعدہٗ محمد تقی کے پاس نیاز احمد نے خطبہ پڑھا اور چند کلمات محمد تقی کو پڑھایا قبولیت باقی تھی کہ محمد تقی اٹھ کر جھگڑے والوں میں چلا گیا۔ بعدہٗ بارات واپس ہوگئی۔ بعدہٗ افضل ولد محمد عمر صاحب سے اس لڑکی کا نکاح ہوگیا۔علماء کے دو طبقے ہیں۔ایک طبقہ محمد تقی کے نکاح کو درست کہتا ہے اور دوسرا طبقہ افضل کے نکاح کو۔کونسا نکاح درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

محمد تقی قبول کرنے سے پہلے اٹھ کر چلا گیا تو نکاح نہیں ہوا[1] افضل ولد محمد عمر سے نکاح کے لئے لڑکی نے اجازت نہیں دی نہ اس کو خبر ہے، تو نکاح کی خبر سن کر اگر لڑکی نے نامنظور کر دیا تو وہ بھی نکاح نہیں ہوا۔اگر لڑکی نے منظور کر لیا تو یہ نکاح صحیح ہوگیا[2]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۶/۶/۲۲ ۱۳ھ

مہر پانچ ہزار کو ہاتھ کے نیچے چھپا کر ایجاب وقبول

سوال:- خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہمارے یہاں ایک بارات بہت اچھے طریقہ سے

---

[1] وینعقد النکاح بایجاب من احدهما وقبول من الآخر الی ماقال ومن شرائط الایجاب والقبول اتحاد المجلس لو حاضرین فلو اختلف المجلس لم ینعقد فلو أوجب احدهما فقام الآخر او اشتغل بعمل آخر بطل الایجاب الخ درمختار مع الشامی زکریا ص۶۸، ۷۶/ ج۴/ کتاب النکاح،البحر الرائق ص۸۳/ ج۳/ مطبوعه الماجدیه کوئٹه،زیلعی ص۹۶/ ج۲/ مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] لایجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب اوسلطان بغیر اذنها بکراً کانت او ثیبا فان فعل ذٰلک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جازوان ردته بطل عالمگیری کوئٹه ص۲۸۷/ ج۱/ الباب الرابع فی الاولیاء والضابطة،شامی زکریا ص۱۵۹/ ج۴/ باب الولی، البحر الرائق ص۱۱۳/ ج۳/ باب الاولیاء والاکفاء،مطبوعه سعید کراچی.

آئی کھانا وغیرہ کے بعد باقاعدہ لکھائی پڑھائی ہوئی خطبہ پڑھا گیا سب حقوق کئے گئے مگر امام صاحب نے رجسٹر میں ۵۰۰۰/ پانچ ہزار مہر کو اپنے ہاتھ کے نیچے دبالیا اور بعد میں کہا کہ پانچ ہزار ہوتے ہوئے باندھے گئے ہیں اس کو لڑکے والوں نے منظور نہیں کیا اور بات بڑھتی چلی گئی اور بارات کو خالی جانا پڑا۔ معلوم ہوا ہے کہ لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا گیا ہے پہلا نکاح درست تھا یا دوسرا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو صورت پیش آئی وہ یقیناً رنج وافسوس کی صورت ہے اس کے باوجود اگر یہاں ایجاب وقبول نہیں ہوا تھا اور دوسری جگہ پر شریعت کے مطابق لڑکی کی اجازت ورضامندی سے نکاح کر دیا گیا تو وہ درست ہو گیا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/٦/۱۴۰۰ھ

آنکھوں پہ پٹی باندھ کر نکاح

سوال:- زید نے ہندہ سے دو گواہوں کے سامنے نکاح کیا لیکن ہندہ نے اپنی آنکھوں پر حیاءً پٹی باندھ لی تو کیا یہ پٹی نقاب کے حکم میں ہوگی جس کے بارے میں ردالمحتار وغیرہ میں لکھا ہے کہ احتیاط یہ ہے کہ چہرہ پر نقاب نہ ہو۔ یا نقاب کے حکم میں نہیں ہے اور نکاح مع جملہ احتیاطوں کے منعقد ہو جائیگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل مقصود تعریف وتمیز ہے اگر یہ حاصل ہو جائے تو نکاح درست ہوتا ہے اگر چہ

---

[1] وینعقد بإیجاب من احدهما وقبول من الأخر. شامی زکریا ص ٦۹/ ج۴/ مطلب کثیر ما یتساهل فی اطلاق المستحب علی النساء. کتاب النکاح، هدایة ص ۳۰۵/ ج ۲/ کتاب النکاح، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، بحر کوئٹه ص ۸۱/ ج۳/ کتاب النکاح.

عورت مجلس عقد میں حاضر نہ ہو محض اس کا نام لیا ہو اور اگر چہ گواہ نابینا ہوں اور اگر چہ عورت نقاب پوش ہو، پس صورت مسئولہ میں اگر گواہ جانتے اور پہچانتے ہیں تو پٹی باندھنا مضر نہیں خواہ صورت وشکل سے پہچانتے ہوں یا باپ دادا کے نام سے یا محلّہ اور بستی کے پتہ سے یا کسی اور ذریعہ سے اگر پٹی کی وجہ سے پہچان نہیں سکتے اور جہالت باقی ہے کوئی اور ذریعہ بھی شناخت کا نہیں تو احتیاط کے خلاف ہے اگر چہ حکم عدم صحت کا نہیں دیا جاسکتا۔ هكذا يستفاد من ردالمحتار[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

گونگے کا نکاح

سوال:۔ کسی نابالغ لڑکی کا نکاح اس کے والدین نے گونگے مرد کے ساتھ کردیا۔ اور گونگے نے (قبولیت کے لئے) اشارۃً ہی سر ہلا دیا تو سوال یہ ہے کہ گونگے کا اشارۃً نکاح کو قبول کرنا کافی ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

گونگا اگر اشارہ سے قبول کرے تو نکاح درست ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ولابد من تمييز المنكوحة عند الشاهدين لتنتفى الجهالة،فإن كانت حاضرة منتقبة كفى الإشارة إليها والإحتياط كشف وجهها فان لم يروا شخصا وسمعوا كلامها من البيت،إن كانت وحدها فيه جاز ولومعها أخرى فلا لعدم الجهالة،فإن كان الشهود يعرفونها كفى ذكراسمها إذا علموا أنه أرادها وإن لم يعرفوها لابد من ذكراسمها واسم أبيها وجدها. شامى كراچى ص ۲۱،۲۲/ ج۳/زكرياص ۸۹/ ج۴/ كتاب النكاح، مطلب الخصاف كبيرفى العلم يجوز الاقتداء به،البحرالرائق ص۸۸/ ج۳/ كتاب النكاح،مطبوعه الماجديه كوئٹه،فتح القدير ص ۱۹۲/ ج۳/ كتاب النكاح،مطبوعه دارالفكربيروت.

[2] فان كان الاخرس لايكتب وكان له اشارة تعرف فى طلاقه، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

گونگے کا نکاح

سوال:- ایک شخص کم بولتا ہے نہ پاگل ہے نہ گونگا، سوال یہ ہے کہ اب اس کی شادی کرنی ہے تو نکاح میں اگر اس نے ایجاب وقبول نہیں کیا اور گردن کے اشارے سے ہاں کہہ دیا تو نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ زبان سے ہاں کہہ سکتا ہے تو زبان سے کہنا ضروری ہے جو شخص زبان سے نہ بول سکے اس کا اشارہ بھی کافی ہوتا ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۰/۵/۲۳ھ

نابینا بہرے کا نکاح

سوال:- زید کہتا ہے کہ میرا بھائی نابینا بھی ہے اور بہرا بھی اس کا نکاح کس طریقہ سے پڑھایا جائے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ونكاحه وشرائه وبيعه فهو جائز شامی زكريا ص ۴۴۸/ ج ۴/ باب الطلاق مطلب فی الحشيشة والافيون والبنج، ينعقدالنكاح من الآخرس اذاكانت له اشارة معلومة الخ شامی زكرياص ۸۶/ ج ۴/ كتاب النكاح، فتح القديرص ۱۹۸/ ج ۳/ كتاب النكاح، مطبوعه دارالفكربيروت.

[1] ففی كافی الحاكم الشهيد مانصه: فان كان الأخرس لايكتب وكان له اشاره تعرف فی طلاقه ونكاحه وبيعه فهوجائز، وان كان لم يعرف ذلک فهوباطل. فقد رتب جواز الاشارةعلی عجزه عن الكتابة، فيفيد أنه ان كان يحسن الكتابة لاتجوزاشارته: شامی كراچی ص ۲۴۱/ ج ۳/ كتاب الطلاق مطلب فی الحشيشة والافيون والبنج، وكماينعقد النكاح بالعبارة ينعقد بالاشارة اذاكانت اشارة معلومة الخ بدائع زكرياص ۴۸۸/ ج ۲/ كتاب النكاح بيان ركنه، النهرالفائق ص ۱۸۲/ ج ۲/ كتاب النكاح، دارالكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح اورضروریات اس کو سمجھائی جاتی اوراس سے دریافت کی جاتی ہیں اسی طرح نکاح بھی کردیا جائے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۹/۸۵ھ

نابینا کے ساتھ نکاح

سوال:- میری لڑکی جو کہ تقریباً ۴/سال سے بالغ ہے اس کا نکاح تقریباً ۶/سال قبل یعنی اس کے سن بلوغیت سے ۲/سال پہلے ایک لڑکے کے ساتھ ہوا تھا، نکاح جیسا کہ موجودہ مسلم معاشرہ کا خصوصاً ہمارے دیہاتوں کا دستور ہے، میں نے اپنی صواب دید پر اپنے گاؤں پڑوسیوں کے مشورہ پر لڑکے کو بغیر دیکھے کرآیا تھا، نکاح کے تقریباً ۸/ماہ بعد جب خود لڑکے کے یہاں گیا تو معلوم ہوا کہ لڑکا بالکل نابینا ہے اوراس کو موتیا بند ہے، اور نکاح کے قبل مجھ سے یہ پوشیدہ رکھا گیا کہ لڑکے کو موتیا بند بیماری ہے، بہرحال لڑکی کے بالغ ہونے سے تقریباً دوسال قبل میں نے نکاح کرادیا تھا، ایسی صورت میں میری لڑکی وہاں جانے کو تیار نہیں ہے، لڑکا نکاح کے بعد کبھی میرے گھر نہیں آیا، لڑکے کی مالی حالت بھی اچھی نہیں کہ وہ بلا محنت مزدوری نان ونفقہ دے سکے، اوروہ مزدوری کیسے کرسکتا ہے، جب کہ وہ نابینا ہے، اب چارسال سے یہ بالغ لڑکی میرے اوپر بار ہے، ایسی صورت میں حکم شرع کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آنکھوں میں موتیا بند ہونے کے باوجود کیا ضروری ہے کہ قدرت نے اس کیلئے روزی

---

[۱] وینبغی أن لایختلف فی انعقاده بالأصمین إذا کان کل من الزوج والزوجة أخرس لأن نکاحهٔ کما قالوا ینعقد بالإشارة حیث کانت معلومة اھ شامی نعمانیه ص ۲۷۳/ج ۲/، شامی کراچی ص ۲۳/ج ۳/ کتاب النکاح، مطلب الخصاف کبیر فی العلم الخ، النهر الفائق ص ۱۸۲/ج ۲/ کتاب النکاح، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

کا دروازہ بند کردیا ہو، اسلئے بہتر یہ ہے کہ لڑکی رخصت کردیا جائے، اور لڑکی کو چاہئے کہ والد کے کئے ہوئے نکاح کا احترام کرکے رخصت ہوجائے، لیکن اگر اس میں کامیابی نہ ہوتو مہر کے عوض طلاق حاصل کرلی جائے، پھر لڑکی کا عقد دوسری جگہ کردیا جائے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۳/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۳/۱۳۸۹ھ

نکاح کے وقت کلمہ اور دورکعت نماز پڑھوانا

سوال:- (۱) نکاح پڑھانے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کس طرح نکاح پڑھایا کرتے تھے؟

(۲) نکاح کے وقت مسلمان دولہا کو پانچوں کلمے اور ایمان مجمل اور ایمان مفصل پڑھانا جیسا کہ آج کل بعض علاقوں میں عام رواج ہے کیسا ہے؟ کیا یہ نکاح کی سنت ہے یا مستحب چیزوں میں سے ہے۔ بعض جگہوں پر ان کلموں کے پڑھوانے پر اصرار کیا جاتا ہے اور نکاح خواں اگر نہ پڑھوائے تو اس پر طعن کیا جاتا ہے اور اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ غیر ضروری چیز کے ساتھ ضروری جیسا معاملہ کرنے کی وجہ سے اس کو مکروہ کا حکم دیا جائے گا۔؟ حضور ﷺ سے نکاح سے پہلے کلمہ پڑھوانا ثابت ہے؟

(۳) دولہا سسرال جاتے وقت اپنے گھر سے نکل کر پہلے مسجد میں جاکر دورکعت نماز نفل پڑھتا ہے پھر بارات کے ساتھ سسرال کے لئے روانہ ہوتا ہے خواہ سسرال اپنی ہی بستی میں ہو یا دوسری بستی میں؟

---

[1] السنة اذا وقع بين الزوجين اختلاف ان يجتمع اهلهما ليصلحوا بينهما فان لم يصطلحا جاز الطلاق والخلع. شامی کراچی ص ۴۴۱/ج ۳/ باب الخلع، مجمع الانهر ص ۱۰۲/ج ۲/باب الخلع، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، سكب الانهر على مجمع الانهر ص ۱۰۲/ج ۲/ باب الخلع، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) خطبہ پڑھ کر ایجاب وقبول کرادیا جائے اسی سے نکاح ہوجاتا ہے مگر اتنا ضروری ہے کہ گواہوں کی موجودگی میں[۱] ہو لڑکی بالغہ ہوتو اس سے اجازت لی جائے نابالغہ ہوتو ولی کو خود اختیار ہے[۲] مہر بھی متعین کرلیا جائے۔

(۲) جولوگ کلمہ اور ضروری عقائد سے واقف نہیں ان کو کلمہ اور ایمان مجمل ومفصل پڑھادیا جائے تو ٹھیک ہے اور اس سے پہلے جو چیزیں کلمہ کے خلاف سرزد ہوئی ہوں ان سے رجوع کرلیں مگر کلمہ سے بھی واقف ایمان مجمل ومفصل سے بھی واقف بلکہ ان کے تقاضوں پر عامل ہیں ان کو اس خاص موقع پر کلمہ اور ایمان مجمل ومفصل پڑھانے کی کیا ضرورت ہے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان چیزوں کو نکاح خواں سے زیادہ جانتا ہو۔ ہر شخص کے لئے اس پر اصرار کرنا غلط ہے جو کہ قابل ترک ہے اس میں یہ بھی مظنہ ہے کہ جس کو کلمہ پڑھایا جارہا ہے وہ یہ سمجھے کہ مجھے مسلمان ہی نہیں سمجھا گیا اور اس کے ترک کرنے پر ملامت کرنے کا حق ہی نہیں ملامت کی وجہ سے تو حکم میں شدت پیدا ہوجائے گی۔

(۳) یہ بھی حدیث وفقہ سے ثابت نہیں خاص کر جو شخص نماز پنجگانہ کا پابند ہو اس کو اس موقع پر نماز پڑھنے پر اصرار کرنا بالکل بے محل اور غلط ہے جس نے کبھی نماز نہ پڑھی ہو وہ اس

---

[۱] النکاح ینعقدبالایجاب والقبول الی قولہ ولا ینعقد نکاح المسلمین الابحضور شاھدین حرین عاقلین بالغین مسلمین رجلین أو رجل وامرأتین عدولا کانوا أوغیرعدول ھدایه ص۳۰۵، ۳۰۶/ج۲/ کتاب النکاح،مطبوعه یاسرندیم،النھرالفائق ص۱۷۶، ۱۸۱/کتاب النکاح، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت،ملتقی الابحرعلی ھامش مجمع الانھر ص۴۶۷، ۴۷۲/ کتاب النکاح، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[۲] ولایجبر ولی بالغة علی النکاح بل یجبرالصغیرة عندنا،مجمع الانھرص ۴۹۰/ج۱/باب الاولیاء والاکفاء،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت،ھدایه ص ۳۱۴/ج۲/باب فی الاولیاء والاکفاء،مطبوعه یاسرندیم دیوبند،درمختارعلی الشامی زکریاص ۱۵۹/ج۴/باب الولی.

وقت دو رکعت پڑھ بھی لے گا تو اس سے گذشتہ متروکہ نماز کی قضاء تو نہیں ہو جائے گی۔[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۸/۱۴۰۰ھ

اغوا کرنے والے کی سزا برادری سے ترکِ تعلق

سوال: -شکر اللہ کی بیوی کو ممتاز علی درزی نے بھگالیا۔ کچھ دن اِدھر اُدھر بھاگا پھرا، جب یہ لوگ گھر واپس آئے تو شکر اللہ نے زوجہ کو طلاق دیدی۔ عدت کے بعد ممتاز علی نے اس عورت سے اپنا نکاح پڑھوالیا۔ اب جولا ہے کے چودھری نے گاؤں کے تمام مسلمانوں کو منع کردیا کہ تمام درزیوں سے کوئی بات چیت نہ کرے۔ سلام دعا تک بند کرادی۔ صحیح راستہ پر کون ہے اور میں کس کے ساتھ رہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دوسرے کی عورت کو بھگالیجانا اور عورت کا غیر مرد کے ساتھ بھاگ جانا عقلاً وعرفاً سخت معیوب اور شرعاً سخت گناہ اور معصیت ہے[2] شکر اللہ نے اس کو طلاق دیدی اچھا کیا بعد عدت ممتاز علی درزی نے اس سے نکاح کرلیا تو وہ جائز ہوگیا۔ اب جولاہوں کے چودھری کا حکم کہ درزی لوگوں سے کوئی بات چیت نہ کرے غلط ہے تمام درزیوں کی کیا خطا ہے جس نے

---

[1] عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها: قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد، مشکوة شریف ص۲۷/ ج۱/ باب الاعتصام با لکتاب والسنة، الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم .

[2] خدع امراءة انسان وأخرجها وزوجها من غیره یحبس الی ان یحدث توبته او یموت لانه سعی فی الارض بالنساء الاشباه والنظائر ص۷۴/ ج۲/ کتاب الحدود، الفن الثانی الفوائد، مطبوعه کراچی، وفی الشامی، عبارة غیره حتی یردها وفی الهندیة وغیرها: قال محمد احبسه ابداً حتی یردها حتی یردها اویموت درمختار مع الشامی ص۱۳۴/ ج۶/ کتاب الحدود، باب التعزیر مطلب العامی لامذهب له، مطبوعه زکریا دیوبند.

ناجائز کام کیا اس کی خطا تھی۔ اس سے تعلقات ترک کرنے کا حکم نہیں دیا۔ جب اس نے شریعت کے موافق نکاح پڑھا لیا تب حکم دیا۔ وہ بھی سب سے ترکِ تعلقات کا۔ اس لئے یہ حکم غلط ہے[1] چودھری کو چاہئے کہ اپنا یہ حکم واپس لے لے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند

نکاح کے بعد شرط کے خلاف کرنا

سوال:- شریعت کا حکم اس مسئلہ میں کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح اس شرط پر کہ میرے پاس ایک لڑکا ہے اس لڑکے کا نکاح تم کو کرنا پڑے گا جیسا کہ آج کل ہندوستان میں رواج ہے کہ بدلہ کرتے ہیں جس کے پاس ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوتی ہے اور دوسرے شخص کے پاس بھی اسی طرح سے ہوتی ہیں تو اس میں وہ لڑکی اس کو دیدیتا ہے اور وہ اس کو۔ غرض اس شرط پر اس شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا کہ اگر میری لڑکی کا نکاح کرو تو میں اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے لڑکے کے ساتھ کرتا ہوں لڑکے والے نے یا اس کے وکیل نے منظور کر لیا کہ لکھدو کہ بعد میں تمہارے لڑکے کا بھی کر دیں گے۔ چند دنوں بعد اس لڑکے والے نے جواب دیدیا کہ میرے پاس لڑکی نہیں ہے نہ میں نے تم سے کوئی شرط کی آیا اس صورت میں اس لڑکی کا نکاح جو کہ اس کے والدین نے اس شرط پر کیا تھا وہ شرط اس نے پوری نہیں کی اب وہ نکاح صحیح درست ہے یا نہیں اگر وہ درست ہے تو لڑکی بالغ ہونے پر اس کو فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں اور وہ شرط پورا نہ کرنے پر لڑکی کے والدین بھی ناراض ہیں اور لڑکی کا نکاح فسخ کرانا

---

[1] عن أبي هريرة ان رسول الله ﷺ قال لايحل لمسلم أن يجهر أخاه فوق ثلث فمن هجر فوق ثلث فمات دخل النار رواه احمد مشكوة شريف ص۴۲۸ / باب ماينهٰى عنه من التهاجر الخ الفصل الثانى، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

چاہتے ہیں اوراس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرط پوری نہ کرنا ایک قسم کا دھوکہ بازی معلوم ہوتا ہے اگر یہ دھوکہ نہ دیا جاتا تو لڑکی والے کی مرضی نہیں تھی کہ نکاح کرتا اور وہ لڑکی والا کچھ بے عقل سا آدمی تھا۔

الجواب حامداًومصلیاً

نکاح صحیح ہوگیا اب نہ لڑکی فسخ کراسکتی ہے نہ لڑکی کا والد[1] البتہ لڑکی والے سے جو وعدہ خلافی کی ہے اس سے وہ گنہگار[2] ہوا اس کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ لڑکی والے کے بے عقل ہونے کا کیا مطلب ہے۔ کیا وہ دیوانہ ہے اوراس کے کس کس فعل میں بے عقلی ظاہر ہوتی ہے اگر لڑکے والا عوض میں نکاح کردیتا تو کیا پھر بھی لڑکی والے کو بے عقل کہا جاتا۔ اگر لڑکے کے یہاں لڑکی نہیں جانا چاہتی اور لڑکا بالغ ہے تو کسی طرح اس سے طلاق حاصل کرے اس کے بعد دوسری جگہ نکاح درست ہوگا[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲؍۷؍ ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴؍رجب ۶۴ھ

---

[1] وللولی نکاح المجنونة والصغیر والصغیرة فان کان المزوج أباً اوجداً لزم فلیس لها خیار الفسخ ولالها البلوغ ،مجمع الانهر ص ۴۹۴؍ج ۱؍باب الاولیاء والاکفاء،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، درمختار علی الشامی دارالفکر بیروت ص ۶۵،۶۶؍ج۳؍باب الولی، النهر الفائق ص ۲۰۸، ۲۰۹؍ ج۲؍باب الاولیاء والاکفاء،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[2] الخلف فی الوعد من غیر مانع حرام حاشیۂ مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۶؍ ج۲؍باب الوعد،شرح الاشباه والنظائر ص ۲۳۶؍ج۳؍کتاب الحظر و لاباحة،مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

[3] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة الهندیة ص ۲۸۰ ج ۱ القسم السادس المحرمات التی تتعلق بها حق الغیر مطبوعه کوئٹه پاکستان،شامی زکریاص ۱۹۷؍ج۵؍باب العدة،مطلب فی النکاح الفاسد والباطل،تاتارخانیه ص ۴؍ج۳؍الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة الخ،مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

نکاح میں شرطیں لگانا

سوال:- عمر نے اپنی لڑکی کا نکاح کرنے سے قبل از رخصتی اپنے داماد زید کے سامنے یہ شرطیں رکھیں (۱) اس لڑکی کی حیات میں دوسری کوئی بھی شادی کی تو اس سے منکوحہ ثانیہ پر طلاق مغلظہ (۲) مہر بغیر عمر کی مرضی کے معاف نہ ہوگا۔ (۳) اگر لڑکی پر ظلم وتعدی کیا گیا تو عمر لڑکی کو از خود طلاق دے سکتا ہے۔ (وغیرہ)

(ب) دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ پہلی شرط کا وقوع کیا زید کے دستخط کرنے سے ہو جائیگا نیز کسی ایسی شرط کا یا شرط لگانے والے کا شرعا کیا حکم ہے؟ گنہگار ہوگا یا نہیں؟ کبیرہ کا مرتکب ہوگا یا صغیرہ کا؟

(ج) اگر زید کی وجہ سے مثلاً طلاق وغیرہ کا خطرہ ہے تو کیا یہ شرط اور شرط لگانے والا ان دونوں پر کسی گناہ کا اندیشہ ہے؟

(د) زید کا شرائط بالا یا صرف شرط اول پر دستخط کرنا کیسا ہے؟ دستخط کرنے کے بعد پہلی صورت سے نجات کی کیا صورت ہوگی؟ مطلب یہ ہے کہ زید اپنی بیوی کی موجودگی میں دوسرا نکاح کیسے کرے گا؟

(ص) پہلی شرط کو جائز سمجھنے والا کیسا ہے؟

شرط نمبر: (۲) پر زید کے دستخط کے بعد اس کا وقوع بھی ہوگا یا نہیں؟ یعنی کیا معافی مہر کا اختیار عمر کو رہے گا یا اس کی لڑکی کو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاق مغلظہ دینا دلوانا گناہِ کبیرہ ہے۔ اس کی شرط کرنا اور شرط کو منظور کرنا بھی گناہ کبیرہ ہوگا۔ زید کا شرطِ مذکور پر دستخط کر دینا اس کی رضامندی کے لئے کافی ہے اور اب اگر زید

اپنی زوجہ اول کے زندہ ہوتے ہوئے نکاح ثانی کرے گا تو اس کی زوجہ ثانیہ پر طلاقِ مغلظہ پڑ جائے گی۔ قوله (ثلاثاً في طهر أو بكلمة بدعي) والمراد بها هنا المحرمة لأنهم صرحوا بعصيانه. كذا في البحر[1] ص ۲۳۹ / ج ۳/. زید کا اپنی زوجۂ اول کے زندہ ہوتے ہوئے دوسرا نکاح کرنے کی یہ صورت ہوگی کہ زید نہ خود نکاح کرے اور نہ کسی کو اپنے نکاح کا وکیل بنائے بلکہ کسی فہیم آدمی کے سامنے یہ کہہ دے کہ میں نے یہ شرط لگادی ہے کہ میں اگر زوجۂ اولیٰ کی حیات میں نکاح کروں تو زوجہ ثانیہ پر طلاقِ مغلظہ ہو اور مجھ کو نکاح ثانی کی ضرورت ہے اور اس کی شرعاً یہ صورت ہوسکتی ہے کہ کوئی آدمی بلا میری اجازت نکاح کردے اور مجھ کو خبر کردے میں اس کو سن کر عملاً جائز رکھوں تو نکاح صحیح ہوجائے گا اور زوجہ ثانیہ پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ پھر وہ فہیم آدمی کسی مناسب جگہ اس طرح نکاح کردے تو درست ہوجائیگا۔ وفي البحر نقلاً عن البزازية والتزوج فعلاً أولىٰ من فسخ اليمين في زماننا وينبغي أن يجئي ألىٰ عالم ويقول لهٗ ماحلف واحتياجه الىٰ نكاح الفضولي فيزوجه العالم امرأة ويجيز بالفعل فلايحنث اهـ كذا في الشامي[2] ص ۶۸۳ / ج ۲ /.

(۲) مہر لڑکی کا حق ہے، اس کی معافی کا تعلق لڑکی ہی سے ہے۔ بالغہ ہونے پر خود لڑکی اور اس کی اجازت سے اس کا باپ بھی معاف کرسکتا ہے۔ بغیر لڑکی کی اجازت کے اور رضامندی کے باپ کو معاف کرنے کا حق نہیں ہے اور نابالغہ کی اجازت غیر معتبر ہے۔ (وصح حطها) وقيد بحطّها لأن حط أبيها غير صحيح لو صغيرة ولو كبيرة توقف علىٰ أجازتها

---

[1] البحر الرائق الماجديه كوئٹه ص ۲۳۹ / ج ۲ /. كتاب الطلاق، مجمع الانهر ص ۶ / ج ۲ / اول كتاب الطلاق، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، هدايه مع الفتح ص ۴۶۸ / ج ۳ / باب طلاق السنة، مطبوعه دارالفكر بيروت.

[2] شامی کراچی ص ۳۴۸ / ج ۳ / مطلب في فسخ اليمين المضافة إلى الملک باب التعليق، مجمع الانهر ص ۶۰ / ج ۲ / باب التعليق، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، عالمگيری كوئٹه ص ۱۱۷ / ج ۲ / كتاب الايمان، الباب الثامن في اليمين في البيع والشراء والتزوج وغيرذالک.

ولا بد من رضاها اھ كذا في الشامي[١] ص٦٤٤/ج٢/۔

(٣) عمر کا زید سے مذکورہ شرط لگانا درست ہے اور عمر کو زید کے ظلم وتعدی کے وقت اپنی لڑکی کو زید کی طرف سے طلاق دینے کا اختیار ہوگا۔ واذا وجدت الحاجة المذكورة أبيح كذا في الشامي[٢] ص٥٧٢/ج٢/. مگر طلاق مغلظہ نہ ہو بلکہ طلاقِ بائن غیر مغلظہ کا اختیار ہوگا۔ رجل قال لأخران امر امراتي بيدك الیٰ سنة صارَ الامر بيده الیٰ سنة حتى لو أراد أن يرجع لايملك واذا تمت خرج الأمر من يده كذا في التجنيس كذا في الفتاویٰ الهندية[٣] ص٤٠٧/ج٢/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح میں شرط لگانا

سوال: - مسافر سے اس شرط پر نکاح کرنا کہ جب تم اپنے وطن جاؤ گے تو طلاق دے کر جانا ہوگا، تو یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح صحیح ہوجائے گا[٤] اور محض وطن جانے کی بناء پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ٨٩/٥/٧ھ

---

[١] الدرالمختار مع الشامي كراچی ص١١٣/ج٣/ مطلب في حط المهر والإبراء منه ،باب المهر، عالمگیری دارالکتاب دیوبند ص٣١٣/ج١/الباب السابع في المهر، الفصل السابع في الزيادة في المهر والحط عنه الخ، مجمع الانهر ص٥١٤/ج١/باب المهر، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[٢] شامی کراچی ص٢٢٨/ج٣/اول كتاب الطلاق.

[٣] الفتاویٰ الهندية ص٣٩٣/ج١/الفصل الثاني في الأمر باليد، الباب الثالث في تفويض الطلاق مطبوعه دارالكتاب ديوبند.

(نمبر٤/کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

غیر مسلمہ سے کورٹ میرج کے نکاح کے بعد وہ مسلمان ہوئی تو دوبارہ نکاح کے لئے استبراء رحم

سوال:- (۱) زید نے لتا سے کورٹ میرج (عدالتی نکاح) کرلیا۔ ایک عرصہ تقریباً ساڑھے تین یا پونے چار سال گذرنے کے بعد ایک دن لتا نے زید اور ڈاڑھی اور ٹوپی والے دو مسلمانوں کے روبرو یہ کہہ کر کہ میں نے مذہب اسلام کو اپنے مذہب کے طور پر کیا آج سے میں مسلمان ہوں اور کلمہ اشھد ان لاالٰہ الا اللّٰہ و اشھدان محمداً عبدهٗ و رسولهٗ پڑھ کر قبول کرلیا اور پھر اسی مجلس میں انہیں دو مسلمانوں کے روبرو زید نے لتا سے کہا میں نے تمہیں اپنی بیوی بنالیا اور لتا نے کہا میں نے یہ بات منظور کرلی اور مہر کی ایک رقم متعین کردی گئی اس وقت ان دونوں کے دو بچے موجود تھے اور ایک تیسرے کا حمل بھی تھا، تو اس صورت میں لتا کا ایمان عنداللہ مقبول سمجھا جائیگا۔ یا نہیں؟

(۲) یہ نکاح (یعنی جواب ہوا) عنداللہ درست ہوگیا یا نہیں؟

(۳) صورت مذکورہ سے نکاح ہونے کے بعد زید کا لتا سے وضع حمل سے پہلے ہمبستری کرنا درست ہوگا یا نہیں؟

(۴) وضع حمل کے بعد پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

وجہ اشکال یہ ہے کہ جو ایک حکم استبراء کا ہے نومسلمہ کے لئے غیر منکوحہ ہونے کی صورت میں وہ استبراء صورت مذکورہ میں نکاح سے قبل نہیں کیا گیا ہے یہ خیال کرکے یہاں لتا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[۲] لو شرط شرطاً فاسداً، فإنه يصح النكاح ويفسد الشرط شامی کراچی ص ۱۳۱/ ج۳/ مطلب فی النكاح الفاسد، كتاب النكاح، باب المهر، مجمع الانهر مع سكب الانهر ص ۴۸۸، ۴۸۹/ ج ۱/ باب المحرمات مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۰۸/ ج۳/ فصل فی المحرمات.

کے شکم میں جو کچھ بھی ہے اسی زید کا ہے۔ کیونکہ عرصۂ مذکورہ سے یہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔

(۵) صورت مذکورہ سے لتا کے ایمان قبول کرنے اور لتا وزید کے نکاح میں اگر عنداللہ وعندالشریعۃ کوئی خامی رہ گئی ہے تو درست ہونے کی صحیح صورت بتائی جائے تا کہ اس کے مطابق عمل کرلیا جائے۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) اگر اس نے صدق دل سے یہ کہا ہے تو اس کا ایمان مقبول ہے۔ کذا فی شرح الاکبر[۱]

(۲) اس طرح نکاح صحیح ہے۔ کذا فی الہندیہ[۲]

(۳) درست ہے۔ کذا فی الدرالمختار[۳]

(۴) دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی عورت حاملہ ہوزنا سے (اس کے شوہر نہ ہو) اور خود اسی سے نکاح کیا جائے جس سے وہ حمل ہے تو استبراء کی حاجت نہیں بلکہ ہمبستری اور نکاح سب درست ہے اور اگر کسی اور سے نکاح ہو تو نکاح درست ہوگا مگر وطی وغیرہ سے قبلِ وضع حمل منع کیا جائے گا[۴] کذا فی الدرالمختار۔ غیر مسلمہ اگر شادی شدہ ہو تو اس پر

---

[۱] أن الإيمان هو التصديق بالقلب وانما الإقرار شرط لإجراء الأحكام فی الدنيا، لما ان تصديق القلب امر باطنی لابد له من علامة، شرح فقه الاكبر ص ۱۴۰ / مطبوعه رحيميه ديوبند.

[۲] حتى لو اسلما يقران على ذالک عند علمائنا الثلاثة الخ عالمگيرى ص ۳۳۷ / ج ۱ / كتاب النكاح الباب العاشر فی نكاح الكافر، زيلعى ص ۱۷۱ / ج ۲ / باب النكاح الكافر مطبوعه امداديه ملتان، شامى كراچى ص ۱۸۶ / ج ۳ / باب النكاح الكافر.

[۳] وصح نكاح الموطؤة بزنى وله وطؤها بلااستبراء شامى كراچى ص ۵۰ / ج ۳ / مطلب فيما لوزوج المولىٰ أمته.

[۴] وصح نكاح حبلىٰ من زنى، وإن حرم وطؤها حتى تضع لو نكحها الزانى حل له وطؤها اتفاقاً الخ، شامى كراچى ص ۴۸ / ج ۳ / كتاب النكاح، فتح القدير ص ۲۴۱ / ج ۳ / فصل فی بيان المحرمات، مطبوعه دارالفكر بيروت، بحر كوئٹه ص ۱۰۶ / ج ۳ / فصل فی المحرمات.

استبراء نہیں۔

(۵) کوئی خامی نہیں، گذشتہ غلطیوں سے سچی توبہ کر کے احکامِ اسلام کی خوب پابندی کریں۔حق تعالیٰ اخلاص اور استقامت بخشے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

سِوِل میرج

سوال:- ملک افریقہ میں ''بربون'' نامی حکومت،فرانس کے تابع ایک جزیرہ ہے وہاں عقد نکاح حکومت فرانس کے قانون کے مطابق کرنا ہوتا ہے اس کو سِوِل میرج کہتے ہیں وہاں حکومت شریعت اسلامیہ کے موافق عقد نکاح کا اعتبار نہیں کرتی یعنی عورت کو غیر منکوحہ قرار دیا جاتا ہے اور اولاد کو میراث کی تقسیم میں مشکل درپیش ہوتی ہے نیز اولاد کے وہاں کی پیدائش کے حقوق کو نقصان پہونچتا ہے۔

اگر کسی شخص نے شریعت اسلامیہ کے مطابق عقد نکاح کرنے سے پہلے یا بعد میں حکومت کے قانون کے موافق بھی نکاح کرلیا تو اب اس کو حکومت منظور کرے گی مگر اس صورت میں اس شخص پر حکومتی عقد کے احکام عائد ہوں گے مثلاً۔

(۱) اب وہ شخص دوسرا نکاح نہیں کرسکتا۔

(۲) تقسیم میراث شریعت اسلامیہ کے موافق نہیں بلکہ وہاں کے قانون کے موافق کرنی ہوگی مثلاً زوجہ کو ثمن کے بجائے نصف دیا جائے گا۔

ہندوستان سے جو مسلمان وہاں پر تجارت وغیرہ کے لئے مقیم ہیں ان سے بعض اہل اغراض نکاح شرعی کے قبل یا بعد نکاح قانونی مذکور کر لیتے ہیں۔اب ایسے شخص کے بارے میں یہ امر قابل دریافت ہے کہ کیا اس کو بوجہ عقد قانونی خارج عن الاسلام سمجھا جائے گا اور کیا اس کو دوبارہ کلمہ طیبہ پڑھ کر تجدید نکاح کرنا ضروری ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نفس نکاح جائز اور مشروع طریق پر ہوا اور اس میں کوئی کام اعتقاداً وعملاً وقولاً خلاف شرع نہ کرنا پڑے مثلاً ایسی عورت سے نکاح کیا جائے جو اس کے لئے شرعاً حلال ہے ایسی عورت نہ ہو جس سے شرعاً نکاح حرام ہوتا ہے مثلاً اس کی محرم نہ ہو، منکوحہ غیر یا معتدۂ غیر نہ ہو، مشرکہ نہ ہو وغیرہ وغیرہ، جیسا کہ کتب فقہ باب المحرمات[1] میں تفصیل مذکور ہے تو یہ قانونی نکاح کرانے سے آدمی خارج عن الاسلام نہیں ہوگا۔ اگر چہ اس نکاح پر جو نتائج مرتب ہوں گے وہ بھی خلاف شرع ہوں گے مگر وہ اہون ہونگے ان نتائج سے جو بغیر قانونی نکاح کے مرتب ہوتے ہیں۔ من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما[2]۔ ان خلاف شرع نتائج سے بچنے کی کوئی تدبیر اختیار کرلی جائے وہ یہ کہ ورثا کو اپنی زندگی میں حسب حصص شرعیہ دیدے اور ان کو مالک بنادے[3] اور نکاح ثانی کو اعتقاداً جائز سمجھے وغیرہ وغیرہ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ ذیقعدہ ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/ ذیقعدہ ۶۷ھ

کیا عورت کا یہ کہنا ''میں بغیر شوہر کے ہوں'' معتبر ہے؟

سوال: -ایک عورت مسلمہ اجنبیہ غیر علاقہ کی شادی شدہ اور جس کی گود میں تین سال

---

[1] ملاحظہ ہو شامی کراچی ص ۲۸/ ج ۳/ فصل فی المحرمات، سکب الانہر مع مجمع الانہر ص ۴۷۵، ۴۷۶/ ج ۱/ باب المحرمات، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت.

[2] وفی مراقی الفلاح من ابتلی ببلیتین وجب ان یختار اقلهما محظوراً الخ ص ۲۵۶/ (باب سجود السهو) الاشباه والنظائر ص ۱۴۵/ القاعدة الخامسة الضرر یزال، مطبوعه دار العلوم دیوبند، قواعد الفقه ص ۱۴۰/ رقم القاعدة ص ۴۰۵/ مطبوعه اشرفی دیوبند.

[3] ان اراد الوقف علی اولاده یقول: للذکر مثل حظ الانثیین وان شاء یقول الذکر والانثیٰ علی السواء ولکن الاول اقرب للصواب واجلب للثوب، ردالمحتار ص ۴۴۵/ ج ۳/ کتاب الوقف مطلب مهم فی قول الواقف علی الفریضة الشرعیة مطبوعه دار الفکر بیروت، تکملة فتح الملهم ص ۷۵/ ج ۲/ کتاب الهبات باب کراهة تفضیل بعض الاولاد فی الهبة مطبوعه دار العلوم کراچی.

کی ایک لڑکی ہے وہ عورت اہل اسلام کے روبرو یہ بیان دیتی ہے کہ میں بیوہ ہوں لاوارثھو ں اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ محض اس اجنبیہ عورت کے بیان پر شرعاً اس کا عقد کردیا جائے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگرظاہرحال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتی بلکہ اس کے صدق کاظن غالب ہے تواس کا نکاح کردینا درست ہے مگراس سے دوبارہ تفصیلاً دریافت کرلیاجائے کہ تیرا شوہر مرگیا ہے یااس نے طلاق دیدی ہے اگراس کے کذب کاظن غالب ہوتواس کے نکاح سے احتراز کیاجائے۔ ولوأن امرأة قالت لرجل أن زوجی طلقنی ثلاثاً و انقضت عدتی فان كانت عدلة وسعه أن يتزوجها وأن كانت فاسقة تحرّی وعمل بماوقع تحريه عليه كذا فی الذخيرة اھ فتاویٰ عالمگيری[1] ص ٣١٣ / ج ٥ /. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ١٠/٥/٥٩ھ

صحیح: عبداللطیف ١١/ جمادی الاول ٥٩ھ

بلاطلاق نامہ دیکھے نکاح ثانی

سوال: -١٩٥٥ء میں مجھے طلاق ہوگئی تھی، طلاق نامہ میرے بھائیوں کے قبضے میں ہے وہ لوگ اس کودینا نہیں چاہتے اورمیرے عقد ثانی سے بھی وہ متفق نہیں ہیں۔ میں بالغ ہوں اوراپنا نفع ونقصان سمجھتے ہوئے عقدِ ثانی کرناچاہتی ہوں۔ لیکن قاضی ومولوی صاحبان طلاق یاکوئی چشم دیدشہادت چاہتے ہیں اوریہ بھائیوں کی وجہ سے نہیں ہوپارہاہے۔ کیااس کےعلاوہ اورکوئی ذریعہ ایسابن سکتا ہے کہ میں اپنا عقد ثانی کرسکوں؟ اگرہے تومطلع فرماویں۔

---

[1] عالمگیری کوئٹه ص ٣١٣ / ج ٥ / كتاب الكراهية، الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات، المحيط البرهانی ص ٤٩٥ / ج ٧ / كتاب الكراهية، الفصل الاول فی العمل بخبر الواحد، نوع آخر فی العمل بخبر الواحد بارتداداحدالزوجين الخ، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، هدايه ص ٤٦٩ / ج ٤ / كتاب الكراهية، فصل فی البيع، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

بھائی اگر طلاق نامہ نہیں دیتے اور بغیر اس کو دکھائے آپ کا دوسرا نکاح نہیں ہورہا ہے تو یہ بھائیوں کی طرف سے ظلم ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اس کو آپ کے کہنے پر اعتماد ہو اور بغیر طلاق نامہ دیکھے وہ نکاح پر آمادہ ہو تو اس سے نکاح درست ہو جائے گا۔ اگر آپ کے شوہر کو طلاق دیدینے کا اقرار ہو تو طلاق نامہ کسی کو دیکھنے کی ضرورت نہیں، بلا طلاق نامہ دیکھے نکاح درست ہوگا جب کہ عدت بھی گذر چکی ہو[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱۲ھ

بیوہ کے لئے نکاح ثانی

سوال: - زید کی عورت بیوہ ہوگئی وہ یہ چاہتی ہے کہ میں اپنی عمر اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار دوں یعنی نکاح ثانی نہ کروں یہ ڈر ہے کہ کہیں قیامت میں ماخوذ نہ ہوں چونکہ وہ جانتی ہے کہ نکاح ثانی کرنا سنت ہے۔

فرمایئے! اس صورت میں جب کہ وہ صوم وصلوٰۃ پر قائم ہے بوجہ نکاح ثانی نہ کرنے کے مستحق عذاب ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کو معصیت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہیں بلکہ اطمینان سے زندگی بسر کرسکتی ہے تو اس کے ذمہ نکاح ثانی ضروری نہیں اور نکاح ثانی نہ کرنے سے مستحق عذاب نہ ہوگی تاہم اگر

---

[1] ولوأن امرأة قالت لرجل ان زوجي طلقني ثلاثاً وانقضت عدتي فان كانت عدلة وسعه أن يتزوجها وإن كانت فاسقة تحرى وعمل بما وقع تحريه عليه كذا في الذخيرة (الهندية ص۳۱۳/ ج۵/ الفصل الثاني في العمل بخبر الواحد في المعاملات، مكتبه كوئٹه پاكستان، البحر الرائق ص ۲۰۱/ ج۸/ كتاب الكراهية، فصل في البيع، تبيين الحقائق ص ۲۶/ كتاب الكراهية، فصل في البيع، مطبوعه امداديه ملتان.

سنت سمجھ کر کرے گی تو ثواب کی مستحق ہوگی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷؍ جمادی الثانی ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۷؍ ۵۶ھ

تین طلاق کے بعد نکاح ثانی

سوال: – زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اور گھر سے نکال دیا۔ لڑکی اپنے باپ کے گھر چلی آئی۔ پھر لڑکے کا ماموں آیا اور خوشامد کر کے لڑکی کو لے گیا۔ لڑکے نے پھر اس کو نکال دیا اور اس کے ماموں کے یہاں چلی آئی۔ لڑکی کچھ دنوں کے بعد پھر شوہر کے مکان پر پہونچ گئی۔ تو لڑکے نے کہا کہ جب میں تجھ کو تین طلاق دے چکا ہوں تو بار بار میرے مکان پر آنے کی کیا ضرورت ہے۔ جو بچہ تھا وہ زید نے رکھ لیا۔ اب لڑکی تنہا اپنے باپ کے گھر پر ہے۔ اب لڑکی کا والد اس کو دوسری جگہ نکاح کر کے بھیج سکتا ہے یا نہیں؟ اس بات کو ایک سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب شوہر کو طلاق کا اقرار ہے وہ رکھنے پر تیار نہیں۔ وقت طلاق سے تین حیض گزرنے پر دوسری جگہ لڑکی کا نکاح درست ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷؍۱؍۱۳۹۷ھ

---

[1] ویکون واجباً عندالتوقان ویکون سنة، ویثاب إن نوی تحصیناً وولداً حال الإعتدال الدر المختار علی ردالمحتار کراچی ص۷؍ج۳؍الدرالمختار نعمانی ص ۲۶۱؍ج۲؍کتاب النکاح، مجمع الانہر ص۴۶۷؍ج۱؍اول کتاب النکاح، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، النہر الفائق ص۱۷۵؍ج۲؍کتاب النکاح، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.

[2] ولو اقربالطلاق کاذبا اوهاز لاوقع قضاء شامی زکریا ص ۴۴۰؍ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

بلا اجازت زوجۂ اُولیٰ نکاح ثانی سے نکاح اول منسوخ نہیں ہوگا

سوال:- اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی رضامندی یا اجازت کے بغیر دوسرا نکاح کرلے تو کیا دوسرا نکاح نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دوسرے نکاح کی وجہ سے پہلا نکاح منسوخ نہیں ہوگا اگرچہ بیوی سے بغیر اجازت لئے کیا ہو[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قبول اسلام کے بعد نکاح ثانی

سوال:- ایک مسماۃ عیسائی اپنے کو یہ کہتی ہے کہ میرا شوہر تو مرگیا اب میں مسلمان سے شادی کرکے رہنا چاہتی ہوں۔ ایسی صورت میں اس عورت کو کیا کرنا چاہئے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ج۴/ کتاب الطلاق، قبیل مطلب فی المسائل اللتی تصح مع الاکراہ واذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائنا اورجعیاً او ثلاثاً وھی حرۃ ممن تحیض فعدتھا ثلاثة اقراء. عالمگیری کوئٹہ ص ۵۲۶/ ج ۱/ الباب الثالث عشر فی العدة، سکب الانھر ص ۱۴۲/ ج ۲/ باب العدة، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، درمختار علی الشامی زکریا ص ۱۸۲، ۱۸۱/ ج۵/ باب العدة.

[1] کیونکہ شریعت نے بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے۔ وصح نکاح اربع من الحرائر والاماء فقط للحر الخ، الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار زکریا ص ۱۳۸/ ج۴/ فصل فی المحرمات، بحر کوئٹه ص ۱۰۵/ ج۳/ فصل فی المحرمات ھندیه کوئٹه ص ۲۷۷/ ج ۱/ الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الرابع.

الجواب حامداًومصلیاً

اسلام قبول کرلے۔عدت گذر چکی ہوتو کسی مسلمان سے شادی کرے[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۴/۱/ ۹۶ھ

خفیہ نکاح

سوال:- ایک شخص یعنی غلام نبی ولد غلام محمد ایک عورت کے ساتھ عورت کے ورثاء سے خفیہ نکاح کرتا ہے جس کا نام خدیجہ بی بی بنت سردار خان ہے،عورت بیوہ ہے رشتہ دار اس شخص یعنی غلام نبی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس عورت سے علیحدہ ہوجا چونکہ شبہ ہے تو وہ کہتاہے کہ یہ عورت میری ماں بہن کی طرح ہے۔ حالاں کہ دوتین سال ہوچکے خفیہ نکاح ہوئے۔ عام مجلس میں اقرار کرکے بری ہونے کے چند دن بعد دونوں نکاح ظاہر کرتے ہیں ایسے شخص کا کیا حکم ہے کیا اس سے بائیکاٹ کرسکتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معاً علىٰ الأصح فاهمين أنه نكاح علىٰ المذهب اهـ درمختار[2] أمر الأب رجلاً أن يزوج صغيرته فزوجها عند رجل او امراتين والحال أن الأب حاضر صح لأنه يجعل عاقداً حكماً والا لاولوزوج بنته

---

[1] وتنكح المهاجرة الى قوله وكذا أذاأسلمت فى دارالاسلام وقالا تجب العدة،عالمگيری كوئٹه ص٣٣٨/ ج ١/الباب العاشر فى نكاح الكفار،الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ٣٦٥/ ج ٤/ باب نكاح الكافر، مطلب الصبى المجنون ليسابأهل،تبيين الحقائق للزيلعى ص٧٧ ١/ ج ٢/باب نكاح الكافر،مطبوعه امداديه ملتان.

[2] الدرعلى الرد كراچى ص ٢١/ ج٣/كتاب النكاح،مطبوعه زكرياص٨٧/تا٩٢/ ج٤/ سكب الانهرعلى هامش مجمع الانهر ص ٤٧٢/ج ١/كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،هدايه ص ٣٠٦/ ج ٢/كتاب النكاح،مطبوعه ياسر نديم.

البالغةالعاقلةبمحضر شاهد واحد جازان كانت بنته حاضرة لأنها تجعل عاقدة والا لا اھ درمختار[۱] ويندب اعلانه وخطبته وكونه في مسجد اھ در مختار[۲].

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ نکاح کے لئے کم ازکم دوگواہوں کا ہونا شرط ہے اور اعلان کے ساتھ نکاح کرنا مستحب ہے پس اگر مسمی غلام نبی نے دوگواہوں کی موجودگی میں خدیجہ سے نکاح کیا ہے تو وہ شرعاً صحیح اور منعقد ہوگیا۔ بشرطیکہ کوئی اور بھی مانع حرمت مصاہرت کا وعدم کفاءت وغیرہ نہ ہوں البتہ اعلان نہ کرنے سے مستحب کا تارک ہوا لیکن ترک مستحب پر بائیکاٹ کرنا جائز نہیں[۳] (اور خاص کر جب کسی مصلحت سے مستحب کو ترک کیا ہو) اور اگر دو گواہ بھی بوقت نکاح موجود نہیں تھے تو یہ نکاح فاسد ہوا اور اس کا حکم یہ ہے کہ متارکت لازم ہے[۴] اور اس کے بعد عدت گذار کر اگر طرفین رضامند ہوں تو دوبارہ باقاعدہ نکاح کریں۔ اگر غلام نبی

---

۱ درمختار على الشامي زكرياص ۹۴،۹۵ / ج ۴ / كتاب النكاح، مطلب في عطف الخاص على العام، سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ۳۷۴ / ج ۱ / آخر كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، هدايه ص ۳۰۷ / ج ۲ / كتاب النكاح، مطبوعه ياسر نديم.

۲ شامي زكريا ص ۶۶ / ج ۴ / كتاب النكاح، مطلب كثيرامايتساهل في اطلاق المستحب على السنة، البحر الرائق ص ۸۱ / ج ۳ / كتاب النكاح، مطبوعه الماجديه كوئٹه، النهر الفائق ص ۱۷۶ / ج ۲ / كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

۳ يستفاد: تركه لايوجب اساءة ولاعتاباً كترك سنة الزوائد، درمختارمع الشامي ص ۴۷۷ / ج ۱ / باب صفة الصلوة، مطلب آداب ا لصلوة، مطبوعه كراچي، الفقه الحنفي وادلتة ص ۴۴ / ج ۱ / فقه العبادات، مستحبات الوضوء، مطبوعه دار الفيحاء بيروت.

۴ ويجب مهر المثل في نكاح فاسدوهو الذى فقدشرطامن شرائط الصحة كشهودالى قوله بل يجب على القاضي التفريق بينهما، درمختارعلى الشامي زكرياص ۲۷۴، ۲۷۶ / ج ۴ / كتاب النكاح، باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد، مجمع الانهر ص ۱۴۳ / ج ۲ / كتاب الطلاق، باب العدة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۶۹ / ج ۳ / باب المهر، باب العدة ص ۱۳۹ / ج ۴ /.

متارکت پر تیار نہ ہو اور مسئلہ سمجھانے کے باوجود نہ مانے تو پھر اس کا بائیکاٹ کر دیا جائے[1]۔

نکاح صحیح ہونے کی صورت میں لوگوں کے دریافت کرنے پر یہ کہنا کہ یہ عورت میری ماں بہن کی طرح ہے، کنایات ظہار سے ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس سے ظہار یا طلاق کی نیت کی ہے تو وہ نیت معتبر ہے اور حسب نیت ظہار یا طلاق کا حکم جاری کیا جائے گا۔ اگر کرامت کی نیت کی ہے یا کچھ نیت نہیں کی ہے تو اس نکاح پر کچھ اثر نہیں پڑے گا۔ وان نوی بـانت علی مثل أمي أو كامي و كذا لو حذف (عليّ) خانيه براً أوظهاراً أوطلاقاً صحت نيته ووقع مانواه لأنه كناية والا ينو شيئاً اوحذف الكاف بأن قال أنت أمي تعين الأدنىٰ أى البر يعنى الكرامة. اھ درمختار[2]۔

اور اگر اس کہنے کے بعد باقاعدہ نکاح کیا ہے تو اس میں کوئی اشکال ہی نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴؍۳؍۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبد اللطیف ۱۵؍ ربیع الاول ۵۷ھ

نکاح خفیہ

سوال: -ایک مرد وعورت آپس میں دو گواہوں کے رو برو نکاح کرنا چاہیں اپنے

---

[1] فاماالهجران لاجل المعاصى والبدعةفواجب استصحابه الى ان يتوب من ذالک ولايتخلف فى هذا،المفهم اشكل من تلخيص كتاب مسلم ص ۵۳۴ / كتاب البر والصلة،قبيل باب النهى عن التجسس الخ،حكم الهجران لاجل المعاصى،مطبوعه دارابن كثيربيروت.

[2] درمختار كراچى ص ۴۷۰ / ج۳ / باب الظهار مطبوعه نعمانيه ص۵۷۷ / ج۲ / زكريا ص ۱۳۱ / ج۵ / سكب الانهرعلى هامش مجمع الانهر ص ۱۱۸ / ج ۲ / كتاب الطلاق،باب الظهار،مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت،النهرالفائق ص ۴۵۲ / ج ۲ / باب الظهار،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

رشتہ داروں کی پوشیدگی سے تو شرعاً یہ نکاح کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

نکاح میں افضل اور بہتر یہ ہے کہ اعلان کے ساتھ بڑے مجمع میں مسجد میں کیا جائے[1] اور جائز دو گواہوں کی موجودگی میں بھی ہوجاتا ہے۔ جب کہ وہ دونوں گواہ مرد مسلمان بالغ عاقل ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۱۹/۱۱/۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/ذی قعدہ ۵۳ھ

تحقیق کے بعد منکوحہ کا نکاح پڑھانا جرم نہیں

سوال: - ایک شخص ایک مسجد میں امام ہے۔ دو آدمی امام کے پاس آئے اور وہ کہنے لگے کہ امام صاحب ہمارے یہاں چل کر ایک لڑکی کا نکاح پڑھا دیجئے۔ جس پر امام نے یہ تحقیق کی کہ بیوہ عورت کا نکاح ہے یا کنواری لڑکی کا؟ انھوں نے کہا کنواری لڑکی کا نکاح ہے اور قسم کھا کر دونوں شخص کہنے لگے امام صاحب گھبراؤ نہیں یہ نکاح اس لڑکی کا پہلا نکاح ہے۔ اس کے برخلاف صورت یہ تھی کہ اس لڑکی کا نکاح نابالغی کی عمر میں پہلے کسی دوسرے سے ہو چکا تھا، جس کا علم امام صاحب کو نہیں تھا۔

---

[1] ویندب إعلانه وتقديم خطبة وكونه في مسجد يوم جمعة الدر المختار كراچی ص ۸/ ج ۳/ كتاب النكاح، مطبوعه زكريا ص ۶۶/ ج ۴/ مطلب: كثيرا مايتساهل في اطلاق المستحب على السنة، النهر الفائق ص ۱۷۶/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۱/ ج ۳/ كتاب النكاح.

[2] ولاينعقدنكاح المسلمين الابحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين اورجل وامرأتين الخ، هدايه ص ۳۰۶/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه ياسر نديم، سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ۴۷۲/ ج ۱/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، درمختار على الشامى زكرياص ۸۷/ تا ۹۲/ ج ۴/ كتاب النكاح، مطلب: الخصاف كبير في العلم يجوز الاقتداء به.

اس بیان پر امام صاحب نکاح پڑھانے کے لئے چل دیئے۔ جب مکان پر پہنچے تو وہاں ۱۰/۱۵/ آدمی موجود تھے، امام صاحب نے ان سے بھی دریافت کیا کہ لڑکی مطلقہ ہے یا غیر مطلقہ؟ تو سب نے یہی جواب دیا کہ کنواری لڑکی ہے اور اس لڑکی کا یہ پہلا نکاح ہے۔ امام صاحب نے نکاح پڑھا دیا۔ تین دن کے بعد امام صاحب کو معلوم ہوا کہ اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو چکا تھا اور وہاں سے طلاق بھی نہیں ہوئی۔ اب بتلایئے کہ امام صاحب کا جرم مانا جائے گا یا نہیں؟ جب کہ امام صاحب بالکل بے خبر تھے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

امام صاحب نے تحقیق کی، متعدد آدمیوں سے دریافت کیا جب اطمینان ہو گیا تب نکاح پڑھایا اس لئے امام صاحب مجرم نہیں البتہ وہ نکاح صحیح نہیں ہوا جب کہ پہلے اس لڑکی کا نکاح ہو چکا ہے اور وہاں سے طلاق نہیں ہوئی ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱/۵ ۱۳۹ھ

ایک سے چار تک نکاح کی اجازت

سوال:- ہمارے بھارت سرکار نے یہ قانون نافذ کر دیا ہے کہ کوئی بھی شخص ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ بیوی نہیں رکھ سکتا۔ کیا ہم بھارتی مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا لازم ہے؟ جب کہ اسلامی شریعت کے مطابق ایک شخص بیک وقت چار بیوی رکھ سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شریعت نے حسب استطاعت ایک مرد کو چار عورتوں تک اجازت دی ہے، اس

---

[1] اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا. شامی زکریا ص ۲۷۴/ ج ۴ /باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۰/ ج ۱ /القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص ۳۶۶/ ج ۱ /فصل فی المحرمات، تاتارخانیه کراچی ص ۴/ ج ۳/الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة.

اجازت کو کوئی بھی ضبط نہیں کرسکتا۔ البتہ جو شخص مساوات کا برتاؤ نہ کرسکے اس کو ایک سے زیادہ کی اجازت خود شریعت نے نہیں دی بلکہ اس کو تاکید کی ہے کہ ایک ہی پر کفایت وقناعت کرے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۲/۹۴ ۱۳۹۴ھ

دوعورتوں سے دودفعہ نکاح کیا چار کے حکم میں ہے؟

سوال: -(۱) ایک مسلمان ہے جو کہ حنفی مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ قرآن وسنت کا پابند ہے، میرا قریبی بھائی ہے۔ اس نے پہلے ایک نکاح کیا ہے (الف کے ساتھ) پھر اس کو طلاق دے کر دوسری شادی کرلی (ب کے ساتھ) ایک سال کے بعد اس کے ساتھ بھی ان بن ہوگئی اور (ب) کو بھی طلاق شرعی لکھ کر عدالت سے دے دی نہ کہ تین عدتوں میں جس طرح شریعت کہتی ہے۔ کچھ عرصہ (۸/ماہ) ہوا تو یہ عورت (ب) نادم ہوکر آئی اور اس نے شادی کرنی چاہی وہ دونوں عدالت میں گئے اور وہاں ایک بیان حلفی پبلک نوتری سے تصدیق کراکے شادی دوبارہ رچائی اور کوئی خطبہء نکاح انجام نہ پایا۔ اسی دوران اس عورت کو حمل ٹھہرا اور ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ پھر اسی عورت (ب) کو فحش کلامی کی بنا پر اس مرد نے دوبارہ عدالت سے طلاق نامہ دے کر اپنی زوجیت سے الگ کردیا ہے اور تقریباً آٹھ سال سے الگ ہے۔ عورت (ب) نے دوسری شادی کرکے دوسرے مرد سے دو بچے حاصل کئے ۔عرض یوں ہے کہ جو لڑکا عورت (ب) کو پہلے مرد سے سمجھئے یعنی میرے بھائی سے ہوا ہے کیا وہ شرعاً مرد کا ہے یا عورت کا حق کہ وہ لڑکا اس وقت ۹/سال کا ہے اور امی جان کے پاس رہتا ہے۔ کیا یہ شرعی طور سے باپ کا وارث کہلائے گا مجھے شک ہے چونکہ شادی شرعی طور سے انجام نہیں پائی تھی۔ تو یہ بچہ کس کا ہے صحیح

---

[1] فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربعٰ فان خفتم الاتعدلوا فواحدة، سورۃ النساء آیت ۳/۔
ترجمہ: تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کرلو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے پس اگر تم کو احتمال اس کا ہو کہ عدل نہ رکھو گے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو۔ (از بیان القرآن)

قرآنی وشرعی فیصلہ دے کر مشکور وممنون فرمائیں۔

(۲) اب یہ جو مرد ہے سمجھئے (یعنی) میرا بھائی اس نے دوسری دفعہ پہلی والی عورت (الف) سے دوبارہ شادی کی ہے۔اوراس کے تین بچے ہیں۔اس طرح سے اس نے چار دفعہ نکاح کیا ہے جب کہ بیویاں صرف دو ہیں تو کیا ایسے مرد پر شرعی حد یعنی چار نکاح کا ہونا عمل میں آیا ہے۔یا یہ کہ وہ اگر چاہے شریعت کی رو سے تیسری بیوی کرنے کا مجاز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) شخص مذکور نے (ب) کو جو طلاق شرعی لکھ کر دی ہے وہ بعینہ یا اس کی نقل ارسال کریں اس کو دیکھ کر معلوم ہو سکے گا کہ پھر اس سے جو دوبارہ نکاح کیا ہے اس کی اجازت شرعاً تھی یا نہیں۔نیز بتائیں کہ دوبارہ نکاح گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول سے ہوا ہے یا پہلی طلاق سے رجعت کی ہے اور پہلے نکاح ہی کو باقی رکھا گیا ہے۔

نوٹ:- جب بچہ نو سال کا ہوگیا تو آج اس کی تحقیق کی کیا ضرورت پیش آئی پہلے سے اتنی مدت میں مسئلہ کیوں دریافت نہیں کیا؟ کیا محض وراثت کی بنا پر دریافت کرنا ہے اور وہ شخص خود کیا انتقال کر گیا یا ابھی زندہ ہے۔

(۲) عورتیں تو دو ہی اس کے نکاح میں آئی ہیں اگر چہ ان سے بار بار نکاح کی نوبت آئی۔ایسی صورت میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ چار نکاح کر چکا،اس کے چار بیویاں موجود ہیں اب اگر کسی اور سے نکاح کرے گا تو وہ پانچویں بیوی ہوگی جو کہ نا جائز ہوگی بلکہ وہ تیسری ہوگی اور جائز ہوگی[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۲/۲۵ ۱۴۰۱ھ

بیوی کو طلاق دیکر اس کی بہن سے نکاح کسی مصلحت سے

سوال:- میری بیوی قریب ۱۲/۱۴ سال سے ٹی بی کی مریض ہے،اس سے کوئی کام

---

[۱] فانکحوا اما طالب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربا ع، سورہ نساء پ۴/آیت ۳/.

نہیں ہوتا اور اس کے دولڑ کے بھی ہیں اور بچوں کی کوئی محبت نہیں ہے۔اس لئے میری بیوی یہ چاہتی ہے کہ مجھے آزاد کر کے میری چھوٹی بہن بیوہ سے عقد نکاح کرلیں۔اس سے کام کی پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔یہ نکاح جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر بیوی کی خودخواہش ہے اوراس کی تیمارداری نیز بچوں کی پرورش کی ضرورت ہے کہ مریضہ بیوی کو طلاق[1] دے کر بعد عدت اس کی بیوہ بہن سے آپ نکاح کرلیں تو شرعاً اجازت ہے۔پہلی بیوی سے پھر پردہ لازم ہوجائے گا[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۱/ ۹۲ھ

مرحومہ بیوی کی منع کردہ جگہ پر نکاح

سوال:- میری بیوی مرحومہ مرنے سے پہلے مجھے نصیحت کرتی رہتی تھی کہ میرے مرنے کے بعد تو فلاں جگہ شادی نہ کرنا اور جہاں چاہے شادی کرلینا۔اب اس کا انتقال ہوگیا ہے اور میرا رشتہ وہیں سے پکا ہو رہا ہے۔اب اس بارے میں تحریر کریں کہ میں رشتہ قبول کروں یا نہ کروں؟

---

[1] الاصح حظره اى منعه الالحاجة كريبة وكبروفى الشامى،وأما الطلاق فان الاصل فيه الحظر بمعنى انه محظور الالعارض يبيحه،الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكرياص ۴۲۸، ۴۲۷/ ج ۴/اول باب الطلاق،البحرالرائق كوئٹه ص ۲۳۷، ۲۳۶/ ج ۳/مجمع الانهر ص ۴، ۳/ ج ۲/ اول كتاب الطلاق مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[2] نظر الرجل الى المرأة الاجنبية حرام من كل شئ من بدنها وكذالک نظر المرأة الى الرجل سواء كانت بشهوة او بغيرها،مرقاة المفاتيح ص ۴۰۹/ ج ۳/ كتاب النكاح،باب النظر الى المخطوبة الفصل الاول مطبع بمبئی،طيبى ص ۲۵۲/ ج ۶/ كتاب النكاح،باب النظر الى المخطوبة الفصل الاول مطبع زكريابكڈپو ديوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

بیوی کے منع کر دینے سے وہ عورت آپ پر حرام نہیں ہوئی[۱] شادی کریں گے تو نکاح درست ہو جائیگا[۲] آپ کو اختیار ہے اپنی مرحومہ بیوی کا کہنا مانیں یا اپنے دل کا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۳/ ۹۲ھ

نکاح میں کھانے کپڑے وغیرہ کا تذکرہ

سوال:- زید نے نکاح کے بعد خطبہ پڑھا اور بوقت نکاح کھانا کپڑا نان ونفقہ کا تذکرہ نہیں کیا بکر کا دعویٰ ہے کہ یہ نکاح درست نہیں ہوا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح ایجاب وقبول سے ہو جاتا ہے[۳] جب کہ کم از کم دو گواہوں کے سامنے ہو[۴] خطبہ ایجاب وقبول سے پہلے سنت ہے۔ کتب فقہ، درمختار[۵]، بحر[۶]، فتح القدیر[۷] وغیرہ میں ایسا ہی مذکور ہے

---

[۱] واحل لکم ماوراء ذالکم الایه سورة النساء رقم الایه ۲۴/.

[۲] فانکحوا ماطاب لکم من ا لنساء، سورة النساء پ۴/آیت ۳/.

[۳] وینعقد متلبساً بایجاب من احدهما وقبول من الأخر وضعا للمضی له درمختار علی الشامی کراچی ص ۹/ج۳/ کتاب النکاح،البحرالرائق کوئٹه ص ۸۱/ج۳/کتاب النکاح،زیلعی ص ۹۶/ج۲/کتاب النکاح،مطبع امدادیه ملتان.

[۴] وشرط حضور شاهدین حرین او حروحرتین مکلفین سامعین قولهما معاً درمختار علی الشامی کراچی ص ۲۱/ج۳/کتاب النکاح،تبیین الحقائق ص۹۸/ج۲/کتاب النکاح،مطبع امدادیه ملتان،البحر الرائق کوئٹه ص۸۷/ج۳/کتاب النکاح.

[۵] ویندب اعلانه وتقدیم خطبة الخ،درمختار علی الشامی کراچی ص۸/ج۳/ کتاب النکاح، البحر الرائق کوئٹه ص ۸۱/ج۳/کتاب النکاح،فتح القدیر (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کھانا کپڑا نان ونفقہ کا ذکر نکاح میں نہیں ہوتا۔ بکر کا یہ دعویٰ صحیح نہیں اس سے دریافت کیا جائے کہ صحت نکاح کے لئے نان ونفقہ کا ذکر کس کتاب میں لکھا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دوسرے کی بیوی کو لے کر بھاگ جانا اور طلاق شوہر کے بعد، بعد عدت نکاح

سوال:- (۱) زید کسی کی بیوی سے محبت کر کے اس کو لیکر بھاگ گیا، اپنی بیوی کی طرح استعمال کیا۔ اس عورت کا شوہر اس بدسلوک کو دیکھ کر اسے تین طلاق دیا۔ ادھر وہ عورت اس نے زید کے گھر پر تین حیض گذارے۔ زید نے بعد قضاء العدت اس سے شادی کی۔ اب سوال یہ ہے کہ عدت گذارنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ مفصل ومدلل جواب تحریر فرمائیں۔

(۲) بغیر توبہ کئے ہوئے دونوں کا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اور شرعاً ومعاشرۃً کیا سزا ہونی چاہئے؟ جب کہ ہندوستانی دار القضاۃ ہر جگہ موجود نہیں ہے۔

(۳) نکاح پڑھانے والوں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے؟ اگر نکاح پڑھانے والا امام ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو خلاف اولیٰ ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) کسی کی بیوی لیکر بھاگ جانا معصیت کبیرہ اور سخت حرام ہے[۱]۔ جب شوہر نے

(پچھلے صفحہ کے حواشی) ص ۱۸۹ / ج ۳ / کتاب النکاح، مطبع دار الفکر.

۶ البحر الرائق کوئٹہ ص ۸۱ / ج ۳ / کتاب النکاح فتح القدیر ص ۱۸۵ / ج ۳ / کتاب النکاح، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

۷ فتح القدیر ص ۱۸۹ / کتاب النکاح، دار الفکر بیروت. (حاشیہ نمبر ۱/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

طلاق دیدی اوراس کے بعد تین ماہواری گذر گئی اگر چہ کہیں گذری ہوتو عدت پوری ہوگئی، پھر دوسرے شخص سے نکاح کی اجازت ہوگئی، یہاں تک کہ اگر عورت کو طلاق کا علم بھی نہ ہوتب بھی مدت پوری ہونے پر کہا جائے گا کہ عدت ختم ہوگئی۔ وانقضاءہ بدون علمها اھ[1] بحر ۱۲۴/ج ۴/۔

(۲) اس کمینہ اور حرام حرکت سے توبہ بہرحال لازم ہے، دونوں توبہ کریں، نادم ہوں[2]، نکاح کرا دیا جائے۔ معاشرہ کو آج کس سزا پر قدرت ہے۔

(۳) بعد عدت نکاح پڑھا دیا تو ٹھیک کیا، دونوں کو معصیت سے بچالیا، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔ معاشرہ کو اگر قدرت تھی تو دونوں کو اس معصیت سے روکنا لازم تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۸/۲/ ۹۱ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [1] خدع امرأةً :انسان وأخرجها وزوجها من غيره يحبس الى ان يحدث توبته اويموت لانه سعى فى الارض بالفساد،الاشباه والنظائر ص ۴۷/ ج ۲/ كتاب الحدود،الفن الثانى،الفوائد،مطبوعه كراچى،درمختارعلى الشامى زكريا ص ۱۳۴/ ج ۶/باب التعزير،مطلب العامى لامذهب له.

[1] البحر الرائق كوئٹه ص ۱۴۴/ ج ۴/باب العدة،مجمع الانهرص ۱۴۹/ ج ۲/باب العدة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،درمختارعلى الشامى كراچى ص ۵۲۰/ ج ۳/باب العدة، مطلب فى وطء المعترة بشبهة.

[2] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصى واجبةً وانها واجبة على الفور ولايجوز تاخيرها الخ ، روح المعانى ص ۲۳۶/ ج ۱۵/الجزء الثامن والعشرون،سورۂ تحريم آيت ۸/مطبوعه دارالفكر بيروت نووى على هامش مسلم ص ۳۵۴/ ج ۲/باب التوبة،مطبوعه رشيديه دهلى،وركنها الاعظم الندم ،روح المعانى ص ۲۳۵/ ج ۱۵/الجزء الثامن والعشرون،سورۂ تحريم آيت ۸/مطبوعه دارالفكر بيروت،شرح نووى ص ۱۵/ على المسلم ص ۳۵۴/ ج ۲/ كتاب التوبة،طبع رشيديه دهلى.

لڑکی نے بھاگ کر لڑکے کے ساتھ نکاح کرلیا

سوال:-ایک گاؤں کا لڑکا دوسرے گاؤں کے ایک بوڑھے اور بڑھیا کے پاس رہنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد اس بوڑھے کا انتقال ہوگیا۔ وہ لڑکا اب تک اس بڑھیا کے پاس ہے۔اس بڑھیا کی لڑکی کی ایک بالغ لڑکی ہے اس لڑکی کے والدین نے لڑکے سے کہا تم فکر نہ کرو تمہاری شادی ہم اپنی لڑکی سے کردیں گے۔لیکن دو چار ماہ انتظار کرنا ہوگا۔ وہ لڑکا کہنے لگا کہ جب شادی کرنی ہے تو اسی ماہ میں کردیجئے۔ اس کے بعد ان لوگوں میں جھگڑا ہوگیا اور جھگڑے کے بعد اس لڑکی کے والدین نے شادی کرنے سے انکار کردیا اور لڑکی کو جب انکار کا علم ہوا تو اس نے اپنے والدین سے کہا کہ جب تم لوگوں نے شادی کی بات کرلی تھی تو انکار نہیں کرنا چاہئے تھا، مگر اس کے والدین شادی کرنے پر رضامند نہیں ہوئے اور جب ان دونوں کی شادی نہیں ہوئی تو لڑکی بھاگ کر لڑکے کے پاس آئی اور شادی کرلی، تو کیا یہ نکاح درست ہوا؟ گواہ سات لوگ بیٹھے تھے، جب ان کو معلوم ہوا کہ لڑکی بھاگ کر آئی ہے تو سب لوگ بھاگ گئے صرف دو آدمی نکاح کے وقت بچے۔ان میں سے ایک کے ڈاڑھی تھی اور ایک کے نہیں تھی۔یہی دو آدمی نکاح کے شاہد ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

لڑکی کے والدین نے سخت غلطی کی کہ بات چیت طے کرلینے کے باوجود اپنے جھگڑے کی وجہ سے شادی کرنے سے انکار کردیا اور لڑکی کے توجہ دلانے سے بھی آمادہ نہیں ہوئے۔اس غلطی کا خمیازہ اس طرح بھگتنا پڑا۔انا للہ الخ۔لڑکی اور لڑکے نے بھاگ کر بہت نالائقی کا ثبوت دیا کہ خاندان کی عزت کو داغ لگایا، خلافِ شرع کام کرکے گنہگار ہوئے۔تاہم جب دو گواہوں کے سامنے نکاح کا ایجاب وقبول کرلیا تو نکاح منعقد ہوگیا، اگرچہ ایک گواہ

کے ڈاڑھی نہیں، انعقادِ نکاح ایسے لوگوں کے سامنے بھی ہوجاتا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۵/ ۹۲ھ

نکاح کے بعد ملازم چمار کے ساتھ بیوی بھاگ گئی

سوال:-(۱) زید کا نکاح اس کے ماموں کی لڑکی سے پچھلے سال ہوا تھا، رخصتی نہیں ہوئی تھی یہ طے ہوا تھا کہ رخصتی اگلے سال ہوگی۔ نکاح کے نو یا دس ماہ کے بعد لڑکی اپنے ایک ملازم چمار کے ساتھ بھاگ گئی یا وہ بھگا لے گیا۔ بعد تلاش کے چار دن بعد لڑکی بہرائچ میں اس نوکر کے ساتھ ملی۔ لڑکی کے باپ اس کو اپنے گھر لائے اور زید کو بلاکر روپیہ پیسہ سامان کا لالچ دیکر لڑکی کو زید کے ساتھ رخصت کردیا۔ زید کے والدین کو ان واقعات کا علم ہوگیا تھا، تو جب زید اپنی بیوی کو لیکر اپنے گھر آیا تو والدین نے مکان سے نکالدیا۔ مجبوراً زید اپنی بیوی کو لیکر کہیں چلا گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ والدین گنہگار ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

(۲) زید کے حق میں وہ عورت حلال رہی یا حرام؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ضابطہ میں بالغ لڑکے اور اس کی بیوی کا نفقہ والد کے ذمہ نہیں[۲] جبکہ لڑکا محتاج نہ ہو خود کماتا ہو، اس لحاظ سے ان کو نکال دینا جرم نہیں۔ نیز اس کو چاہئے تھا کہ جب اس کا نکاح اس

---

[۱] وینعقد بإیجاب من أحدهما وقبول من الأخر وشرط حضور شاهدین ولو فاسقین مختصراً الدرعلی الرد ص ۲۳/ج۳/کراچی، عالمگیری کوئٹه ص۲۶۷/ج۱/کتاب النکاح، الباب الاول، زیلعی ص۹۸/ج۲/کتاب النکاح، مطبوعه امدادیه ملتان.

[۲] ولایجب علی الأب نفقة الذکور الکبار إلا أن یکون الولد عاجزا عن الکسب الهندیة ص۵۶۳/ج۱/الفصل الرابع فی نفقة الاولاد، مجمع الانهر ص۱۹۲/ج۲/باب النفقة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، بحر ص۲۰۱/ج۴/باب النفقة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

کے والد نے کیا تھا تو رخصتی بھی ان کے مشورہ وسرپرستی میں کر کے لاتا۔اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کی تنبیہ کے لئے نکال دینا بھی جرم نہیں۔تاہم آج کل ایسی طبائع کم ہیں جو ایسی تنبیہات سے اصلاح پذیر ہوں، بلکہ دیگر خطرات بھی ہوتے ہیں جن کا سدباب اہم ہوتا ہے جیسے یہی لڑکی ملازم چمار کافر کے ساتھ چلی گئی تھی۔

(۲) اس نالائق حرکت کے باوجود وہ عورت اس کی بیوی ہے اور حلال ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۴/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۴/ ۹۲ھ

بدکاری کی وجہ سے گھر سے نکالی گئی بھانجی کو اپنے یہاں پناہ دینا

سوال:- میری بہن کی لڑکی ہے اس کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے۔باپ نالائق ہے۔ بھائی نے گھر سے باہر کر دیا ہے اس وجہ سے کہ اس کے ناجائز بچہ پیدا ہونے والا ہے وہ لاوارث تھی اس لئے میں نے اس کی شادی کر دی تھی۔لیکن سال بھر کے بعد اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دیا پھر دوسری جگہ شادی نہیں ہوئی تھی۔سوچ رہے تھے کہ اب کہاں رشتہ تلاش کیا جائے کہ اس کی زندگی بن جائے۔طلاق ہوئے ۲/دو سال ہو گئے۔پہلی شادی جب ہوئی تو اس کے بھائی لوگ میرے اوپر بہت خفا ہوئے۔اس لئے دوسری شادی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا۔آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی زندگی عذاب بن کر رہ گئی۔بھائیوں نے جب نکال دیا تو میرے گھر آئی ہے، رہ رہی ہے،اب بتائیے کہ میں اپنے گھر رکھوں یا نہ رکھوں اور اب اس کے بارے میں کیا کیا جائے یعنی لڑکی کے بارے میں کیا فیصلہ کیا جائے؟ مجھ کو رکھنے میں

---

[۱] والمزنی بھا لاتحرم علی الزوج الخ،البحر الرائق ص ۱۳۹/ ج۴/ باب العدة ،مطبوعه الماجدیه کوئٹه،شامی زکریا ص ۱۴۴/ ج۴/ کتاب النکاح،فصل فی المحرمات،مجموعة الفتاویٰ ص۷۷/ج۳/ کتاب النکاح،نکاح بزنی باطل نشود مطبوعه یوسفی لکھنؤ.

عذاب ہوتو میں لڑکی کو نکال دوں؟ اور اگر عذاب نہ ہوتو میں رکھے رہوں اور پھر جب بچہ پیدا ہوتو بچہ کا کیا کروں؟ بچہ کو کہیں دور بھیجدوں یا کیا کروں؟ میں بہت پریشان ہوں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر وہ اس وقت نہ کسی کے نکاح میں ہے نہ عدت میں ہے تو کوشش کر کے کسی مناسب جگہ اس کا نکاح کر دیا جائے۔ کسی کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی جائے[1] اور جب تک نکاح نہ ہو آپ اس کو اپنے گھر رکھ سکتے ہیں۔ وہ آپ کی بھانجی ہے۔ آپ اس کے محرم ہیں۔ جو بچہ غلط طریقہ پر پیدا ہو اس کا کیا قصور ہے[2]؟ وہ اپنی ماں کے پاس رہے گا اس کو ماں سے جدا نہ کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/۹/۱۷ھ

سابقہ مطلقہ سے بضرورت دوبارہ نکاح مگر والدین ناراض ہیں

سوال:- تیرہ ۱۳/سال قبل میں نے اپنے بڑے والد کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ دو ۲/سال تک زندگی بہت خوشگوار گذری، مگر دوسال بعد ہی خاندانی نااتفاقی کی بناء پر طلاق دینی پڑی۔ طلاق کے وقت وہ میرے دوسرے بچے کی ماں بننے والی تھی۔ اب وہ دونوں بچوں کو اپنے ہی پاس رکھ کر زندگی بسر کرنے لگی۔ اس دوران میں نے دوسری شادی کر لی۔ اس کے والدین نے بھی اس کی شادی دوسری جگہ پر کردی، اسے اپنے بچوں کی فکر دامن گیر ہوئی

---

[1] عن ابی حاتم المزنی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذاجاء کم من ترضون دینہ وخلقہ فانکحوہ الاتفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد الاتفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد قالوا یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وان کان فیہ قال اذا جاء کم من ترضون دینہ وخلقہ فانکحوہ ثلث مرات، ترمذی شریف ص۲۰۷/ج۱/.ابواب النکاح باب ماجاء فیمن ترضون دینہ فزوجوہ مطبوعہ بلال دیوبند.

[2] واما افتضاح اولاد الزنا فلافضیحۃ الی قولہ ولاذنب لھم فی ذالک حتی یترتب علیہ الافتضاح انتھی تفسیرروح المعانی ص۱۷۶/ج۹/سورۃ الاسراء رقم الایہ ۱۷/مطبع دارالفکر.

اوراس پریشانی کےتحت وہاں سےبھی طلاق ہوگئی۔اس دوران اس کےوالد کا بھی انتقال ہوگیا۔وہ بےسہارا ہوگئی۔والد کےانتقال کےبعد بھائیوں نےبھی ساتھ دینا بند کردیا۔اس درمیان اس نےمجھ سےاپنا دکھ درد بیان کیا اور دوبارہ نکاح کےلئےاصرار کیا اوراس پر میں بھی اس کی یہ مجبوری دیکھتے ہوئے تیار ہوگیا۔میری اپنی بیوی بھی ہےوہ بھی اس کےحالات کو دیکھتے ہوئے راضی ہوگئی ہے۔مگر میرے والد ایسا نہیں چاہتے اوران کےلئے پرانی دشمنی آڑ بنی ہوئی ہے۔ان کا کہنا ہےکہ جب ایک بار گھر سےنکل گئی تو دوبارہ نہیں لانا چاہئے۔حالانکہ وہ لڑکی ہمارے والد کی سگی بھتیجی ہے۔اس کی والدہ نےہمارے گھر آکر بہت منت سماجت کیا بہت سمجھایا۔لیکن والدین کسی طرح تیار نہیں ہوئے۔میں یہ چاہتا ہوں کہ جب یہ رشتہ ہوجائے گا تو زندگی بھی سنور جائے گی،اور دشمنی بھی ختم ہوجائے گی۔اب مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔والدین بالکل تیار نہیں ہیں حالانکہ میں والدین سےالگ ہوں اپنا کاروبار ہے۔مجھے یقین ہےکہ دونوں کو سکھ چین کی زندگی دےسکتا ہوں ایسے حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ جواب سےجلد نوازیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

جب کہ اس غریب کا دوسرے شوہر سےبھی تعلق ختم ہوگیا اور وہ بےسہارا ہوگئی اور آپ کےساتھ نباہ ہوسکتا ہے۔نیز دونوں کےحقوق میں آپ برابری کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہ بھی توقع ہےکہ اس سےنکاح ہونے پر خاندانی دشمنی ختم ہوکر میل ملاپ کی صورت پیدا ہوجائے گی تو آپ اس سےدوبارہ نکاح کرلیں۔امید ہےکہ اس کےنتیجے میں والدین بھی رضامند ہوجائیں گےاور آپ کےبچوں کی پرورش بھی آسان ہوجائے گی۔حق تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۰/۱۳۹۴ھ

---

[1] فان طلقها فلاجناح عليهما ان يتراجعا ان ظنا ان يقيما حدودالله الآيه،سورة البقرة آيت ص ۲۳۰/.

لڑکے کے گھر جا کر نکاح

سوال:- ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک زمیندار لڑکے کے ساتھ اس کے گھر جا کر کر دیا۔ جائز شرائط کے ساتھ ہوا کہ وہاں لڑکے کے والدین اور لڑکا اور لڑکی کے والدین اور لڑکی اور مولوی صاحب جنھوں نے نکاح پڑھایا۔ لڑکے کے گھر جانے کی ضرورت یوں پڑی کہ برادری والے دوسری جگہ شادی کرانے پر بضد تھے، تو کیا یہ نکاح درست ہوگیا؟ برادری والے دوبارہ نکاح کو کہتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب لڑکا اور لڑکی اور دونوں کے والدین اور گواہ موجود تھے اور نکاح کا ایجاب وقبول سب کی رضامندی سے شریعت کے مطابق ہوا ہے، اگر چہ کسی کے مکان میں ہوا ہے تو بلا شبہ وہ شرعاً صحیح اور معتبر ہوگیا[1] برادری کا یہ کہنا کہ نکاح (ہماری سب کی موجودگی میں ہماری منشاء کے مطابق ہو) دوبارہ کیا جائے غلط اور بلا وجہ شرعی تنگ کرنا اور لڑکی کے والد کو مجبور کرنا کہ جہاں ہم کہیں وہاں نکاح کرو ظلم ہے۔ برادری کو لازم ہے کہ اپنی اصلاح کرے، ظلم سے باز آئے ورنہ اس کا وبال بہت سخت ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۳/ ۹۱ھ

---

[1] وينعقد ملتبسا بايجاب من احدهما وقبول من الآخر الى قوله وشرط حضور شاهدين اى يشهد ان على العقد الخ الدر المختار مع الشامى زكريا ص٨٧، ٩١/ ج۴/ كتاب النكاح، البحر الرائق كوئٹه ص٨٨، ٨١/ ج٣/ كتاب النكاح، مجمع الانهر ص ۴٧٢، ۴٦٧/ ج ١/ كتاب النكاح، مطبع دار الكتب العلميه بيروت.

[2] عن ابى موسىٰ رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله ليملى الظالم حتىٰ اذا اخذه لم يفلته ثم قرأ وكذالك اخذ ربك اذا اخذ القرىٰ وهى ظالمة الاية متفق عليه، وعن ابن عمرؓ ان النبى صلى الله عليه وسلم قال الظلم ظلمات يوم القيامة متفق عليه مشكوة المصابيح ص ۴٣۴/ ج ٢/ كتاب الآداب باب الظلم ،الفصل الاول، مطبع ياسر نديم ديو بند.

رجسٹر میں ولدیت بدلنے سے نکاح پر اثر

سوال:- ایک شادی کے رجسٹر میں دلہا کی ولدیت میں لڑکے کے ماموں کا نام لکھا گیا اس صورت میں یہ شادی درست ہوگی یا نہیں؟ چونکہ لڑکا بچپن میں اپنے ماموں کی تربیت میں تھا۔

الجواب حامداًومصلیاً

جب کہ لڑکی دولہا کے یہاں جاتی ہے اور گواہ اس کو دیکھ رہے ہیں، تو انعقادِ نکاح کے لئے اتنی بات کافی ہے[۱] رجسٹر میں بالکل ہی اندراج نہ ہو تب بھی نکاح صحیح ہے۔ والد کے نام کی جگہ ماموں کا نام لکھ دیا گیا ہو کیونکہ وہ ماموں کی تربیت میں تھا تب بھی نکاح میں خرابی نہیں آئی۔ والد کے نام کی ضرورت رفعِ جہالت کے لئے ہوتی ہے جو حاضر میں موجود نہیں۔ کذا فی ردالمحتار[۲] ۲۷۲/ج ۲/نعمانیہ۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۴/ ۹۴ھ

نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ منکوحہ کا دماغی توازن صحیح نہیں

سوال:- زید کی بیوی کا انتقال ہوگیا۔ گھریلو پریشانیاں بڑھ گئیں۔ جس کے باعث

---

۱ وينعقد اى النكاح متلبساً بايجاب من احدهما وقبول من الاخر، شامي كراچى ص ۹/ ج ۳/ كتاب النكاح، تاتارخانيه ص ۵۷۹/ ج ۲/ كتاب النكاح، الفصل الاول، مطبوعه كراچى، النهر الفائق ص ۱۷۶/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

۲ والحاصل أن الغائبة لابد من ذكر اسمها واسم أبيها وجدها وإن كانت معروفة عندالشهود على قول ابن الفضل وعلى قول غيره يكفي ذكر اسمها إن كانت معروفة عندهم شامي كراچى ص ۲۲/ ج ۳/ كتاب النكاح، تاتار خانيه ص ۲۰۵/ ج ۲/ كتاب النكاح، الفصل الخامس مطبوعه كراچى عالمگيرى ص ۲۶۸/ ج ۱/ كتاب النكاح، الباب الاول فى تفسيره الخ مطبوعه كوئٹه.

عقد ثانی کی ضرورت پیش آئی، جس کے بارے میں زید نے اعزہ سے تذکرہ کیا۔ ان حضرات نے چند دنوں میں کوشش کر کے کافی دوری پر ایک رشتہ مطلقہ عورت تلاش کیا۔ صاحب رشتہ حضرات سے زید بالکل ناواقف و ناآشنا تھا۔ اعزہ خاص نے اس رشتہ پر ایسی خوشی ظاہر کی کہ جس سے زید اس رشتہ کے جوڑنے پر آمادہ ہوگیا۔ باوجودیکہ پھر بھی دور دراز ہونے کی وجہ سے زید نے اپنے ان ہمدرد اعزہ سے کہا کہ بھائی سارے معاملات اور حالات کو بخوبی معلوم کرلیا جائے۔ جس پر ان حضرات نے جواب دیا کہ ایسا نہیں کہ ہم لوگوں کو سمجھ بوجھ کر غلط رشتہ سے پھنسا دیں۔ ہم لوگوں نے خوب سمجھ لیا ہے، تمہارے لئے یہ رشتہ بدرجہا بہتر ہے۔

بہر کیف زید ان حضرات کی اس خوش بیانی پر مطمئن ہوگیا۔ بعدازاں یہ حضرات صاحب رشتہ کے یہاں پہنچے اور اس مطلقہ عورت کے والدین سے گفتگو کر کے وہیں سے بذریعہ تار زید کو اطلاع دی کہ تم معہ سامانِ عقد فوراً چلے آؤ۔ حالانکہ زید کی خواہش تھی کہ اس عورت مطلقہ پر بذات خود بھی نظر ڈال لے، جس کا اظہار ان اعزہ پر بھی کردیا۔ مگر ان حضرات نے زید کی اس خواہش کو پس پشت ڈالدیا اور زید کو کوئی ایسا موقع نہیں دیا گیا یا نہ ملا کہ وہ خود دیکھ لے۔ بہرحال اس اچانک موصول شدہ تار کی خبر پر زید سامانِ عقد لے کر صاحب رشتہ کے مکان پر پہنچ گیا اور اسی دن شب کو مجلس عقد منعقد ہوئی اور قاضی صاحب تشریف لائے اور اپنے نکاح نامہ رجسٹر کی خانہ پری کرنے لگے۔ عین وقت پر جب مہر کا مسئلہ آیا تو اس مطلقہ عورت کے والد نے دس ہزار روپے کی آواز دی۔ زید نے قاضی صاحب سے کہا کہ خلافِ حیثیت زائد ہے۔ اتنے میں زید کے اعزہ خاص نے درمیان سے جواب دیا کہ ٹھیک ہے، ہم کو کوئی اعتراض نہیں۔ زید نے ان ہمدرانِ اعزہ کی طرف سے کوششوں کے تحت خیال کر کے خاموشی اختیار کی۔ قاضی صاحب نے فوراً اجازت لے کر خطبۂ نکاح دیا۔ ایجاب وقبول کراتے وقت کہا کہ پانچ ہزار سکہ رائج الوقت مؤجل اور پانچ ہزار روپئے سکہ رائج الوقت غیر مؤجل قبول کیا۔ تو زید اس وقت انتہائی تذبذب میں پھنس گیا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ قبل ازیں کوئی تفصیل مؤجل وغیر مؤجل کی سامنے نہ آئی اور یہ قبول کرا رہے ہیں۔

بہر کیف زید نے غیر معجّل ہی تصور کر کے دلی جبر وکراہت کے ساتھ کہا کہ قبول کیا۔
۵؍ ہزار معجّل کی رقم زید سے لی گئی اور نہ اس بارے میں کوئی ذکر آیا اور نہ زید کو ادا کرنے کی طاقت تھی، لیکن قاضی صاحب نے اپنے رجسٹر نکاح میں اندراج ضرور کرلیا۔ بعدازاں یہ مجلس نکاح برخاست کردی گئی اور اسی شب میں فوراً رخصتی کردی گئی۔ بوقت رخصت لڑکی کے والدین نے کسی قسم کا زیور وسامان نہیں دیا۔ صرف لڑکی کو زید ہی کے زیور اور کپڑے پہنا کر رخصت کردیا۔ جب زید رخصت کرا کر اپنے مکان پر واپس آیا اور جب بیوی سے قربت حاصل کی اور بات چیت شروع کی تو کوئی بات کا صحیح طور پر جواب نہ ملا۔ دیگر اِدھر اُدھر کی فضول باتیں یا فلمی گانے سنانا شروع کی اور یہ کہا کہ میں تو شادی کرنا نہیں چاہتی تھی۔ میرے والدین نے زبردستی شادی کردی، جس سے زن وشوہر کے تعلقات انتہائی دشوار گذار نظر آرہے ہیں۔ یہ حالات سامنے آنے پر زید سناٹے میں آگیا اور خیال کیا کہ کم ازکم چار چھ یوم میں صحیح پتہ چلے گا۔ بہرحال ایک ہفتہ گذرنے پر تمام حالات کا جائزہ لیا تو کسی وقت بھی دماغی توازن صحیح نہیں پایا۔ وہی فضولیات بکواس اور رات کو تنہا اٹھ کر کہیں زبانی تلاوت اور کہیں فلمی گانے گانا۔ ایک ہفتہ گذرنے پر زید اپنے ان ہمدرد اعزہ کے پاس گیا اور تمام حالات نقل کئے، جنھوں نے جواب دیا کہ میاں کم ازکم ایک دو ماہ تو ان حالات کو دیکھو کیا کیفیت رہتی ہے۔ ان حضرات کے اس جواب سے زید نے پھر سکوت اختیار کیا اور ایک ماہ انتظار کیا۔ اب ایک ماہ گذرنے پر بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ ان گذشتہ ایام میں بھی کسی دن یا کسی وقت صحیح الدماغ ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ ایک ہوشیار مستند طبیب کو بھی دکھلایا، جنھوں نے بتلایا کہ واقعی دماغی توازن درست نہیں ہے۔ اس پاگل پن کی وجہ سے غلاظت وگندگی کے باعث اس کے ہاتھ کے چھوئے ہوئے برتن میں پانی پینے تک کو جی نہیں چاہتا۔ ان حالات سے زید کو بے انتہا پریشانی ہے۔ زید کی طبیعت کسی صورت سے اس طرف مائل نہیں ہوتی یہ تمام واقعات درمیانی ہمدرد واعزہ کو بھی تحریر کئے ہیں۔ مگر ان حضرات نے اب تک کوئی خبر نہیں لی۔

دریافت طلب بات یہ ہے کہ اندراج کئے ہوئے حالات وواقعات کے تحت یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور زید اس معاملہ میں کیا رویہ اختیار کرے۔ اس لئے آپ سے استدعا ہے کہ اس مسئلہ کے حل سے جلد سے جلد مستفیض فرمائیں۔

خلیل احمد جلد ساز پہانوی ہردوئی ۱۹ ستمبر ۱۹۷۰ء

الجواب حامداً ومصلیاً

اس بیان میں کوئی ایسی بات مذکور نہیں جس کی وجہ سے نکاح کو غیر صحیح کہا جائے۔ زید کو چاہئے کہ خوش اخلاقی اور نرمی سے آہستہ آہستہ اصلاح کرتا رہے۔ اگر حالات ایسے ہوں کہ نباہ دشوار ہو اور حقوقِ زوجیت ادا نہ ہوسکیں تو اس کو طلاق دیکر آزاد کردینے میں مضائقہ نہیں[1]۔ اگر وہ اتنی سمجھ رکھتی ہے کہ مہر کو اور مہر کی معافی کو سمجھتی ہے اور وہ مہر معاف کردے تو مہر معاف بھی ہوسکتا ہے[2]۔ اگر مہر کی معافی کی تحریر ہو اور اس پر گواہوں کے دستخط ہوں تو قانونی تحفظ بھی ہوجائے گا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۸/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ومن محاسنه (ای الطلاق) التخلص به من المکاره ای الدینیة والدنیویة بحر ای کان عجز عن اقامة حقوق الزوج او کان لایشتهیها. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۲۹/ ج۴/ کتاب الطلاق قبیل مطلب طلاق الدور، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۳۸/ ج۳/ کتاب الطلاق، فتح القدیر ص ۴۶۵/ ج۳/ کتاب الطلاق، قبیل باب طلاق السنة، مطبع دارالفکر بیروت.

[2] وصح حطها لکله اوبعضه عنه قبل اولاالخ. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص ۲۴۸/ ج۴/ باب المهر، مطلب فی حط المهر والابراء منه، النهرالفائق ص ۲۳۶/ ج۲/ کتاب النکاح، باب المهر، مطبع دارالکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص ۱۴۱/ ج۲/ کتاب النکاح باب المهر مطبع امدادیه ملتان.

دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کو طلاق دینا ضروری نہیں

سوال:- ایک شخص نے شادی کی اور کسی وجہ سے بیوی کو چھوڑ دیا اور طلاق بھی نہیں دیا۔ پھر دوسری شادی کر لی، تو بلا طلاق کے مرد کو دوسری شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مرد کو دوسری شادی کرنے کے لئے پہلی بیوی کو طلاق دینا ضروری نہیں بلکہ بیک وقت چار تک کی اجازت ہے۔ لقولهٖ تعالیٰ فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع الاٰیة[۱] البتہ پہلی بیوی کے حقوق ادا نہ کرنا اور اس کو ویسے ہی بلا طلاق ڈالے رکھنا گناہ اور ظلم ہے[۲] اس کا معاملہ صاف کیا جائے، یا اس کو شریفانہ طریقہ پر آباد کیا جائے یا طلاق دیکر آزاد کیا جائے۔[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۵/ ۹۵ھ

ختنہ سے پہلے نکاح

سوال:- مسمیٰ گامی پسر جمہ کا نکاح مسماۃ بیان دختر سے ہوا بوقت نکاح لڑکے کی

۱؎ سورۃ النساء پارہ ۴/ آیت ۳/۔ **ترجمہ:** تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کر لو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے (بیان القرآن)

۲؎ قال اللّٰہ تعالیٰ: ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلاتمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقة الاية ای لاھی مطلقة ولاذات زوج،تفسیر القرطبی ص ۳۴۸/ ج ۳/سورۃ النساء رقم الاية ص ۱۲۹/مطبع دارالفکر بیروت،عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا کانت عند الرجل امرأتان فلم یعدل بینھما جاء یوم القیامة وشقه ساقط رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی مشکوۃ المصابیح ص ۲۷۹/ ج ۲/کتاب النکاح،باب القسم مطبع یاسر ندیم دیوبند.

۳؎ الطلاق مرتان فامساک بمعروف (ای بالرجعة وحسن المعاشرة)اوتسریح باحسان (ای اطلاق مصاحب له من جبر الخاطرواداء الحقوق)تفسیرروح المعانی ص ۲۰۴/ ج ۲/سورۃ البقرۃ رقم الاية ص ۲۲۹/مطبوعه دارالفکر بیروت.

عمر چار سال تھی اور وہ بغیر ختنہ کے تھا اور مسماۃ کی عمر ایک سال تھی دونوں میں ایجاب وقبول کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے صرف طرفین سے والدین کی رضامندی سے نکاح ہوا تھا جب طرفین بالغ ہوئے تو بعد از بلوغ ازدواجی زندگی خوشی سے گذارنی شروع کردی اس وقت لڑکے کی عمر ۲۶؍سال ہے اور لڑکی کی عمر ۲۲؍سال ہے۔ اب بعض کہتے ہیں کہ نکاح چونکہ بدون ختنہ کے ہوا ہے لہٰذا یہ سنت کے خلاف ہے اس لئے ان دونوں کا نکاح درست نہیں ہے۔ دونوں میاں بیوی خوش نہیں ہیں لڑکی شوہر کے گھر رہنا نہیں چاہتی ہے آپ سے گذارش ہے کہ مسئلہ مذکورہ کو تفصیل سے جواب مطلع فرمائیں اور باہم بڑھتے ہوئے نزاع کو ختم فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

چار سال کی عمر میں والد نے جو نکاح کردیا وہ بلاشبہ صحیح ہوگیا[1] ختنہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کو غلط کہنا اور شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی کرانا صحیح نہیں ان کو آپس میں ملنے سے ہرگز نہ روکیں[2] ختنہ سنت ہے اور اس کی تاکید ہے[3] مگر اس کی وجہ سے نکاح ناجائز نہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴؍۹؍ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۴؍۹؍۸۸ھ

---

[1] وللولی الآتی بیانه إنكاح الصغير والصغيرة جبراً ولوثيباً الدرالمختار على الرد ص ۶۵؍ج۳؍ كراچى باب الولى، الدرالمختار مع الشامى زكرياص ۱۷۰، ۱۶۹؍ج۴؍كتاب النكاح، باب الولى، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۱۸؍ج۳؍كتاب النكاح، باب الاولياء والاكفاء فتاوى الهنديه كوئٹه ص ۲۸۵؍ج ۱؍كتاب النكاح، الباب الرابع فى الاولياء.

[2] نهى الاولياء عن المنع عن نكاحهن انفسهن من ازواجهن اذا تراضى الزوجان، بدائع الصنائع زكرياص ۵۱۵؍ج ۲؍كتاب النكاح، بيان ولاية الندب.

[3] والاصل ان الختان سنة كماجاء فى الخبروهومن شعائر الاسلام وخصائصه الخ شامى زكريا ص ۴۸۰؍ج ۱۰؍كتاب الخنثٰى، مسائل شتى، عالمگيرى ص ۳۵۷؍ج۵؍الباب التاسع عشر فى الختان مطبوعه كوئٹه پاكستان، مجمع الانهر ص ۴۹۰؍ج ۴؍مسائل شتى كتاب الخنثى، مطبوعه دارالكتب العلميه.

تین برس کی بچی کا نکاح

سوال:- زید اور عمر میں دنیاوی معاملات میں جھگڑا وفساد ہوگیا۔ اس فساد میں زید کے ہاتھ سے عمر مارا گیا۔ بعدہٗ اس میں اتفاق کرنے کی غرض سے زید کے برادر سے اپنی لڑکی نابالغہ جس کی عمر تین سال یا چار سال ہوگی عمر مقتول کے برادر خالد سے نکاح کرایا۔ اس واقعہ کو ۱۳ر سال کا عرصہ گذر گیا ہے اور لڑکی اپنے والدین کے یہاں موجود ہے۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ اس نابالغہ لڑکی کا نکاح خالد مذکور کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اب لڑکی کو بعد بلوغت فسخ نکاح کی اجازت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو نکاح کے فسخ کی کیا صورت کی جائے مہربانی فرما کر تمام شبہات کو دفع فرما کر مکمل جواب بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

یہ نکاح لازم ہوگیا اس کو خیار بلوغ کے ذریعہ بھی فسخ کرانا درست نہیں۔ البتہ خالد طلاق دیدے تب دوسری جگہ نکاح درست ہوگا۔ **اذا زوجهما ای الصغیر والصغیرة الاب والجد فانه لاخیار لهما بعد بلوغهما** بحر[1] ص ۱۴۰ ر ج ۳ر. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف

دس سالہ لڑکی کا نکاح تیس سالہ آدمی کے ساتھ

سوال:- اگر قاضی صاحب دس ۱۰ر سالہ لڑکی کا نکاح تیس سالہ آدمی کے ساتھ

---

[1] البحر ص ۱۲۰ ر ج ۳ر کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء، مکتبه ماجدیه کوئٹه پاکستان، فتح القدیر ص ۲۷۷ ر ج ۳ر کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء مطبع دار الفکر بیروت، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۱۷۱ ر ج ۴ر کتاب النکاح، باب الولی.

پڑھادیں تو کیا یہ نکاح صحیح ہے؟ اور قاضی صاحب کا یہ عمل صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر ولی کی اجازت سے پڑھایا ہے تو صحیح ہے[۱] ولی کو خود سوچنا چاہئے کہ یہ مناسب ہے یا نہیں[۲]؟ اگر لڑکی بالغ ہو تو خود اس کی رائے بھی معتبر ہے جب کہ نکاح کفو میں ہو اس سے نیچے اتر کر نہ ہو[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جوعورت ہندو کے یہاں ایک سال رہی اس کا نکاح

سوال:- ایک عورت جو کہ صوبہ بہار کی رہنے والی ہے، اس کو دھوکہ سے ایک ہندو کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔ عورت کو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ہندو ہے جہاں مجھے فروخت کیا گیا، وہ اپنا ایمان بچانے کے لئے مسلمانوں سے ملتی رہی اور حد درجہ کوشش کرتی رہی کہ کسی صورت سے ایمان بچا رہے، لیکن کسی مسلمان نے اس عورت کی مدد نہیں کی۔ اس جستجو میں وہ عورت اس

---

[۱] وهو ای الولی شرط صحة نكاح صغير الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۱۵۵/ج۴/ باب الولی ،فتح القدير ص۲۷۴/ج۳/باب الولی مطبوعه دارالفكر، البحر الرائق ص۱۱۸/ج۳/باب الاولياء والاكفاء،مطبوعه كوئٹه.

[۲] عن عبدالله بريدة عن ابيه قال خطب ابوبكر وعمر رضى الله عنهما فاطمة رضى الله عنها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انها صغيرة فخطبها علیؓ فزوجهامنه،نسائی شریف ص۵۸/ كتاب النكاح،باب تزوج المرأة مثلها فی السن مطبوعه فيصل ديوبند.

[۳] فنفذ نكاح حرة مكلفة الخ، الدرالمختار على هامش رد المحتارزكريا ص۱۵۵/ج۴/ باب الولی،نفذ نكاح حرة مكلفة بلاولی لانها تصرفت فی خالص حقها وهی من هله لكونها عاقلة بالغة (الى قوله) وروى الحسن عن الامام انه ان كان الزوج كفأً نفذ نكاحها والافلم ينعقد اصلاً الخ البحر الرائق ص۱۱۰/ج۳/ باب الاولياء والاكفاء مطبوعه كوئٹه فتح القدير ص۲۵۸/ج۳/باب الاولياء والاكفاء مطبوعه دارالفكر.

ہندو کے یہاں ایک سال رہی یہ عورت کا حلفیہ بیان ہے، اس کے بعد وہ عورت ایک مسلمان کے ساتھ ہوگئی اور حلفیہ یہ کہتی ہے کہ میرا کوئی نکاح نہیں ہوا۔ اس صورت میں اس عورت کا نکاح اس مسلمان سے جس کے ساتھ وہ ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ عورت کہتی ہے کہ ہندوؤں کے یہاں بیچنے سے پہلے وہ کسی مسلمان کے نکاح میں یا عدت میں نہیں تھی اور غالب گمان یہ ہے کہ وہ اس بات میں سچی ہے تو اس سے نکاح کرنا درست ہے[1] ایک آزاد عورت کوفروخت کرنا درست نہیں[2]۔ اس سے وہ مملوکہ نہیں بن جاتی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

جوے میں بیوی کو ہار گیا تو نکاح باقی رہا یا نہیں؟

سوال: زید ایک جواری شخص ہے، اس نے اپنی بیوی کو جوے میں ہار کر جواریوں کے سپرد کردی، انھوں نے ایک دن اور ایک رات کسی نامعلوم جگہ میں غائب رکھی، لڑکی کے والدین نے زید پر سختی کی۔ تو اس نے تلاش کیا۔ تلاش کرنے پر کہیں جنگل میں ملی۔ والدین اپنے گھر لے آئے۔ لڑکی اس وقت اپنے باپ ہی کے گھر پر ہے۔ زید کہتا ہے کہ میں رکھوں گا۔

---

[1] وحاصله انه متى اخبرت بامر محتمل ،فان ثقة او وقع فى قلبه صدقهالابأس بتزوجها وان بامر مستنكر لامالم يستفسر ها شامى زكريا ص ٦٠٣ / ج٩ /باب الاستبراء كتاب الحظر والاباحة عالمگیری ص ٣١٤/ ج٥ /الباب الثانى فى العمل بغالب الرأى كتاب الكراهية كوئٹه،خانيه على الهنديه ص ٤١٩ / ج٣ / كتاب الحظر والاباحة فصل فى مايقبل فيه قول الواحدمطبوعه كوئٹه.

[2] بطل بيع ماليس بمال كالدم والميتة والحر والبيع به الدرمع الرد ص ٢٣٦ / ج٧ / باب البيع الفاسد فتح القدير ص ٤٠٢ / ج٦ /باب البيع الفاسدمطبوعه دار الفكر،هدايه ص ٤٩ / ج٣ / كتاب البيوع باب البيع الفاسدمكتبه اشرفى ديوبند.

والدین کہتے ہیں کہ جب تو جوے میں اپنی بیوی کو ہار گیا تو تیرا کوئی تعلق نہیں رہا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہیں؟ یا زید ہی کے نکاح میں رہے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جوا حرام ہے[1] جوے میں اگر بیوی ہار گیا تو اس سے نکاح ختم نہیں ہوا، لیکن حیا اور شرافت بالکل ختم ہوگئی۔ آئندہ ہی اس سے کیا توقع ہے۔ بعوض مہر یا کسی اور طرح لالچ دے کر اس سے طلاق حاصل کر لینا لڑکی کے حق میں مفید ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

ناجائز حمل ساقط کرانے سے نکاح باقی ہے

سوال:–زید پردیس میں مقیم ہونے کی حالت میں اس کی بیوی نے ٢/٣/ ماہ کا ناجائز حمل ساقط کرادیا تو اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کتنے شرعی گواہ کی ضرورت ہے؟ ثابت ہوجانے پر زید کی بیوی نکاح میں ہے یا فسخ ہوگیا۔ فسخ ہونے کی صورت میں دوبارہ رکھنا چاہے تو کس صورت میں جائز ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ناجائز حمل باقی رہے یا ساقط ہوجائے اس سے نکاح فسخ نہیں ہوتا، پہلا ہی نکاح باقی

---

[1] انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون. سورۃ مائدہ آیت ٩٠/ **ترجمہ:** بات یہی ہے کہ شراب اور جوا بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو اس سے بالکل الگ رہو تا کہ تم کو فلاح ہو (بیان القرآن)

[2] اذا تشاق الزوجان وخافا ان لایقیما حدود اللہ فلا باس بان تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به عالمگیری ص ٤٨٨/ج ١/الباب الثامن فی الخلع، هدایه ص ٤٠٤/ج ٢/باب الخلع دار الکتاب دیوبند، فتح القدیر ص ٢١٠/ج ٤/باب الخلع مطبوعه دار الفکر.

ہے اس لئے گواہوں کی ضرورت نہیں، اس کی فکر نہ کریں۔[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱۰/۵/ ۹۶ھ

حیض نہ آنے اور ثدیین اُبھرے ہوئے نہ ہونے کی حالت میں نکاح

سوال: -زید کا نکاح ہندہ سے ہوا تھا۔ خلوت صحیحہ کا بھی ثبوت ہے، مگر چار سال کے بعد ڈاکٹروں نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ہندہ مرد کے قابل نہیں ہے، نہ حیض آتا ہے نہ ثدیین اُبھرے ہوئے ہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا یا نہیں؟ بصورت نکاح مہر کا لزوم ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ثدیین کے نہ اُبھرنے اور حیض نہ آنے کے باوجود اگر اس کے محل جماع ہے تو زید اس کے پاس جا کر ہمبستری کر سکتا ہے اور نکاح بھی صحیح ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۱/ ۹۳ھ

جواب صحیح ہے۔ چونکہ خلوت ہو چکی ہے اس لئے مہر بھی پورا لازم ہوگا۔[3]

بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] چونکہ طلاق اور رفع نکاح کی کوئی بات نہیں پائی جاتی ہے اسلئے نکاح فسخ نہیں ہوگا۔ هو رفع قيد النكاح بلفظ مخصوص، الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۴۲۴، ۴۲۶/ج ۴/ اول كتاب الطلاق، فتح القدير ص ۴۶۳/ ج ۳/ كتاب الطلاق مطبوعه دار الفكر، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۴۸/ ج ۱/ كتاب الطلاق.

[2] النكاح هو عقد يفيد ملك المتعة أى حل استمتاع الرجل من امرأة لم يمنع من نكاحها مانع شرعى فخرج الذكر والخنثیٰ المشكل الخ، الدر المختار کراچی ص ۳/ ج ۳/ كتاب النكاح، مجمع الانهر ص ۴۶۷/ ج ۱/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، حاشيه الشلبى ص ۹۴/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه امداديه ملتان. (نمبر ۳/ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

حالت نفاس میں نکاح

سوال:- (۱) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا جب کہ وہ حالت نفاس میں تھی اور اس کی گود میں بچہ ۲۶/ یوم کا تھا۔ اس حالت میں نکاح درست ہوا یا نہیں؟

(۲) نفاس کی کم سے کم مدت کیا ہے۔ نفاس سے فراغت کے بعد کب نکاح درست ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اگر بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس عورت کا شوہر مر گیا یا اس نے طلاق دے دی تو بچہ پیدا ہونے پر اس کی عدت ختم ہوگئی[۱] حالت نفاس میں نکاح درست ہے مگر صحبت درست نہیں[۲] اس کیلئے نفاس ختم ہونے کا انتظار کرنا ہوگا اگر بغیر شادی کے اس کو حمل تھا تب بھی نکاح درست ہوگیا۔

(۲) نفاس کی کم سے کم مدت کچھ نہیں جب بھی ختم ہو جائے۔ بعض کو بالکل ہی نفاس نہیں آتا ختم ہونے پر کچھ مزید انتظار ضروری نہیں۔ انتہائی مدت چالیس روز ہے[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[۳] حتى يجب المهر به (اى بالخلوة) كاملا كما وجب بالوطئ الخ زيلعى ص ۱۴۲/ ج ۲/ باب المهر مطبوعه امداديه ملتان، عالمگيرى ص ۳۰۳/ ج ۱/ الباب السابع فى المهر، الفصل الثانى، مطبوعه كوئٹه، النهر الفائق ص ۲۳۸/ ج ۲/ باب المهر دار الكتب العلميه بيروت.

[۱] والعدة للحامل وضعه سواء كانت عن طلاق او وفاة او متاركة الخ النهر الفائق ص ۴۷۷/ ج ۲/ باب العدة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيرى ص ۵۲۸/ ج ۱/ الباب الثالث عشر فى العدة، مطبوعه كوئٹه بدائع ص ۱۹۶/ ج ۳/ فصل وأما بيان مقادير العدة الخ مطبوعه سعيد كراچى.

[۲] ويمنع دخول مسجد، وقربان ماتحت إزار، وحكمه أى النفاس (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

نفاس اور حیض میں نکاح

سوال:- نفاس کے اندر نکاح جائز ہے یا ناجائز اور حیض میں نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں تجدید نکاح حالت حیض اور حالت نفاس دونوں میں درست ہے اور صورت مسئولہ کے علاوہ میں بھی حیض اور نفاس نکاح سے مانع نہیں بشرطیکہ عورت عدت میں نہ ہو عدت میں ہونا البتہ مانع نکاح ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف یکم شعبان

زنا کا حمل پیدا ہونے کے بعد حالت نفاس میں نکاح

سوال:- ایک کنواری لڑکی کے زنا کے ذریعہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کا نکاح مسنونہ ایام نفاس ختم ہونے سے قبل کیا جاتا ہے اور قاضی جو کہ محلّہ کی مسجد کے امام بھی ہیں ان

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) كالحيض فى كل شئ الخ، الدر المختار زكريا ص ۴۹۶/ج ۱/باب الحيض، مراقى الفلاح على الطحطاوى ص ۱۱۶/باب الحيض والنفاس، مطبوعه مصرى .

[۳] والنفاس لاحد لأقله واكثره أربعون يوماً الدر المختار زكريا ص ۴۹۷/ج ۱/ باب الحيض، مراقى الفلاح على الطحطاوى ص ۱۱۲/باب الحيض والنفاس، مطبوعه مصرى، مجمع الانهر ص ۸۲/ج ۱/باب الحيض مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

---

[۱] لايجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذالک المعتدة الخ ، الهندية ص ۲۸۰/ج ۱/القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير ، تاتارخانيه ص ۸/ج ۳/الفصل الثامن فى بيان مايجوز من الانكحة الخ بدائع ص ۵۴۹/ج ۲/كتاب النكاح، بيان عدم جواز نكاح معتدة الغير مطبوعه زكريا ديوبند.

ہی کے گھر میں وہ لڑکی رہتی ہے اور زنا اور ولادت کا واقعہ قاضی صاحب کی اہلیہ اور دوسرے آدمیوں کا چشم دید ہے۔ اب ایسی صورت میں اس لڑکی کا نکاح پڑھانا کیسا ہے؟ آیا قاضی کو مکمل علم ہوتے ہوئے پھر نکاح پڑھانا اس پر کوئی گناہ عائد ہوگا یا نہیں؟ اور وہ لڑکا جس کے ساتھ نکاح ہو رہا ہے۔ اسکو اس واقعہ کا بالکل علم نہیں ہے۔ اب ایسی صورت میں لڑکا بیوی کے پاس شب زفاف کیلئے جائیگا جو بحالت نفاس حرام ہے۔ تو اس حرام کاری کا ذمہ دار قاضی ہوگا یا نہیں؟ چونکہ وہی اس کا سبب بنا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حالت نفاس میں نکاح جائز ہے[۱] البتہ صحبت ناجائز ہے، جیسے کہ حالت حیض میں ناجائز ہے[۲] جب لڑکا اس کے پاس آئے گا تو وہ بتادے کہ اس حالت میں صحبت درست نہیں۔ لیکن اگر لڑکے کو یہ بتایا گیا کہ یہ لڑکی باکرہ ہے نہ اس کے اولاد ہوئی ہے اور نہ نکاح ہوا ہے تو یہ بتانا غلط ہے اور جھوٹ ہے۔ ایسا بتانے والے گنہگار ہوئے[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۸/۱۳۹۹ھ

---

۱ اذا ولدت المرأة بعد وفاة الزوج او بعد الطلاق فقد انقضت العدة وجازلها التزوج بزوج أخر و ان كان ولادتها بعد الطلاق او الوفاة بلحظة الخ. مرقاة شرح مشكوٰة ص ۲ ۱ ۵/ج۳/ باب العدة الفصل الاول ،مطبوعه بمبئی. عالمگیری کوئٹه ص۵۲۸/الباب الثالث عشر فی العدة، شامی زکریا ص ۱۹۰/ج۵/ باب العدة مطلب فی عدة الموت.

۲ الاحكام التي يشترك فيها الحيض والنفاس ثمانية والى قوله ومنها حرمة الجماع الخ. عالمگیری کوئٹہ ص۳۸، ۳۹/ج۱/ الفصل الرابع فی احکام الحیض والنفاس الخ. یمنع ای الحیض وكذا النفاس صلاةوصوماً وجماعاً. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۸۴/ج۱/باب الحیض مطلب لوافتی مفت بشئی،مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۱۱۶/باب الحیض والنفاس، مطبوعه مصری.

۳ الكذب حرام الخ. الدرالمختار علی ردالمحتار زکریا ص۶۲۱/ج۹/ آخر کتاب الحظر والاباحة.

مغالطہ سے ناپسند لڑکی سے نکاح

سوال:- زید کی شادی ایک شخص کے یہاں طے ہوئی۔ اس شخص کے یہاں اس روز دو باراتیں آئی تھیں۔ جب نکاح ہو چکا تب معلوم ہوا کہ زید کا نکاح اس لڑکی سے ہو گیا ہے جس کو وہ نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی اس لڑکی سے زید کا نکاح طے ہوا تھا۔ اب زید اس غلط شادی کی وجہ سے سخت پریشان ہے اور وہ اس لڑکی کو طلاق دینا چاہتا ہے۔ کیا وہ طلاق دے سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس لڑکی سے نکاح نہیں چاہتا تھا، مغالطہ میں اگر اس سے ایجاب وقبول ہو گیا تو بہتر یہ ہے کہ اس پر صبر کرے اور اس کو آباد کرے۔ لیکن اگر اس سے نباہ ہی دشوار ہو یا اس سے نکاح میں دوسری مصالح مانع ہوں اور حقوق ادا نہ کر سکے تو اس کو طلاق دیدے۔[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۵/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/ ۹۲ھ

جو عورت اپنے آپ کو بیوہ بتلائے اس سے نکاح

سوال:- (۱) بنگلہ دیش سے کچھ عورتیں آتی ہیں جن کے ساتھ آتی ہیں وہ آدمی ادھر اُدھر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اب وہ عورتیں اِدھر اُدھر مانگتی کھاتی پھرتی ہیں اور اپنے کو بیوہ بتلاتی ہیں، ان کے بیوہ بتلانے کے مطابق ادھر کے آدمی ان سے نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟ صحیح تحقیق نہیں کہ وہ بیوہ ہیں یا نکاح شدہ ہیں؟

---

[1] ومن محاسنه التخلص به من المكاره الى الدينية والد نيوية بحراى كان عجزعن اقامةحقوق الزوج أو كان لايشتهيها الخ. الدرالمختار على ردالمحتار زكريا ص ۴۲۹/ج۴/ كتاب الطلاق،قبيل مطلب طلاق الدور،البحرالرائق ص۲۳۸/ج۳/باب الطلاق مطبوعه الماجديه كوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دل گواہی دے کہ وہ عورتیں بیوہ ہیں اوران کی عدت ختم ہوچکی ہے تو ان سے نکاح کرنا درست ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/ ۹۵ھ

جومرد وعورت کبھی نماز نہیں پڑھتے ان کا نکاح

سوال:۔لڑکا اورلڑکی دونوں کلمہ تو جانتے ہیں مگر کبھی نماز نہیں پڑھتے، تو کیا ان دونوں کا نکاح درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح تو صحیح ہوگا[۲] مگر ترک فرض کا گناہ کچھ ہلکا نہیں اس کا اہتمام بہت ضروری ہے نماز ترک کرنا معمولی گناہ نہیں ہے[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

۱؎ یہ اس وقت ہے جب کہ تحقیق ممکن نہ ہواوراگران کے وطن سے تحقیق ممکن ہوتو پھر تحقیق کے بعد ہی نکاح کرنا چاہئے خصوصاً اس زمانہ میں جب کہ اس کا عام ابتلاء ہورہا ہے اوربعض لوگوں نے اس کو کاروبار بنا رکھا ہے۔

لو قالت امرأته لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی لابأس ان ینکحها وفی الشامی فان کانت ثقةً اولم تکن ووقع فی قلبه صدقها فلابأس بان یتزوجها الخ درمختارمع الشامی زکریا ص۲۱۵/ ج۵/باب العدة،مطلب فی المنعی الیها زوجها.

۲؎ **ورکنه الایجاب والقبول حقیقة اوحکماً الخ بحر کوئٹه ص۸۷/ج۳/کتاب النکاح، عالمگیری کوئٹه ص۲۶۷/ ج۱/کتاب النکاح،الباب الاول،بدائع زکریا ص۴۸۵/ ج۲/ کتاب النکاح،بیان رکنه.**

۳؎ **وتارکها عمداً مجانةً ای تکاسلاًفاسق یحبس حتی یصلی الدر المختار ص۳۵۲/ ج۱/ کتاب الصلاة مجمع الانهر ص۲۱۸/ج۱/باب قضاء الفوائت،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.**

مہر وسعت سے زیادہ ہو تب بھی نکاح درست ہے

سوال: –زید کی تنخواہ ایک سوتیس روپے ہے۔شادی سے قبل مہر پندرہ سو روپے طے ہوا تھا۔لیکن عین موقع پر خسر نے چار ہزار روپیہ پر اصرار کیا اور زید نے چار ہزار دو اشرفی دین مہر قبول کرلیا۔اب زید کو شک ہے کہ یہ تو وسعت سے زیادہ ہو گئے۔کیا شرع کے مطابق یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح تو صحیح ہو گیا اب یا تو مہر کے ادا کرنے کی تدبیر کرے یا معاف کرائے **وتجب العشرة ان سماها او دونها ويجب الاكثر منها ان سمى الاكثراى بالغاً ما بلغ فالتقدير بالعشرة لمنع النقصان (درمختار شامی[1] ص ۳۳۰ / ج ۲ /)** فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱/ ۸۸ھ

کنیسہ میں نکاح ہو جائے گا

سوال: –**هل يصح النكاح فى الكنيسة وهل يجوز فى المواضع المرتفعة الخاصة له مشهورة بين الناس المبنية علىٰ يد السياسية[2]۔**

---

[1] الدر مع الرد ص ۱۰۲ / ج ۳ / باب المهر، مجمع الانهر ۵۰۸، ۵۰۹ / ج ۱ / باب المهر، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، هدايه مع فتح القدير ص ۳۲۱ / ج ۳ / باب المهر مطبوعه دار الفكر بيروت.

[2] **ترجمہ سوال:** کیا کنیسہ میں نکاح کرنا صحیح ہے اور کیا ان سیاسی بلند جگہوں میں کرنا جائز ہے جو نکاح کے لئے خاص ہیں اور لوگوں کے درمیان مشہور ہیں۔

ترجمہ جواب: نکاح بلا کسی تخصیص مکان کے جس جگہ بھی ہو منعقد ہو جاتا ہے لیکن مسجد میں ہونا اور نکاح سے پہلے خطبہ کا ہونا مستحب ہے کیونکہ نکاح عبادت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

النکاح ینعقدبالایجاب والقبول فی ای مکان حصل له ولایختص بمکان دون مکان ولکن یندب کونه فی المسجد وینبغی الخطبةقبله لانه قربة[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۵ ۱۳۹۵ھ

نکاح کی اجازت نہ دیکر رخصت ہوجانا پھر وہاں سے فرار ہوجانا

سوال:- (۱) زید کی شادی سلمیٰ سے مورخہ ۶/جون ۱۹۷۹ء کو ہوئی۔ دو ہفتہ بعد سلمیٰ میکے چلی گئی ایک ماہ بعد آئی ایک ہفتہ رہنے کے بعد پھر میکے چلی گئی بہت جستجو اور چھان بین کرنے کے بعد پتہ چلا کہ سلمیٰ کے ناجائز تعلقات چچازاد بھائی سے پرانے ہیں جب لڑکی سے اس کی سہیلی نے سسرال میں نہ رہنے کا سبب معلوم کیا تو سلمیٰ نے ساری باتیں اپنی سہیلی کو بتادیں اور کہا کہ میری شادی جبراً کی گئی ہے میں کسی طرح بھی سسرال نہیں رہوں گی۔ بلکہ فرار ہوکر چلی جاؤں گی اور کورٹ میرج کرلونگی جب سہیلی نے کہا کہ شادی سے پہلے کیوں ظاہر نہیں کیا تو جواب دیا کہ میرے والد اور بھائی مجھ کو مارڈالتے پھر سہیلی نے کہا وکیل وگواہ سے منع کیوں نہیں کیا تو جواب دیا کہ والد صاحب کو سب معلوم تھا اس وجہ سے وہ خود ہی وکیل بنے مجھ کو مجبور کیا گیا مگر میں نے پھر بھی زبان سے اقرار نہیں کیا عورتوں نے میری طرف سے جواب

---

[1] ویندب اعلانه وتقدیم خطبته وکونه فی مسجدیوم جمعة. الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریا ص ۶۶/ج۴/ کتاب النکاح. مطلب کثیراما یتساهل فی اطلاق المستحب الخ فتح القدیر ص ۱۸۹/ج۳/کتاب النکاح،مطبوعه دارالفکربیروت،النهرالفائق ص ۱۷۶/ ج۲/ کتاب النکاح،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

دیا جو کہ منظوری جان لیا گیا ادھر سلمیٰ اپنے سسرال سے فرار ہوگئی ہے اور ۴۶ ر گھنٹے اپنے ایک رشتہ دار کے یہاں رہی جس کے دونو جوان کنوارے لڑکے بھی ہیں۔ اس کے بعد اس نے سلمیٰ کو اس کے میکے بھیج دیا اور پھر بلالیا۔ غرض کبھی میکے رہتی ہے کسی روز رشتہ دار پھوپھا کے یہاں مندرجہ بالا حالات میں کیا نکاح باقی رہا۔

(۲) کیا وہ مہر لینے کی حق دار ہے۔

(۳) کیا اپنے میکے رہتے ہوئے نان ونفقہ کی حق دار ہے۔

(۴) کیا لڑکی کا باپ وکیل بن سکتا تھا۔

(۵) لڑکی کہتی ہے اگر کوئی اور وکیل ہوتا تو میں انکار کردیتی۔

(۶) کیا شوہر اور گھر والوں کو دھوکہ دے کر فرار ہوکر چلے جانے کے بعد نکاح قائم رہا۔

(۷) اس کا حمل اپنے شوہر سے قطعی نہیں رہا اس کو ہمیشہ غلط نظروں سے دیکھتی رہی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ ایجاب وقبول کے بعد لڑکی نے اس کو نامنظور نہیں کیا اور حسب رواج رخصت ہوکر شوہر کے مکان کو چلی گئی تو اس نکاح میں کوئی شبہ نہ کریں یہ نکاح صحیح ہو چکا ہے اگرچہ وہ اس سے خوش نہ ہو[1]

(۲) وہ مہر لینے کی حق دار ہے۔[2]

(۳) بغیر شوہر کی اجازت کے جب تک میکے میں رہے گی شوہر کے ذمہ نان ونفقہ

---

[1] لان المعتبر فیها الرضاباللسان اوالفعل الذی یدل علی الرضا نحوالتمکین من الوطء وطلب المهرالخ شامی زکریاص ۱۶۵ /ج۴/باب الولی، مجمع الانهرص ۴۹۲/ج ۱ /باب الاولیاء والاکفاء مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، النهرالفائق ص ۲۰۶/ج۲/باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[2] ان المهر وجب بنفس العقد الی قوله وإنما یتأکد لزوم تمامه بالوطء ونحوه (شامی زکریا ص۲۳۳/ج۴/ باب المهر)النهرالفائق ص ۲۲۸/ج۲/باب المهر، دارالکتب العلمیة بیروت، مجمع الانهرص ۵۰۸/ج ۱/دارالکتب العلمیة بیروت.

نہیں ہے[1]۔

(۴) اگر لڑکی وکیل بنائے تو بن سکتا ہے۔

(۵) لیکن انکار نہیں کیا والد ہونے کی رعایت کر لی اور پھر نکاح کے بعد اس کو نامنظور بھی نہیں کیا اور شوہر کے مکان پر رخصت ہونے سے بھی انکار نہیں کیا ایسی صورت میں نکاح بالکل صحیح ہو گیا۔

(۶) اس کمینہ حرکت کے باوجود نکاح برقرار ہے۔

(۷) یہ خود اس کی غلطی ہے نکاح صحیح ہو جانے کے بعد شوہر سے صحیح تعلق نہ رکھنا محرومی اور بدنصیبی ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۱۴۰۰ھ

جو لڑکا کم بولتا ہے اس کا نکاح

سوال: -(۱) ایک شخص کم گو ہے اشارے سے ہاں نہیں کا جواب دیتا ہے شادی کے موقع پر اگر اس نے اشارے سے ہاں کہہ دیا زبانی ایجاب وقبول نہ کیا تو اس کا نکاح ہوگا یا نہیں؟

(۲) والدین اپنے لڑکے اور لڑکی کا نکاح خود پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] لا نفقة لأحد عشر مرتدة. (إلى قوله) وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود (در مختار مع شامی زکریا ص ۲۸۵، ۲۸۶/ ج۵/ کتاب الطلاق. باب النفقة مطلب لاتجب على الاب نفقة زوجة ابنه الصغير، النهر الفائق ص ۵۰۶/ ج ۲/ باب النفقة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الانهر ص ۱۷۹/ ج ۱/ دار الكتب العلمية بيروت.

[2] عن ابى هريرة قال ثلث جد هن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة. رواه الترمذی وابو داؤد، مشکوٰة شريف ص ۲۸۴/ باب الخلع والطلاق الفصل الثانی مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین چیزیں کہ ان کا قصد کرنا بھی قصد ہے اور مذاق سے کہنا بھی قصد ہے۔ نکاح کرنا طلاق دینا۔ رجوع کرنا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جب کہ وہ بولنے پر قادر ہے۔ اپنی صواب دید کے مطابق بولتا اور بات بھی کرتا ہے تو اس کے لئے ایجاب نکاح کے بعد زبان سے ہی قبول کرنا ضروری ہے۔ اس کو مسئلہ سمجھا دیا جائے کہ بغیر زبان سے قبول کئے نکاح تام نہ ہوگا اس لئے ایجاب کے بعد زبان سے کہہ دینا کہ میں نے قبول کیا۔ یا پھر دوسرے شخص کو قبول کے لئے وکیل بنادے وہ اس کی طرف سے قبول کرے تب بھی صحیح ہے[1]۔

(۲) پڑھا سکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۶/۱۴۰۰ھ

طلاق کی نیت سے نکاح

سوال: – ایک شخص نکاح اس نیت سے کرتا ہے کہ نفسانی خواہش ایک آدھ دن میں پورا کر کے طلاق دیدوں گا اور ایسے نکاح کرتے رہے تو کیا ایسی نیت کرنے والے کا یہ نکاح درست ہوگا یا نکاح متعہ جیسا ہوگا؟ اگر جائز ہے تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ضابطہ میں تو نکاح منعقد ہوجائے گا[2]، مگر نیت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے مستحق وعید ہوگا۔ بلا وجہ طلاق دینا خود مبغوض ہے[3]۔ البتہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دیدی۔

---

[1] وان لم یکن معتقلا لایعتبر اشارته مطلقاً الخ الدر المنتقیٰ ص ۴۷۴/ج ۴/مسائل شتیٰ دار الکتب العلمیة بیروت، قال والایماء بالرأس من الناطق لیس باقرار بمال وعتق وطلاق وبیع ونکاح واجازة وهبة، شامی زکریا ص ۴۶۳/ج ۱۰/ کتاب الخنثیٰ، مسائل شتّٰی .

[2] ولو تزوجها علی ان یطلق بعد شهر فانه جائز، عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۳/ج ۱/القسم التاسع المحرمات بالطلاق، ومما یتصل بذلک مسائل، درمختار علی الشامی کراچی ص ۵۱/ ج ۳/باب المحرمات مجمع الانهر ص ۴۸۸/ج ۱/دار الکتب العلمیة بیروت.

[3] ابغض الحلال الی اللّٰه عزوجل الطلاق، ابوداؤد شریف ص ۴۲۷/ج ۲/کتاب الطلاق مطبوعه دیوبند.

اب وہ پریشان ہے،اس کا گھر ویران ہے۔اس کی پریشانی اور ویرانی کو دور کرنے کے لئے کوئی شخص اس عورت سے نکاح کر لے اور ایک دو رات رکھ کر طلاق دیدے تو انشاء اللہ ماجور ہوگا بشرطیکہ طلاق کی شرط نہ لگائی جائے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵؍۴؍۱۳۹۴ھ

فاحشہ عورت کی لڑکی سے نکاح

سوال:-(۱) ایک مسلم فاحشہ عورت ہے، اس کی دو لڑکیاں ہیں، ان کے نام عمر النساء اور مہر النساء ہیں۔ان لڑکیوں کا شرعی نقطہ نظر سے اسلام میں کیا درجہ ہے؟ کیا ان سے نکاح کر سکتے ہیں؟ کیونکہ میرا ایک دوست ہے جو اس کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ میرے خیال سے اسلام میں حرام خوری جائز نہیں ہے اور حرام چیز کو قبول نہیں کر سکتے۔اس لئے اس لڑکی سے شادی نہیں کر سکتے ہیں۔کیونکہ اس کی پرورش حرام سے ہوئی ہے،اس کی رگوں میں حرام خون دوڑ رہا ہے۔اس لحاظ سے اس سے شرعی اعتبار سے نکاح نہیں کر سکتے۔ لیکن میرے دوست کا کہنا ہے کہ اگر سماج نے اس لڑکی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو وہ بھی وہی راستہ اختیار کرے گی جو اس کی ماں نے کیا اور پھر اس کی ماں کے گناہوں کی سزا اس کی اولاد کو کیوں ملے؟

نیز میرے دوست کا کہنا ہے کہ ایک غیر مسلم فاحشہ عورت ہے اس کے بھی لڑکی ہے اور اس لڑکی نے اسلام قبول کر لیا۔اسلام قبول کرنے کے بعد اس لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں۔

---

[۱] وکرہ تحریما بشرط التحلیل الی قولہ اما اذا اضمر ذلک لایکرہ وکان الرجل ماجوراً لقصد الاصلاح ای اذا کان قصدہ ذلک لامجرد قضاء الشھوۃ ونحوھا الخ. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۷؍ج۵؍ باب الرجعۃ مطلب حیلۃ اسقاط عدۃ المحلل،سکب الانھر ص ۹۱؍ج۲؍کتاب الطلاق باب الرجعۃ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت،النھرالفائق ص۴۲۳؍ج۲؍باب الرجعۃ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.

جب ایک غیر مسلم سے اسلام قبول کرنے کے بعد نکاح کر سکتے ہیں تو میرے خیال سے مسلم لڑکی سے بدرجۂ اولیٰ نکاح کر سکتے ہیں۔ یہ باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔ آپ ہی اس تعلق سے فتویٰ دیں۔

(۲) اسلام میں شراب حرام ہے۔ فرض کرو ایک شخص بہت نشہ کرتا ہے اور نشہ کی حالت میں وہ اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے، اس سے لڑکی تولد ہوتی ہے، تو اس لڑکی کا اسلام میں کیا درجہ ہے؟ جب کہ اسلام میں شراب حرام ہے، لیکن اس کے باوجود بھی سماج سے لوگ اس لڑکی کو قبول کرتے ہیں۔ کیا اس لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں؟ کر سکتے ہیں تو کیوں؟ اور اگر نہیں کر سکتے تو کیوں نہیں ان تینوں مسائل کی منزل ایک ہی ہے لیکن راستہ الگ الگ ہے۔ اب آپ تشفی بخش اور شرعی اعتبار سے جواب دیں۔ آپ کے فیصلہ پر ہی میرا دوست شادی کے لئے ٹھوس اقدام کرے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جو لڑکی مسلمان ہو خواہ پیدائشی مسلمان ہو یا اسلام قبول کرے، اس کی ماں کا نکاح ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، بہرصورت اس کا نکاح مسلمان سے درست ہے۔ باپ یا ماں نے اگر کفر کیا یا حرام کام کیا تو اس کی وجہ سے لڑکی کے نکاح کو ناجائز وحرام نہیں کہا جائے گا[1]۔

(۲) ماں باپ کی اس معصیت کی وجہ سے لڑکی کو نکاح سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ لڑکی کا نکاح درست ہوگا۔ شراب پینے کی سزا کا مستحق باپ ہے نہ کہ لڑکی[2]۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ

---

[1] ومن هاجرت الينا مسلمة فيحل تزوجها الخ. الدرالمختار على ردالمحتار زكريا ص ۳٦۵ / ج ۴ / باب نكاح الكافر مطلب الصبى والمجنون ليساباهل الخ، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۳۸ / ج ۱ / كتاب النكاح، الباب العاشر فى نكاح الكفار، تبيين الحقائق ص ۱۷۷ / ج ۲ / باب نكاح الكافر، طبع امداديه ملتان.

[2] وَلَاتَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَاُخْرٰى (سوره بنى اسرائيل آيت ۱۵ /)

کافر کے گھر میں مسلمان پیدا فرمادیتے ہیں[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۰/۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

سہیلی کے انگوٹھا لگانے سے نکاح

سوال:- ایک لڑکی کا نکاح ہونے لگا۔ نکاح کے وقت لڑکی سے اجازت نہیں لی بلکہ اس کی والدہ نے اجازت دیدی اور رجسٹر میں بھی اس کی سہیلی نے انگوٹھا لگادیا البتہ لڑکی رضامند تھی اور لڑکی بالغ بھی تھی۔ اس حالت میں نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر لڑکی نے بعد عقد اس کو منظور کرلیا ہو قولاً ہو یا فعلاً، تو یہ نکاح صحیح ہوگیا[۲] سہیلی کا انگوٹھا لگانا بیکار ہے جب کہ اس کا ایجاب وقبول نہیں کرایا گیا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مشتبہ الخلقت سے نکاح

سوال:- ایک شخص کا نکاح ہوا خلوت کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کا مقامِ خاص تنگ

---

[۱] وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی،الایة،قال الحسن وعطاء یخرج الکافر من المؤمن والمؤمن من الکافر قال اللّٰہ تعالیٰ اومن کامیتا فاحیینه ،تفسیر مظهری ص ۳۱/ ج ۲/ سورۂ آل عمران آیت ۲۷/مطبوعه رشیدیه کوئٹه روح المعانی ص۱۱۸/ ج۳/آل عمران آیت ۲۷/مطبوعه مصطفائیه دیوبند.

[۲] لان المعتبر فیها الرضا باللسان اوالفعل الذی یدل علی الرضا نحوالتمکین من الوطئ وطلب المهرالخ شامی کراچی ص ۶۲/ج۳/باب الولی ،مجمع الانهر ص ۴۹۲/ج ۱/باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

ہے، نیز صرف سوراخ کی طرح معلوم ہوتا ہے، اور سینہ بھی تھوڑا سا اُبھرا ہوا ہے باوجودیکہ عورت جوان تندرست ہے، تندرستی کے اعتبار سے سینہ نہیں ہے، اور ماہواری کی طرح خون بھی آتا ہے بلاتخصیص وتعین ایام، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صفات والے کو مؤنث شمار کریں یا خنثیٰ شمار کریں، اگر خنثیٰ ہے تو نکاح درست ہوا یا نہیں، اگر نکاح درست نہیں ہوا، تو خلوتِ صحیحہ کی وجہ سے شوہر پر کچھ لازم ہوگا یا نہیں؟ اور نکاح صحیح ہوا تو چھٹکارہ کے لئے پورا مہر دینا ہوگا، خنثیٰ کے تمام اقسام کی تعریف کے ساتھ جواز وعدمِ جوازِ نکاح کا حکم مفصل ومدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

خنثیٰ تو وہ ہے جس میں مرد وعورت دونوں کی علامت پائی جائے اور یہاں مرد کی کوئی علامت آپ نے نہیں لکھی، عورت ہونے کی علامت ظاہر ہے صرف یہ کہ اس میں کچھ نقصان ہے اسلئے نہ تو اس کو مرد کہا جائے گا، نہ خنثیٰ بلکہ وہ عورت ہے[1] اس سے نکاح درست ہوگیا اگر بذریعۂ علاج اصلاح ہوسکتی ہو تو علاج کرالیا جائے، آپریشن سے کشادگی ہوجائیگی، ممکن ہے کہ سینہ میں بھی فرق آجائے ورنہ شوہر کو طلاق کا حق تو حاصل ہے ہی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱۱/۱۱/۱۴۰۶ھ دار العلوم دیوبند

باپ اور بھائی کے ڈر سے نکاح سے منکر ہوجانا

سوال: -خلاصۂ سوال یہ ہے کہ مسمّٰی عبدالحمید اور مسماۃ وحیداً اپنا نکاح اپنی مرضی سے

---

[1] الخنثی وھوذو فرج وذکر او من عری عن الاثنین جمیعاً فان بال من الذکر فغلام وان بال من الفرج فانثی وان ظھر لہ ثدی او لبن او حاض اوحبل اوامکن وطؤہٗ فامرأۃ. شامی کراچی ص۷۲۷/ج۶/کتاب الخنثی، مجمع الانھر ص۴۶۷، ۴۶۸/ج۴/کتاب الخنثیٰ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۷۴/ج۸/کتاب الخنثیٰ.

ازخود کرنا چاہتے تھے۔ایک روز مسماۃ وحیداً نے اپنے والد کے مکان پر روبرو ایک مسلمان بالغ مرد اور دو مسلمان بالغ عورتوں کے عبدالحمید کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا۔عبدالحمید نے جواب میں کہا کہ میں نے قبول کیا۔ یہ سوال وجواب ایک ہی جگہ ہوئے جس کو گواہوں نے سنا۔ وحیداً نے اپنے ہاتھوں سے شکر گھر میں سے لیکر تقسیم کردی کہ یہ میرے نکاح کی شیرینی ہے جس کو گواہوں نے کھایا اورعدالت سے بیان حلفی تصدیق کرالی۔ جب باپ اور بھائی کو علم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوئے۔ اب مسماۃ وحیداً بوجہ خوف اپنے باپ اور بھائی کے اس واقعہ سے منکر ہے جب کہ عبدالحمید کے ساتھ خفیہ طور پر ازدواجی زندگی گذار چکی ہے۔سوال یہ ہے کہ اب مسماۃ وحیداً دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ اور یہ نکاح حسب طریقہ تحریر درست ہوگیا تھا یا نہیں؟ اوراب باپ اور بھائی کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے جب نکاح کا ایجاب وقبول ہوا[1] اور یہ نکاح کفوء میں ہوا تو وہ شرعاً معتبر اور لازم ہوگیا[2] لڑکی کے والدین یا کوئی اوراس کو غیر معتبر نہیں کہہ سکتے۔ اب لڑکی کا انکار بھی شرعاً معتبر نہیں،اس کے بعد مسماۃ وحیداً کا نکاح کسی اور شخص سے نہیں ہوسکتا[3] اس کے باپ بھائی کو چاہئے کہ عبدالحمید کے ساتھ اس کو رخصت کردیں اورکوئی ہنگامہ

---

[1] وینعقد بإیجاب من احدهماوقبول من الأخر وشرط حضورشاهدین الدرالمختار علی الرد المحتار کراچی ص ٩/ تا ١٢/ ج٣/ومطبوعه زکریاص ٦٨/ج ٤/ کتاب النکاح،هدایة ص ٣٠٥،٣٠٦/ج٢/ کتاب النکاح،مطبوعه تهانوی زیلعی ص ٩٦/ج٢/کتاب النکاح، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] فنفذ نکاح حرة مکلفة بلارضا ولی وله ای للولی اذا کان عصبة الاعتراض فی غیرالکفء الدرالمختارزکریاص ١٥٥/ج٤/باب الولی ،بحرص ١٠٩،١١٠/ج٣/باب الولی، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[3] لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة ،فتاوی هندیه ص ٢٨٠/ج ١/ القسم السادس،المحرمات التی یتعلق بهاحق الغیر ،مطبوعه کوئٹه، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

بر پانہ کریں ورنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اتنی مدت تک مسماۃ حرام کاری کرتی رہی یا پھر دوسری جگہ نکاح کے نام پر حرام کاری ہوگی، غرض باپ اور بھائی راضی ہوجائیں اور مسماۃ اصل واقعہ کی منکر نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

اغوا کے بعد نکاح اور متعدد مسائل

سوال:- زید بکر کی لڑکی اغوا کرلیتا ہے پھر کچھ عرصہ بعد یوں زید وبکر میں صلح ہوتی ہے کہ زید وبکر کی لڑکی کا نکاح آپس میں باندھا جاتا ہے زید کا بھائی اپنی چھوٹی لڑکی کا نکاح بکر کے چھوٹے لڑکے کے ساتھ باندھ دیتا ہے اس کے علاوہ سات سو روپیہ نقد بھی بکر کے حوالہ کئے جاتے ہیں کیا یہ نکاح درست ہے پھر زید کے بھائی کی لڑکی جب جوان ہوتی ہے تو بکر چاہتا ہے کہ فسخ نکاح کرلیا جائے تو زید اور اس کا بھائی لڑکی سے دعویٰ کرواکر عدالت سے مذکورہ لڑکی کا نکاح فسخ کرالیتے ہیں۔

اب وہی مولوی صاحب عدالت سے فسخ شدہ نکاح کو فسخ مان کر اس لڑکی کا نکاح ایک اور مرد سے پڑھا دیتے ہیں اور جب اعتراض کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ لڑکی کا نکاح کرتے وقت وکالت لڑکی کے والد نے کی تھی جو مشرک ہے اور مشرک کی وکالت مردود ہے اس لئے لڑکی کا سابقہ نکاح بھی باقی نہیں جب کہا گیا کہ لڑکی کا والد مشرک کیسے مانا تو جواب دیا گیا کہ ایک روز اس نے مجھے کہا تھا کہ مولوی صاحب آپ اور آپ کے سارے مقتدی وہابی ہیں اس سے سمجھا گیا کہ وہ مشرک ہے۔ اور مشرک کا نکاح کیسا یعنی مشرک کی وکالت مردود ہے نیز

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) شامی کراچی ص ۱۳۲ / ج۳/ کتاب النکاح باب المہر مطلب فی النکاح الفاسد، زیلعی ص ۱۰۱ / ج۲ / فصل فی المحرمات مطبوعہ امدادیہ ملتان، تاتارخانیہ ص ۴ / ج۳/ الفصل الثامن مایجوز من الانکحۃ الخ مطبوعہ کراچی۔

ویسے بھی مندرجہ بالا نکاح چھوٹی لڑکی والا درست نہیں اس لئے کہ روپیہ پیش کئے گئے ہیں اور زید کے بھائی نے اپنی بیٹی پر ظلم کیا ہے اس صورت میں شرعی طور سے بھی لڑکی باپ کا نکاح فسخ کرا سکتی کیا یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداو مصلیاً

زید کا بکر کی لڑکی کو اغوا کرنا تو حرام ہوا۔ لیکن اس کے بعد نکاح کر لیا تو صحیح ہو گیا۔ زید کے بھائی نے اپنے چھوٹی لڑکی کا نکاح جو بکر کے چھوٹے لڑکے کے ساتھ کر دیا ہے وہ بھی صحیح ہے لیکن جو سات سو روپیہ نقد دیئے ہیں ان کی واپسی لازم ہے۔ کیونکہ یہ خالص رشوت ہے۔ **اخذ اھل المرأة شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یسترده لانه رشوة. ردالمحتار**[1] **ص ۵٦۰ / ج ۲ /۔**

بلا وجہ شرعی عدالت کے ذریعہ سے نکاح فسخ کرانا ظلم ہے کسی شرعی وجہ سے اگر حاکم مسلم با اختیار نے نکاح فسخ کیا ہے تب تو یہ فسخ معتبر ہے اور بعد فسخ دوسری جگہ نکاح درست ہے۔ اور اگر حاکم غیر مسلم ہے تو یہ فسخ معتبر نہیں ہوا بلکہ کالعدم ہوا ہے[2] اور دوسری جگہ نکاح کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر شوہر طلاق دیدے تو دوسری جگہ درست ہوگا ان مولوی صاحب لڑکے کے باپ کو محض اس وجہ سے کہ اس نے مولوی صاحب اور ان کے مقتدیوں کو وہابی کہا ہے مشرک کہنا درست نہیں بلکہ جہالت ہے لہٰذا محض اسی بناء پر سابقہ نکاح کو غیر معتبر کہنا درست نہیں، روپیہ کا لینا ناجائز ہے، لیکن اس سے نکاح ناجائز نہیں ہوتا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم

ضمیمہ استفتاء ما قبل

سوال:۔ نقل فتویٰ مولوی صاحب جو جواز نکاح کے لیا گیا یعنی وہ مولوی جس نے

---

[1] الدرالمختار کراچی ص ۱۵٦ / ج ۳ / شامی زکریا ص ۳۰۹ / ج ۴ / باب المھر قبیل مطلب فی دعویٰ الأب أن الجھاز عاریة، سکب الانھر ص ۵۳۴ / ج ۱ / قبل باب نکاح الرقیق، دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق ص ۱۸۷ / ج ۳ / باب المھر، مطبوعه کوئٹه.

[2] ولن یجعل اللّٰه للکافرین علی المؤمنین سبیلا الایة، سورة النساء آیت ۱۴۱ /.

نکاح پر نکاح باندھا تو یہی فتویٰ لیا گیا ہے کہ مولوی صاحب کا نکاح درست ہے۔ اس کو دیکھ کر جواب دیا جائے۔

ایک شخص نے ایک عورت کو اغواء کرلیا پھر اغواء کرنے والے کے بھائی نے عورت کے ساتھ فساد کرنے کے لئے سات سو روپیہ نقد دیا عورت کے بھائی صغیر نے اپنی لڑکی صغیرہ کا نکاح کردیا پس بموجب قانون سرکاری لڑکی کا نکاح جو پہلے ہوا تھا عدالت میں فسخ کرایا گیا ایک مولوی صاحب نے اس لڑکی کا نکاح اور شخص کے ساتھ پڑھا دیا۔ اس نکاح خواں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

فتح القدیر[1] میں ہے کہ بعض فقہاء کے نزدیک نکاح صغیرہ کا کرنا ناجائز ہے منعقد نہیں ہوتا، ابن شبرمہ کا یہی مذہب ہے بعض فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ اب وجد کو اختیار ہے کہ صغیرہ کا نکاح کردے اور بعد بلوغ اس کو فسخ کرنا درست نہیں بغیر اب وجد کا نکاح جائز نہیں، شافعیؒ کا یہی مذہب ہے، ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا یہ مذہب ہے کہ اب وجد کو بھی نکاح جائز ہے اور صغیرہ کو بعد بلوغ کے خیار فسخ حاصل نہیں اور غیر اب وجد کے بھی صغیرہ کا نکاح کرنا جائز ہے اور صغیرہ کو بعد بلوغ خیار فسخ حاصل ہے اور شامی[2] میں ہے کہ اب وجد کو ولایت نظریہ ہے اگر یقین ہو کہ خیر خواہی صغیرہ کے واسطے نکاح نہیں باندھا تو باجماع امت نکاح منعقد نہیں ہوا کتاب مسمیٰ بحیلۃ الناجزۃ میں بہت صورتیں مجتہد فیہ ہیں۔ برخلاف حنفیہ فسخ نکاح کا حکم دیدیا جس میں دستخط مولانا اشرف علی وغیرہ علماء کے ہیں۔ پس یقین ہے کہ نکاح صغیرہ برائے خیر خواہی نہیں ہوا تو فسخ نکاح عدالت کے بعد مولوی نکاح خواں کو حکم دینا کہ ان کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے یہ غلط ہے بالکل یہ حکم خلاف شرع ہے حکم دینے والے نے خدا سے خوف نہیں کیا۔

---

[1] فتح القدیر ص ۲۷۴، ۲۷۶، ۲ / ج ۳ / باب الاولیاء و الاکفاء، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[2] شامی کراچی ص ۶۷ / ج ۳ / باب الولی.

(**نوٹ**) اگر وہ شخص کہ جس کا نکاح فسخ کرایا گیا عقیدہ فاسد رکھتا ہوتو فرض ہے جمیع مسلمانوں پر کہ اس کو عورت نہ دیں کہ قرآن پاک میں سورۂ ممتحنہ میں ہے۔ فلاترجعوھن الی الکفار لاھن حل لھم ولاھم الخ[۱] پھر خدائے تعالیٰ نے فرمایا ولاجناح علیکم ان تنکحوھن[۲] غیر اللہ کو پکارنا اس عقیدہ سے کہ وہ میری پکار کو سنتا ہے ہر وقت شرک ہے سورۂ جن میں ہے قل انما ادعوا ربی الخ[۳] یعنی میں کسی کو نہیں پکاروں گا شرک نہیں کروں گا حق تعالیٰ اپنے غیب سے واقف کسی کو نہیں کرتا مگر نبیوں کے لئے فرشتے مقرر ہیں واسطے وحی پہونچانے کے اور دفع شیاطین کے اور جس نے یہ حکم نامہ نہیں مانا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

ومن یعص اللّٰہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدین فیھا ابداً[۴] اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا فرض ہے بتانا اگر میں نہ بتاؤں تو اللہ کے عذاب سے کوئی چھڑانے والا نہیں۔

الراقم عظمت اللہ شاہ کشمیری

یہ جو کہا گیا اس میں کوئی اہل اسلام منصف مزاج شبہ نہیں کرے گا جس کو خوف خدا نہیں اس کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتے آفریں صد آفریں شاہ صاحب پر کہ کیا مسئلہ منقح لکھا اب بھی اگر شبہ کرے ایسے دلائل قرآن وحدیث وفقہ شریف پر کیا لکھے وہ محض ضد ہوگی۔

مولوی نذیر بقلم خود ومولوی محمد عبدالخالق بقلم خود

آپ کے فتویٰ کا فائدہ مزید یہ ہوگیا کہ جو لوگ پہلے خیالات فاسدہ کے مرتکب تھے اور مندرجہ قسم بالا عقیدہ رکھتے تھے اب راہ راست پر آرہے ہیں اور جو بھی فتویٰ دیکھتا ہے کہتا ہے کون مغیبات کلی اور مساوی وغیرہ کا قائل ہے اور یہ باعث مسرت ہے توقع ہے کہ ایسی زن جو نکاح ثانی کے جواز کے حق میں ہیں آئیں گی اور معاملہ یہی تھا جو آپ کی خدمت میں لکھ کر

۱؎ سورۂ ممتحنہ آیت ۱۰؍۔
۲؎ سورۂ ممتحنہ آیت ۱۰؍۔
۳؎ سورۂ جن آیت ۲۰؍۔
۴؎ سورۂ جن آیت ۲۳؍۔

عرض کیا گیا اگر وہ اس کے خلاف کوئی بات کہہ کر فتویٰ حاصل کریں تو اس کی نقل آنجناب ضرور لکھ کر رکھ لیں۔ اس قسم کا فتویٰ دیوبند اور ڈابھیل سے منگوایا گیا ہے دونوں وصول ہوئے انھوں نے بھی نکاح کے بارے میں آپ سے اتفاق کیا ہے باقی امور کے بارے میں وضاحت نہیں کی ایک ان میں سے واپس برائے وضاحت کیا گیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جہاں تک میں سمجھتا ہوں آپ کی تحریر میں یہ امور جواب طلب ہیں۔

(۱) جو شخص مشرکانہ عقیدہ رکھنے والے کو کافر نہ سمجھے وہ خود کیسا ہے مسلم ہے یا کافر؟

(۲) حضور ﷺ اور اولیاء کرام کے متعلق کلی علم غیب اور ہر وقت ہر جگہ سے فریاد رسی کا اعتقاد رکھنے والے کی علماء نے تو تکفیر کی ہے مگر تم اے اہل مظاہر علوم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ یعنی دیگر علماء حق کی موافقت کرتے ہو یا اس مسئلہ میں اہل حق کے مخالف ہو یا کچھ جداگانہ مسلک رکھتے ہو؟

(۳) جو امام ناجائز نکاح پڑھائے اور پھر اس سے توبہ نہ کرے اور اس سے بہتر دوسرا آدمی امامت کے لائق موجود نہ ہو تو پھر بھی امام مذکور کی امامت مکروہ ہے یا نہیں؟

(۴) باپ دادا نے اگر صغیرہ کا نکاح کر دیا ہو تو وہ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اب ترتیب وار جواب سنئے۔

(۱) اقول وباللّٰه التوفیق وبیدہٖ ازمۃالحق والتحقیق. وہ شخص اس مشرکانہ عقیدہ کو بہتر سمجھتا ہے اور اس کے معتقد کو مشرک نہیں سمجھتا بلکہ مسلم سمجھتا ہے تو اس سے دریافت کیا جائے کہ مشرکانہ عقیدہ کے باوجود وہ مسلم کیسے رہ سکتا ہے۔

(۲) اہل حق کے فتویٰ کے خلاف اہل مظاہر علوم کا مسلک نہیں۔

(۳) ایسی مجبوری کی حالت میں کراہت نہیں۔

(۴) صغیرہ کا نکاح اگر اب وجد کے غیر نے کیا ہو تو اس کو خیار بلوغ حاصل ہوتا ہے

یعنی آثارِ بلوغ ظاہر ہوتے ہی فوراً نکاح سے ناراضگی کا اظہار کردے اور پھر عدالت مسلمہ کے ذریعہ اس نکاح کو فسخ کرالے اگر اب وجد نے کیا ہوتو اس میں خیار بلوغ حاصل نہیں ہوتا البتہ جب کہ غیر کفو یعنی لڑکی کی قوم سے گھٹ کر نیچے کی قوم میں کردیا ہو یا صالح کا نکاح فاسق سے کردیا ہو یا مہر میں غبن فاحش ہو اور اس نکاح سے قبل اب وجد کا سئی الاختیار ہونا معروف ہوتو ایسی صورت میں خیار بلوغ حاصل ہوگا اگر کفو میں کیا ہے تو پھر باوجود سئی الاختیار ہونا معروف ہونے کے بھی خیار بلوغ حاصل نہیں۔

وللولی انکاح الصغیر والصغیرۃجبراً ولزم النکاح ولوبغبن فاحش اوغیر کفو وان کان الولی ابا اوجد الم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لایصح النکاح اتفاقاً الخ. (درمختار) والحاصل ان المانع هوکون الاب مشهوراً باختیار السوء قبل العقد فاذا لم یکن مشهوراً بذالک ثم زوج بنته من فاسق صح وان تحقق بذالک انه سئی الاختیار واشتهربه عندالناس فلو زوج بنتاً اخریٰ من فاسق لم یصح الثانی لانه مشهوراً بسوء الاختیار قبلهٗ بخلاف الاول لعدم وجود المانع قبلهٗ ولوکان المانع مجرد تحقق سوء الاختیار بدون الاشتهار لزم احالة المسئلةاعنی قولهم ولزم النکاح ولوبغبن فاحش اوبغیر کفو وان کان الولی اباواجدا ثم اعلم ان مامر عن النوازل من ان النکاح باطل معناهٗ انه سیبطل کما فی الذ خیرة الیٰ قولهٖ وماذکرنا من ثبوت الخیار للبنت اذا بلغت ای هوفی الصغیرة الخ. شامی[۱] ص ۴۷۰/ ج ۲/.

زید کے بھائی نے اپنی چھوٹی لڑکی کا نکاح جو بکر کے چھوٹے لڑکے کے ساتھ کیا ہے اگر یہ کفو میں کیا ہے اور مہر میں غبن فاحش نہیں تو یہ نکاح بلاتردد درست ہے اور اس میں خیار بلوغ حاصل نہیں اور عدالت کے ذریعہ اس کو فسخ کرانا بھی درست نہیں اگر چہ اس نکاح

۱؎ الدرمع الرد کراچی ص۶۷/ ج۳/باب الولی،فتح القدیر ص۳۰۵،۳۰۳/ ج۳/فی فی الکفاءۃ مطبوعہ دارالفکر بیروت،البحرالرائق ص۱۳۴/ ج۳/فصل فی الاکفاء مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

سے مصالحت اور دفع فساد بھی حاصل ہوگئی اور پھر دوسری جگہ اس لڑکی کا نکاح بھی درست نہیں جب تک کہ شوہر طلاق نہ دیدے اگر غیر کفو میں کیا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ زید کا بھائی سئی الاختیار مشہور نہ ہو تو اس کا حکم بھی وہی ہے یعنی نکاح درست ہوگیا اور خیار بلوغ حاصل نہیں اور عدالت سے اس نکاح کا فسخ کرانا بھی درست نہیں بغیر شوہر سے طلاق لئے۔ اس کا نکاح ثانی بھی ناجائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ زید کا بھائی سئی الاختیار ہونے میں مشہور ہے تو اس صورت میں البتہ خیار بلوغ حاصل ہے اور آثار بلوغ ظاہر ہوتے ہی ناراضی ظاہر کر کے عدالت مسلمہ کے ذریعہ سے نکاح فسخ کرا کے نکاح ثانی درست ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم ربیع الاول ٦٠ھ

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

نکاح کے لئے ایجاب وقبول کو سننا ضروری ہے

سوال:- نکاح کے گواہوں میں ایک گواہ وکیل (قاضی) کے ساتھ ایجاب سنے اور دوسرا گواہ لڑکی سے اجازت لے۔ اور قبول کے وقت دونوں گواہ ایک ساتھ وکیل کے ایجابی جملہ کے ساتھ قبول بھی سنیں تو نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح بھی نکاح صحیح ہو جائے گا[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ٨٨/٣/٢٣ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دار العلوم دیوبند ٨٨/٣/٢٣ھ

---

[۱] وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معاً (درمختار) اما الشهادة على التوكيل بالنكاح فليست بشرط لصحته (شامی زکریا ص ٨٧/تا ٩١/ کتاب النكاح، مطلب هل ينعقد النكاح بالفاظ المصحفة بحر کراچی ص ٨٨، ٨٩/ ج٣/ کتاب النكاح.

فصل دوم

﴿مجلس عقداور رجسٹر میں اندراج کرنا﴾

مجلس نکاح میں کلمہ پڑھوانا اور زوجین سے ایجاب وقبول کرانا

سوال:- مشرقی یو پی کے بعض مقامات پر دلہا اور دلہن کو اکٹھا بٹھا کر نکاح پڑھواتے ہیں۔ دلہا سے تین مرتبہ ایجاب وقبول کرواتے ہیں اور دلہن سے بھی اسی طرح ایجاب وقبول کراتے ہیں۔ اگر دلہن سے ایجاب وقبول نہ کرائیں تو کہتے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا لوگ کہتے ہیں جس طرح طلاق تین دفعہ ہے اسی طرح نکاح میں ایجاب وقبول بھی تین دفعہ ہے اور نکاح سے پہلے کلمہ پڑھانا ضروری قرار دیتے ہیں۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طریقے کی پابندی کرنا کوئی شرعی حکم نہیں۔ مجلس عقد میں دلہن موجود نہ ہو اس کی طرف سے اس کا کوئی ولی یا وکیل قاضی وغیرہ ایجاب کرلے تب بھی درست ہے[١] ایک دفعہ بھی ایجاب وقبول کافی ہے[٢] طلاق کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک دفعہ دینے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے، اس کا اور حکم ہے[٣] تین دفعہ دینے سے بھی ہو جاتی ہے اس کا اور حکم ہے[٤] نکاح کی یہ قسمیں

[١] وينعقد بايجاب من احدهما وقبول من الاخر كزوجت نفسي اوبنتي او موكلتي منك ويقول الآخر تزوجت، الدر المختار على الشامي كراچي ص ٩/ ج٣/ كتاب النكاح، هداية ص ٣٠٥/ ج٢/ كتاب النكاح، مطبوعه تهانوى ديوبند، بحر ٨١/ ج٣/ مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[٢] فاذاقال اتزوجک بكذا فقالت قد قبلت يتم النكاح، عالمگيرى ص ٢٧٠/ ج ١/ كتاب النكاح، الباب الثانى فيما ينعقدالنكاح، مطبوعه كوئٹه.

[٣] صريحة ما استعمل فيه خاصة ولايحتاج الى نية وهو انت (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

نہیں۔ پس طلاق پر اس کو قیاس کرنا غلط ہے۔ کلمہ پڑھوانا بھی ضروری نہیں وہ تو خود پہلے سے ہی مسلمان ہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۲/ ۹۴ھ

نکاح کے وقت کلمہ پڑھانا

سوال:-اس طرف امام صاحب بوقت نکاح دلہا و دلہن کو ایجاب وقبول وکلمہ وغیرہ پڑھاتے ہیں دلہن بالغہ ہو یا نابالغہ بعض آدمی اس پر معترض ہوئے کہ بالغہ سے کلام نہ کرنا چاہئے امام صاحب نے کہا اس میں کیا نقصان ہے؟

دریافت طلب یہ امر ہے کہ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے آیا ایجاب وقبول وکلمہ وغیرہ دونوں کو پڑھانا چاہئے یا صرف دلہا کو اگر صرف دلہا کو تو دلہن کو پڑھانا ثواب ہے یا گناہ؟ مع دلیل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بوقت عقدِ نکاح کلمہ پڑھانا احادیث اور صحابہؓ اور مجتہدینؒ سے منقول نہیں البتہ اگر دلہا ودلہن کے متعلق علم ہو کہ ان کے عقائد اچھے نہیں خلاف شرع ہیں تو جس کے عقائد خلاف شرع ہوں ان کو تجدید ایمان کے لئے کلمہ پڑھانا ضروری ہے اور جس کے عقائد موافق شرع ہوں اس کو ضروری نہیں ہر جگہ اس کا التزام کرنا غلطی ہے، خاص کر جب کہ دولہن کو کلمہ پڑھانے میں

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) طالق ومطلقة وطلقتک وتقع بکل منها واحدة رجعية وان نوى اكثر الخ مجمع الانهر ص ۱۱/ ج ۲/باب ايقاع الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، عالمگيری كوئٹه ص ۳۵۴/ ج ۱/الباب الثانی فی ايقاع الطلاق، الفصل الاول.

[۴] وان كان الطلاق ثلاثی فی الحرة وثنتين فی الائمة، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، عالمگيری كوئٹه ص ۴۷۳/ ج ۱/ كتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة ومايتصل به، شامی كراچی ص ۴۱۰/ ج ۳/ كتاب الطلاق، باب الرجعة.

فتنہ کا اندیشہ ہو اس کی آواز کی وجہ سے یا لوگوں کی بدگمانی اور اعتراض کی وجہ سے اور اس کے عقیدہ کی خرابی کا علم نہ ہو بلکہ بظاہر اس کا عقیدہ درست معلوم ہوتا ہے تو پھر اس کو کلمہ پڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ خطبہ مسنونہ پڑھ کر ایجاب وقبول کرادیا جائے، ہاں اگر اس کے عقیدہ کی خرابی کا علم ہو تو ضرور تجدیدِ ایمان کرائی جائے۔[1] ایسی حالت میں بالغہ کو بھی زور سے اس طرح کلمہ پڑھانا چاہئے کہ آس پاس کے ایک دو آدمی کم از کم ضرور سن لیں، نابالغہ کو پڑھانے کی کیا ضرورت ہے اگر احتیاطاً بلا التزام وبلا مفاسد پڑھایا جائے تو زور سے پڑھانا ضروری نہیں آہستہ کافی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۵/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ،

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۱۳/ جمادی الاول ۵۸ھ

نکاح میں چھوارے بکھیرنا، اور نکاح کو رجسٹر میں درج کرنا

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں مشہور ہے کہ نکاح کی شیرنی لوٹنا سنت ہے اس بنا پر ہمارے جوار میں مجلس نکاح میں شیرنی تقسیم کرنے کے وقت طوفان بدتمیزی برپا ہوتا ہے، جس وقت مٹھائی تقسیم کرنے والا مٹھائی کا ٹوکرا اٹھاتا ہے اور دو چار آدمیوں کے ہاتھوں میں مٹھائی دیتا ہے کسی وقت مضبوط قسم کے نوجوان لڑکے ٹوٹ پڑتے ہیں، اور ہاتھا پائی ہونے لگتی ہیں بعض بڑے بچوں کو چوٹ بھی لگ جاتی ہے اور چونکہ شیرنی کھجور چھوارے بھی ہوتے ہیں بلکہ بتاشے خورمے، لڈو وغیرہ مصنوعی مٹھائی ہوتی ہے اس لئے فرش پر گر کر مٹھائی پامال ہوجاتی ہے اور شیرنی پانے سے مجلس کے اکثر آدمی محروم ہوجاتے ہیں

[1] ما کان فی کونہ کفرا اختلاف فان قائلہ یومر بتجدید النکاح وبالتوبۃ والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۳/ ج ۲/ قبیل الباب العاشر فی البغاۃ.

کیا یہ صحیح ہے کہ نکاح کی شیرنی لوٹنا سنت ہے ایک مولوی صاحب کہتے ہیں ایسے بدتمیزی کی اجازت نہیں دیتا وہ کہتے ہیں کہ بے شک بعض احادیث میں لابھی ''نہیں'' کا لفظ آیا ہے، لیکن ''نہیں'' سے مراد اسکے معنی مجازی ہیں، یعنی نشر اور نثار کے بعد اپنی جگہ پر تہذیب سے بیٹھے ہوئے سامنے گری ہوئی شیرینی کو ہاتھ بڑھا کر جھٹپٹ اٹھالینا مراد ہے، حقیقی ''نہیں'' مراد ہے، کیا مولوی صاحب کا قول صحیح ہے؟ نیز مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ صورت کھجور اور چھواروں کی تقسیم میں ممکن ہے، اسلئے مولوی صاحب مذکور کی بات بے اثر رہتی ہے یہ تو بیر نکالی ہے، نیز دوسرا مولوی صاحب عوام کی عام رواج کی عملاً تصویب کرتے ہیں۔

مولوی صاحب مذکور نے اب اپنے حلقۂ اثر میں یہ تدبیر نکالی ہے مسجد میں نکاح پڑھنے کا سلسلہ قائم کیا ہے، اس سے ضرور اس طوفان بے تمیزی سے بچاؤ ہوگیا لیکن پھر بھی بعض مجلسوں سے مٹھائی لوٹنے کی رسم مذکور کی ابتداء ہوچکی ہے، نیز مسجدوں میں نکاح پڑھانے پر یہ اعتراض ہورہا ہے چونکہ مسجد میں ایسی مجلس میں بے نمازی اور بے وضو لوگ گھس جائیں گے جن سے مسجد کی بے حرمتی ہوگی، اس لئے مسجدوں کو مجلس نکاح سے بچانا چاہئے اور نکاح مکان وبارات میں ہی پڑھنا چاہئے جیسا کہ اب تک رواج رہا ہے، مذکورہ مسائل میں براہ کرم کتاب وسنت اور فقہ کے احکام واجب ومستحسن ومستحب تحریر فرما کر ہم لوگوں کی رہنمائی فرمائی جائے، مولوی صاحب مذکور اپنے پڑھائے ہوئے نکاحوں کا اندراج مرادآباد مطبوعہ رجسٹر جاری کئے ہوئے میں، کرتے ہیں، اور اسی پر دستخط کراتے ہیں، اس کا شرعاً کیا حکم ہے بعض لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مولوی صاحب کا فرمانا صحیح ہے اس بدتہذیبی، اضاعت مال، مسجد کی بے حرمتی سے بچنا لازم ہے اگر لوگ باز نہ آئے اور مسجد کا احترام نہ کرے تو مسجد میں نکاح کا انتظام نہ کیا جائے،

''ومنه الحديث أنه نُثِرَ شئى فى أملاكٍ فلم يأخذوه فقال: مالكم، قالوا الاتنتهبون :

أولیس قد نهیت عن النهبی؟ فقال: انما نهیت عن نهبی العساکر فانتهبوا الخ نهایة، ج ۴/ص ۱۹۹[1]۔

"الاملاک التزویج وعقد النکاح الخ نهایة ج ۴/ص ۱۱۵[2]"۔

(۲) نفس نکاح بغیر اندراج کے بھی صحیح ہوجاتا ہے یہ اندراج دیگر مصالح کی بناء پر ہے ثبوت کے لئے اس کی ضرورت پیش آتی ہے اس لئے یہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ ۲۷/۴/۹۱ھ

کیا رجسٹر میں درج نہ ہونے سے نکاح نہیں ہوتا؟

سوال:- مسمّٰی غلام حیدر کا نکاح جب کہ اس کی عمر ۱۳/۱۴/سال کی تھی، مسماۃ مریم ولد ستار شیخ کے ساتھ جب کہ اس کی عمر ۱۰/۱۱/سال کی تھی بہ اجازت والدین ہوگیا تھا۔ نکاح درج رجسٹر زوجین کے نابالغ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوا تھا۔ اس نکاح پر ۴/۵/سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اب جب کہ مسمّٰی غلام حیدر اپنے سسر سے لڑکی کی رخصت کے لئے کہتا ہے تو وہ انکار کرتا ہے اور جواب دیتا ہے کہ کوئی نکاح نہیں ہوا اور اس نے اپنی لڑکی مریم کا نکاح دوسری جگہ کردیا ہے جب کہ اس کی لڑکی کو طلاق نہیں ہوئی ایسی حالت میں یہ نکاح ثانی درست ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور جس مولوی صاحب نے یہ نکاح ثانی پڑھایا ہے ان کے بارے میں شرعی طور پر کیا حکم صادر ہوتا ہے؟

---

[1] النهایة فی غریب الحدیث والاثر ص ۱۳۳/ج ۵/باب النون مع الهاء مطبع مکتبة التجاریة مکة المکرمة، اعلاء السنن ص ۱۱/ج ۱۱/کتاب النکاح، باب استحباب الولیمه، وکون وقته بعد الدخول مطبع ادارة القرآن کراچی.

[2] النهایة فی غریب الحدیث والاثر، ص ۳۵۹/ج ۴/باب المیم مع اللام، مطبع مکتبة التجاریة مکة المکرمة، اعلاء السنن ص ۱۱/ج ۱۱/کتاب النکاح، باب استحباب الولیمه، وکون وقته بعدالدخول مطبع ادارة القرآن کراچی.

الجواب حامداً ومصلیاً

ستار شیخ نے اپنی نابالغہ لڑکی مسماۃ مریم کا نکاح غلام حیدر کے ساتھ گواہوں کے سامنے کر دیا تو وہ شرعاً منعقد اور لازم ہوگیا۔ اب اس کے بالغ ہونے پر لڑکی شوہر کے مکان پر بھیجنا اور اس کے شوہر کا مطالبۂ رخصتی پورا کرنا لازم ہے۔ محض رجسٹر میں درج نہ ہونے کی وجہ سے یہ کہنا درست نہیں کہ نکاح نہیں ہوا تھا ایسی حالت میں اگر لڑکی کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کیا جائے گا تو وہ شرعی نکاح نہیں ہوگا بلکہ نکاح کے نام پر حرام کاری ہوگی۔ لڑکی بھی معصیت میں مبتلا ہوگی اور جس سے نکاح کیا جائے گا وہ بھی معصیت میں مبتلا ہوگا۔ باوجود علم کے جو شخص اب نکاح پڑھائے گا وہ بھی سخت گنہگار رہوگا اور جو لوگ ایسے نکاح میں شرکت کریں گے وہ بھی سخت گنہگار رہوں گے اور قہر خداوندی اس سے جوش میں آئے گا۔ اس لئے ایسا ہرگز نہ کیا جائے۔ اگر اس کا والد اس کا نکاح دوسری جگہ کرنا چاہے تو لڑکی کو لازم ہے کہ ہرگز اس نکاح کو قبول و منظور نہ کرے، اس کی ہرگز اجازت نہ دے اور رخصت ہوکر ہرگز اس دوسرے شخص کے پاس نہ جائے۔ **لقولہٖ تعالیٰ حرمت علیکم امہاتکم (الیٰ قولہٖ تعالیٰ) والمحصنات من النساء .(الآیۃ[۱])ولا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ وکذلک المعتدۃ فتاویٰ عالمگیری[۲] ص ۶/ ج ۲/ .** فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم جمادی الثانی ۹۰ھ

نکاح کا اندراج رجسٹر میں

سوال:- نکاح کا اندراج رجسٹر سرکاری میں نہیں ہوا۔ کیا اندراج ضروری ہے؟

---

۱ سورۃ النساء پارہ ۴/ رقم الآیۃ ۲۳، ۲۴/۔

۲ الھندیۃ ص ۲۸۰/ ج ۱/ الباب الثالث فی المحرمات، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بھا حق الغیر، بدائع الصنائع زکریا ص ۵۴۹، ۵۴۸/ ج ۲/ کتاب النکاح، بیان عدم جواز منکوحۃ الغیر، بیان عدم جواز نکاح، معتدۃ الغیر، الفقہ الحنفی وأدلتہ ص ۱۵۸/ ج ۱/ کتاب النکاح، محرّمات النکاح، السادس محرّمات بتعلق حق الغیر، مطبع مکتبۃ الغزالی بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً ضروری نہیں[1]۔ البتہ قانون کی روک تھام کے لئے ضروری ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

بغیر کلمہ پڑھائے نکاح

سوال: -مؤرخہ ۱۵؍جون ۱۹۸۶ء کو محمد محمود ولد علی کی شادی مقرر تھی جس میں میرے والد کو نکاح خوانی کے لئے جانا تھا لیکن بوجہ بزرگی وہ نہ جا سکے۔ بندہ گھر پر موجود تھا۔ مجھے انھوں نے کہا کہ آپ جا کر نکاح کرآئیں۔ بندہ ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چلا گیا وہاں ڈھول وغیرہ گانے بجانے کے لئے آئے ہوئے تھے جو کہ مجھے دیکھ کر جانے لگے۔ میں نے دیکھا کہ ڈھول بج رہا ہے اور ۴؍۵؍سال کے بچے ڈانس کر رہے ہیں۔ بڑا دکھ ہوا کہ مسلمان کا بچہ جب بسم اللہ پڑھتا ہے تو خداوند تعالیٰ اس کے ماں باپ کو بخش دیتے ہیں اور آج یہ بچے شیطان کے شیدائی بنے ہیں۔ بندہ نے جا کر سلام کیا اور ڈھول بند کرا کر بچوں کو ڈانٹا۔ تمام بچوں کے والدین کو طلب کیا جس کی شادی تھی اسے بھی طلب کیا مسئلہ بیان کیا۔ اور کہا کہ اسے بند کیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ ہم بھی تو جانتے ہیں لیکن بند نہیں کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے خدائی حکم سنایا تھا، ہدایت اللہ دے سکتا ہے میں نہیں۔ لیکن میں آپ کی ڈھول والی بارات کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میں یہ کہہ کر چلا آیا۔ چند آدمی جو اسلامی قدر

---

[1] ینعقد النکاح بإیجاب وقبول، وشرط حضورِ شاھدین (الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۹؍ج ۳؍ کتاب النکاح) سکب الانھر علی ھامش مجمع الانھر ص ۴۶۷، ۴۷۲؍ج ۱؍ اول کتاب النکاح، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۸۱، ۸۷؍ج ۳؍ کتاب النکاح. تاہم قانونی گرفت کے پیش نظر اندراج کر لینا چاہئے۔ قال تعالیٰ: ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة الآیة سورۂ بقرہ آیت ۱۹۵؍(م ر ن).

جانتے تھے وہ مجھے واپس بلا کر لے گئے اور کہنے لگے اس سے قبل ۴؍افراد نے اس ماہ میں ڈھول بجایا ہے۔ اگر آپ ان پر اسلامی تعزیرات لگائیں گے تو ہم ابھی ڈھول واپس کردیں گے۔ میں نے کہا انشاء اللہ۔ اگر آپ لوگوں کا ساتھ ہوا تو ضرور ان پر تعزیرات لگائی جائے گی۔ جب علی محمد گھر واپس آئے تو انھوں نے کہا کہ اگر صرف دو ڈھول اور ایک آدمی جائے گا تب بھی ڈھول بجا کر جاؤں گا۔ اس پر محلّہ کے لوگوں کو جوش آیا کہ ایک طرف امام صاحب قرآن وحدیث کا ثبوت دیتے ہیں اور یہ لوگ پھر بھی نہیں مانتے۔ تو اس پر لوگوں کو جوش آیا اعلان کیا کہ جو لوگ قرآن وحدیث پر چلنے والے ہیں وہ امام صاحب کے پیچھے اور جو لوگ شیطان کی پیروی کرنا چاہتے ہیں وہ ڈھول کے ساتھ جاؤ اس پر ۴؍افراد امام صاحب کے ساتھ اور ۲۲؍افراد ڈھول والی بارات کے ساتھ چلے گئے۔ ۲۲ کے بارے میں امام صاحب نے اعلان کیا کہ اب ان کا نکاح کوئی مسلمان نہیں پڑھ سکتا ہے۔ جب لڑکی والے کے گھر بارات گئی تو عقد نکاح کے لئے کوئی مسلمان تیار نہ ہوا۔ انھوں نے کہا جب امام صاحب کا اعلان ہے تم نہیں پڑھا سکتے۔ اس پر وہاں کا قاضی جو دور موجود تھا وہاں بھی گئے۔ اس نے کہا کہ امام صاحب کو بلا کر لاؤ اور ڈھول بند کرو ہم تحقیقات کریں گے۔ پھر نکاح پڑھا جائے گا۔ بندہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تمام واقفیت کرائی۔ تب تک محمد رفیق ولد فیروز الدین نکاح پڑھانے لگا۔ نہ ہی اس نے چھ کلمہ سیکھے۔ صفت ایمان دعائے قنوت اور نہ ہی نماز کا سبق آتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے اور نہ نماز پڑھتا ہے اور نہ ہی نکاح کے ارکان جانتا ہے۔ اس نے نکاح کی رسم ادا کی اور لڑکی کو لے کر لڑکے کے گھر چلے گئے۔ بندہ نے ۱۶؍جون کو اپنے گاؤں کے اسلامی آدمیوں کی کمیٹی طلب کی۔ جس میں نوٹس جاری کی گئی کہ یہ ۲۴؍افراد آکر صفائی پیش کریں ورنہ ان لوگوں کے ساتھ اسلامی بائیکاٹ کیا جائے گا جن پر مورخہ ۱۷؍کو ان میں ۱۴؍افراد حاضر ہوئے انھوں نے آکر ۲۲؍افراد کی طرف سے غلطی مان لی۔ اس اسلامی کمیٹی میں قاضی وچند مولوی صاحب تھے۔ ڈھول بجانے والے کو ۲۰۰؍روپیہ جرمانہ باقی جو لوگ بارات کے ساتھ گئے تھے۔ ۶۰؍روپیہ جرمانہ ڈال کر توبہ وغیرہ کرائی، جرمانہ ادا ہو گیا مسکینوں

کو پیسہ دیا گیا اور نکاح کے بارے میں دریافت کیا گیا تو لڑکے کے باپ نے کہا نکاح کیا تھا۔ ایسے ہی اس لڑکے نے کاپی دیکھ کر کلمہ وغیرہ پڑھائے تھے جب کہ اسے آتے ہی نہیں تھے ہم نے دریافت کیا کہ لڑکا نماز کا پابند ہے یا نہیں؟ کہا لڑکا نماز جانتا ہی نہیں، لڑکا روزے رکھتا ہے کہ نہیں؟ کہا نہیں۔ تو اس پر علمائے کرام نے کہا پھر اس لڑکے کا نکاح نہیں ہے اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے اور یہ نکاح علی محمد کے لڑکے کا آپ جا کر کرآئیں۔ بندہ نے باقاعدہ صفائی لے کر کہ اس نے ازدواجی زندگی تو اختیار نہیں کی ہے۔ جب حلفی شہادت مل گئی بندہ نے نکاح پڑھا۔ محمد رفیق ولد فیروز الدین کو نوٹس جاری کیا کہ مؤرخہ ۲۲/جون کو اپنی صفائی پیش کریں۔ کیونکہ آپ کا نکاح ٹوٹ گیا ہے لیکن وہ یہ سن کر اپنی ڈیوٹی پر چلا گیا۔ بندہ کے پاس محمد رفیق کا سسر آیا بندہ نے اس سے کہا آپ محمد رفیق کو لاؤ اس سے بیان لے کر تحقیق کی جائے گی۔ جب لڑکا آیا تو اس کی جگہ غلط بحث کرنے کے لئے صوفی سید محمد اور محمد رشید تیار ہو گئے کہ لڑکے کا نکاح نہیں ٹوٹا ہے۔ بندہ نے کہا کہ اگر نہیں ٹوٹا ہے تو عالم کو فتویٰ لکھو۔ جو حکم وہ قرآن وحدیث سے دیں اس پر عمل کرنا ہوگا۔ لیکن پھر بھی غلط باتیں کہتے رہے۔ آخر کار بندہ نے بھری مجلس میں کہا کہ لڑکے کو لاؤ۔ چھ کلمے صفت ایمان دعائے قنوت اگر لڑکا محمد رفیق سنا دے تو پھر اس کا نکاح نہیں ٹوٹا بلکہ میرا ٹوٹ گیا ہے۔ میرا پھر دوبارہ نکاح پڑھو۔ کیونکہ میں نے نوٹس جاری کیا ہے کہ اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے کیونکہ جب اعلان تھا ایک طرف اسلام اور کفر کا اور اس نے بھی کفر کا ساتھ دیا ہے دوسرے اسلام سے واقفیت بھی نہیں ہے۔ لڑکا حاضر ہوا۔ پہلا کلمہ بھی نہیں سنایا۔ اس پر باقی مسلمانوں نے کہا کہ اب اس پر جرمانہ لگایا جائے۔ بندہ نے کہا جرمانہ تو لگائیں گے لیکن اس کا نکاح بھی دوبارہ پڑھنا ہے۔ اس پر بندہ نے ۵۰/روپے محمد رفیق پر لگائے اور صوفی سید محمد کو کہا کہ اگر آپ کو میرے نکاح پڑھنے سے شرم آتی ہے تو خود جا کر پڑھائیں اور آپ کی جو ذمہ داری ہے کہ لڑکے کو چھ کلمے اور صفت ایمان اور دعائے قنوت اور نماز کا سبق پڑھائیں۔ اسے الحمد کی قسم بھی دی تھی۔ سننے میں آیا کہ وہ لوگ مولود والوں کے پاس سے فتویٰ لائے ہیں کہ نکاح نہیں ٹوٹا ہے۔ اس لئے انھوں نے نکاح دوبارہ

نہیں پڑھوایا ہے۔ جب توبہ وجرمانہ وغیرہ ادا ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کے بارے میں قرآن پاک وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں اور صوفی محمد اور محمد رشید جو کہ غلط بحث کرتے ہیں ان کے بارے میں بھی واضح فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بے علمی اور جہالت کی باتیں پڑھ کر بہت افسوس ہوا کہ مسلمان کلمہ اور صفت ایمان سے بھی واقف نہیں۔ پھر اور مسائل کا کیا ذکر۔ صورت مسئولہ میں اگر نکاح کا ایجاب وقبول دو گواہوں کی موجودگی میں کرادیا گیا تو وہ نکاح شرعاً صحیح ہو گیا[1] اگر چہ ایجاب وقبول کرنے والا خود کلمے اور نماز وغیرہ سے ناواقف ہو اور نکاح پڑھانے والے یا انکار کرنے والے تقریر کرنے والے کسی کا نکاح نہیں ٹوٹا۔ سب کا نکاح اپنی جگہ برقرار ہے۔ مالی تعزیر شرعاً درست نہیں۔ جس جس پر تعزیر کی گئی وہ غلط کی گئی۔ (کذا فی البحر الرائق[2]) باجہ وغیرہ بھی ممنوع ہے۔[3] نکاح کو سنت طریقہ پر انجام دیا جائے جو کہ ایجاب وقبول سے دو گواہوں کے سامنے منعقد

---

[1] وينعقد بإيجاب وقبول وشرط حضور شاهدين ملخصاً الدر المختار مع الشامي كراچي ص ۲۲/ ج۳/ مطبوعه زكرياص ۶۹، ۸۷/ ج۴/ كتاب النكاح، هداية ص ۳۰۵، ۳۰۶/ ج۲/ كتاب النكاح، مطبوعه ياسر نديم، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۱، ۸۷/ ج۳/ كتاب النكاح.

[2] والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال البحر ص ۴۱/ ج۵/ كتاب الحدود، فصل في التعزير، مطبوعه ماجديه كوئٹه پاكستان، شامي كراچي ص ۶۲/ ج۴/ كتاب الحدود، مطلب في التعزير بأخذ المال، مجمع الانهر ص ۳۷۱/ ج۲/ كتاب الحدود، فصل في التعزير، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[3] ويكره استماع صوت اللهو والضرب به والواجب على الانسان ان يجتهد ما امكن حتى لا يسمع الخ، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۰۷/ ج۸/ كتاب الكراهية، فصل في البيع، مجمع الانهر ص ۲۲۲/ ج۴/ كتاب الكراهية، فصل في المتفرقات، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، شامي كراچي ص ۳۴۹/ ج۶/ كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع.

ہوجاتا ہے۔ خطبہ پڑھنا مستحب ہے[1] اور نکاح بغیر خطبہ کے بھی درست ہوجاتا ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ویندب أعلانه وتقديم خطبة وكونه فى مسجد الدرالمختار كراچى ص۸/ج۳/ كتاب النكاح، بحر ۱۸/ج۳/ كتاب النكاح، مطبوعه الماجديه كوئٹه، النهرالفائق ص ۱۷٦/ كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[2] والنكاح جائزبغير خطبه، الفقه الحنفى وأدلتة ص ۱۴۱/ج۲/فقه المعاملات، القسم الاول، خطبة النكاح، مطبوعه دارالفيحاء بيروت.

فصل سوم: نکاح میں گواہ

اللہ کی گواہی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

سوال:-عنایت اللہ نے ایک غیر مسلم شادی شدہ عورت سے ناجائز تعلق پیدا کرلیا اوراس کو اپنے گھر لے آئے۔لوگوں کے دریافت کرنے پر کہا کہ میں نے اس کو مسلمان کرلیا ہے اورنکاح کرلیا ہے لال محمد نے نکاح پڑھایا جو مر چکے۔گواہ اللہ میاں تھے۔ایسی صورت میں یہ نکاح ہوایانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگرعورت مسلمان ہونے کا اقرار کرتی ہے تو وہ مسلمہ ہے لیکن وہ عنایت اللہ کی بیوی نہیں۔عنایت اللہ کا نکاح اس سے منعقد نہیں ہوا۔ولاینعقد نکاح المسلمین الاَّ بحضور شاھدین حرین عاقلین بالغین مسلمین رجلین او رجل وامرأتین. (ھدایہ[1] ص ۳۸٦/ ج ۲/) نکاح کے لئے دومردوں یاایک مرداوردوعورت کاموجود ہوناضروری ہے۔صرف اللہ میاں کی گواہی صحت نکاح کے لئے کافی نہیں[2]۔اللہ میاں تو ہر چیزکودیکھتے ہیں حلال ہو یاحرام۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۲/ ۸۹ھ

---

[1] ھدایة ص ۳۰٦/ج۲/ کتاب النکاح مکتبه دارالکتاب،الدرالمختارعلی الشامی کراچی ص ۲۱،۲۲/ج۳/کتاب النکاح، النھرالفائق ص ۱۸۱/ج۲/کتاب النکاح مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[2] فلوتزوج امرأة بشهادة الله تعالیٰ ورسوله لایجوزالنکاح،مجمع الانھرص ۴۷۲/ج ۱/ کتاب النکاح،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت،بحرکوئٹه ص ۸۸/ج۳/کتا النکاح،خانیه علی الھندیه ص ۳۳۴/ج ۱/فصل فی شرائط النکاح،مطبوعه کوئٹه،ھندیه ص ۲٦۸/ج ۱/کتاب النکاح،الباب الاول، مطبوعه کوئٹه.

نکاح میں خدا اور رسول اور فرشتوں کو گواہ بنانا

سوال:- فتاویٰ عالمگیری جلد ۲/ص ۸۴۳/ کہ اگر کسی نے نکاح میں خدا اور رسول کو گواہ بنایا اور اس طرح کہا کہ میں نے خدا اور رسول اور فرشتوں کو گواہ بنایا۔ تو کافر ہو جائے گا اور اگر اس نے کہا کہ دائیں اور بائیں ہاتھ کے فرشتوں کو گواہ بنایا تو کافر نہیں ہوگا۔ دونوں میں کیا فرق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فتاویٰ عالمگیری کی عبارت مسئولہ یہ ہے۔ **رجل تزوج امرأة ولم يحضر الشهود** وقال خداورسول را گواہ کردم وفرشتہ دست وچپ را گواہ کردم **لايكفر كذا فى الفصول العمادية عالمگیری مصری ۲۶۶/ ج ۲/ كتابُ السير البابُ التاسع فى احكام المرتد**[1]۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ ہر جگہ، ہر وقت حاضر وناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے، کسی اور فرشتہ یا پیغمبر کے لئے بھی یہ ثابت کرنا درست نہیں بلکہ شرک ہے۔ جس نے کسی عورت سے نکاح کیا اور وہاں کوئی گواہ سامنے نہیں تھا بلکہ خدا اور رسول کو گواہ بنایا تو اس نے رسول کو خدا کی طرح حاضر ناظر مانا یا تمام فرشتوں کو گواہ بنایا تو ان کو خدا کی طرح حاضر ناظر مانا لہٰذا یہ مشرک ہوگیا۔ اگر داہنے یا بائیں ہاتھ کے کاتب اعمال فرشتوں کو گواہ بنایا تو اس سے مشرک نہیں ہوا۔ اس لئے کہ وہ ہر وقت اور ہر جگہ اس کے ساتھ موجود رہتے ہیں۔ خدائے پاک کی طرف سے مسلط ہیں۔ دوسرے کسی فرشتہ کی یہ شان نہیں۔ تو نکاح دونوں صورتوں میں نہیں ہوا[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۶/ ۹۲ھ

---

[1] عالمگیری ص ۲۶۶/ ج ۲/ كتاب السير، الباب التاسع فى احكام المرتدين، منها مايتعلق بالانبياء عليهم السلام الخ مطبوعه كوئٹه.

[2] وفى الخانية والخلاصة تو تزوج بشهادة الله تعالىٰ ور سوله (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

خدا ورسول کو گواہ بنا کر نکاح

سوال:- زید ایک بیوہ عورت کو لے کر وطن سے دوسری جگہ دور چلا گیا اور وہاں پہنچ کر بیوہ عورت نے زید سے راضی خوشی میں کہا کہ میں بعوض ۳۰۰/روپیہ مہر پر آپ کے نکاح میں آنا منظور کرتی ہوں۔ زید نے خدا اور رسول کو گواہ قرار دے کر بعوض ۳۰۰/روپیہ مہر پر بیوہ عورت کو قبول کیا۔ (منظور کرلیا) نکاح کے وقت زید اور بیوہ عورت ان دونوں فرد کے سوا اور دوسرا کوئی فرد نہیں تھا اور دونوں ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد اس سے بچہ پیدا ہوا۔ بچے کو حلالی قرار دیا جائے گا یا حرامی؟ زید کا نکاح ہوا یا نہیں؟ قرآن وحدیث کے حوالہ سے جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح نکاح کرنے سے نکاح نہیں ہوتا۔ انعقاد نکاح کے لئے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کا مجلس عقد میں بطور گواہ ایجاب وقبول سننا ضروری ہے[1]۔ تنہائی میں نکاح نہیں ہوتا۔ خدا اور رسول کو گواہ بنا کر نکاح کرنے سے ایک قول پر ایمان سلامت نہیں رہتا۔ کتب فقہ فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ میں لکھا ہے کہ اس طرح نکاح کرنے سے آدمی ایمان سے خارج ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اس نے خدائے پاک کی طرح حضرت نبی اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ کو بھی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) لاینعقد ویکره لاعتقاده ان النبی ﷺ یعلم الغیب، البحر الرائق کوئٹه ص ۸۸/ ج۳/ کتاب النکاح، خانیه علی الهندیه ص ۳۳۴/ ج ۱/ فصل فی شرائط النکاح، مطبوعه کوئٹه مجمع الانهر ص ۴۷۲/ ج ۱/ کتاب النکاح، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

[1] وشرط حضور شاهدین حرین او حر وحرتین مکلفین سامعین قولهما معاً فاهمین الخ. الدر المختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص۸۷/ ج۴/ کتاب النکاح مطلب هل ینعقد النکاح بالالفاظ المصحفة الخ، هدایه ص ۳۰۶/ ج ۲/ کتاب النکاح، مکتبه دار الکتاب، النهر الفائق ص ۱۸۱/ ج ۲/ کتاب النکاح، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

حاضر ناظر اور عالم الغیب اعتقاد کیا۔

ایسے نکاح سے جو اولاد پیدا ہو، اس کے ثابت النسب اور غیر ثابت النسب ہونے کو کیا دریافت کرتے ہیں۔ اس مرد اور عورت کو سچی توبہ کرا کے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا جائے۔

رَجُلٌ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً بِشَهَادَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ كَانَ بَاطِلاً لَقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَانِكَاحَ اِلَّا بِشُهُوْدٍ وَكُلُّ نِكَاحٍ يَكُوْنُ بِشَهَادَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَبَعْضُهُمْ جَعَلُوْا ذٰلِكَ كُفْراً لانَّهٗ يعتقدانَّ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّم يعلم الغيبَ وهو كُفرٌ[1] ما كان فى كونهٖ كفراً اختلاف فان قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريقِ الاحتياط[2].

اس کے بعد گواہوں کے سامنے با قاعدہ نکاح کرایا جائے اور جو اولاد پہلے نکاح سے پیدا ہو چکی ہے اس کو اولادِ زنا کہنے سے بھی احتیاط کی جائے یہی صورت احوط ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح کے لئے گواہ کم از کم کتنے ہوں؟

سوال:- (۱) اگر کوئی مقام کفرستان ہو اور مسلمان دور دراز فاصلہ پر ہوں محض ایک ہی مسلمانوں کا گھر ہو نیز لڑکی جوان العمر عاقلہ بالغہ ہو اور لڑکا بھی جوان ہو وہ ہر دو روبرو ایک مرد اور ایک عورت کے اپنا نکاح کر لیں۔ مجبوری و مسلمان نہ ہونے و اندیشہ نیز حرام سے بچنے کی غرض سے کیا نکاح جائز ہے؟

---

[1] قاضیخان علی الهندية ص ۳۳۴ / ج ۱ / فصل فی شرائط النكاح مطبوعه كوئٹه، بحر كوئٹه ص ۸۸ / ج ۳ / كتاب النكاح، شامی زكريا ص ۹۹ / ج ۴ / قبيل فصل فی المحرمات المحيط ص ۳۷ / ج ۴ / الفصل السابع، الشهادة فی النكاح، مطبوعه ڈابهيل.

[2] عالمگیری كوئٹه ص ۲۸۳ / ج ۲ / الباب التاسع فی احكام المرتدين قبيل الباب العاشر فی البغاة.

(۲) ہر دو گواہاں مرد وعورت کے ہمراہ ایک لڑکی مسلمان چودہ سالہ جس کو کئی مرتبہ حیض آ چکا ہے وہ بھی بوقت نکاح موجود ہوتی ہے کیا لڑکی کی شہادت از روئے شرع معتبر ہے حضرت مولانا حافظ محدث اشرف علی تھانویؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر دو استفتاء موافق چھ سوالات از روئے شرع محمدی نکاح ہو گیا ہے۔ یہ نہیں ٹوٹ سکتا، مگر بکر کہتا ہے مدرسہ سہارنپور کا فتویٰ بمعہ آیات قرآن واحادیث مستفسرہ معہ مہر مدرسہ ہونا چاہئے؟

(۳) اگر بکر دوسری جگہ دختر کو دیدے تو جو افعال حرام ہوگا اس کا عذاب کس کی گردن پر ہوگا کیا دوسری جگہ دینا جائز ہے۔؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۲،۱) حنفیہ کے نزدیک ایجاب وقبول کم از کم دو عاقل مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہونا ضروری ہے ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے ایجاب وقبول نکاح باقاعدہ سنا ہے تو ان کی شہادت معتبر ہے اور چودہ سالہ لڑکی کی جب کہ وہ بالغہ ہے شہادت معتبر ہے[1]۔

(۳) تاوقتیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ نکاح شریعت کے موافق منعقد ہوا یا نہیں اس پر حکم نہیں لگایا جاسکتا اگر نکاح کے منعقد ہونے کی صرف یہی صورت ہے جو کہ پہلے سوال کے (۲،۱) میں مذکور ہے تو شرعاً نکاح نہیں ہوا بکر کو جائز ہے کہ اپنی دختر کا نکاح اس کی رضامندی سے دوسری جگہ کردے ہاں اگر دختر دوسری جگہ رضامند نہ ہو تو زید ہی سے دوبارہ باقاعدہ نکاح کردے دختر بالغہ کی مرضی کے خلاف بکر کو کسی جگہ اس کا نکاح کرنا جائز نہیں[2] اور پہلے سوال (۲،۱) میں جو

---

[1] وشرط حضور شاهدين حرين أو حر وحرتين الدر المختار كراچی ص ۲۱ / ج۳/ (كتاب النكاح) هدايه ص ۳۰۶ / ج ۲ / كتاب النكاح، مكتبه دار الكتاب ديوبند، تاتار خانيه ص ۲۰۸ / ج ۲ / الوصل السادس فی الشهادة النكاح مطبوعه كراچی.

[2] ولا تجبر البكر البالغة على النكاح الخ درمختار على الشامی زكريا ص ۱۵۹ / ج۴/ باب الولی ، هداية ص ۳۱۴ / ج ۲ / باب فی الاولياء الخ مطبوعه دار الكتاب ديوبند، بحر ص ۱۱۰ / ج۳/ باب الاولياء الخ مطبوعه كوئٹه.

الفاظ ہیں وہ کافی نہیں۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کا فتویٰ ہمارے سامنے نہیں معلوم نہیں وہاں کیا سوال لکھا گیا ہے اور انہوں نے کیا جواب مرحمت فرمایا ہے اس لئے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا جا سکتا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵٦/۵/۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۳/ جمادی الاول ۱۳۵٦ھ

باپ بھائی کی شہادت سے نکاح

سوال:- اگر کسی عقد میں لڑکی کا والد اور بالغ بھائی گواہ کی حیثیت سے ہوں اور قاضی صاحب نے بھائی کے ایک دوست کی موجودگی میں نکاح پڑھایا ہو اور قاضی صاحب نے مذکورہ اشخاص کی موجودگی میں پردہ کی آڑ سے لڑکی سے ایجاب وقبول کرایا ہو تو کیا شرعاً عقد درست ہو جائیگا جبکہ عقد کے وقت صرف ایک بھائی، لڑکی کا باپ اور قاضی اور بھائی کا ایک دوست موجود تھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہو جائے گا[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] والأصل أن كل من صلح أن يكون وليافيه بولاية نفسه صلح أن يكون شاهدا فيه الىٰ قوله فإن الأب يصلح شاهداً شامی کراچی ص ۲۴/ ج۳/ كتاب النكاح ،تاتارخانيه ص ۲۰۸/ ج ۲/ كتاب النكاح الشهادة فى النكاح،مطبوعه كراچى،عالمگيرى ص۲٦۷/ ج ۱/ كتاب النكاح، باب الاول، مطبوعه كوئٹه.

باپ اور بھائی کی گواہی نکاح میں

سوال: -ایک مرداور ایک اجنبیہ عورت میں تعلق قائم ہوا۔ جب ایک مرتبہ لڑکی کا خط پکڑا گیا تو تعلق ظاہر ہوا۔ اب لڑکی کہتی ہے کہ میری شادی ۱۵؍رمضان رات میں بارہ بجے ہوچکی ہے۔ میرے باپ اور بھائی گواہ ہیں، تو اس کا نکاح ثابت ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر والد اور بھائی کے سامنے نکاح کا ایجاب وقبول ہوا تو یہ بھی صحت نکاح کیلئے کافی ہے[1]۔ دوسرے لوگ اب تجسس نہ کریں، دونوں کی گواہی پر اکتفاء کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی نکاح میں

سوال: -ایک بالغہ عورت نے شوہر کے ماں باپ اور بہن کو شاہد بنا کر اپنے دیور سے شادی کر لی ہے، تو شرعاً یہ شہادت معتبر ہے یا نہیں؟ جب کہ عورت کے کسی رشتہ دار کو نکاح ثانی کا بالکل علم نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بہن بالغہ ہے تو شرعاً یہ نکاح منعقد ہوگیا۔ کیونکہ بالغہ کو اپنا نکاح اپنے کفو میں

---

[1] وشرط حضور شاهدين الدر المختار وفي الشامية: وشرط في الشهود الحرية، والعقل والبلوغ، والإسلام، شامی کراچی ص ۲۳/ ج ۳/ کتاب النكاح، زيلعی ص ۹۸/ ج ۲/ کتاب النكاح، مطبوعه امداديه ملتان، هدايه ص ۳۰۶/ ج ۲/ کتاب النكاح مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

کرنے کا اختیار حاصل ہے[۱] اور دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کا گواہ ہونا ضروری ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دیوبند ۳/۱۱/ ۸۸ھ

صرف عورتوں کی گواہی سے نکاح

سوال: – زید محلّہ کی مسجد میں بلا اجرت امامت کے فرائض انجام دیتا ہے، محلّہ کی نکاح خوانی بھی اسی کے سپرد ہے۔ معتبر ذریعہ سے پتہ چلا ہے کہ عرصہ ہوا زید نے اپنا خود نکاح ایک بیوہ عورت سے چار عورتوں کی گواہی سے پڑھ لیا۔ پہلی بیوی دوسرے مقام پر رہتی ہے دوسری بیوی ساتھ رہتی ہے ایسے شخص کا امامت کرنا اور اس سے نکاح پڑھوانا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محض عورتوں کی گواہی سے (اگر چہ وہ چار ہوں) نکاح صحیح نہیں ہوتا[۳] جس نے ایسا کیا غلط کیا۔ اس کو لازم ہے کہ اپنی اس غلطی پر توبہ واستغفار کرے اور کم از کم دو مردوں یا ایک

---

۱. فنفذ نكاح حرة مكلفة بلارضا ولى الخ درمختار على الشامى زكرياص ۱۵۵/ ج ۴/ باب الولى، هداية ص ۳۱۳/ ج ۲/ باب فى الاولياء الخ مطبوعه ياسر نديم ديوبند، بحر كوئٹه ص ۱۰۹/ ج ۳/ باب الاولياء والاكفاء .

۲. وشرط حضور شاهدين حرين أو حر وحرتين مكلفين الخ، الدر المختار كراچى ص ۲۱/ ج ۳/ كتاب النكاح، هدايه ص ۳۰۶/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، بحر كوئٹه ص ۸۷/ ج ۳/ كتاب النكاح.

۳. ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا أوغيره كنكاح، رجلان أو رجل وإمرأتان ولايفرق بينهما، ولاتقبل شهادة أربع بلارجل لئلايكثر خروجهن الدر المختار كراچى ص ۴۶۵/ ج ۵/ كتاب الشهادة، زيلعى ص ۲۰۹/ ج ۴/ كتاب الشهادة، مطبوعه امداديه ملتان، البحر الرائق ص ۶۲/ ج ۷/ كتاب الشهادات، مطبوعه كوئٹه.

مرد اور دو عورتوں کے سامنے دوبارہ ایجاب وقبول کرے[۱]۔ یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں بیویوں کے حقوق برابر ادا کرے۔ یہ طریقہ کہ ایک کو الگ ڈال کر اس کے حقوق سے دست کش ہو کر دوسری بیوی کے ساتھ زندگی بسر کی جائے ناانصافی اور ظلم ہے۔ اگر یہ شخص اپنی اصلاح نہ کرے تو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہوگا۔ پھر اچھا یہ ہے کہ اس سے نکاح بھی نہ پڑھوایا جائے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/ ۹۰ھ

تعیین گواہاں کے بغیر مجمع میں نکاح

سوال:- یہاں پر ایک بارات مسجد میں آئی۔ نمازِ مغرب کے بعد نکاح ہونا تھا۔ نکاح خواں نے کہا کہ گواہ لاؤ۔ لڑکی کے باپ نے کہا کہ خدا کے گھر میں بیٹھے ہیں گواہ کی کیا ضرورت ہے، تم نکاح پڑھاؤ۔ اس وقت لڑکی کی اجازت بھی کوئی ظاہر نہیں کی گئی تو یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب مجمع کے سامنے ایجاب وقبول کرایا گیا ہے تو وہ سب گواہ ہیں۔ مستقلاً مقرر کر کے گواہ بنانا ضروری نہیں[۳]۔ اگر لڑکی کے والد نے پہلے ہی کہہ دیا ہو کہ فلاں لڑکے سے اتنے مہر پر

---

[۱] شرط حضور شاهدين حرين او حر وحرتين مكلفين الخ الدرالمختار كراچى ص ۲۱/ ج۳/ كتاب النكاح ،هدايه ص ۳۰۶/ ج ۲/كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتاب ديوبند،البحرالرائق ص۸۷/ ج۳/كتاب النكاح مطبوعه كوئٹه.

[۲] ويكره امامة عبد واعرابى وفاسق ولعل المرادبه من يرتكب الكبائرالخ درمختارمع الشامى كراچى ص ۵۵۹/ ج ۱/باب الامامة.

[۳] كما يستفاد ولو بعث مريد النكاح اقواماً للخطبة فزوجها الاب اوالولى بحضرتهم صح فيجعل المتكلم فقط خاطباً والباقى شهوداً به يفتى،الدرالمختارعلى الشامى زكريا ص۹۷،۹۸/ ج۴/كتاب النكاح قبيل فصل فى المحرمات،فتح القدير ص ۲۰۵/ ج۳/ كتاب النكاح،مطبوعه دارالفكربيروت.

تمہارا نکاح کررہا ہوں اور لڑکی نے انکار نہ کیا ہو تو بھی اجازت ہے۔ اگر پہلے نہ کہا ہو اور نکاح کے بعد جا کر خبر کردے اور لڑکی خبر سن کر اس کو منظور نہ کرے بلکہ خاموش رہے تب بھی وہ نکاح پختہ اور لازم ہوجاتا ہے[۱] ہاں خبر سن کر فوراً اس نے انکار کردیا کہ مجھے منظور نہیں تو وہ جب ہی ختم ہوجاتا ہے اور دوسری جگہ نکاح کرنے کا حق ہوتا ہے[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دیوبند ۲۰/۴/ ۹۰ھ

نکاح کے لئے گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ہونا ضروری ہے

سوال:- (۱) زید بکر کی دختر کی نکاح کی نسبت بکر سے جا کر سوال کرتا ہے کہ اپنی دختر کا نکاح میرے ہمراہ کردو اور بکر سن کر کہتا ہے کہ ہم لوگ سب خوش ہیں تو دوسری مرتبہ آنا یا نہیں خود آدمی بھیج کر بلوالوں گا مشورہ بھی کرلوں گا زید واپس چلا آتا ہے عرصہ بیس یوم کے بعد بکر ایک مرد مسلمان کو بھیج کر زید کو بغرض عقد دختر طلب کرتا ہے اور زید ہمراہ بکر چلا آتا ہے بکر زید سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ وقرآن شریف کو ضامن دے کر وحاضر وناظر جان کر سامنے گواہوں کے کہتا ہوں کہ میں نے لڑکی تجھ کو دیدی ہے بعد ازاں زید دختر بکر کی

---

[۱] فإن استاذنها هو أي الولي فسكتت عن رده فهو إذن الدر المختار على الرد المحتار ص ۵۹/ ج۳/ باب الولي، هداية مع فتح القدير ص ۲۶۴/ ج۳/باب الاولياء الخ مطبوعه دار الفكر بيروت، النهر الفائق ص ۲۰۳/ ج۲/باب الاولياء دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] وفي العتابية بالغة زوجها ابوها فبلغها الخبر فقالت لا اريد الزوج او قالت لا اريد فلاناً تعني الذي اخبرت انها زوجت منه فالمختار انه يكون رداً في الوجهين، تاتارخانيه ص۴۷/ ج۳/ كتاب النكاح، الفصل الثالث عشر في نكاح الابكار، مطبوعه كراچي، عالمگيري ص ۲۸۸/ ج ۱/الباب الرابع في الاولياء مطبوعه كوئٹه، فتح القدير ص ۲۶۷/ ج۳/باب الاولياء والاكفاء مطبوعه دار الفكر بيروت.

رضامندی دریافت کرتا ہے کہ تو بھی رضامند ہے یا نہیں دختر بکر عاقلہ وبالغہ سترہ سالہ طلاق شدہ جواب دیتی ہے کہ مجھ کو قبول ہے اور زید سے اپنی کفالت وخرچ وغیرہ کا حلفیہ اقرار روبرو گواہان کے لے لیتی ہے کیا یہ عقد اس طرح بروئے شرع محمدی جائز ہے؟

(۲) چند یوم کے بعد منکر ہو جاتا ہے کہ میں اپنے پیر سے دریافت کرلوں بعد ازاں یہ شرط قائم کردی خود رسول اللہ ﷺ قرآن شریف کا کوئی پاس نہ رہا بلکہ پیر کی ذات پر انحصار رہا جب کہ ایجاب وقبول ہو گیا تھا تو اب اجازت کی کیا ضرورت رہی دوسرے دختر بکر عاقلہ بالغہ ہے بااختیار ہے۔ شرعاً اس پر بدعہدی کا کیا حکم ہے۔؟ سوال (۱) میں تو کوئی فرق نہیں آتا یا آتا ہے جب زید کو ودختر بکر کو بکر کے منکر ہونے کا حال معلوم ہوا تو زید نے دختر بکر کے پاس جاکر دریافت کیا ہے۔ تیری کیا رائے ہے اور تو رضامند ہے دختر بکر کہتی ہے کہ میں بہت خوش ہوں اور پہلے بھی میں نے تو خوش ہوتے ہوئے قبول کیا تھا اور اب بھی تجھ سے خوش ہوں اور قبول کرتی ہوں بلکہ آپس میں حلفیہ ایجاب وقبول کر کے زید کہتا ہے کہ بہت بہتر ہے دختر بکر زید کے ہاتھ پر قرآن شریف رکھ کر روبرو گواہان کہتی ہے کہ تجھ کو میری ہر بات کا کفیل ہونا پڑیگا تجھ کو قبول ہے زید تین مرتبہ قبول کرتا ہے بعد ازاں دختر بکر جب کہ عاقلہ بالغہ سترہ سالہ طلاق شدہ ہے روبرو گواہان اپنے ہاتھ پر کلام الٰہی رکھ کر اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اور گواہان کا نام لے کر کہتی ہے کہ مجھ کو قبول اور منظور ہے کیونکہ میں بااختیار ہوں قسم ہے خدا اور رسول وقرآن شریف کی اور حاضر وناظر جان کر کہتی ہوں اور اپنے باپ کو کہہ دونگی کہ ہم نے اپنا ایجاب وقبول کرلیا ہے یہ ہی شرائط نکاح کے اندر ہوتی ہیں وہ پوری ہو گئیں اور میں اپنا نکاح سوائے زید کے دوسری جگہ نہیں کرنا چاہتی تھی اگر باپ جبراً زید کو نہیں دے گا تو نکاح ہو چکا ہے مکان ہی پر تمام عمر گذار دینی ہے حرام نہیں کھانا ہے کیونکہ دوسری جگہ نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔

(۳) کیا شرعاً نکاح ہو گیا یا نہیں؟

(۴) اگر زید نکاح تصور کرتے ہوئے دختر بکر سے ہمبستری کرے یا کرلی ہو تو شرعاً

جائز ہے یا نہیں؟

(۵) کیا سترہ سالہ عاقلہ بالغہ طلاق شدہ لڑکی بااختیار ہوتی ہے شرع محمدی میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) عبارت مذکورہ میں لڑکی کے باپ بکر کا قول کہ میں نے لڑکی تجھے دیدی ہے تو مذکور ہے لیکن اس کے جواب میں زید کا کوئی قول نہیں مذکور ہے نہ معلوم زید نے اس کے جواب میں قبول کیا ہے یا نہیں اگر زید نے قبول نہیں کیا تو شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوا اگر قبول کیا ہے تو اس کے الفاظ لکھ کر دریافت کیجئے کیونکہ نکاح صرف ایک کے قول سے منعقد نہیں ہوتا بلکہ ایک ہی مجلس میں ایک کا ایجاب اور دوسرے کا قبول گواہوں کے سامنے ضروری ہوتا ہے[۱] خدا کے سواء کسی کو حاضر ناظر جاننا بہت بڑا گناہ اور شرک ہے[۲]

(۲) کا جواب متفرع ہے۔(۱) تنقیح پر البتہ بلاوجہ وعدہ خلافی کرنا گناہ ہے لیکن محض وعدہ نکاح سے نکاح نہیں ہوتا۔

(۳) اگر دونوں نے گواہوں کے سامنے یہی الفاظ کہے ہیں جو سوال میں تحریر ہیں تو اس سے نکاح نہیں ہوا کیونکہ زید نے نکاح کو قبول نہیں کیا نہ لفظ نکاح کا ذکر آیا بلکہ ہر بات کا کفیل ہونے کو قبول کیا ہے جس کا دختر بکر کے کلام میں ذکر ہے اور اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اگر کچھ اور الفاظ کہے ہیں تو وہ لکھ کر دریافت کیا جائے۔

(۴) کا جواب متفرع ہے۔(۱) و (۳) کی تنقیح پر۔

---

[۱] وینعقد بایجاب من احدهما وقبول من الآخر الی ان قال وشرط حضور شاهدین الخ در مختار علی الشامی زکریا ص ٦٨، ٨٦/ ج ۴/ کتاب النکاح، هدایة ص ٣٠٥، ٣٠٦/ ج ٢/ کتاب النکاح، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، عالمگیری ص ٢٦٧/ ج ١/ کتاب النکاح، الباب الاول، مطبوعه کوئٹه.

[۲] یعتقد ان الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم یعلم الغیب وهو کفر، خانیه ص ٣٣۴/ ج ١/ فصل فی شرائط النکاح، مطبوعه کوئٹه، شامی زکریا ص ٩٩/ ج ۴/ قبیل فصل فی المحرمات، المحیط ص ٣٧/ ج ۴/ الفصل السابع، الشهادة فی النکاح، مطبوعه ڈابھیل.

(۵) سترہ سال کی لڑکی خودمختار ہوتی ہے شرعاً اس کا نکاح جب کہ وہ اپنی برادری میں مہر مثل پر کرے باپ کی اجازت پر موقوف نہیں رہتا بلکہ خود کرسکتی ہے۔[۱]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/۵/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۳/ جمادی الاول ۵۶ھ

تجدید نکاح کے وقت بھی گواہوں کی ضرورت ہے

سوال:- احتیاطاً اگر نکاح کو دہرانا ہے تو اس وقت بھی کیا شاہد ومہر کی ضرورت ہے یا میاں بیوی دونوں کا ایجاب وقبول کافی ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس وقت بھی شاہدوں کا ہونا ضروری ہے[۲] صرف شوہر و بیوی کا تنہائی میں ایجاب و قبول کافی نہیں مہر بھی متعین کیا جائے گذشتہ مہر کافی نہیں[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/ محرم ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۶/ محرم ۶۸ھ

---

[۱] فنفذ نکاح حرة مکلفة بلارضا ولی الدرالمختار کراچی ص ۵۶/ ج ۳/ (باب الولی) ھدایہ ص ۳۱۳/ ج ۲/ باب الاولیاء الخ مطبوعہ یاسرندیم دیوبند، بحر کوئٹہ ص ۱۰۹/ ج ۳/ باب الاولیاء والاکفاء.

[۲] ولاینعقد نکاح المسلمین إلا بحضور شاھدین حرین الخ، الدرالمختار کراچی ص ۲۳/ ج ۳/ کتاب النکاح، ھدایہ ص ۳۰۶/ ج ۲/ کتاب النکاح، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند، بحر کوئٹہ ص ۸۷/ ج ۳/ کتاب النکاح.

[۳] المھر یتکرر بالعقد مرة وبالوطء أخری ومرة یتکرر بھما، خانیہ علی الھندیة ص ۳۹۲/ ج ۱/ فصل فی تکرار المھر مطبوعہ کوئٹہ.

بھائی و بہنوئی کی گواہی اور گواہوں کے بیان میں اختلاف

سوال:- (۱) زید عمرو کا حقیقی بھائی ہے زید عمرو کے حق میں اس کی نفع کی شہادت دیتا ہے نہ نقصان کی آیا زید کی شہادت عمرو کے حق میں نفع کے واسطے شرعاً قبول ہے یا نہیں؟

(۲) منگنی کی مجلس کے چار گواہ دیندار معزز رئیس اور دو گواہ معمولی تھے چار گواہان کہتے ہیں کہ ایجاب کے بعد قبول نہیں سنا اور دو گواہ معمولی ایک حقیقی بھائی مدعی کا دوسرا بہنوئی مدعی کا یعنی رشتہ دار کہتے ہیں قبول مدعی نے کیا ہے آیا یہ اختلاف شہادت میں ہوا یا نہیں اس اختلاف کی وجہ سے یہ شہادت شرعاً مقبول ہے یا نہیں، نیز بہنوئی کی شہادت بوجہ رشتہ دار ہونے کے شرعاً مقبول ہے یا مردود؟

(۳) جو گواہ مدعیٰ علیہ کی طرف سے مختار ہے وہ ہی گواہ ہمراہ مدعی متفق ہوکر مدعا علیہ کے ساتھ مخاصمت کرتا ہے اور مدعی کے ساتھ مدعیٰ علیہ کے برخلاف اس کے حقوق کو پامال کرنے کیلئے مشورہ کرتا ہے کیا اس کی شہادت شرعاً مقبول ہے یا مردود؟ لہٰذا عنداللہ جواب بعبارات فقہ ارقام فرما کر اجر عظیم حاصل فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اصلی واقعہ کا جواب مدعی ومدعا علیہ وگواہان کے بیان دیکھ کر اور حسب ضرورت تنقیحات کرکے پہلے مفصل لکھا جاچکا ہے اس مرتبہ جو سوالات کئے گئے ہیں صرف ان کا جواب دیا جاتا ہے۔

(۱) بھائی ہونا گواہی قبول ہونے سے مانع نہیں شهادة الاخ لاخيه واولاده جائزة اھ فتاویٰ عالمگیری[1] ص ۴۷۵ / ج ۲ /.

---

[1] الهندية ص ۴۷۰ / ج ۳ / الفصل الثالث فيمن لاتقبل شهادته للتهمة كتاب الشهادة مطبوعه كوئٹه پاكستان، بحر كوئٹه ص ۹۲ / باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل، زيلعي ص ۲۲۳ / ج ۲ / باب من تقبل شهادته الخ مطبوعه امداديه ملتان.

(۲) یہ شہادت میں اختلاف نہیں کیونکہ چار گواہ اپنے سننے کی نفی کرتے ہیں نفس قبول کی نفی نہیں کرتے پس اگر مدعی کا بھائی اور مدعیٰ کا بہنوئی عادل ہیں اور مدعی کی طرف سے قبول کرنے کی شہادت دیتے ہیں تو شرعاً ان کی شہادت قبول ہوگی۔ محض بھائی اور بہنوئی ہونے کی وجہ سے شہادت رد نہیں کی جاسکتی رہی یہ بات کہ ان کی شہادت سے نکاح کو منعقد قرار دیا جائے یا محض منگنی کی پختگی پر محمول کیا جائے تو یہ موقوف ہے مدعی اور مدعیٰ علیہ اور گواہوں کے پورے بیان اور مجلس کی پوری کیفیت سامنے ہونے پر جس کو پہلے لکھا جاچکا ہے۔

(۳) اگر مدعیٰ علیہ نے کسی شخص کو وکیل بنایا تھا اور وکیل یہ کہتا ہے کہ مجھے عقد نکاح کا وکیل بنایا تھا اور میں نے عقد کر دیا ہے اور مدعیٰ علیہ وکیل بنانے کا تو اقرار کرتا ہے لیکن عقد کا انکار کرتا ہے تو اس سے وکالت تو ثابت ہوجائیگی۔ لیکن عقد کے لئے مستقل شہادت درکار ہے اگر لڑکی بالغہ ہے تو عقد کے لئے اس کی اجازت اور رضا بھی ضروری ہے[۱] اور شرعاً وکیل ہونا بھی شہادت کے رد کا سبب نہیں اور بلاوجہ کسی کی مخالفت کرنا اور اس کو اذیت پہونچانا پامال کرنا سخت گناہ ہے اس سے ہر شخص کو اجتناب لازم ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ والذین یوذون المومنین والمؤمنات بغیر مااکتسبوا فقداحتملوا بھتاناًو اثماً مبیناً[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفااللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۱۸/محرم ۵۶ھ

---

[۱] ولاتجبر بکر بالغة علی النکاح ای لاینفذعقدالولی علیھابغیر رضاھاعندنا، بحر کوئٹه ص ۱۱۰/ باب الاولیاء الخ حاشیه الشلبی ص۱۱۸/ ج ۲/باب الاولیاء الخ مطبوعه امدادیه ملتان، عالمگیری ص۲۸۷/ج ۱/الباب الرابع فی الاولیاء،مطبوعه کوئٹه.

[۲] **ترجمہ:** اور جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ انھوں نے کچھ کیا ہو ایذاء پہنچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں۔ بیان القرآن سورۂ احزاب رکوع ۳/آیت ۵۸/ پارہ ۲۲/۔

شہادت فاسق کا حکم

سوال:- (۱) زید کہتا ہے کہ بموجب کتب متداولہ نزد احناف مثلاً قدوری، کنز الدقائق شرح وقایہ، ہدایہ، ردالمحتار، درمختار۔ درالمنتقی، مجمع الانہر، فتاویٰ ہندیہ، فتح القدیر، بحر الرائق، خانیہ وغیرہ بوقت انعقاد نکاح دومرد یا ایک مرد دوعورت گواہ خواہ عادل ہوں یا فاسق کافی ہیں اوراس صورت میں فاسق کی شہادت سے نزد احناف نکاح صحیح ہے اس لئے کہ حدیث شریف جو کہ فتح القدیر وغیرہ کتب میں مذکور ہے وہ مقید بقید عدالت نہیں ہے۔

اور نزد احناف یہ قاعدہ اصول فقہ میں طے شدہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر رہتا ہے بایں روایت المطلق یجری علیٰ اطلاقه ارشاد نبوی ہے۔ لا نکاح إلاّ بشھود. اس حدیث شریف میں لفظ شہود بوجہ قاعدہ مسلمہ فاسق وعادل ہر دوقسم شاہد کو شامل ہے۔ البتہ بوقت نزاع نزد قاضی بدیں طور کہ مثلاً زوج مدعی نکاح ہے اور عورت منکرۃ ہے یا بالعکس گواہان انعقاد نکاح جو کہ فاسق ہیں صرف ان کی شہادت سے نزد قاضی یہ نکاح شرعاً ثابت نہیں ہوسکتا ہے اس لئے کہ صریح فرمان واجب الاذعان بابت گواہ مقبول الشہادت یہ ہے۔ واشھدوا ذوی عدل منکم. صحیح ذواعدل منکم صحیح . ممن ترضون من الشھدآء اوراس صورت میں فیصلہ شرعیہ بموجب حدیث شریف "والیمین علیٰ من انکر'' حلف پر ہے اور بصورت مذکورہ بوقت نزاع نزد قاضی گواہان فاسق شرعاً ہیچ ہیں اور عمر یہ کہتا ہے کہ جب کہ گواہان فاسق کی شہادت سے انعقاد نکاح صحیح ہے اور بوقت انعقاد نکاح ان کی شہادت مانی جاتی ہے تو بوقت نزاع بھی ان کی گواہی معتبر کیوں نہیں رکھی جاتی، اس لئے کہ مقصود از گواہان انعقاد نکاح اظہار نکاح بوقت نزاع ہے اور جب یہ مقصود فوت ہوگیا تو گواہان مذکورہ لاطائل ثابت ہوں گے تو گویا نکاح بغیر شہود ہوا جو کہ نزد احناف ناجائز ہے۔ زید اس کے جواب میں علاوہ دلائل نقلیہ مذکورہ یہ کہتا ہے کہ گواہان فاسق لاطائل نہیں بلکہ کارآمد ہیں اس لئے کہ بوجہ گواہان مذکورہ

مؤاخذہ اخروی زنا سے بریت ہے نیز مواخذۂ دنیاوی جوکہ حد ہے وہ ساقط ہے۔ بموجب حدیث شریف ”الحدود تندرأبالشبہات.“

اور اہلیت شہادت اور ادا اور مقبولیت شہادت نزد قاضی میں بڑا فرق ہے جس سے کتب فقہ مملواور مشحون ہیں۔ منفی نزد قاضی مقبولیت شہادت ہے نہ اہلیت پس محل نفی واثبات وسلب وایجاب علیحدہ ہے اور یہ مردودیت شہادت زجراً بوجہ فسق ہے۔ خانگی معاملات غیرنزاعی اور قضائی معاملات نزاعی میں فرق نہیں ہے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ ڈاڑھی منڈوانا یاقبضہ سے کم رکھنا موجب گناہ ہے اور بوجہ ارتکاب فعل مذکور شخص عادل قابل قبول شہادت شرعاً نہیں ہے گوکہ صوم وصلوٰۃ اورامور کا پابند ہو اور دیگر منہیات شرعیہ سے بھی مجتنب ہو۔ بموجب حدیث شریف جوکہ متفق علیہ شیخین ہے۔عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین اوفروااللّٰحی واحفوا الشوارب وفی روایۃ انھکوا الشوارب واعفوا اللحی متفق علیہ. اور یہ قاعدہ اصول فقہ میں ثابت ہے کہ امر وجوب کے لئے ہے خصوصاً جب کہ وہ مقرون بالوعید ہو۔ وبروایت ردمحتار، دربارۂ قطع لحیہ فلم یبحہ احد. اوراس روایت سے باجماع خیرالقرون سلف صالحین تا خلف صالحین عدم اباحت قطع لحیہ ثابت ہے اور بصورت قطع لحیہ خلاف اجماع بھی لازم آتا ہے جوکہ موجب فسق ومخل عدالت شاہد ہے اس لئے کہ اجماع فی نفسہ مستقل حجت شرعیہ قابل عمل ہے اور گواہ عادل کے معنی یہ ہیں کہ گناہ کبیرۃ واصرار صغیرۃ سے محترز ہو اور بصورت مذکورہ عدم احتراز از گناہ مذکورہ ثابت ہے۔

عمر کہتا ہے کہ دور حاضرہ میں ڈاڑھی منڈوانا یاایک قبضہ سے کم رکھنا عام رواج ہے اوراس میں اکثر بلکہ قریب قریب تمام عالم مبتلا ہیں اب اگر یہ فعل مخل قبول شہادت ہے تو گواہ ڈاڑھی دار کا ملنا زمان مشاہد میں قریب ناممکن عادی ہے اوراس قید کی وجہ سے شب وروز حلف کاذب فریق منکر دلیرانہ ادا کرے گا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ دروازہ حق تلفی حقوق العباد بجائے بستہ

ہونے کے واہوجائیگا۔ کیونکہ نہ ڈاڑھی دار گواہ موافق معیار شرعی دستیاب ہوں گے اور نہ حق رسی صحیح طریق پر ہوسکے گی۔ اس لئے یہ فعل مذکور بلحاظ ضرورت شدیدہ دور حاضر میں مخل عدالت گواہ نہیں ہے کیونکہ بموجب روایت فقہیہ بوجہ اختلاف زمانہ حکم بدل جاتا ہے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے۔الحکم یختلف باختلاف الزمان. علاوہ ازیں اگر یہ فعل شرعاً موجب فسق اور مخل قبول شہادت ہے تو نزد امام ابو یوسفؒ فاسق صاحب مروت اور وجیہہ کی شہادت قابل قبول ہے چنانچہ وہ روایت کتب فقہ ہدایہ وغیرہ میں مصرح موجود ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانا یا ایک قبضہ سے کم رکھنے والا لائق قبول شہادت نہ ہو۔

اس کے جواب میں زید کہتا ہے کہ دین کی تکمیل ہوچکی چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے الیوم اکملت لکم دینکم الآیة. نصوص صریحہ اور اجماع اور سنت متوارثہ جمیع انبیاء علیہم السلام سے یہ فعل ناجائز ثابت ہے۔

لہٰذا اب دور حاضرہ میں کسی طرح احکام متقررہ شرعیہ قابل ترمیم اور تنسیخ نہیں ہیں اور نہ ہوں گے اور تردید روایت امام ابو یوسفؒ بمقابلہ نص صریح خود کتب فقہ ہدایہ وغیرہ سے ثابت ہے۔

اور دیگر روایت پیش کردہ احکام متقررہ منصوصہ شرعیہ پر ہرگز ہرگز حاوی نہیں ہے، اس پر الف لام الحکم الخ۔ شاہد عدل ہیں لہٰذا ضرورت دور حاضرہ بمقابلہ احکام متقررہ شرعاً، ہیچ ہے اور رواج دین متقررہ پر ہرگز غالب نہیں ہوسکتا۔"الاسلام یعلو ولا یعلی" صریح فرمان ہے ہر مسلمان پر اتباع دین لازم اور ضروری ہے اور دین کو اپنی ضروریات اور خواہشات کے تابع کرنا محل خطرہ ہے پس بموجب فرمان والاشان "فاسئلوا اھل الذکر الآیة." علماء کرام سے استدعا ہے کہ مباحثہ زید وعمر پر نظر عمیق شرعی فرما کر بالتفصیل بحوالۂ روایات معتبرہ اظہار فرمائیں کہ زید حق پر ہے یا عمر تا کہ نزاع موجودہ طے ہوجائے۔ واللہ اعلم واحکم

المستفتی احمد حسن ابن سید ابوالحسن۔ از ٹونک راجپوتانہ محلّہ قافلہ

الجواب حامداً ومصلیاً

زید وعمر کا مباحثہ پڑھا۔عمر کا کہنا کہ جب شہادت فاسق سے انعقاد صحیح ہے تو بوقت نزاع بھی اس کا اعتبار ہونا چاہئے۔قیاس مع الفارق اور اصول وفروع فقہ وحدیث کے خلاف ہے اور بوقت نزاع اس شہادت کا اعتبار نہ کرنے سے اصل انعقاد میں بھی اعتبار نہ کرکے اس کو معدوم اور لاطائل سمجھ کر انعقاد بلاشہادت (جو کہ ناجائز ہے) ماننا بھی غلط ہے اور عدم تفقہ پر مبنی ہے جیسا کہ امور ذیل سے واضح ہے۔

الامر الاول (۱) شاہد کی دو حالتیں ہیں جو اپنی شرائط اور آثار کے اعتبار سے بالکل متمیز ہیں۔ایک حالت تحمل، دوسری حالت ادا۔ان للشاھد حالتین حالة التحمل وحالة الاداء وان من شرط الاداء الحرية والبلوغ والاسلام فيشترط وجود ذٰلک عند الاداء اھ معين الحکام[۱] ص ۸۰/ اس سے معلوم ہوا کہ حریت، بلوغ، اسلام، سے قبل تحمل شہادت کرکے بعد میں ادا کردینا درست اور شرعاً معتبر ہے جیسا کہ روایت حدیث کے متعلق بھی یہی قاعدہ ہے يصح التحمل قبل وجود الاهلية فيقبل رواية من تحمل قبل الاسلام وروىٰ بعده وكذا رواية من سمع قبل البلوغ وروىٰ بعدهٗ اھ مقدمه ابن صلاح ص ۵۸/[۲]

الامر الثانی (۲) جس عارض کی وجہ سے شہادت رد کردی جاتی ہے اس کے مرتفع ہونے سے اہلیت پیدا ہوکر شہادت قبول کرلی جائے گی مثال کے طور پر چند جزئیات نقل کرتا ہوں۔

اذا شهد الصبى فى حادثة فردت ثم اعادها بعد البلوغ تقبل وكذا العبد اذا شهد فى حادثة فردت ثم اعادها بعد العتق تقبل وكذاا لذمى اذا شهد علىٰ حكم

---

[۱] معين الحكام ص ۷۰/الفصل السابع فى ذكر البينات الفصل الرابع،مطبوعه حلبى مصر.

[۲] مقدمه ابن الصلاح ص ۵۸/النوع الرابع والعشرون معرفة كيفية سماع الحديث وتحمله وصفة ضبطه.

فردت ثم اعادها بعد الاسلام تقبل وكذا الاعمىٰ اذا شهد فردت ثم اعادها بعدما ابصر تقبل اھ معين الحكام ص ۱۸۷[۱]

الامر الثالث (۳) فاسق میں شہادت کی اہلیت ہے کسی عارض کی وجہ سے اس کی شہادت قبول کرنے کو منع کر دیا گیا۔ اگر اس میں نفی اہلیت نہ ہوتی تو اس کی شہادت نہ قبول کرنے کا حکم نہی عاجز کے قبیل سے ہوتا جو کہ شارع سے محال ہے کما تقرر فی کتب الاصول اور جو عارض ''فسق'' مانع عن القبول ہے وہ لازم ذات نہیں بلکہ قابل انفکاک ہے ''بطریق توبہ'' اسی لئے تحت حکم الحاکم داخل نہیں پس اگر تحمل شہادت تو بحالت فسق ہے اور ادا بعد التوبہ ہو تو شرعاً یہ تحمل بھی معتبر اور ادا بھی معتبر۔

الامر الرابع (۴) اگر فاسق بحالت فسق بھی شہادت دے اور قاضی کو تحری سے اس میں صدق راجح معلوم ہو تو اس پر حکم نافذ کرنا درست ہے کیوں کہ بسا اوقات فاسق مختلف کبائر میں مبتلا رہتا ہے لیکن کذب سے اجتناب کرتا ہے اور اسی کی یہاں ضرورت ہے۔ **وكذا ينعقد النكاح بشهادة الفاسقين عندنا وعنده لاينعقد وجه قول الشافعيؒ ان مبنى قبول الشهادات علىٰ الصدق ولايظهر الصدق الا بالعدالةلان خبر من ليس بمعصوم عن الكذب يحتمل الصدق والكذب ولايقع الترجيح الا بالعدالة واحتج فى انعقاد النكاح هكذا فى الاصل والظاهر فى عدم النكاح بقوله عليه الصلوٰة والسلام لانكاح الابولى وشاهدى عدل ولناعمومات قوله تعالىٰ واستشهدوا شهيدين من رجالكم الآية. وقوله عليه الصلوٰة والسلام لانكاح الاَّ بشهود والفاسق شاهد بقوله سبحانه وتعالىٰ ممن ترضون من الشهداء قسم الشهود الى مرضين وغيرمرضين فيدل علىٰ كون غير المرضى وهوالفاسق شاهد اولان حضرة الشهود فى باب النكاح لدفع تهمة الزنا لالـلحاجةالىٰ شهادتهم عندالجحود والانكار لان النكاح يشتهر بعد**

---

[۱] معين الحكام ص ۷۰/الفصل السابع فى ذكرالبينات،الفصل الرابع،مطبوعه حلبى مصر.

وقوعہ فیمکن دفع الجحود والانکار بالشهادةبالتسامع والتهمةتندفع بحضرة الفاسق فينعقد النكاح بحضرتهم واماقوله الركن فى الشهادة هو صدق الشاهد فنعم لكن الصدق لايقف علیٰ العدالة لامحالة فان من الفسقةمن لايبالى بارتكابه هكذا فى الاصل والظاهر انواعاً، انواع من الفسق ويستنكف عن الكذب والكلام فى فاسق تحرى القاضى الصدق فى الشهادة فغلب علیٰ ظنه صدقه ولولم يكن كذلک لايجوز القضاء بشهادته عندنا واما الحديث فقد روى عن بعض نقلة الحديث انه قال لم يثبت عن رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم ومن يثبت فلاحجة له فيه اھ بدائع الصنائع[1] ص ٢٧٠/ج٦/.

یہاں سے معلوم ہوا کہ فاسق کی شہادت بالکلیہ ہرحال میں مردود نہیں بلکہ بعض اوقات میں مقبول بھی ہے۔

الامر الخامس (۵) فاسق کی شہادت مقبول نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ قاضی کے ذمہ اس کی شہادت کا قبول کرنا واجب نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کی شہادت کو (بعد تحری) قبول کرنا صحیح بھی نہیں ہے باب القبول وعدمه اى من يجب قبول شهادته ومن لايجب لامن يصح قبولها اولايصح لصحةالفاسق مثلاً اھ درمختار اى لصحةالقضاء بشهادته اى وقد ذكره مما لايقبل اھ طحطاوی[2] ص ٢٣٩/ج٣/.

الامر السادس (٦) بعض مشائخ نے ایک قاعدہ کلیہ بیان فرمایا ہے کہ جو شخص نکاح میں ولی بن سکتا ہے وہ شاہد بھی بن سکتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک فسق مانع ولایت نہیں پس اس کی شہادت بھی درست ہے ومن ذلک قول الشافعیؒ واحمدؒ انه لا ولاية لفاسق مع قول ابى حنيفةؒ ومالک ان الفسق لايمنع الولاية اھ ميزان شعرانی[3] ص ١١٦/ج٢/.

---

[1] كتاب الشهادة مطبوعه كراچی،بدائع الصنائع ص ٢٧٠/ج٦/.

[2] طحطاوی على الدرالمختار ص ٢٣٩/ج٣/كتاب الشهادة باب القبول وعدمه مطبوعه دار المعرفة بيروت.

[3] ميزان شعرانی ص ١٠٩/ج٢/كتاب النكاح،مطبوعه حلبی مصر.

بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ جو شخص جس عقد کو خود قبول کرسکتا ہے اس کی موجودگی میں وہ عقد درست ہوتا ہے اور فاسق عقد نکاح کو خود قبول کرسکتا ہے لہٰذا اس کی موجودگی میں عقد نکاح درست ہوجائے گا (کافر بسبب نص کے اس حکم میں داخل نہیں) قاضی ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ جس کی شہادت پر بعض فقہاء کے نزدیک حکم کرنا صحیح ہے اس کی موجودگی میں نکاح صحیح ہے اور فاسق کی شہادت پر حکم کرنا بعض صورتوں میں جائز ہے جیسا کہ امر رابع میں گذرا پس اس کی موجودگی میں نکاح صحیح ہے۔

من مشائخنا من اصل فی هٰذا اصلاً: فقال کل من صلح ان یکون ولیاً فی النکاح بولایة نفسه یصلح شاهداً فیه والا فلا وهٰذا الاعتبار صحیح لان الشهادة من باب الولایة لانها تنفیذ القول علیٰ الغیر والولایة هی نفاذ المشیئة ومنهم من قال کل من یملک قبول عقد نفسه ینعقد ذٰلک العقد بحضوره ومن لافلا وهٰذا الاعتبار صحیح ایضاً لان الشهادة من شرائط رکن العقد ورکنه وهوالایجاب والقبول ولاوجود للرکن بدون القبول فکما لاوجود للرکن بدون القبول حقیقة لاوجود له شرعاً بدون الشهادة و عن ابی یوسفؒ انه اصل فیه اصلا وقال کل من جاز الحکم بشهادته فی قول بعض الفقهاء ینعقد النکاح بحضوره ومن لایجوز الحکم بشهادته عند احدلایجوز بحضوره وهٰذا الاعتبار صحیح ایضاً لان الحضور لفائدةالحکم بها عند الاداء فاذا جازالحکم بها فی الجملةکان الحضور مفیداً ھ بدائع مختصراً[1] ص ٢٥٣/ج ٢/.

انعقادنکاح بشہادۃ الاعمیٰ کی دلیل یہی کلیات ہیں۔ بدائع[2] ص ٢٥٥/ج ٢/۔

---

[1] بدائع ص ٢٥٣/ج ٢/فصل وأما صفات الشاهد مطبوعة کراچی.
[2] وکذابصرالشاهدلیس بشرط فینعقدبحضورالاعمٰی الخ بدائع کراچی ص ٢٥٢/ج ٢/ کتاب النکاح،فصل فی شرط الشهود.

الامر السابع (۷) دراصل اشتراط الشہود فی النکاح کی علت اثبات النکاح عند الجحود نہیں کہ مقبول الشہادت کی شہادت ضروری اور غیر مقبول الشہادت کی شہادت لا طائل اور کالعدم ہے بلکہ علت کچھ اور ہے کما سیجیٔ البتہ مقبول الشہادہ ہونا افضل ہے ضروری نہیں تا کہ بوقت جحود ثبوت میں سہولت رہے اور شہادت نکاح حضور عند العقد پر موقوف بھی نہیں۔ کما سیجی فی الامر الثامن لہٰذا انعقاد ایسے گواہ کی گواہی سے بھی ہو جائے گا جس کی شہادت قطعاً مقبول نہیں۔

وکذا کون شاهد النكاح مقبول الشهادة عليه ليس بشرط لانعقاد النكاح بحضوره وينعقد النكاح بحضور من لاتقبل شهادته عليه اصلاً كما اذا تزوج امرأة بشهادة ابنيه منهما وهٰذا عندنا وعند الشافعیؒ لاينقعد وجه قوله ان الشهادة فی باب النكاح للحاجة الیٰ صيانته عن الجحود والانكار والصيانة لاتحصل الا بالقبول فاذا لم يكن مقبول الشهادة لاتحصل الصيانةولنا ان الاشهاد فی النكاح لدفع تهمة الزنا لالصيانة العقد عن الجحود والانكار والتهمة تندفع بالحضور من غيرقبول علیٰ ان معنى الصيانة يحصل بسبب حضورهما وان كان لاتقبل شهادتهما لان النكاح يظهر ويشتهر بحضورهما فاذا ظهروا شتهرتقبل الشهادة فيه بالتسامع فتحصيل الصيانة وكذا اذا تزوج امرأة بشهادة ابنيه لامنها او ابنيها لامنه يجوز لماقلنا ثم عند وقوع الحجروالانكار ينظر ان وقعت شهادتهما لواحد من الابوين لاتقبل وان وقعت عليه تقبل لان شهادة الابن لابويه غير مقبولة وشهادتهما عليه مقبولة اھ بدائع[1] ص ۲۵۵/ ج ۲/.

الامر الثامن (۸) اگر اثبات النکاح عند الجحود کو اشتراط الشہود فی النکاح کی علت ہی کہا جاوے، فائدہ اور منفعت کے درجہ میں نہ مانا جائے، تب بھی گواہان انعقاد کا عادل ہونا لازم نہیں، کیونکہ ثبوت عند القاضی شہود انعقاد کی شہادت پر موقوف نہیں۔ لیکن باب نکاح

[1] بدائع ص ۲۵۵/ ج ۲/فصل ومنها العدد كتاب النكاح،مطبوعه کراچی.

میں بطریق استفاضہ شہادت بالتسامع بھی کافی ہوتی ہے اور اس پر ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ کا اتفاق ہے امام مالکؒ نفس شہادت کو بھی ضروری نہیں مانتے بلکہ اعلان وتشہیر کو ضروری اور کافی سمجھتے ہیں۔ ومن ذٰلک قول ابی حنیفةؒ انه تجوز الشهادة بالاستفاضة فی خمسة اشياء فی النکاح والدخول والنسب و الموت وولاية القضاء مع قول اصحاب الشافعیؒ فی الاصح من مذهبه جواز ذٰلک فی ثمانية اشياء فی النکاح والنسب والموت وولاية القضاء والملک والعتق والوقف والولاء ومع قول احمدؒ انه تجوز فی تسعة اشياء الثمانية المذکورة عندالشافعية والتاسعة الدخول اھ میزان[1] ص ۲۰۵ / ج ۲ / ومن ذٰلک قول ائمة الثلاثةؒ انه لايصح النکاح الابشهادة مع قول مالکؒ انه يصح من غيرشهادة الا انه يعتبر فيه الاشاعة وترک التراضی بالکتمان. میزان ص ۱۱۸ / ج ۲ /[2]

الامر التاسع (۹) قضاء اور دیانت میں فرق کثیر ہے، نکاح، طلاق، عتاق وغیرہ کی بے شمار جزئیات اس کی شاہد اور اس پر متفرع ہیں کما لايخفیٰ علیٰ من طالع کتب الفقة الامن لم يرزق التفقه[3]

الامر العاشر (۱۰) یہ تمام گفتگو اس وقت ہے کہ زید وعمر دونوں مقلد اور حنفی ہوں اور قول امام کو حجت سمجھتے ہوں اور خود منصب اجتہاد کے مدعی نہ ہوں۔ اگر ایسا نہیں تو نزاع بیکار

---

[1] میزان الشعرانی ص ۲۰۰ / ج ۲ / کتاب الشهادات، مطبوعه حلبی مصر.

[2] میزان الشعرانی ص ۱۱۱ / ج ۲ / کتاب النکاح، مطبوعه البابی الحلبی مصر.

[3] کررلفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکيددين وفی الردالمختار، تحت قوله: وان نوی التاکيد دين ای ووقع الکل قضاءً، شامی کراچی ص ۲۹۳ / ج ۳ / باب طلاق غيرالمدخول ولو نوی الطلاق ای بقوله انت طالق عن وثاق لم يدين فی القضاء لانه خلاف الظاهر، الاان يکون مکرهاً ويدين فيما بينه وبين اللّٰه تعالیٰ لانه يحتمله، فتح القدير ص ۲ / ج ۴ / باب ايقاع الطلاق مطبوعه دارالفکر بيروت، عالمگيری ص ۳۵۴ / ج ۱ / کتاب الطلاق، الباب الثانی فی ايقاع الطلاق، الفصل الاول، مطبوعه کوئٹه.

ہے کیونکہ اس صورت میں نہ ان کے لئے کسی عالم، مفتی، مجتہد، غوث، صحابی کا قول وفعل حجت ہے خواہ وہ نص قرآنی یا حدیث صحیح پر ہی کیوں نہ مبنی ہو، بلکہ حدیث کا ترجمہ اور روایت بالمعنی کیوں نہ ہو، نہ کسی کتاب فقہ کی نقل کافی ہے بلکہ جو کچھ ان کی سمجھ میں آئے گا وہ کریں گے خواہ اس کاماٴخذ کچھ بھی ہو اور خواہ کسی طرح سمجھا ہو۔ واللہ یهدی من یشاء إلی صراط مستقیم لہٰذا ان کو اولاً مسئلہ تقلید کا فیصلہ ضروری ہے کیونکہ یہ اسی پر مبنی ہے، تلک عشرة كاملة.

(۲) ڈاڑھی منڈوانا یا ایک قبضہ تک پہونچنے سے پہلے کٹانا بلاشبہ ممنوع اور ناجائز ہے روایات حدیث وفقہ اس پر صراحۃً دال ہیں، ملاعلی قاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔ قص اللحية كان من صنع الاعاجم وهو اليوم شعار كثير من اهل الشرك كالافرنج والهنود ومن لاخلاق له في الدين من الفرقة الموسومه بالقلندرية في زماننا[1] اه.

جس امر کے متعلق شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نص صریح موجود ہے اور اس پر اجماع بھی ثابت ہے آج اس کے خلاف اعتقاد رکھنا یا فتویٰ دینا درحقیقت اس کو منسوخ کرنا اور دعویٰ نبوت کرنا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اختلاف زمان سے بعض احکام بدل جاتے ہیں لیکن احکام منصوصہ کبھی نہیں بدلتے اگر ایسے تبدیل کا حکم عام ہو جائے تو آج پابند صلوٰۃ وجماعت بھی بہت کم دستیاب ہوتے ہیں اسی طرح اگر غور کر کے دیکھا جائے تو شریعت کے بہت امر ونواہی اس نوع کے ملیں گے کہ جن پر عمل کرنے والے خال خال ہیں، اسی طرح کتنی سنتیں رہی ہونگی جو مردہ ہو چکی ہیں۔ مجموعہ[2] رسائل ابن عابدین میں ان حکام کو بسط سے بیان کیا ہے جو اختلاف زمان سے مختلف ہو گئے ہیں رہا عمر کا یہ کہنا کہ حق رسی کا دروازہ بند ہو جائے گا تو یہ عذر

---

[1] المرقاة في شرح المشكوٰة ص ۳۰۲/ ج ۱/ باب السواک، الفصل الاول مطبوعه اصح المطابع ممبئی.

[2] ملاحظہ ہو رسالہ ابن عابدین ص ۱۱۴/ تا الخ۔ العرف في بناء بعض الاحكام على العرف مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور.

کوئی مقبول عذر نہیں کتنے مقدمات ہیں جو مطابق شریعت طے ہوتے ہیں اور کتنے خلاف شریعت کوئی عدالت اور حکومت دنیا میں علیٰ منہاج النبوۃ نہیں ان حالات کے پیش نظر تو عمر کے قول کے موافق اکثر وبیشتر بلکہ باستثناء بعض قلیل (کالعدم) تمام احکام کا بدل جانا کچھ غیر مناسب نہیں لہٰذا دین اسلام کیا ہوا جو کچھ وقت پر مناسب سمجھا وہی ہوا، قطع نظر اس سے کہ شرع کا یہ حکم دائمی ہے یا وقتی ہے پس ڈاڑھی کا حکم تو وہی رہے گا جو کہ منصوص ہے۔ رہا شہادت فاسق کا مسئلہ تو اس کے متعلق پہلے جواب میں معلوم ہو چکا کہ بغیر تحری کے حکم نافذ کرنا ناجائز ہے اور تحری کے بعد اگر صدق کا غلبۂ ظن ہو جائے تو حکم جائز ہے مطلقاً اس کی شہادت کا قبول کرنا ممنوع نہیں۔ عادل کو اس کے مقابلہ میں یقیناً ترجیح ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۱۱/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۷/ ذی الحجہ ۵۷ھ

عورت اجازت نکاح کی منکر، مرد مدعی، کس کے گواہ معتبر ہیں؟

سوال:- مسماۃ حلیمہ جو کہ اس وقت بالغہ ہے اس کے چچا نے بسبب ولایت بحالت صغر اس کی نسبت مسمّٰی زید سے کی مگر بعد زید کو دینے سے انکاری ہوا زید نے اس لڑکی کے چچا پر دعویٰ نکاح کر دیا اور دو شاہد پیش کر دیئے چچا شور مچاتا ہوا پھرا کہ یہ نسبت تھی نکاح نہ تھا کسی نے نہ سنی قاضی نے مسمّٰی زید کے نکاح کا حکم کر دیا اور یہی کہا کہ چونکہ لڑکی نابالغہ ہے اور ولی اس کا چچا وغیرہ کو طلب کر کے بیاہ دینے کو کہا گیا۔ چچا وغیرہ نے شور مچایا کہ لڑکی ابتک نابالغہ ہے ہرگز نہ دینگے لڑکی بھی فریاد کرتی رہی کہ مجھے یہ منظور نہیں لڑکی کے چچا کو زیر حراست رکھا گیا اور لڑکی کا اقرار نکاح پر زبردستی انگوٹھا لیا گیا حالانکہ وہ انکار کرتی تھی۔ جب وہاں سے نجات پائی کچھ عرصہ بعد لڑکی نے بالغ ہوتے ہی فسخ نکاح پر شاہد رکھے اور قاضی کے پاس جا کر فسخ نکاح

کے لئے پیش ہوگئی چنانچہ قاضی نے حکم دیا جاتیرا نکاح فسخ ہوگیا، اب زید نے دعویٰ کیا کہ بوقت بلوغ مسماۃ حلیمہ اقرار کرنے اور اجازت سے منکر ہے دونوں کے پاس شاہد موجود ہیں بینہ مرد ثبوت اجازت کیلئے اور بینہ عورت رد کے لئے پس دریں صورت شرعاً کس کے بینہ اولیٰ ارجح ہوں گے۔ بینواوتوجروا

ھوالملھم للصواب: صورت مذکورہ میں حلیمہ کے شاہد معتبر ہوں گے نہ زید کے۔ خلاصۃ الفتاویٰ میں خصاف اور جامع کبیر سے منقول ہے فی ادب القاضی للخصاف لو اقام الزوج اوالاب البینة علی الاجازۃ والمرأۃ علی الرد فبینتها اولیٰ وبیوع الجامع الکبیر فی باب المرابحۃ القول قولها والبینته بینتها اھ (خلاصۃ ص ۴۴ / ج ۲ /) اس نقل سے قطع نظر کرکے تمام سرگذشت پر نظر ڈالی جائے تو منصف کے لئے ماننا پڑیگا کہ سربسر قصہ سے مسماۃ حلیمہ کا انکار ٹھیک رہا ہے مفتی کے لئے ایسے موقع پر کمال حزم وتدبر سے کام لینا ضروری ہے چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں علی المفتی ان ینظر فی خصوص الوقائع اھ (رد المحتار[1] ص ۸۵۳ / ج ۲ /) دوسرے مقام پر فرماتے ہیں المفتی فی الوقائع لابدله من ضرب اجتهاد ومعرفة باحوال الناس اھ (ردالمحتار[2] ص ۱۳۶ / ج ۲ /) قاضی کے لئے تو بطریق اولیٰ اس چیز کی ضرورت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد فاروق ازادستہ بلوچستان

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعات مندرجہ سوال صحیح ہیں تو روایت خلاصہ پر مفتی کو فتویٰ دینا درست ہے[3] کما

---

[1] شامی کراچی ص ۵۳۵ / ج ۳ / کتاب الطلاق، باب العدۃ، فصل فی الحداد، مطلب الحق ان علی المفتی ان ینظر فی خصوص الوقائع.

[2] شامی کراچی ص ۳۹۸ / ج ۲ / کتاب الصوم باب مایفسد الصوم ومالایفسده مطلب منهم.

[3] البالغة اذا اقامت البینة علی رد النکاح بعدالبلوغ والزوج اقام البینة انها سکتت بعدبلوغها تقبل بینتهاالخ عالمگیری ص ۸۰ / ج ۴ / کتاب الدعویٰ الباب التاسع (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

افتیٰبه المفتی العلامه وان کان المذهب المشهور والروایةالظاهرة خلاف ذلک.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/صفر ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/صفر ۶۸ھ

قاضی، گواہ، نوشہ کے بے شرع ہونے کے ساتھ نکاح

سوال:- اگر قاضی، گواہ ونوشہ بے شرع ہوں تو نکاح صحیح ہوجاتا ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صحیح ہوجاتا ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

بعض نکاح کے مقر ہوں، بعض منکر، تو کیا کیا جائے؟

سوال:- ایک بالغ لڑکا اور ایک بالغ لڑکی دونوں نے چھپ کر نکاح کرلیا ہے۔ اب دونوں کے والدین کو خبر نہیں۔ نکاح کے ایک کاغذ پر وکیل کے دستخط اور دلہا دلہن کے دستخط اور قاضی کے دستخط ہیں۔ ان سبھوں کی موجودگی میں نکاح ہوا ہے۔ جب نکاح کا چرچا ہوا تو بعض لوگوں کی ڈر سے ایک گواہ اور قاضی دونوں انکار کررہے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا ہے اور انکار

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) فی دعوی الرجلین الفصل الثانی فی دعوی الملک فی الاعیان الخ مطبوعه کوئٹه، خلاصة الفتاویٰ ص ۴۴/ج ۲/ کتاب النکاح الفصل الرابع عشر فی دعوی النکاح، مطبوعه لاهور.

[1] وشرط حضور شاهدین الی قوله ولو فاسقین انعقد بحضور الفاسقین والاعمیین والمحدودین فی قذف وان لم یتوبا الخ الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۹۳، ۸۷ ج ۴/ کتاب النکاح قبیل مطلب فی عطف الخاص علی العام، البحر الرائق کوئٹه ص ۸۹/ج ۳/ کتاب النکاح، زیلعی ص ۹۸/ج ۲/ کتاب النکاح، امدادیه ملتان.

کرنے والوں کے دستخط بھی ہیں۔دستخط کر کے بھی انکار کررہے ہیں۔ابھی دلہا اور دلہن اور ایک گواہ اور وکیل یہ چاروں کہہ رہے ہیں کہ نکاح ہوا ہے۔اب بتائیے کہ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اب لڑکا اور لڑکی کے والدین کو کوئی اعتراض نہیں۔

(۲) دلہا اور دلہن اور وکیل اور ایک گواہ یہ چاروں قرآن مجید کی حلف لینے کے لئے تیار ہیں کہ نکاح ہوا ہے اور ایک گواہ اور قاضی دونوں دستخط کرنے کے باوجود بھی قرآن مجید کی حلف لینے کے لئے تیار ہیں کہ نکاح نہیں ہوا ہے۔لہٰذا منجانب پنچایت حلف دلوا سکتے ہیں کہ نہیں از روئے شرع مفصل ومدلل تحریر فرماویں۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱و۲) اگر لڑکا لڑکی دونوں ہم کفو اور بالغ ہیں اور ایک گواہ اور وکیل کا بیان یہ ہے کہ ہمارے سامنے لڑکے سے یہ کہا گیا کہ یہ لڑکی تمہارے نکاح میں دی اور لڑکے نے یہ کہا کہ میں نے اس کو قبول کیا اور لڑکی بھی اسی مجلس میں موجود تھی تو شرعاً یہ نکاح صحیح ہوگیا[۱]، کسی سے حلف لینے کی ضرورت نہیں۔ جب دونوں کے والدین کو اعتراض نہیں ہے تو اپنے اطمینان کے لئے دوبارہ ایجاب وقبول کرادیں، بات کو طول نہ دیں۔انشاءاللہ تعالیٰ اسی میں خیر ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۱/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک عورت پر دو شخصوں کا دعویٔ نکاح

سوال:- تجمل علی اور عبدالنور نامی دو شخصوں نے ایک عورت پر زوجیت کا دعویٰ

[۱] ولوزوج بنته البالغة العاقلة بمحضر شاهد واحد جاز ان كانت ابنته حاضرة والالا ،الدر المختار مع الشامی کراچی (۲۵/ج۳/ کتاب النکاح،مطلب فی عطف الخاص علی العام،فتح القدیر ص۲۰۶/ج۳/کتاب النکاح،دارالفکربیروت،عنایة مع الفتح ص۲۰۶/ج۳/کتاب النکاح، دارالفکر بیروت.

کر کے ہر ایک نے اپنا نکاح پہلے ہونے کے دعویٰ پر شاہد پیش کیا۔اس پر عقد کی شہادت طلب کی گئی تو تجمل علی نے ایک وکیل اور ایک شاہد پیش کیا اور دوسرے شاہد نے باوجود طلب کے شہادت دینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں ایک مرتبہ پنچایت میں شہادت دے چکا ہوں دوبارہ مقررہ حاکم کے پاس شہادت نہیں دونگا۔عبدالنور نے ایک وکیل اور ایک شاہد اپنے بہنوئی اور ایک شاہد ان کے باپ کو پیش کیا۔ اور عورت بالغہ ہے۔ لہٰذا عورت سے دریافت کیا گیا تو اس نے جواب دیا کہ میرا نکاح پہلے عبدالنور سے ہوا ہے اس کے چند روز بعد جبراً تجمل علی کے ساتھ نکاح کر دیا گیا میرے شوہر عبدالنور مجھ کو لے آئے۔ لہٰذا اب تین سال سے میں اطمینان سے اپنے شوہر کے پاس ہوں اور میرے دو اولاد ہیں۔ایک عالم نے بھی عبدالنور کے نکاح کے صحیح ہونے کا فتویٰ دیا۔ایک مفتی نے بھی عبدالنور کے نکاح صحیح ہونے کا فتویٰ دیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

باپ کی شہادت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے[1] البتہ اگر زوجین میں سے کوئی منکر ہو تو باپ کی شہادت اولاد کی موافقت میں قضاءً معتبر نہیں ہوتی۔صورت مسئولہ میں کوئی منکر نہیں۔ لہٰذا اس نکاح کو ناجائز نہیں کہا جائے گا[2] عبدالنور کا نکاح صحیح ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

---

[1] لان الاب يصلح ان يكون شاهداً فی باب النكاح،عناية على فتح القدير ص ۲۰۶ / ج ۳ / كتاب النكاح قبيل فصل فی بيان المحرمات،مطبوعه دار الفكر بيروت،شامی كراچی ص ۲۴ / ج ۳ / كتاب النكاح مطلب فی عطف الخاص على العام،النهر الفائق ص ۱۸۴ / ج ۲ / كتاب النكاح قبيل فصل فی المحرمات،مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[2] والأصل فی هذا لباب أن كل من يصلح أن يكون ولياً فی النكاح بولاية نفسه صلح أن يكون شاهداً ومن لا فلا،الهندية كوئٹه ص ۲۶۷ / ج ۱ / كتاب النكاح،شامی كراچی ص ۲۴ / ج ۳ / كتاب النكاح،تاتارخانيه ص ۲۰۸ / ج ۲ / كتاب النكاح،الشهادة فی النكاح مطبوعه كراچی.

فصل چہارم: خطبۂ نکاح

نکاح میں خطبہ کی حیثیت

سوال:- خطبہ نکاح دو ہیں اول، دوئم۔ جو شخص نکاح میں صرف خطبہ ثانی پڑھے نکاح درست ہے یا نہیں؟ مع حوالہ حدیث شریف تحریر فرمائیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خطبہ ایک ہی کافی ہے اور خطبہ مستحب ہے لہٰذا بغیر خطبہ کے بھی نکاح ہوسکتا ہے۔ نکاح نام ہے ایجاب وقبول کا اور بس لہٰذا خطبہ فرض کے درجہ میں نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۳/ جمادی الاولیٰ ۶۶ھ

خطبہ نکاح سنت ہے فرض نہیں

سوال:- خطبہ نکاح فرض ہے یا سنت؟ یہ بیٹھ کر پڑھنے سے بھی درست ہوجاتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خطبہ نکاح سنت ہے واجب یا فرض نہیں ہے، بغیر خطبہ کے بھی نکاح درست ہوجاتا

---

[1] ویندب أعلانه وتقديم خطبة وكونه فى مسجد يوم جمعة،وينعقد متلبساً بإيجاب من أحدهما وقبول من الأخر وضعا للمضى الدر المختار كراچى ص۸/ ج۳/ كتاب النكاح،مطبوعه زكريا ص۶۶،۶۹/ ج۴/مطلب كثيرا ما يتساهل فى اطلاق المستحب على السنة،هداية على هامش الفتح ص ۱۸۹/ ج۳/اول كتاب النكاح،مطبوعه دار الفكر بيروت،الفقه الحنفى وادلته ص ۱۴۱/ فقه المعاملات، كتاب النكاح،خطبة النكاح،مطبوعه دار الفيحاء بيروت.

ہے۔ خطبہ نکاح بیٹھ کر پڑھنے سے بھی نکاح بلاشبہ ہوجاتا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قاضی کا ہونا خطبہ نکاح کے لئے ضروری نہیں

سوال:- کیا نکاح صرف قاضی پڑھا سکتا ہے اور کوئی علم داں شخص نہیں پڑھا سکتا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح ہر شخص پڑھا سکتا ہے۔ قاضی کی تخصیص نہیں۔ بلکہ عورت اور مرد خود بھی گواہوں کے سامنے اپنا نکاح کر سکتے ہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

خطبہ نکاح ایجاب وقبول سے پہلے

سوال:- خطبہ نکاح کس وقت پڑھا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خطبہ نکاح ایجاب وقبول سے پہلے ہے[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] يستحب أن يكون النكاح ظاهراً أوأن يكون قبله خطبة الخ. البحرالرائق کوئٹہ ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح ، الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ٦٦، ٦٩/ ج۴/ كتاب النكاح.

[۲] وينعقد بايجاب من احدهماوقبول من الآخروضعاً للمضى كزوجت نفسى اوبنتى ،ويقول الآخر تزوجت الدرالمختارعلى ردالمحتار كراچی ص ۹ ج۳/ كتاب النكاح،البحرالرائق کوئٹہ ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح،ملتقى الابحر على هامش الانهرص۴٦٧/ ج ۱ / كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[۳] ويندب أعلانه وتقديم خطبته الخ،الدرالمختار على هامش ردالمحتارزكريا ص٦٧/ ج۴/ كتاب النكاح،مطلب كثير اما يتساهل فى اطلاق المستحب على السنة،البحرالرائق کوئٹہ ص ۸۱/ج۳/ كتاب النكاح .

خطبہ پہلے ہو یا ایجاب وقبول؟ اور قاضی ووکیل کا الگ الگ ہونا

سوال:- یہاں پر پہلے ایجاب وقبول کرایا جاتا ہے پھر خطبہ پڑھا جاتا ہے اور وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ ایجاب وقبول واجب ہے اور خطبہ سنت ہے۔اس لئے ایجاب وقبول پہلے ہونا چاہئے اور خطبہ بعد میں۔نیت ایجاب وقبول اس طرح کرائی جاتی ہے کہ فلاں کی صاحبزادی فلاں صاحب کی وکالت اور فلاں فلاں کی شہادت میں اپنے نفس کو بعوض اتنے اتنے آپ کی زوجیت میں دیا کیا آپ نے قبول کیا؟

(الف) سوال یہ ہے کہ سنت طریقہ کیا ہے کہ پہلے ایجاب وقبول ہو یا نہ ہو؟

(ب) کیا وکیل دوسرا ہو اور ناکح دوسرا اور قاضی یہ کہے کہ فلاں کی وکالت سے اور قاضی صرف خطیب کی حیثیت رکھتا ہو۔صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) پہلے خطبہ پڑھا جائے پھر ایجاب وقبول کرایا جائے[1]۔ یہ بات کہ فرض پہلے ہو سنت بعد میں ہو، قاعدہ کلیہ نہیں۔وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے۔منھ دھونا فرض ہے۔سنت پہلے ادا کی جاتی ہے فرض بعد میں۔فجر کی نماز میں سنت دو رکعت پہلے پڑھتے ہیں فرض بعد میں پڑھتے ہیں۔

(ب) یہ صورت بھی درست ہے۔قاضی بھی وکیل ہوسکتا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵؍۴؍ ۹۴ھ

دو نکاح کے لئے ایک خطبہ

سوال:- اگر ایک ہی مجلس میں دو شخص کا نکاح پڑھانا ہو تو اس کے لئے الگ الگ دو

---

[1] ویندب إعلانه وتقديم خطبة الدر المختار كراچی ص ۸/ ج ۳/ كتاب النكاح.

خطبے پڑھنا چاہئے یا ایک ہی خطبہ کافی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک خطبہ بھی کافی ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

خطبہ نکاح بیٹھ کر ہے یا کھڑے ہوکر؟

سوال:- شادی کے اندر خطبہ کی کیا ضرورت ہے؟ کیا بغیر خطبہ کے شادی نہیں ہوسکتی۔ اگر خطبہ ضروری ہے تو بیٹھ کر پڑھیں یا کھڑے ہوکر؟ جب کہ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں تو اس کو بھی کھڑے ہوکر پڑھنا چاہئے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح کا خطبہ پڑھنا شرط یا رکن نہیں بلکہ مندوب ہے۔ ویندب اعلانہ وتقدیم خطبة وکونه فی مسجد یوم جمعة درمختار[۲] ص ۴۰۲ / ج ۲ / بعضے حضرات کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں بعضے بیٹھ کر۔ کھڑے ہوکر پڑھنے میں اعلان کی صورت بھی ہے جو کہ مندوب ہے۔ عقد بیع وغیرہ میں بھی پڑھتے ہیں اور عامۃً یہ چیزیں بیٹھ کر ہوتی ہیں ان کے لئے مستقل قیام نہیں ہوتا۔ یہی حال خطبہ نکاح کا بھی ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۹/ ۸۹ھ

خطبہ نکاح بیٹھ کر

سوال:- خطبہ نکاح بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہوکر؟

---

[۱] فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۱۴۸ / ج ۷ / متعلقات نکاح، دوسرا باب، سوال ص ۱۶۵ / مطبوعہ دارالعلوم دیوبند۔

[۲] الدرالمختار علی ردالمحتار ص ۸ / ج ۳ / کتاب النکاح مطبوعہ کراچی، مطبوعہ زکریا ص ۶۷ / ج ۴ / مطلب کثیرا مایتساهل فی اطلاق المستحب علی السنة.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس خطبہ کا کھڑے ہوکر پڑھنا کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔ بیٹھ کر پڑھنے کا معمول ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۲/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

خطبہ نکاح کھڑے ہوکر

سوال:- ہمارے شہر میں ایک امام صاحب تشریف لائے ہیں اور خطبہ نکاح کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کھڑے ہوکر پڑھنا مسنون ہے۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے خطبے دیئے ہیں وہ سب کھڑے ہوکر دیئے ہیں جب کہ خطبہ نکاح حدیث میں کہیں بھی بیٹھ کر دینا ثابت نہیں ہے۔ تو کیا کھڑے ہوکر خطبہ نکاح دینے کا جواز ملتا ہے؟ کیا خطبہ نکاح خطبہ جمعہ واستسقاء کے مشابہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز تو کھڑے ہوکر بھی پڑھنا ہے، بیٹھ کر پڑھنا بھی ہے۔ جو شخص کھڑے ہوکر خطبہ نکاح کو پڑھنا مسنون کہے دلیل اس کے ذمہ ہے، وہ حدیث وفقہ سے ثبوت پیش کرے۔ متعدد مواقع پر حدیث شریف میں منقول ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر خطبہ پڑھا ہے۔ مسلم شریف[1]، الادب المفرد[2] میں حدیثیں موجود ہیں۔ شراح نے اس جگہ لکھا ہے کہ یہ خطبہ

---

[1] عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال جلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی المنبر وجلسنا حولہ فقال ان مما اخاف علیکم بعدی مایفتح علیکم من زهرة الدنیا وزینتها الحدیث، مسلم شریف ص ۳۳۶/ ج ۱/ کتاب الزکوة، باب التحذیر من الاغترار بزینة الدنیا الخ، مطبوعہ رشیدیہ دهلی .

[2] عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده جلس النبی صلی اللّٰہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

جمعہ نہیں تھا۔ اس کا کھڑے ہوکر پڑھنا بھی منقول ہے۔ خطبہ نکاح کو خطبہ جمعہ پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۸/ ۹۴ھ

خطبہ نکاح میں نفقہ وغیرہ کا ذکر

سوال:- ایجاب وقبول کے درمیان نان ونفقہ کا تذکرہ کرنا ضروری ہے کہ نہیں؟ اور بغیر اس کے نکاح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ان چیزوں کا تذکرہ نکاح میں ضروری نہیں بغیر ان کے ذکر کے بھی نکاح درست ہوجاتا ہے۔ یہ چیزیں تو بغیر ذکر کئے بھی لازم ہوجاتی ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نکاح کا اعلان

سوال:- بوقت نکاح اعلان کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر بارات کے آدمی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) علیہ وسلم عام الفتح علی درج الکعبة فحمد اللّٰہ واثنی علیہ،ثم قال: من کان لہ حلف فی الجاھلیة لم یزدہ الاسلام الاشدة ولا ھجرة بعد الفتح،اخرجہ الترمذی فی السیر وابن حزیمة فی الزکاة الخ،الادب المفرد علی ھامش فصل اللّٰہ الصمد فی توضیح الادب المفرد ص۵۵۸، ۵۵۹/ج ۱/باب لاحلف فی الاسلام،رقم ۵۷۰/مطبوعہ عباس احمدالبازمکة المکرمة.

[1] تجب النفقة والکسوة والسکنی للزوجة علی زوجھابنکاح صحیح الخ،سکب الانھر علی ھامش مجمع الانھر ص۴۷۳ /ج۲/کتاب الطلاق ،اول باب النفقة،مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت،درمختار علی ھامش رد المحتار زکریا ص۲۷۸ /ج۵/باب النفقة،مطلب :اللفظ جامدومشتقٌ، شرح وقایة ص ۱۷۱/ ج۲/ کتاب الطلاق،باب النفقة،مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

کثرت سے موجود ہوں پھر بھی ضروری ہے یا نہیں؟ اور کس چیز سے شریعت میں اعلان کرنا جائز ہے؟ ہمارے یہاں رواج ہے کہ شادی میں گانے بجانے کے ساز و باز جو برات مروج ہے، ان سے اعلان کرایا جاتا ہے یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح کا اعلان مندوب ہے ویندب أعلانه اھ درمختار[۱] ص ۴۰۴/ ج ۲/ اعلان کے لئے بوقت عقد محض دف بجادینا کافی ہے اور طریقہ مروجہ پر ساز وغیرہ بجانا جیسا کہ سوال میں درج ہے جائز نہیں۔ وکره كل لهو أى كل لعب وعبث فالثلاثة بمعنى واحد كما فى شرح التاويلات والأطلاق شامل لنفس الفعل وأستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فكلها مكروهة لانها زىّ الكفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلک حرام اھ شامی[۲] ص ۲۷۹/ ج ۵/ وعن الحسن لابأس بالدف فى العرس يشتهر وفى السراجية هٰذا اذا لم يكن لهٗ جلاجل ولم يضرب علىٰ هيئة التطرب اھ شامی[۳] ص ۲۴۷/ ج ۵/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۱/۶۲ ۱۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف غفرلہٗ

---

[۱] الدرالمختار نعمانية ص ۲۶۱/ ج ۲/ كتاب النكاح، شامى زكرياص ۶۷/ ج ۴/ مطلب كثيراً مايتساهل فى اطلاقه المستحب على السنة، النهر الفائق ص ۱۷۶/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[۲] شامى نعمانية ص ۲۵۳/ ج ۵/ فصل فى البيع كتاب الحظر والإباحة، مطبوعه زكريا ص ۵۶۶/ ج ۹/ سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ۲۲۲/ ج ۴/ كتاب الكراهية، فصل فى المتفرقات، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، طحطاوى على المراقى ص ۲۵۸/ قبيل باب مايفسدالصلوة، مطبوعه مصر.

(نمبر ۳/ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

مقررہ امام نے نکاح دوسرے کے ذریعہ پڑھوایا

سوال:-ہمارے یہاں جامع مسجد کے پیش امام صاحب نکاح وجنازہ کی نماز پڑھاتے ہیں۔چنانچہ ایک آدمی دوپہر بعد آیا اور کہا کہ شام ۴/بجے تشریف لائیں نکاح ہوگا۔ امام صاحب احتیاطاً ایک آدمی کو ساتھ لیکر چلے، کیونکہ رات کو واپس آنا تھا۔اندھیری رات ہے۔وہ لوگ بھی سواری لئے منتظر تھے۔دونوں آدمی سواری میں بیٹھ کر وہاں مغرب میں پہنچے پھر وہ لوگ اپنے گھر لے گئے۔معلوم ہوا یہاں مسجد بھی ہے،امام بھی موجود ہیں، ہمارے امام کو شک ہوا کہ یہ نکاح کیسا ہے؟ان لوگوں نے اطمینان دلایا کہ طلاق شدہ ہے اور کاغذ لائے تو دیکھا کہ فتویٰ دیوبند موجود تھا۔جس کا نمبر وغیرہ ہمیں یاد نہیں،ان لوگوں کے پاس مستند بامہر فتویٰ تھا۔ پھر بھی امام صاحب نے نکاح نہیں پڑھایا اور دوسرا آدمی جو ساتھ گیا تھا نکاح پڑھوادیا۔ان لوگوں نے نکاح خوانی گھر پہونچادی جس کو امام نے نصفانصف کر دیا۔لوگوں نے اعتراض کیا کہ تم نے خود کیوں نہیں پڑھا اور شک تھا تو نکاح خوانی کیوں لی۔اس وجہ سے امام صاحب نے وہ پیسہ ایک بیوہ عورت کو دے دیا۔ پھر بھی کچھ آدمی خلاف ہیں۔اس پر ہمارے امام پر کیا ہونا چاہئے؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگرامام صاحب نے تحقیق کر لی اور فتویٰ دیکھ لیا کہ یہ نکاح صحیح ہے۔پھر اپنے ساتھی سے کہہ دیا کہ تم نکاح پڑھادو۔ساتھی نے پڑھادیا۔تب بھی امام صاحب پر اعتراض کرنا بیجا ہے اور غلط ہے۔کسی مصلحت سے آدمی خود نکاح نہ پڑھے دوسرے سے پڑھوادے تو یہ بھی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۳] شامی نعمانیة ص ۲۲۳/ج۵/ قبیل فصل فی اللبس، کتاب الحظر والإباحة،مطبوعه زکریا ص ۵۰۵/سکب الانهرعلی هامش مجمع الانهر ص ۲۲۲/ج۴/کتاب الکراهیة،فصل فی المتفرقات،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت،البحرالرائق ص۲۰۷/ ج۸/ کتاب الکراهیة، فصل فی البیع،مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

درست ہے، کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/ ۳/ ۹۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح کس سے پڑھوایا جائے؟

سوال:-ایک شخص ریش بریدہ جو صوم وصلوۃ کا بھی پابند نہیں مگر موروثی نکاح خوانی کی وجہ سے خود کو نکاح خوانی کا مستحق سمجھتا ہے اس سے نکاح پڑھایا جائے؟ یا جو شخص عالم دین صوم وصلوۃ کا پابند ہے جامع مسجد کا امام ہے اس سے پڑھوانا بہتر ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً پورا اختیار ہے جس کے ذریعہ چاہے نکاح پڑھوالیا جائے۔ کسی نکاح خواں کی کوئی قید نہیں ہے۔ لہٰذا جو شخص دیندار اور مسائل نکاح سے خوب واقف ہو اس سے پڑھوایا جائے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/ ۲/ ۸۸ھ

بے داڑھی قاضی کا پڑھایا ہوا نکاح

سوال:-زید کا نکاح مشتری کے ساتھ منعقد کیا گیا۔ قاضی ایک ایسا شخص ہے کہ جس کے پاس ڈاڑھی نہیں ہے اور وہ نکاح پڑھا چکا ہے نکاح ہوا یا نہیں؟

---

[۱] وکونہ فی مسجد یوم جمعۃ بعاقد رشید، درمختار علی الشامی ص ۸/ ج ۳/ کتاب النکاح، دار الفکر بیروت، النہر الفائق ص ۱۷۶/ ج ۲/ کتاب النکاح، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص ۸۱/ ج ۳/ کتاب النکاح.

الجواب حامداً ومصلیاً

قاضی بغیر ڈاڑھی کا ہوتو اس کا پڑھایا ہوا نکاح درست ہوجائے گا[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نابینا بھی نکاح پڑھا سکتا ہے

سوال: -اندھا آدمی اگر خطبہ پڑھا دے یاد کر کے تو نکاح درست ہوگا یا نہیں؟ جب کہ اس نے نہ وکیل کو دیکھا نہ دولہا کو اور نہ گواہان کو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایجاب وقبول کے گواہ آنکھ والے موجود ہیں تو نکاح درست ہوجائے گا اگر چہ خطبہ پڑھانے والا اندھا ہو[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دیوبند ۶/۵/ ۸۹ھ

---

[۱] البتہ نکاح کسی متقی عالم دین سے پڑھوانا بہتر ہے۔ ويندب أعلانه ألى قوله وكونه فى مسجد يوم جمعة بعاقد رشيد وشهود عدل الخ الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۶۷/ج۴/ كتاب النكاح، مطلب كثيراً مايتساهل فى أطلاق المستحب الخ،البحرالرائق كوئٹه ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح،النهرالفائق ص ۱۷۶/ج۲/كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، ابوالقاسم ادروى.

[۲] اس لئے کہ نکاح میں اصل ایجاب وقبول ہے اور وہ دونابینا گواہوں کی موجودگی میں ہو چکا ہے، خطبہ نکاح صرف سنت ہے، بغیر خطبہ کے بھی نکاح درست ہوجاتا ہے، لہٰذا مذکورہ نکاح درست ہوگیا۔ يستحب ان يكون النكاح ظاهراًوان يكون قبله خطبة،وينعقدبايجاب وقبول وضعاللمضى ، البحرالرائق كوئٹه ص ۸۱/ ج۳/كتاب النكاح،النهرالفائق ص ۱۷۶/ ج۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،والنكاح جائز بغير خطبة،الفقه الحنفى وادلته ص ۱۴۱/ ج۲/ فقه المعماملات ، القسم الاول،كتاب النكاح،خطبة النكاح،مطبوعه دارالفيحاء بيروت.(م رن)

برہمن سے نکاح پڑھوانا

سوال:- مولوی احمد رضا خاں صاحب نے لکھا ہے کہ اگر برہمن نکاح پڑھادے تو جائز ہے کہ نکاح نام ہے ایجاب وقبول کا۔ کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص نکاح پڑھاتا ہے وہ شرعی قاضی نہیں، لہٰذا اس میں قاضی کی شرائط کا پایا جانا ضروری نہیں۔ وہ شخص محض ایجاب وقبول کی تعبیر کرتا ہے[1] زوجین خود گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلیں تو نکاح صحیح ہوجاتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۹/ ۸۵ھ

جواب صحیح ہے: غیر مسلم کے ایجاب وقبول نکاح کردینے سے اگرچہ حقیقۃً نکاح منعقد ہوجاتا ہے[2] مگر ایسا کرنا سخت بے غیرتی اور سنت متوارثہ کے خلاف ہے[3]

بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہٗ ۱۲/۲۲/ ۸۵ھ

---

[1] واذا اذنت المرأة للرجل ان يزوجها من نفسه فعقدبحضرة شاهدين جاز الى قوله ولناان الوكيل سفيرومعبر،هداية على هامش الفتح ص۳۰۵، ۳۰۷/ ج۳/فصل فى الوكالة باالنكاح، مطبوعه دارالفكر بيروت،النهرالفائق ص ۲۲۶/ ج ۲/فصل فى الوكالة،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،البحر الرائق كوئٹه ص ۱۳۶/ ج۳/باب الاولياء والاكفاء ،فصل فى الوكالة.

[2] وينعقد بإيجاب من أحدهما وقبول من الأخر وضعاً للمضى الدرالمختار ص ۹/ ج۳/ كراچى كتاب النكاح،سكب الانهر ص۴۶۷/ ج ۱/ كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، فتح القدير ص ۱۸۹/ كتاب النكاح،مطبوعه دارالفكر.

[3] ويندب أعلانه وتقديم خطبة فى مسجد يوم جمعة بعاقدر رشيد وشهود عدول الدر المختار على الردالشامى ص۸/ ج۳/ كراچى كتاب النكاح،البحرالرائق ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح، مطبوعه كوئٹه، النهرالفائق ص ۱۷۶/ ج ۲/ كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

شیعہ وغیرہ سے نکاح پڑھوانا

سوال:- اگر اہل سنت والجماعت کا نکاح کوئی شیعہ یا غیر مسلم پڑھ دے یعنی خطبہ و ایجاب وقبول کوئی شیعہ یا غیر مسلم کرائے تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً زید کا نکاح اس طرح پر ہوتا ہے کہ زاہد شیعہ نکاح خواں ہے۔ عمرو بکر لڑکی کی طرف سے گواہ ہیں۔ زاہد عمرو بکر سے دریافت کرتا ہے کہ انکا کیا بیان ہے۔ وہ (عمرو بکر) بیان کرتے ہیں کہ فلاں لڑکی اور فلاں کی بیٹی اتنے مہر پر زید کے نکاح میں دی زاہد (نکاح خواں) زید سے دریافت کرتا ہے کہ آپ کو قبول ہے۔ یہ اقرار کرتا ہے کہ اس اقرار کے بعد زاہد خطبہ پڑھتا ہے۔ زید اور لڑکی بالغ ہیں۔ اہل سنت والجماعت ہیں، گواہ بھی اہل سنت والجماعت ہیں، لیکن زاہد شیعہ ہے۔ تو کیا یہ نکاح عقائد احناف کے مطابق درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل ایجاب وقبول شوہر اور بیوی نے کیا۔ کوئی شیعہ یا غیر مسلم محض خطبہ پڑھے یا اس ایجاب وقبول کی تصدیق زوجین سے کرے تو اس سے نفس نکاح میں کوئی خرابی نہیں آتی[1]، تاہم مستحب اور بہتر یہی ہے کہ کسی دیندار صالح آدمی سے خطبہ پڑھوایا جائے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وينعقد بإيجاب من أحدهما وقبول من الأخر وضعاً للمضى الدر المختار ص ۹/ ج ۳/ کراچی کتاب النکاح، سکب الانہر ص ۴۶۷/ ج ۱/ کتاب النکاح، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، فتح القدیر ص ۱۸۹/ کتاب النکاح، مطبوعہ دار الفکر.

[2] ويندب أعلانه وتقديم خطبة فى مسجد يوم جمعة بعاقد رشيد وشهود عدول الدر المختار على الرد المحتار ص ۸/ ج ۳/ کراچی، کتاب النکاح، البحر الرائق ص ۸۱/ ج ۳/ کتاب النکاح، مطبوعہ کوئٹہ، النہر الفائق ص ۱۷۶/ ج ۲/ کتاب النکاح، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت.

فصل پنجم: الفاظ نکاح

ایجاب وقبول کے الفاظ

سوال: - ان لفظوں سے نکاح ہوتا ہے کہ نہیں کہ کسی نے گواہوں کے روبرو کہا ''میں نے اپنی فلاں لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے قبول کیا۔'' آیا نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ان الفاظ سے نکاح صحیح ہوجاتا ہے [۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جواب صحیح ہے: سید مہدی حسن غفرلہٗ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

الفاظِ نکاح کتنی بار کہے جائیں؟

سوال: - (۱) نکاح منعقد ہونے کے لئے کتنے الفاظ کی ضرورت ہے کہ اس کے بغیر نکاح جائز نہ ہو؟

---

[۱] وينعقد بايجاب من احدهما وقبول من الاخر كزوجت نفسي اوبنتي ويقول الاخر تزوجت اى او قبلت لنفسي الخ. الدر المختار على الشامي زكريا ص ۶۹/ ج۴/ كتاب النكاح مطلب كثيراً مـايتسا هل في اطلاق المستحب على السنة،بدائع كراچى ص ۲۳۱/ ج۲/ كتاب النكاح فصل واما ركن النكاح،بحر كوئٹه ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح.

(۲) ناکح ایجاب وقبول کے الفاظ کوصرف ایک بار کہے یا تین بار ے کہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) دولفظ، ایک ایجاب دوسرا قبول ہوتو نکاح منعقد ہوجائے گا۔ کم ازکم دوگواہوں کے سامنے ہونا ضروری ہے[۱]۔

(۲) ایک بار کہنا کافی ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱۰/۸۵ھ

حمائل پر ہاتھ رکھ کر اقرار سے نکاح نہیں ہوتا

سوال: -میرا نام زہرہ خاتون ہے والد کا نام نذیر محمد خاں ہے۔ ساہوا گاؤں ضلع چورو کی رہنے والی ہوں۔ میری ایک بڑی بہن مقصودہ بانو ہے جو میری ہی طرح طلاق کے بعد تعلیم حاصل کر کے رتن گڈھ میں ملازم ہے۔ ہم دونوں بہنوں کی شادی ایک ساتھ ہوئی تھی اور۱۴/ ۱۵/ سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ ہم دونوں سسرال پہونچ گئیں، دونوں آٹھویں اوردسویں پاس تھیں۔ ہم لوگ گاؤں اور پچھڑے ہوئے قصبے میں پلے ہیں، نہ ہم میں اسلامی شعور تھا اور نہ ہم مذہب کی الف ب سے واقف تھے صرف کلمہ طیبہ آتا تھا۔ حلال وحرام، نکاح

---

[۱] قال النكاح ينعقد بالايجاب والقول بلفظين يعبر بهما عن الماضى الى قوله ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين اور رجل وامرأتين عدولاً كانوا اوغير عدول الخ هدايه ص ۳۰۵/ ج۲/ كتاب النكاح، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، الدر المختار على الشامى كراچى ص ۹/ ج۳/اول كتاب النكاح، المحيط ص ۵/ ج۴/ كتاب النكاح، الفصل الاول فى الالفاظ التى الخ مطبوعه ڈابھيل گجرات.

[۲] وينعقد اى النكاح متلبساً بايجاب من احدهما وقبول من الآخر، الدر المختار كراچى ص ۹/ ج۳/ كتاب النكاح، تاتارخانيه ص ۵۷۹/ ج۲/ كتاب النكاح الفصل الاول فى الالفاظ التى الخ، مطبوعه كراچى، النهر الفائق ص ۱۷۶/ ج۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

وطلاق کی اہمیت یا فرق سے ذرا بھی واقف نہیں تھے۔ والدین نے بہت ناز سے پیار سے پالا تھا۔ والد سرکاری کمپاونڈر تھے، ریٹائرڈ، ہونے کے بعد پریکٹس کررہے ہیں۔ غرض یہ کہ سسرال سے میری والدہ کنیز فاطمہ کا قریبی رشتہ تھا۔ لہٰذا گھر کی ایک دوعورتوں نے خاصا پیار دیا مگر میرا شوہر دوچار دن بعد سے ہی جھگڑے اور گالیوں پر آمادہ تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ مجھ سے شادی کرنا نہیں چاہتا تھا اور اب وہ میری صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔ وہ سامنے رہنے والی ایک لڑکی سے محبت کرتا تھا اور اس سے شادی کرنا چاہتا تھا، جو بعد میں گھر آ گئی۔ والدین نے میرے شوہر اور سسرال والوں کو بہت نوازا بہت سمجھایا مگر جو جھگڑے گالی گلوچ مار پیٹ شروع ہوچکی تھی وہ کم نہ ہوسکی بلکہ اضافہ ہی ہوتا رہا۔ میرے ہی کمرے میں میرا شوہر محمد شفیع اپنی محبوبہ سے سبھی کچھ کرتا رہا میرا خاموش رہنا ضروری تھا۔ میں خاموشی پر بھی گالیاں کھاتی اور پٹتی رہی۔ طلاق دیدوں گا طلاق دے کر ہی رہوں گا تو تو تیرے باپ کے گھر ہی اچھی لگتی ہے۔ مجھے گھر روانہ کردیا گیا اور والدین نے فٹ بال کی طرح ٹھوکر مارکر سسرال واپس کردیا۔ میرے شوہر نے پھر جھگڑا کیا کہ تو طلاق کے قابل ہے میں تجھے طلاق دیدوں گا اور سفید چادر اوڑھا کر گھر سے ذلیل کرکے نکالوں گا۔ ایک روز بہت جھگڑا ہوا۔ جب میں مقابلہ میں تھک گئی تو دوتین عورتوں نے بیچ بچاؤ کیا تو اور غضب ہوگیا نکال دو اس رانڈ کو میں نے اسے طلاق دی اسے دھکے دے کر نکالو، میں والدین کے یہاں بھجوادی گئی۔ والدین نے سارا ماجرسن کر نرس کی ٹریننگ میں ڈالدیا، اب میں ہوسٹل میں ٹریننگ کرنے لگی اور اپنے کو طلاق شدہ سمجھنے لگی۔ میرے والد کے بھائی جناب نور محمد خاں کی سالی کے لڑکے جن کا نام واجد حسین خاں ہے یہ جے پور میں رہتے ہیں۔ ان کی خالہ نور محمد خاں کی اہلیہ نے میری شادی سے پہلے ان کے پیغام میرے نام اشارۃً بھجوائے تھے۔ چونکہ میری شادی میری والدہ کی رشتہ داری میں ہونا طے ہوگئی تھی اس لئے خاموشی اختیار کی گئی، غرض کہ واجد حسین خاں مجھ سے ملنے ہوسٹل آتے رہتے تھے اور گھنٹوں باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ اخلاقی طور پر ہم ایک

دوسرے کے بہت ہی قریب تھے ان کے گھر بھی آنا جانا تھا۔ میری ٹریننگ بھی ختم ہوچکی تھی۔ ایک دن واجد صاحب مجھے گھر لے گئے۔ دنیاداری کی باتیں ہوتی رہیں۔ مجھے رات میں واجد صاحب کے گھر میں قیام کرنا پڑا۔ اس رات ہم دونوں میں یہ بھی طے ہوگیا کہ ہم ایک دوسرے سے شادی کرلیں گے۔ ہم دونوں نے ہی حمائل شریف پر ہاتھ رکھ کر عہد کیا کہ ہم دونوں شادی کرلیں گے اوراسی رات ہم ایک دوسرے میں ضم ہوگئے۔ میرے بطن میں واجد حسین صاحب کا نطفہ قرار پایا اورایک دودن انھیں کے گھر رہ کر اپنے گاؤں چلی آئی۔ مجھے سروس کرنی تھی، میری سسرال کے کچھ معتبر لوگ میرے گھر آئے اوروالدین سے کہا کہ لڑکا کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے لڑکی کو بھیجدو۔ لہٰذا مجھے سسرال بھیج دیا گیا۔ وہاں جا کر میں نے اپنے کو ہر طرح محفوظ رکھا اوراس جال سے باہر نکلنے کی کوشش کی۔ میرا شوہر جو مجھے طلاق دے چکا تھا۔ اب وہ یہ چاہتا تھا کہ وہ شادی اس لڑکی سے کرے اورنوکری مجھ سے کرائے اور خدمت بھی میں کروں لیکن وہ جھگڑے بھی برابر کرتا رہا اورآنگن میں بیٹھ کر کہتا جان من نوکری کرونوکری۔ طلاق دے چکا تو کیا ہوا تجھے اس گھر سے جانا ہے۔ میری زبان تو کھل ہی چکی تھی۔ لہٰذا ایک سوال کے چار جواب دیتی اور پٹتی چنانچہ ایک دن بہت بڑا ہنگامہ ہوا اگر چند عورتیں نہ بیچ بچاؤ کرتیں تو شاید مار ہی ڈالتا۔ جھگڑے اورطلاق کی اطلاع میرے والدین کو پہنچی تو میرے بڑے بھائی محمد بشیر مجھے لینے آئے۔ پھر جھگڑا ہوا میرے شوہر نے کہا کہ طلاق دیدی تو کیا ہوا۔ میں اس بدمعاش رانڈ کو نہیں بھیجوں گا غرضیکہ میں اپنے بڑے بھائی صاحب کے ساتھ والدین کے گھر آ گئی میرا رجحان تعلیم کی طرف ہوگیا میں نے واجد صاحب کے نطفے سے ایک لڑکے کو جنم دیا جواس وقت گیارہ سال کا ہے۔ واجد حسین خاں صاحب کو میں اپنا شوہر ۱۹۷۴ء سے تسلیم کرتی ہوں۔ اس طرح وہ بھی مجھے اپنی بیوی تسلیم کرتے ہیں، ہم دونوں نے حمائل شریف پر ہاتھ رکھ کر ایک دوسرے کو زن وشوہر تسلیم کیا ہے۔ لیکن نکاح کے دوبول نہیں پڑھے یا سنے۔ ۱۹۷۵ء میں میں نے لڑکے کو جنم دیا۔ اردو پڑھی، عربی پڑھی اوردینیات

سے واقفیت حاصل کی ان دنوں میں جے پور میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کررہی ہوں۔ بچہ میرے پاس رہتا ہے اردو دینیات اور انگلش کی تعلیم حاصل کررہا ہے۔ واجد ایک عدد بیوی کے شوہر اور ایک بچی کے باپ ہوچکے ہیں۔ اب وہ مجھے اور بچے کونوازنا چاہتے ہیں۔ وہ کثیر تعداد کوروشناس کراچکے ہیں کہ میں ۱۹۷۴ء سے ان کی بیوی ہوں اور یہ بچہ جن کا نام انھوں نے خود ہی رکھا تھا۔ یعنی آصف کے وہ والد ہیں یا آصف ان کا بیٹا ہے۔ لہٰذا (۱) کیا واجد حسین خاں صاحب سے میرا نکاح ہوچکا ہے یا مجھے نکاح پڑھنا ہوگا۔ اگر نکاح پڑھنا ہوگا تو بچہ کی ہیئت کیا رہے گی یہ بچہ تو انہیں کے نطفے سے ہے۔ (۲) مجھے میرے پہلے شوہر سے طلاق ہوئی یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر پہلے شوہر کے طلاق دینے کے گواہ موجود ہیں[۱] یا خود شوہر کو طلاق کا اقرار ہے اور اس اقرار کے گواہ ہیں تو طلاق واقع ہوگئی[۲] وقت طلاق سے تین مرتبہ ماہواری آنے پر عدت ختم ہوگئی[۳] اور دوسرے نکاح کا آپ کو حق ہوگیا[۴] لیکن حمائل شریف ہاتھ میں رکھ کر دونوں کا

[۱] وشرط لغيرذالک ،رجلان اور رجل وامرأتان مالاً كان اوغيرمال كالنكاح والرضاع والطلاق، مجمع الانهر ص ۲۶۱/ ج۳/ كتا ب الشهادات مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، البحرالرائق ص ۶۲/ ج۷/ كتاب الشهادات مطبوعه الماجديه كوئٹه،شامی كراچی ص ۴۶۵/ ج۵/ كتاب الشهادة.

[۲] ولواقربالطلاق كاذباً اوهازلاً وقع قضاء الخ شامی كراچی ص ۲۳۶/ ج۳/ كتاب الطلاق، قبيل مطلب فی المسائل التی تصح مع الاكراه،وفی الخانية فان اقرالاول بالنكاح والطلاق الی قوله فالطلاق واقع وعليها العدة كانه طلقها للحال،خانية علی الهندية كوئٹه ص ۳۶۸/ ج ۱/ كتاب النكاح، باب فی المحرمات فصل فی اقراراحدالزوجين بالحرمة الخ ،البحرالرائق ص ۲۴۶/ ج۳/ كتاب الطلاق مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۳] عدة الحرةللطلاق اوالفسخ ثلاثة اقراء،بحر كوئٹه ص ۱۲۸/ ج۴/باب العدة،شامی كراچی ص ۵۰۵/ ج۳/باب العدة،تاتارخانيه ص ۵۳/ ج۴/ كتاب الطلاق،الفصل الثامن والعشرون فی العدة مطبوعه كراچی.

(نمبر۴/ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

عہد کرلینا کافی نہیں بلکہ گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول لازم ہے بغیراس کے نکاح نہیں ہوتا[۱] واجد حسین خانصاحب کے ساتھ جو تعلق ہوا وہ زنا کاری ہے اور زنا سے جو بچہ ہوا اس کا نسب زانی سے ثابت نہیں ہوگا[۲] گذشتہ زندگی سے تائب ہوکر واجد حسین خانصاحب سے نکاح کرلیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۷/۱۴۰۶ھ

اشارۂ سر، یا لفظ منظور سے قبول نکاح

سوال:- ہندہ باکرہ ہے اور وہ جب گواہوں کے سامنے آئی تو استحیاءً اس نے ایجاب کا جواب لفظ قبلت یا کسی اور لفظ سے نہیں دیا بلکہ خاموش رہی یا سر سے منظوری کا اشارہ کیا یا بجائے قبلت کے منظور ہے کا لفظ کہنے سے نکاح بلاتردد منعقد ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خاموش رہنے اور سر ہلانے سے منعقد نہیں ہوگا اور لفظ منظور ہے کہنے سے منعقد ہوجائے گا۔ **وينعقد بإيجاب وقبول وضعاللمضى وبما وضع احدهما له والأخر للاستقبال كزوجنى فاذا قال زوجت اوقبلت او بالسمع والطاعة بزازيه اھ نص**

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[۴] وتحل للازواج بمجرد انقطاع العدة،بدائع الصنائع ص۱۸۳/ ج۳/ كتاب الطلاق فصل واما شرائط جوازالرجعة مطبوعه كراچی.

[۱] وينعقد متلبساً بإيجاب من أحدهما وقبول من الأخر وضعاً للمضى وشرط حضور شاهدين حرين اوحر وحرتين الدرالمختار كراچی ص۲۲/ج۳/ كتاب النكاح،بحر كوئٹه ص۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح هدايه ص۳۰۵/ج۲/كتاب النكاح مطبوعه دارالكتاب ديوبند.

[۲] عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده رضى الله عنه قال قام رجل فقال يارسول الله ان فلانا ابنى عاهرت بامه فى الجاهلية فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لادعوة فى الاسلام ذهب امرالجاهلية الولد للفراش وللعاهرالحجر رواه ابوداؤد مشكوة شريف ص۲۸۷/ج۲/باب اللعان،الفصل الثالث مطبوعه ديوبند ابوداؤد ص۳۱۷/ج۱/كتاب الطلاق باب الولدللفراش طبع اشرفى ديوبند.

عبارتها قال زوجی نفسک منی فقالت بالسمع والطاعةصح اھ ونقل هٰذا الفرع فی البحر عن النوازل ونقله فی موضع اٰخرعن الخلاصةفافهم درو شامی[1] مختصراً الاشارة انما تعتبر اذا صارت معهودة وذٰلک فی الاخرس دون المعتقل ولان الضرورة فی الاصل لازمة وفی العارض علیٰ شرف الزوال اھمجمع الانهر ص ۷۳۳/ ج ۲/[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

شربت پر پھونک مار کر ایک گھونٹ پینے سے نکاح

سوال:- چھوٹے چھوٹے بچوں کو کلمہ پڑھ کر شربت پر پھونک مار کر پلا دینے سے نکاح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صرف اتنی بات سے نکاح نہیں ہو جاتا[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱٦/۴/ ۹۴ھ

''لڑکی خدا واسطے دیدی'' کہنے سے نکاح ہوگا یا نہیں؟

سوال:- زید نے اپنی دختر ہندہ جس کی عمر تقریباً چار پانچ سال کی ہے زید نے اپنے

---

[1] الدرالمختارمع الشامی کراچی ص ۱۰۹/ ج۳/ کتاب النکاح،بزازیه علی الهندیه ص ۱۰۹/ ج۴/ کتاب النکاح،الفصل الاول،مطبوعه کوئٹه،هدایه ص ۳۰۵/ ج ۲/ کتاب النکاح مطبوعه یاسرندیم دیوبند.

[2] مجمع الانهر ص ۷۴۴/ ج ۴/ کتاب الخنثیٰ،مسائل شتی مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[3] وینعقد أی النکاح بایجاب وقبول وشرط سماع کل من العافدین لفظ الآخروحضور حرین کلفین مسلمین مجمع الأنهر ص ۴۷۲،۴۷٦/ ج ۱ کتاب النکاح،مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت،البحرالرائق کوئٹه ص ۸۱،۸۷/ ج۳/ کتاب النکاح،الدرالمختارمع الشامی زکریا ص ۶۹،۹۱/ ج۴/ کتاب النکاح.

ہوش وعقل کے ساتھ یہ الفاظ کہے۔ کہ میں نے اپنی دختر مسماۃ ہندہ خالد کے پسر کواللہ واسطے دیدی ہے۔ خالد نے اسی مجلس میں اپنے پسر کے لئے قبول کیا۔ آیا عندالشرع صورت مسئولہ میں نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ الفاظ کہ میں نے اپنی دختر ہندہ کو خالد کے پسر کو اللہ واسطے دیدی ہے، کنایاتِ نکاح میں سے ہیں اگر بہ نیت نکاح یہ الفاظ کہے ہیں یا کوئی دوسرا قرینہ وغیرہ نکاح پر موجود ہے اور اس مجلس کو عقد نکاح سمجھا گیا ہو اور گواہوں نے بھی یہی سمجھا ہو کہ ان الفاظ سے مقصود نکاح ہے تو شرعاً نکاح منعقد ہو گیا ورنہ نہیں۔ وانمایصح بلفظ تزویج ونکاح لانهما صریحان وما عداهما كناية وهو كل لفظ وضع لتمليك عين كاملة فلايصح بالشركة فى الحال خرج الوصية غير المقيدة بالحال كهبة وتمليك وصدقة وعطية وقرض وسلم واستيجار وصلح وصرف وكل ماتملك به الرقاب بشرط نية اوقرينة وفهم الشهود المقصود. درمختار[1] ص۴۱۳/ ج ۲/۔ فقط

والحاصل انه كناية علىٰ ثلثة انواع ماينعقد به اجماعاً اھ زيلعى قال الشلبى وذٰلک كالتمليک والهبة والصدقة ونحوها[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/ ۲/ ۵۵ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ
صحیح: عبداللطیف

---

[1] درمختار كراچى ص ۱۶، ۱۸/ ج ۳/ كتاب النكاح، الدرالمختارمع الشامى زكرياص ۷۸، ۸۳/ ج ۴/ فتاوى الهنديه كوئٹه ص ۲۷۰/ ج ۱/ كتاب النكاح، الباب الثانى فيما ينعقد به النكاح ومالاينعقدبه، النهرالفائق ص ۱۷۹/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبع دارالكتب العلميه بيروت.

[2] زيلعى مع حاشية العلامة الشلبى ۹۸/ ج ۲/ مكتبة امدادية ملتان (كتاب النكاح) مجمع الانهر ص ۴۷۱، ۴۷۰/ ج ۱/ كتاب النكاح مطبع دارالكتب العلمية بيروت، الدرالمختار مع الشامى زكرياص ۸۰/ ج ۴/ كتاب النكاح.

لفظ جان بخشی سے نکاح، غیر عادل لوگوں کی گواہی نکاح میں

سوال:- احمد ابراہیم صوفی ایک لڑکی مسلمہ باکرہ مسماۃ حافظہ بی بی کو بہکا کر کسی گاؤں میں لے گیا اور اس گاؤں کے امام مسجد سے کہا کہ ہم دونوں کا نکاح پڑھا دیجئے امام موصوف نے انکار کیا کہ میں ایسے جھگڑے کے نکاح نہیں پڑھاتا ہوں، چنانچہ امام صاحب کے اس انکار کی وجہ سے مذکورہ لڑکی نے دو مرد اور دو عورتوں کے سامنے احمد ابراہیم صوفی کو اپنی ذات بخشدی مگر مہر کا ذکر اور تسمیہ اس مجلس میں نہ ہوا منجملہ ان دو مردوں کے ایک ان میں سے ناکح احمد ابراہیم صوفی کا پھوپھی زاد بھائی اور دوسرے رشتہ سے سالہ یا بہنوئی ہوتا ہے اور مذکورہ دو عورتوں میں سے ایک ان میں سے ناکح مذکور کی حقیقی پھوپھی ہوتی ہے۔ نیز یہ بھی فرض کیجئے کہ شہود مذکورہ غیر عدول یعنی فاسق ہی ہیں اب عقد مذکور کی جب کہ لڑکی کے والدین کو اطلاع ہوئی تو وہ اپنی لڑکی کو گاؤں سے واپس لے آئے اور بھری مجلس میں مثلاً زید سے لڑکی مذکورہ کا نکاح پڑھا دیا چنانچہ احمد ابراہیم صوفی نے مسماۃ حافظہ بی بی اور زید ناکح ثانی کے خلاف عدالت میں نالش دائر کردی۔ تو لڑکی نے اپنے تحریری بیان میں یہ بیان دیا کہ نہ تو مجھے احمد ابراہیم صوفی نے کسی گاؤں میں بہکایا اور نہ ہی میں نے ذات بخشی کی یعنی یہ واقعہ ہی سراسر جھوٹ ہے اور من گھڑت ہے (چونکہ لڑکی اس وقت والدین اور زید ناکح ثانی کے قبضہ میں ہے اس وجہ سے لڑکی سے یہ بیان تحریری دلوایا) چنانچہ اب گذارش ہے کہ۔

(الف) حافظہ بی بی مذکورہ کے انکار اور جحود کی بنا پر نیز قطع نظر اس سے کہ قضاء قاضی کیلئے اس مدعی احمد ابراہیم صوفی کے ذمہ مذکورہ شہود نکاح پر شہادت عدولی کی بینہ عدول کی مزید ضرورت ہو یا نہ ہو ذات بخشی کے وقت مہر کے عدم ذکر اور عدم تسمیہ کے باوجود نیز شہود مذکورہ کے غیر عدول ہونے کے باوجود نفس عقد اول یعنی ذات بخشی والا عقد کنائی صحیح اور عقد ثانی یعنی زید کا عقد غیر صحیح ہوگا یا نہیں؟

(ب) نیز مدعی احمد ابراہیم صوفی کے ذمہ آیا یہ ضروری ہے کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے علاوہ شہود نکاح کے جنھیں غیر عدول فرض کیا گیا ہے کسی اور بینہ عدول کو پیش کرے یا یہی شہود کا نکاح غیر عدول رشتہ مذکورہ کے ثبوت دعویٰ اور قضاء قاضی کے لئے کافی ہیں؟

(ج) نیز پھوپھی زاد بھائی اور حقیقی پھوپھی کا رشتہ کسی ادائے شہادت میں خواہ وہ شہادت نکاح ہو یا غیر نکاح ہو۔ مدعی کے خلاف اثر انداز ہوسکتا ہے؟ نیز ادائے شہادت میں کس قسم کا رشتہ اور قرابۃ قابل قبول نہیں؟

(د) اگر مدعی احمد ابراہیم صوفی کے ذمہ دعویٰ مذکورہ کے ثبوت کے لئے علاوہ شہود نکاح کے جو کہ غیر عدول ہیں۔ کسی اور شہود عدول کی مزید ضرورت ہو اور وہ میسر نہ آئیں تو مذکورہ عقد اول اور ثانی دیانۃً اور قضاءً کس قسم کے ہونگے صحیح یا غیر صحیح؟

(ہ) اگر شہود نکاح میں سے ایک مرد عادل یا مستور الحال ہو تو مدعی کے ثبوت دعویٰ اور قضاء قاضی کے لئے اس ایک مرد عادل یا مستور الحال کی شہادت کافی ہوگی یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

نوٹ:۔ واضح ہو کہ یہ دونوں عقد کفو میں ہوئے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) کسی لڑکی کو بھگانا بڑی بے غیرتی اور کمینہ پن ہے۔ سوال میں عقد نکاح کے متعلق محض جان بخشی کا تذکرہ ہے۔ اگر محض لڑکی نے اپنی جان بخشدی اور احمد ابراہیم صوفی نے جواب میں کچھ نہیں کہا بلکہ سکوت اختیار کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اگر باقاعدہ طرفین سے ایجاب وقبول ہوا ہے اگرچہ بجائے لفظ نکاح کے جان بخشی کا لفظ استعمال کیا گیا ہو تو نکاح منعقد اور صحیح ہوگیا۔[1] مہر کا ذکر صحت نکاح کے لئے ضروری نہیں بغیر ذکر وتسمیہ مہر بھی نکاح صحیح

---

[1] وانما يصح بلفظ تزويج ونكاح لأنهما صريح وما عداهما كناية هو كل لفظ وضع لتمليك عين كاملة كهبة وتمليك وصدقة وعطية وقرض وسلم واستيجار وصلح وصرف وكل ما تملك به الرقاب بشرط او قرينة وفهم الشهود المقصود، الدر المختار كراچی ص ۱۶/ ج ۳/ كتاب النكاح، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۸۳،۸۷/ ج ۴/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ہو جاتا ہے اور مہر مثل لازم ہوتا ہے[1] اور انعقاد نکاح کے لئے گواہوں کا عادل ہونا ضروری نہیں (البتہ اگر مقدمہ عدالت میں پہونچے گا تو قاضی غیر عدول کی شہادت کو رد کر دیگا[2]) اس صورت میں عقد کے صریح اور کنائی ہونے میں کوئی فرق نہیں لہٰذا صریح کو کنائی پر کوئی فوقیت نہیں ہوگی[3]

(ب) عدالت میں دعویٰ ثابت کرنے کے لئے شہود کا عدول ہونا ضروری ہے[4] غیر عدول کی شہادت کو قاضی قبول نہیں کریگا الّا یہ کہ صحت واقعہ مشہود لہا کا غلبۂ ظن حاصل ہو جائے[5]

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) کتاب النکاح، النهر الفائق ص ۱۷۹/ ج ۲/ کتاب النکاح مطبع دار الکتب العلمية بیروت، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۰/ ج ۱/ کتاب النکاح الباب الثانی فیما ینعقدبه النکاح و مالا ینعقدبه.

۱؎ ویصح النکاح بلاذکره اجماعاً ومع نفیه لو نفاه بان عقدعلی ان لامهرلهالزم مهر المثل، مجمع الانهر ص ۵۰۸،۵۰۹/ ج ۱/ کتاب النکاح، باب المهر، مطبع دار الکتب العلمية بیروت، بحر کوئٹه ص ۱۴۲/ ج ۳/ باب المهر، فتاوی الهندیه کوئٹه ص ۳۰۴/ ج ۱/ الباب السابع فی المهر، الفصل الثانی.

۲؎ انعقدبحضور الفاسقین والاعمیین والمحدودین فی قذف وان لم یتوبا وابنی العاقدین وان لم یقبل ادائو هم عند القاضی کانعقاده بحضرة العدوین، شامی زکریامع الدر المختار ص ۹۳/ ج ۴/ کتاب النکاح قبیل مطلب فی عطف الخاص علی العام، البحر الرائق کوئٹه ص ۸۹/ ج ۳/ کتاب النکاح، بدائع زکریاص ۵۲۷/ ج ۲/ کتاب النکاح، فصل ومنها العدر وعدالة الشاهدین.

۳؎ حوالۂ بالا رقم الحاشیہ ۱/۔

۴؎ وشرط للکل الحریة والإسلام والعدالة (والعدالة) وهی شرط لوجوبه لا لصحته، الملتقی مع در المنتقیٰ علی مجمع الانهر ص ۲۶۱/ ج ۳/ کتاب الشهادات مطبع دار الکتب العلمية بیروت، الدر المختار مع الشامی زکریاص ۱۷۸/ ج ۸/ کتاب الشهادات، هداية ص ۱۵۶/ ج ۳/ کتاب الشهادة، مکتبه تهانوی دیوبند.

۵؎ فلو قضی بشهادة فاسق نفذ واثم فتح قال فی جامع الفتاوی واما شهادة الفاسق فان تحری القاضی الصدق فی شهادة تقبل والا فلافقال وفی الفتاوی القاعدية: هذا اذا غلب علی ظنه صدقه وهو مما یحفظ درراول کتاب القضاء، الدرالمختارمع الشامی زکریاص ۱۷۹، ۱۷۸/ ج ۸/ کتاب الشهادات، مجمع الانهرص ۲۱۲/ ج ۳/ کتاب القضاء، مطبع دار الکتب العلمية بیروت.

(ج) یہ رشتہ مانع قبول شہادت نہیں[1]۔

(د) اگر عدالت قاضی میں ثبوت نہ ہو اور قاضی کو صحت واقعہ کا شہادت سے غلبہ ظن حاصل نہ ہو تو وہ عقد کو غیر معتبر مانے گا ایسی صورت میں قاضی کو چاہئے کہ ناکح کو کہے کہ تم طلاق دیدو (احتیاط کا تقاضہ یہی ہے) اگر وہ طلاق نہ دے تو قاضی خود نکاح کو فسخ کردے[2]۔

(ہ) صرف ایک مرد عادل یا مستور الحال کی شہادت پر قضاء جائز نہیں[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷ر شوال ۶۷ھ

نکاح کا اقرار کافی نہیں

سوال:- ہندہ اور زید کے درمیان تین چار سال سے محبت کا خط خطوط تھا اور ہندہ

---

[1] وتجوز شهادة الاخ لاخته شهادة الاخ لاخيه واولاده جائزة وكذا الاعمام واولادهم والاخوال والخالات والعمات كذا فى فتاوى قاضى خان، فتاوى عالمگيرى كوئٹه ص ۴۷۰/ ج۳/ كتاب الشهادت، الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لاتقبل، الفصل الثالث، مجمع الانهر ص ۲۷۸/ ج۳/ كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل، الدر المختار مع الشامى زكريا ج۸/ كتاب الشهادات، بالقبول وعدمه.

[2] فقد شرطاً من شرائط الصحة الى قوله بل يجب على القاضى التفريق بينهما (بل يجب على القاضى) اى ان لم يتفرقا، الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۲۷۶، ۲۷۴/ ج۴/ كتاب النكاح باب المهر مطلب فى النكاح الفاسد، النهر الفائق ص ۲۵۲/ ج۲/ باب المهر، مطبع دار الكتب العلمية بيروت.

[3] وشرط لغير ذالک الى قوله رجلان اورجل وامرأتان مالاً كان او غيرمال كالنكاح والرضاع والطلاق والوكالة والوصية الخ، مجمع الانهر ص ۲۶۱/ ج۳/ كتاب الشهادات، مطبع دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص ۴۵۱/ ج۳/ كتاب الشهادات، الباب الاول، هدايه ص ۱۵۵، ۱۵۴/ ج۳/ كتاب الشهادة مكتبه تهانوى ديوبند.

نے بعض خطوط میں یہ لکھا تھا کہ میں آپ ہی کو خاوند بناؤں گی اور بعض میں یہ کہ آپ کو شوہر بنانا چاہتی ہوں اور اکثر خطوں میں اس نے زید کو خاوند سے تعبیر کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی اظہار کیا ہے کہ آپ اور میرے درمیان نکاح منعقد ہو چکا ہے کیوں کہ اس کو معلوم تھا کہ جو خطوط اس نے زید کے پاس بھیجے تھے ان کو زید نے دو تین بالغ عاقل آدمیوں کے سامنے پڑھ کر اس کو تین بار آدمیوں کے سامنے قبول کرلیا ہے یہ کہہ کر کہ میں اس کو اپنی زوجیت میں قبول کرتا ہوں۔ اب ہندہ کے باپ نے ان تمام باتوں کے علم ہو جانے اور ہندہ کے بہت سے خطوط ہاتھ لگ جانے کے باوجود بھی اس کو دوسری جگہ شادی میں دیدیا اور اس نے بھی خواہ اپنے والدین کے خوف سے یا دنیوی طمع کی خاطر اپنے نکاح کی اذن دیدی اب صورت اولیٰ میں مذہب حنفیہ کے مطابق نکاح منعقد ہوا یا نہیں۔ بر تقدیر اولیٰ نکاح ثانی کیا حکم ہے؟ اور اس جرم کا مرتکب کون اور اس کی کیا سزا مع الادلة الشريفة بينوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلياً

الفاظ بالا میں آپ ہی کو خاوند بناؤں گی، آپ کو شوہر بنانا چاہتی ہوں، آپ اور میرے درمیان نکاح منعقد ہو چکا ہے، نکاح کے لئے ایجاب نہیں پہلے اور دوسرے الفاظ سے خواہش ظاہر کی ہے، تیسرے الفاظ سے اقرار کیا ہے جو کذب ہے۔ انشاء عقد کے لئے کوئی لفظ نہیں۔ نیز خاوند سے تعبیر کرنا بھی ایجاب کے لئے کافی نہیں۔ اگر ہندہ نے یہ ہی الفاظ لکھے ہیں اور زید نے انہیں کو گواہوں کے سامنے پڑھ کر قبول کیا ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوا والدین نے جو ہندہ کی اجازت سے اس کا نکاح کیا ہے وہ صحیح اور معتبر ہے۔ لیکن اگر ہندہ نے کچھ ایسے الفاظ بھی لکھے ہیں جو ایجاب کے لئے کافی ہیں اور زید نے ان کو سنا کر گواہوں کے سامنے قبول کیا ہے تو وہ صحیح اور معتبر ہے اور والدین کا کیا ہوا نکاح معتبر نہیں۔ والبسط فی ردالمحتار[1]

---

[1] ولا ينعقد بالإقرار على المختار لأن الأقرار اظهار لما هو ثابت وليس بإنشاء ولا بكتابة حاضر بل غائب وصورته أن يكتب إليها يخطبها فإذا بلغها الكتاب أحضرت الشهود وقرأته عليهم وقالت زوجت نفسي منه الخ. (الدرالمختار على الشامی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ص ۴۰۹/ج ۲/۔ فقط واللہ سبحانہ تبارک وتعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۷/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۲۲/شعبان المعظم ۵۸ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۳/شعبان ۵۸ھ

عورت کا قول کہ ''میں فلاں شخص کے ساتھ رہونگی'' نکاح نہیں

سوال:- اگر کوئی عورت صرف دو مردوں کے سامنے کہدے کہ میں ہمیشہ فلاں مرد کے ساتھ رہونگی، اگر وہ مرد موجود نہ ہو، تب اس طرح نکاح ہوا یا نہیں؟ جب کہ دونوں ایک دوسرے سے نکاح پر راضی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا کہنے سے خواہش نکاح کا اظہار ہوا، لیکن نکاح منعقد نہیں ہوا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۴/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

لفظ اجرت سے نکاح

سوال:- مسماۃ ہندہ نے جو عاقلہ بالغہ ثیبہ بیوہ ہے اور عمر اس کی بیس سال سے متجاوز

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ص ۴۷، ۳/۷/ج ۴/کتاب النکاح) مطلب التزوج بارسال کتاب، مطبع مکتبہ زکریا دیوبند، فتح القدیر ص ۱۹۳، ۱۹۲/ج ۳/کتاب النکاح، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[1] وینعقد ملتبساً بایجاب من احدهما وقبول من الاخر لان الشرع یعتبر الایجاب والقبول ارکان عقد النکاح الی ان قال وشرط حضور شاهدین ای یشهدان علی العقد، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۶۸، ۸۷/ج ۴/کتاب النکاح فتاوی عالمگیری ص ۲۶۷/ج ۱/کتاب النکاح الاول، البحر الرائق کوئٹہ ص ۸۱، ۸۷/ج ۳/کتاب النکاح.

ہے، زید نے ایک مختصر سا کام کیا زید نے بعد انجام دہی ہندہ سے مذاقاً کہا کہ مجھ کو اس کی اجرت چاہئے جو خاص خصوصیت رکھتی ہو اس وقت ہندہ نے بہت خوش ہو کر کہا کہ اس صلہ میں مجھ کو لے لیجئے میں نے اپنے ہی کو آپ کے حوالہ کیا تب زید نے کہا کہ خوب مضبوط ہو کر کہو پھر ہندہ نے اور بھی مستعدی اور مضبوطی سے پرزور الفاظ میں کہا اور زید نے اس قول کو ہندہ سے بار بار کہہ کر تین چار دفعہ کہلوایا اور ہندہ نے ہر بار اقرار کیا اور زید قبول کرتا رہا اور یہ واقعہ تین چار عورتوں اور ایک مرد کے مواجہہ میں ہوا۔ پھر دوسرے دن بھی زید نے اس معاملہ کی دوبارہ تجدید و تصدیق ہندہ سے کی چنانچہ اسی طرح ہندہ اپنی ذات کو زید کے سپرد کرتی رہی اور زید قبول کرتا رہا پھر زید نے کہا کہ اس قول سے پھر تو نہ پلٹو گی ہندہ نے کہا کہ نہیں اور یہ بات ہندہ نے محبت واخلاص سے اور محبت وصداقت سے کہی اس میں کوئی بناوٹ یا مذاق کا پہلو نہ تھا اور حقیقۃً ہندہ نے محبت واخلاص سے واقعی طور پر کہا تھا تب پھر زید نے کہا کہ دیکھو اب تو رجسٹری ہوگئی ہندہ نے اسے بھی تسلیم کر لیا پس ایسی حالت میں زید اور ہندہ کا باہم عقد مناکحت شرعاً منعقد ہوگیا یا نہیں؟ بحوالہ کتب فقہ جواب سے مطلع فرمائیں۔ بینوا توجروا اور صورت عقد مناکحت ہوجانے کے مہر کیا قرار پاوے گا۔ شوہر کے خاندان کا لیا جاویگا۔ (زید) یا زوجہ یعنی مسماۃ ہندہ کے خاندان کا بینوا توجروا۔

المستفتی محمد خلیل مقیم درگاہ شریف کچھوچھہ ضلع فیض آباد یو، پی۔

تنقیحات

(۱) وہ مختصر سا کام کیا تھا (اس پر اجرت لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟)

(۲) جس وقت ہندہ نے زید سے اس کام کے لئے کہا تھا اس وقت اجرت کا کوئی تذکرہ آیا یا نہیں؟ اگر آیا تو کیا اجرت قرار پائی اگر نہیں تو کیا دونوں کے ذہن میں لینے دینے کا ارادہ تھا یا نہیں؟ یا محض تبرعاً واستحساناً کام کیا اور دل میں کوئی اجرت کی نیت نہ تھی؟ مہر میں اجرت کا ذکر آیا؟

(۳) ہندہ نے بعینہ یہ ہی الفاظ کہے یا کچھ اور؟ اس کے جواب میں زید نے کن الفاظ سے قبول کیا؟

(۴) ہندہ نے یہ الفاظ بنیت نکاح کہے یا کچھ اور؟ اس کو زید نے بنیت نکاح قبول کیا یا کسی اور نیت سے؟

(۵) حاضرین مرد اور عورتوں نے بھی اس کلام کو نکاح سمجھا یا کچھ اور۔؟

اولاً جواب لکھا تھا لیکن تشقیقات کے باعث محل اشکال وتامل تھا اس لئے بعد میں مناسب معلوم ہوا کہ تشقیقات اور اغلاقات کو سائل سے حاصل کرلیا جاوے تا کہ جواب صاف اور بے تر دد ہو۔ لہٰذا امور مذکورہ بالا کو حل کر دیجئے پھر انشاء اللہ جواب واضح تحریر کر دیا جائے گا۔

از دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم

جوابات تنقیح

(۱) وہ کام یہ تھا کہ ہندہ نے زید کو دوسیر کی مٹھائی دی اور کہا کہ اس کو فلاں بزرگ کے نام فاتحہ پڑھ دو اس نے پڑھ دیا تھا پس واقعۃً اجرت لینا مقصود بھی نہ تھا۔

(۲) اس کام کی نہ کوئی اجرت ہوسکتی ہے نہ کوئی تذکرہ تھا نہ ضرورت ہی تھی نہ لینا مقصود تھا دونوں کے ذہن میں اجرت لینے دینے کا بالکل خیال نہ تھا یہ کام تو تبرعاً واحساناً کیا بعد میں محض مذاقاً اجرت کو کہا تھا نہ اجرت ٹھہری تھی نہ ذکر آیا تھا نہ نیت تھی نہ موقع ہی تھا۔ صورت یہ تھی کہ ۸/رجب کو ملانے فاتحہ دیتے ہیں پیسے روپیہ چراغی کے نام سے لیتے ہیں اسی بناء پر زید نے کہا کہ ہماری چراغی ملنی چاہئے ورنہ اجرت کیسی اور چراغی بھی مقصود نہ تھا نہ زید کا یہ پیشہ ہے۔

(۳) ہندہ نے بعینہ وہی الفاظ کہے تھے (اور اس کا اصل منشاء یہ ہی ہے کہ میں من کل الوجوہ اپنے اوپر زید کو کلی اختیار دیتی ہوں، اس کا لب ولہجہ اور عنوان محبت واخلاص وہی تھا جو لکھا ہے (زید نے کہا کہ ’’میں بسر وچشم قبول کرتا ہوں مگر مضبوط رہنا‘‘ اس نے کہا کہ ’’ہاں

ہاں میں مضبوط ہوں'' اور پھر دوسرے دن رجسٹری والا مضمون پیش آیا اور ہندہ نے بھی تسلیم کیا۔

(۴) ہندہ نے بہ نیت نکاح یہ الفاظ نہیں کہے مگر زید نے بہ نیت نکاح ہی قبول کیا اور خیال کیا علماء سے دریافت کر کے جیسا ہوگا کیا جائے گا۔

(۵) حاضرین میں چند عورتیں تھیں ایک مرد بھی تھا اس کلام کو نکاح نہیں سمجھا مگر مذاقاً یہ طنز لگایا مگر نکاح نہ سمجھا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جن الفاظ سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے وہ دو قسم پر ہیں۔ اول صریح۔ دوم کنایہ ''اس صلہ واجرت میں آپ مجھ کو لے لیجئے'' کنایات نکاح میں سے ہے۔ صریح نہیں اور کسی کام کی اجرت میں نکاح کر دینا یعنی عورت کو اجرت قرار دینا شرعاً درست ہوتا ہے گو اس کی صحت کے لئے چند شرطیں ہیں۔

اول:۔ ادائے الفاظ کے وقت نکاح کی نیت ہو (ہندہ نے بہ نیت نکاح یہ الفاظ نہیں کہے)

دوم:۔ حاضرین اور گواہوں نے اس کو نکاح سمجھا ہو (یہاں ایسا نہیں ہوا)

سوم:۔ کوئی قرینہ بھی ارادۂ نکاح پر ہو (اس صورت میں یہ بھی نہیں)

چہارم:۔ باقاعدہ اجارہ کیا گیا ہو اور عورت کو ایسے کام کی اجرت قرار دیا گیا ہو کہ اس پر اجرت لینا شرعاً جائز ہو (صورت مسئولہ میں یہ بھی مفقود ہے)

پس یہ نکاح شرعی نکاح نہیں ہوا بلکہ لغو اور بیکار ہے اس پر کوئی شرعی حکم مرتب نہ ہوگا۔

وانما یصح بلفظ تزویج ونکاح لانهما صریح وماعداهما کنایة وهو کل لفظ وضع لتملیک عین کاملةفلایصح بالشرکة فی الحال خرج الوصیة غیر المقیدة بالحال کهبة وتملیک وصدقة وعطیة وقرض وسلم واستیجار وصلح وصرف وکل ماتملک به الرقاب بشرط نیة او قرینة. وفهم الشهود المقصود، درمختار[۱] قوله

[۱] الدرالمختار کراچی ص ۱۶، ۱۸ / ج ۳ / کتاب النکاح، الدرالمختار (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر کیجئے)

وسلم واستیجار هٰذا اذا جعلت المرأة راس مال السلم اوجعلت اجرة فینعقد اجماعاً وقال تحت قوله بشرط نیة اوقرینة بعد بسط الکلام وملخصه انه لابد فی کنایات النکاح من النیةمع قرینته اوتصدیق القابل للموجب وفهم الشهود المراد أواعلامهم به درمختار[۱] ص ۱۵۴،۱۶ ۱۴/ ج ۲/ شرط کا معدوم ہونا جواب تنقیح سے واضح ہوا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۸/۵۷ھ

اس سوال کے تنقیح مع جواب تنقیح نقل ہیں۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۹/ شعبان ۵۷ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مع الشامی زکریا ص ۸۳، ۸۷/فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۰/ ج ۱/ کتاب النکاح،الباب الثانی فیما ینعقدبه النکاح ومالا ینعقدبه،النهر الفائق ص ۱۷۹/ ج ۲/ کتاب النکاح،مطبع دارالکتب العلمیة بیروت.

[۱] شامی کراچی ص ۱۷،۱۶/ ج ۳/ کتاب النکاح،مجمع الانهر ص ۴۷۱/ ج ۱/ کتاب النکاح مطبع دارالکتب العلمیة بیروت،حاشیة الشلبی علی الزیلعی ص ۹۸/ ج ۲/ کتاب النکاح مطبع مکتبه امدادیه ملتان.

فصل ششم: تحریراور ٹیلیفون سے نکاح

نکاح بذریعۂ خط

سوال:-دلہا افریقہ میں اور دلہن ہندوستان میں اور نکاح پڑھانا ہے تو اس کی کیا صورت ہے؟ خلاصہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

دلہن یا اس کا ولی دلہا یا اس کے ولی کو بذریعہ خط اجازت دیدے اور اس خط کے پہنچنے پر دلہا یا اس کا ولی گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرالے مثلاً دلہن نے لکھا کہ میں تم کو وکیل بناتی ہوں تم میرا نکاح اپنے سے کرلو اس پر دو گواہوں کے سامنے کہے کہ فلانۃ بنت فلاں نے مجھے اپنی طرف سے اپنے نکاح کا وکیل بنایا ہے میں نے اس سے اپنا نکاح کرلیا۔ یا دلہن کے ولی (باپ) نے دلہا کے ولی (باپ) کو لکھا کہ میں تم کو وکیل بناتا ہوں کہ میری فلاں لڑکی کا نکاح تم اپنے لڑکے سے کرلو۔ اس پر وہ گواہوں کے سامنے کہہ دے کہ میں نے فلاں کی لڑکی فلاں کا نکاح اپنے لڑکے فلاں سے کردیا بس نکاح ہوجائے گا[1] ایک ہی شخص کا کہنا ایجاب وقبول دونوں کے قائم مقام ہوجائے گا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] إمرأة وكلت رجلاً ليزوجها من نفسه فقال الوكيل بحضرة الشهود تزوجت فلانة لايجوز النكاح مالم يذكر اسمها واسم ابيها وجدها لانها غائبة والغائبة تعرف بالتسمية الهندية ص۲۶۸/ج۱/كتاب النكاح،الباب الاول مطبوعه دارالكتاب ديوبند،شامی زكريا ص۷۳/ ج۴/ مطلب بالتزوج بارسال كتاب،البحرالرائق كوئٹه ص۱۳۶/ج۳/ باب الاولياء والاكفاء فصل فى الوكالة شامى نعمانية ص۲۶۷/ج۲/ كتاب النكاح.

[2] اجمع اصحابنا ان الواحديصلح وكيلافى النكاح من الجانبين (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پرملاحظہ کیجئے)

خط کے ذریعہ نکاح

سوال:- فاطمہ نے لکھنؤ سے رفیق مقیم کلکتہ کے پاس رجسٹری خط بذریعہ ڈاکخانہ بھیجا جس میں تحریر کیا کہ بھائی رفیق صاحب میں آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں اس لئے میں نے اپنے کو آپ کی زوجیت میں دے دیا امید ہے کہ آپ قبول فرمائیں گے پھر دستخط کر دیا۔ جب رفیق کے پاس یہ خط پہونچا تو دس پانچ روز اپنے پاس خط ڈالے رہے پھر دو آدمیوں کو گواہی کے لئے بلایا کہ میری حقیقی پھوپھی زاد بہن مسماۃ فاطمہ بنت حبیب خاں نے لکھنؤ سے میرے پاس بذریعہ ڈاک نکاح کے لئے رجسٹری خط بھیجا ہے جس کا مضمون یہ ہے، اس کے بعد فاطمہ کا ایجاب نامہ پڑھ کر سنایا گیا اور وہ خط بھی گواہوں کو دکھایا پھر کہا کہ آپ لوگ گواہ رہیں میں نے فاطمہ کی بات منظور کر لی اور اس کو اپنی زوجیت میں لے لیا اور اس کا نکاح اپنے سے کر لیا اب کیا اس صورت میں نکاح ہو گیا یا نہیں؟ اس مسئلہ کے بارے میں دارالعلوم دیوبند سے کل فتویٰ نمبر ۴۸۸ آیا ہے اس کی نقل یہ ہے۔ مذکورہ صورت میں جب کہ رفیق نے دو گواہوں کے سامنے فاطمہ کا خط سنا کر اور ان کے سامنے ہی اس نکاح کو قبول کر لیا اور فاطمہ کی طرف سے خود وکیل بن کر ایجاب کیا اور پھر بحیثیت زوج قبول نکاح کیا اور اس ایجاب وقبول پر دو گواہ بنا لئے تو یہ نکاح صحیح ہوگا۔ اس فتوے میں فاطمہ کی طرف سے خود وکیل بن کر ایجاب کی قید لگی ہوئی ہے۔ درمختار ص ۳۶۴ / ج ۲ / میں ہے۔ اور مولانا احمد علی سعید صاحب نائب مفتی دارالعلوم دیوبند کی تالیف کردہ کتاب ''عورت اور اسلام'' ص ۴۲ بعنوان ''خط کے ذریعہ نکاح'' بنقلِ عبارت فتح القدیر جو تحریر ہے اس میں اس وکالت کی قید مذکور نہیں ہے۔ پس صورت مسئولہ کا فیصلہ از خود مشکل ہو گیا۔

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) الی قولہ ووکیلا من جانب اصیلا من جانب الخ، عالمگیری ص ۲۹۹ / ج ۱ / الباب السادس فی الوکالة بالنکاح مطبوعہ دارالکتاب دیوبند، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۴۰ / ج ۳ / باب الاولیاء فصل فی الوکالة.

اب سوال یہ ہے کہ رفیق کو تو یہ کچھ معلوم تھا نہیں کہ خط سنانے کے ساتھ ہی فاطمہ کی طرف سے وکیل بن کر ایجاب کرنا پھر بحیثیت زوج قبول کرنا ضروری ہے یا نہیں اس نے خالی الذہن کے ساتھ وکیل ہونے یا نہ ہونے کی نیت کئے بغیر عورت کے ایجاب نامہ کو سنا کر بحیثیت زوج قبول کرلیا اس پر دو گواہ بنالئے۔تو اب کیا یہ نکاح صحیح ہوگیا یا نہیں؟ اگر نکاح صحیح ہوگیا تو فبہا، اگر صحیح نہیں ہوا تو ایسے نکاح کے بعد جو رفیق نے اپنی منکوحہ سے وطی کی ہے پھر اس فاطمہ کو طلاقِ مغلظہ دی ہے اس کا کیا ہوگا؟ کیا اس نکاح ووطی وطلاقِ مغلظہ کو کالعدم قرار دیا جائے اور رفیق بلاعدت گذارے اور بلاحلالہ کے دوبارہ فاطمہ سے نکاح کرسکتا ہے یا فاطمہ عدت طلاق گذار کر اور پھر رفیق یا کسی دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے؟ صحیح نکاح نہ ہونے کی صورت میں رفیق اگر دوبارہ فاطمہ سے نکاح کرنا چاہے تو حلالہ کی ضرورت تو نہیں پڑے گی، کیونکہ اس نے وطی کے بعد تین طلاق دی ہے اب حضرت والا سے گذارش ہے کہ جواب تشفی بخش طور پر فی الفور براہِ راست عطا فرمائیں تا کہ دس روز تک مل جائے۔ بڑی ہی عنایت ہوگی۔اس سے قبل قریب ہی میں ایک خط حضرت والا کی خدمت میں برائے دعا ارسال کرچکا ہوں امید کے فراموش نہ فرمائیں گے۔

الجواب حامداًومصلیاً

صورت مسئولہ میں وکالت کے علاوہ دوسری صورت بھی ہوسکتی ہے اور اس سے بھی نکاح درست ہوسکتا ہے۔ینعقد النکاح بالکتاب کما ینعقد بالخطاب وصورته ان یکتب الیها. یخطبها فاذا بلغها الکتاب احضرت الشهود وقرأته علیهم وقالت زوجت نفسی منه اوتقول ان فلاناً کتب الی یخطبنی فاشهدوا انی زوجت نفسی منه اما لولم تقل. بحضرتهم سوی زوجت نفسی من فلان لاینعقد لان سماع الشطرین شرط صحة النکاح قدسمعوا الشطرین بخلاف ما اذا انتفیا شامی[1] ص۳٦۴/ج۲/اس

[1] شامی کراچی ص١٢/ج٣/شامی نعمانیه ص٢٦٥/ج٢/کتاب النکاح، مطلب التزوج بإرسال الکتاب فتح القدیر ص١٩٧/ج٣/کتاب النکاح، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

لئے رفیق نے فاطمہ کو جو تین طلاق دی ہیں وہ معتبر ہوں گی اور بغیر حلالہ کے فاطمہ کے ساتھ رفیق کا نکاح دوبارہ جائز نہیں ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۶/۸/۶ھ

نکاح بذریعہ تحریر

سوال:- ایک نابالغ لڑکی نے جو برادری کے اعتبار سے انصاری ہے اس نے بنا کسی جبر و دباؤ اور لالچ کے بخوشی ایک بالغ شادی شدہ لڑکے صدیقی کے پاس یہ تحریر بھیجی کہ میں فلاں بنت فلاں نے اپنا نفس فلاں بن فلاں کے نکاح میں اتنے مہر پر دیدیا۔ لڑکے نے لڑکی کی اس تحریر کو دو گواہوں کے سامنے پڑھ کر سنائی اور کہا کہ یہ تحریر فلاں بنت فلاں نے اپنے نکاح کے لئے میرے پاس بھیجی ہے اور ان گواہوں کے رو برو لڑکے نے لڑکی کو اپنے نکاح میں قبول کرلیا۔ کیا یہ نکاح صحیح درست ہوگیا؟ بعد نکاح وہمبستری کے لڑکی اپنے عزیز و اقارب کے دباؤ یا خوف دلانے یا کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر شوہر کی طرف سے بدظن ہو کر اپنی تحریر سے انکار کردے یا یہ کہدے کہ یہ تحریر مجھ سے دھوکہ دیکر لکھائی ہے اور شوہر کو اپنا بھائی کہدے تو کیا ایسی صورت میں نکاح میں کوئی فرق آئے گا؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مطبوعہ دارالفکر بیروت، مجمع الانھر ص ۴۷۲/ج ۱/ کتاب النکاح، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، بدائع کراچی ص ۲۳۳/ج ۲/ کتاب النکاح، فصل واما شرائط الرکن.

[۱] وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجاغیره نکاحا صحیحا ویدخل بهاثم یطلقهااویموت عنها، عالمگیری کوئٹه ص ۴۷۳/ج ۱/ کتاب الطلاق فصل فیما تحل به المطلقة، الدرالمختارعلی الشامی کراچی ص ۴۰۹، ۴۱۰/ج ۳/باب الرجعة مطلب فی العقدعلی المبانة، تاتارخانیه کراچی ص ۲۰۳/ج ۳/الفصل الثالث والعشرون فی مسائل المتعلقة بنکاح المحلل.

الجواب حامداًومصلیاً

شرعاً یہ نکاح صحیح ہوگیا[۱] نکاح اور ہمبستری کے بعدلڑکی کا اپنی تحریر سے انکارشرعاً معتبر نہیں[۲] شوہرکو بھائی کہنے سے نکاح پرکوئی اثرنہیں پڑا[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودعفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند۲۶؍۱۰؍۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ مفتی دارالعلوم دیوبند۲۶؍۱۰؍۸۵ھ

نکاح بشکل معمہ

سوال:- مسمٰی زید کی سوتیلی ماں مع اپنے لڑکوں اورلڑکیوں کے علیٰحدہ مکان میں رہتی ہے اوران کے تعلقات مسمٰی بکر کے گھرانے سے خوشگوار تھے اور بکر کا لڑکا جس کے دوستانہ مراسم زید کے سبب سے سوتیلے بھائی سے تھے اور کچھ دنوں تک اس کو ٹیوشن بھی پڑھایا تھا جس کی وجہ سے کثرت سے آمدورفت رہتی تھی اوراسی سبب سے دونوں گھرانوں میں پردہ کا بھی اہتمام نہ تھا۔ چند ماہ قبل مسمٰی بکر کا لڑکا جب ٹیوشن پڑھاچکا تو اس نے یہ چال چلی کہ معمہ

---

[۱] ولابکتابۃ حاضر بل غائب بشرط إعلام الشہود بما فی الکتاب مالم یکن بلفظ الأمر فیتولی الطرفین فتح، الدرالمختار کراچی ص ۱۲ ؍ج۳؍ ونعمانیۃ ص۲۶۵ ؍ج۲؍ کتاب النکاح، مطلب التزوج بإرسال الکتاب،عالمگیری کوئٹہ ص ۲۶۹ ؍ج ۱؍کتاب النکاح،الباب الاول فی تفسیرہ،تاتارخانیہ کراچی ص ۵۴؍ج۳؍کتاب النکاح،الفصل الرابع عشرفی النکاح بالکتاب.

[۲] جحود جمیع العقود ماعداالنکاح فسخ واماالنکاح فلایقبل الفسخ اصلا،الدرالمختار علی الشامی کراچی ص۴۵۲ ؍ج۵؍کتاب القضاء،باب کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ،شامی زکریا ص۱۵۷ ؍ج۸؍.

[۳] وظہارھا منہ لغوفلاحرمۃ علیہا وفی الشامیۃ اذا قالت انت علی کظہر امی اوانا علیک کظہر امک فہو لغولان التحریم لیس الیہا ،الدالختار مع الشامی زکریا ص۱۲۷ ؍ ج۵؍ باب الظہار،مطلب مایسوغ فیہ الاجتہاد ، عالمگیر ی کوئٹہ ص۵۰۷؍ ج ۱ ؍الباب التاسع فی الظہار،خاضیخان علی الہندیۃ کوئٹہ ص۵۴۳؍ج ۱ ؍باب الظہار،روح المعانی ص۱۵ ؍ ج۱۵ ؍ الجزء الثامن والعشرون سورۃ المجادلۃ تحت آیت ۳؍مطبوعہ دارالفکربیروت.

حل کرانے کے بہانے سے ان کے گھر آکر یہ معمہ لڑکی سے حل کرانے لگا، جس میں یہ تحریر تھی۔ ''میں جاوید سے ...... کررہی ہوں اور یہ .... میری مرضی سے ہورہا ہے، اس پر کسی کی ذمہ داری نہیں ہے''

لڑکی نے کہا تم ہی حل کرلو۔ مگر اس نے سمجھایا کہ یہ تو معمہ ہے اس کو حل کرنے میں کیا حرج ہے۔ جو الفاظ ان دو جگہوں پر فٹ ہوں وہ ان میں لکھنا ہے۔ بہرحال کافی غور کرنے کے بعد لڑکے نے ''نکاح'' خالی جگہوں پر لکھوالیا اور اس کو بناء بنا کر جعلی وفرضی دستخط وکیل و گواہ بنا کر نکاح نامہ واقرار نامہ مرتب کرالیا۔ جب اس کا علم زید کو ہوا تو زید نے ہمشیرہ سے دریافت کیا کہ واقعہ کیا ہے۔ پرچہ لکھ کر دینے اور معمہ وغیرہ کا لڑکی نے اقرار کرلیا اور کہا کہ نہ تو میں نے نکاح کیا ہے اور نہ میرے وہم وگمان میں تھا اور نہ میں کسی قاضی کے پاس گئی اور نہ ہی وکیل سے کچھ کہا اور نہ کوئی گواہ آیا اور نہ تو میں نے کاغذ پر دستخط کئے اور میں حلفیہ کہتی ہوں کہ پرچہ لکھتے وقت میرے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں تھی۔ اب اس صورت پر کیا پابندی عائد ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلياً

اس جعل سازی سے شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوا۔ نکاح کے لئے گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ضروری ہے۔ یہاں تحریر لکھتے اور دستخط کرتے وقت کوئی گواہ سامنے موجود نہیں تھا۔ اگر گواہ سامنے موجود ہوتے اور برضا ورغبت لڑکی تحریر لکھتی جس سے واقعۃً نکاح کرنا مقصود ہوتا اور لڑکا بھی اس پر دستخط کردیتا اور گواہ بھی دستخط کردیتے مگر زبان سے ایجاب وقبول کے الفاظ ادا نہ کئے جاتے اور سب کارروائی تحریری ہوتی اور اس مجلس میں لڑکا لڑکی گواہ سب موجود ہوتے تب بھی اس تحریر سے شرعاً نکاح منعقد نہ ہوتا ہے۔ ردالمحتار[1] میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔

---

[1] ولابكتابة حاضر بل غائب بشرط اعلام الشهود الدر المختار (قوله ولابكتابة حاضر) فلو كتب تزوجتک فكتبت قبلت لم ينعقد بحر (قوله بل غائب) الظاهر أن المراد به الغائب عن المجلس وإن كان حاضراً فى البلد وصورته، أن يكتب إليها يخطبها فإذا بلغها الكتاب الكتاب أحضرت الشهود وقرأته عليهم وقالت زوجت نفسى منه أوتقول (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

تحریر غائب کے حق میں چند شرائط کے ساتھ معتبر ہوتی ہے۔ حاضر کے حق میں تحریر سے نکاح نہیں ہوتا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۱۶/۸/۹۳ھ

ٹیلیفون کے ذریعہ سے نکاح

سوال: -ایک شخص امریکہ میں تعلیم پا رہا ہے وہ شادی کرنا چاہتا ہے ہندوستان آنے کیلئے بہت روپیہ اور وقت خرچ ہوگا اس لئے وہ چاہتا ہے کہ بذریعہ ٹیلیفون یا دوسرے ذریعہ سے نکاح کرے تو امریکہ میں چند معتبر لوگوں کے سامنے بذریعہ ٹیلیفون قبول کر سکتا ہے۔ کیا اس طرح نکاح درست ہوگا؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص امریکہ میں ہے وہاں بذریعہ ٹیلیفون یا دیگر ذرائع (خط تار وغیرہ) سے کسی کو ہندوستان میں اپنا وکیل بنادے کہ وہ اس کی طرف سے فلاں لڑکی کے نکاح کو قبول کرلے۔ پھر یہاں مجلس نکاح منعقد کی جائے اور قاضی صاحب یا لڑکی کے والد وغیرہ جو بھی نکاح پڑھائیں وہ کہیں کہ میں نے فلاں لڑکی کا نکاح فلاں شخص سے جو کہ امریکہ میں ہے کیا اور وکیل کہے کہ میں نے اس لڑکی کو فلاں کے نکاح میں قبول کیا۔ پس اس سے نکاح منعقد ہوجائے گا اور صحیح ہوجائیگا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۰/۳/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دار العلوم دیو بند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) إن فلاناً كتب إلى يخطبني فاشهدوا اني زوجت نفسي منه. الدرمع الرد كراچی ص ۱۲/ ج۳/ كتاب النكاح مطلب التزوج بارسال الكتاب، بحر كوئٹه ص ۸۳/ ج۳/ كتاب النكاح، مجمع الانهر ص ۴۶۸/ ج ۱/ كتاب النكاح، طبع دارا كتب العلميه بيروت.

[1] إمرأة وكلت رجلاً ليزوجها من نفسه فقال الوكيل بحضرة الشهود تزوجت فلانة ولم يعرف الشهود فلانة لايجوز النكاح مالم يذكر اسمها او اسم ابيها الخ الهندية ص ۲۶۸ ج ۱ كتاب النكاح شامی نعمانية ص ۲۶۷/ ج ۲ كتاب النكاح، كتاب التزوج بارسال كتاب البحر الرائق كوئٹه ص ۸۸، ۸۹/ ج۳/ كتاب النكاح.

فصل هفتم: نکاح شغار کے احکام

نکاح شغار

سوال:- بختاور نامی ایک بیوہ عورت سے اُبَّن نامی ایک شخص نے اس شرط پر نکاح کیا کہ بختاور کے لڑکے نابالغ مسمّٰی نور محمد کو کوئی بازو لگا دیا جائے گا چنانچہ اُبّن نے اس شرط کو منظور کر کے اپنی بھانجی مسماۃ واجدل نابالغہ کے والد مسمیٰ ولی محمد سے کہہ کر نور محمد کا نکاح واجدل نابالغہ سے بولایت والدش ولی محمد پڑھوا دیا اور اپنا نکاح بختاور مذکورہ سے پڑھوالیا۔ ہر دو نکاحوں کے وقت مجمع کثیر معتبر اشخاص کا موجود تھا اس واقعہ کو عرصہ پندرہ سولہ سال کے گذر چکا ہے۔ بختاور تا حال اُبَّن کے گھر آباد ہے داشت ریکارڈ کے لئے ریاست ہٰذا میں اس وقت رجسٹر نکاحات میں نکاح کا اندراج ضروری ہے لیکن قاضی نکاح خواں نے ان ہر دو نکاحوں کے اندراج نکرائے عرصہ ۱۵/۱۶/ر کے بعد جب کہ نور محمد اور مسماۃ واجدل عرصہ ۳/ر سال سے بالغ ہیں نور محمد نے اپنی منکوحہ کو اس کے ورثاء سے طلب کیا برائے شادی، تو انھوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارے کسی لڑکے کے لئے کوئی دوسری لڑکی دوگے تو ہم واجدل کی شادی تمہارے ساتھ کر دیں گے ورنہ نہیں سابقہ نکاح سے جو مسماۃ واجدل کے والد ولی محمد نے ابن کے عوض نور محمد سے کر دیا تھا ولی محمد والد لڑکی اور اس کے دیگر رشتہ داران منحرف ہو گئے اور انکار کر دیا کہ ہم نے کوئی نکاح نہ کیا تھا اور نور محمد مذکورہ کی طرف سے دوسری لڑکی کے نہ ملنے پر انھوں نے واجدل لڑکی کا دوسرا نکاح کسی دوسری جگہ پر کر دیا ہے۔ سابقہ ہر دو نکاح کے گواہ چشم دید تیس و چالیس معتبر و حلفیہ موجود ہیں۔ مقدمہ عدالت میں دائر ہے عدالت کاغذ نکاح کا طلب کرتی ہے قاضی نکاح خواں فوت ہو چکا اب دریافت طلب امور یہ ہیں کہ۔

(۱) مسماۃ واجدل کا پہلا نکاح جو اس کے لڑکے نے بختاور کے لڑکے نور محمد کے ساتھ

اس وقت کیا تھا جب کہ ہر دو نابالغ تھے اور جس کے ثبوت میں تیس چالیس گواہ معتبر حلفیہ بیان دینے والے اور معمر موجود ہیں جائز ہے یا اندراج رجسٹر نہ ہونے کے باعث ناجائز ہے؟

(۲) مسماۃ واجدل کا دوسرا نکاح جواب اس کے رشتہ داروں اور والد نے دوسری جگہ پر کردیا ہے حلال ہے، یا حرام؟ اور اس نکاح سے جو اولاد پیدا ہوگی اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟

(۳) دوسرے نکاح کا پڑھنے والا اور ہر دو گواہان جو نکاح میں موجود تھے آیا بروئے شرع شریف قابل تعزیر ہیں اس مقدمہ کی پیشی مورخہ ۱۰؍فروری ۱۹۴۲ء ہے اور یہ فتویٰ عدالت میں ۱۰؍تاریخ کو پیش کرنا ہے۔ مفصل بالتشریح مع حوالہ کتب وحدیث وفقہ اور صاف خوشخط ہوتا کہ پڑھنے میں دقت نہ ہو اسلئے کہ اسلامی معاملہ ہے۔ اسلامی ریاست کا مقدمہ ہے عقبیٰ میں باعث تکلیف نہ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مسماۃ واجدل کا پہلا نکاح نور محمد کے ساتھ شرعاً صحیح ومعتبر ہو گیا رجسٹر میں اندراج شرعاً ضروری نہیں جو لوگ مجلس نکاح میں موجود تھے ان کی گواہی کافی ہے۔

تنبیہ: - عوض میں نکاح کرنے کا مطلب اگر یہ ہے کہ اس نکاح میں مہر مقرر نہیں ہوا بلکہ بجائے مہر کے یہ نکاح کردیا گیا تو یہ شرط شرعاً ناجائز ہے لیکن ایسی شرط سے نکاح ناجائز نہیں ہوتا بلکہ یہ شرط غیر معتبر ہوتی ہے اور نکاح درست ہوجاتا ہے اور مہر مثل لازم ہوتا ہے۔

وینعقد أی النکاح متلبساً بایجاب من أحدهما وقبول من الآخر وضعا للمضی کزوجت نفسی أو بنتی أومؤکلتی منک ویقول الآخر تزوجت درمختار[۱] ص ۴۰۶/

[۱] الدرالمختار کراچی ص ۹/ ج ۹/ کتاب النکاح، مطبوعه زکریاص ۶۹/ ج ۴/ مطلب کثیراً مایتساهل فی اطلاق المستحب علی السنة، سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۴۶۷، ۴۶۸/ کتاب النکاح، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، هدایه ص ۳۰۵/ ج ۲/ کتاب النکاح، مطبوعه یاسر ندیم.

ج۲/وللولی أنکاح الصغیر والصغیرۃ جبراً ولزم النکاح اھ درمختار[۱] ص ۴۶۹/ ج۲/ ووجب مهر المثل فی الشغار هو أن یزوجه بنته علی أن یزوجهٔ الأخر بنته أو أخته مثلاً معاوضةً بالعقدین وهو منهی عنه لخلوه عن المهر فأوجبنا منه مهر المثل فلم یبق شغاراً اھ درمختار[۲] ص ۵۱۴/ ج۲/.

(۲) مسماۃ واجدل کا جو دوسرا نکاح ہوا ہے وہ شرعاً بالکل ناجائز وحرام ہے جس سے دوبارہ نکاح ہوا ہے زنا کے حکم میں ہے اس سے جو اولاد پیدا ہوگی اس کا نسب اس شخص سے ثابت نہیں ہوگا۔ لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة، کذا فی السراج الوهاج اھ عالمگیری[۳] ص ۲۸۰/ ج ۱/(أما نکاح منکوحة الغیر ومعتدتهٗ) والدخول فیه لایوجب العدة ان علم أنها للغیر لأنه لم یقل أحدٌ بجوازه فلم ینعقد أصلاً ولهذا یجب الحد مع العلم بالفرقة لکونه زنا کما فی القنیةوغیرها اھ شامی[۴] ص ۲۳۸/ ج۲/.

---

[۱] درمختار علی الشامی زکریا ص ۱۷۰/ ج۴/ کتاب النکاح، باب الولی، قبیل مطلب مهم، هل للعصبة، تزویج الصغیر الخ، سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۴۹۴/ ج ۱/ کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۱۸/ ج۳/ باب الاولیاء والاکفاء.

[۲] درمختار ص ۳۳۲/ ج۲/ مطبوعه نعمانیه، شامی زکریا ص ۲۳۷، ۲۳۸/ ج۴/ باب المهر، مطلب نکاح الشغار، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۵۶/ ج۳/ باب المهر، مجمع الانهر ص ۵۱۲/ ج ۱/ باب المهر، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[۳] عالمگیری مطبوعه دیوبند ص ۲۸۰/ ج ۱/ الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السادس، المحرمات یتعلق بها حق الغیر، تاتارخانیه ص ۲/ ج۳/ الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة الخ مطبوعه ادارۃ القرآن کراچی، خانیه علی الهندیه ص ۳۶۲/ ج ۱/ باب فی المحرمات، مطبوعه دارالکتاب دیوبند.

[۴] شامی نعمانیه ص ۶۰۳/ ج۲/ باب العدة مطلب فی النکاح الفاسدوالباطل، مطبوعه زکریا ص ۱۹۷/ ج۵/ ایضاً شامی زکریا ص ۲۷۴/ ج۴/ مطلب فی النکاح الفاسد.

(۳) مسماۃ واجدل اوراس کا والداور جس سے دوسرا نکاح ہوا وہ اورنکاح خواں نیز جملہ شرکاء مجلس اور جولوگ اس نکاح سے خوش تھے یا باوجود قدرت کے اس کو نہیں روکا سب گنہگار ہوئے سب کو لازم ہے کہ توبہ کریں اور جس شخص کو پہلے نکاح کا علم نہیں بلکہ ناواقفیت کی وجہ سے اس دوسرے نکاح میں شریک ہوا وہ اس درجہ قابل ملامت نہیں توبہ اس کو بھی چاہئے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۱/۱/ ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم

صحیح: عبد اللطیف ۲۵/۱/ ۶۱ھ

ہمشیرہ داماد کے نکاح کی شرط پرلڑکی کا نکاح

سوال:- ایک شخص اپنی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتا ہے اس طریق پر کہ جس سے نکاح اپنی لڑکی کا کرتا ہے اس کی حقیقی ہمشیرہ سے خود نکاح کرنا چاہتا ہے لڑکا مسمیٰ عبد اللہ اور لڑکی ہمشیرہ پرور دونوں کے والدہ ایک اور باپ دو ہیں یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

میانجی نورالحسن امام مسجد بہاری گڑھ سہارنپور ۸/ذی قعدہ ۵۲ھ

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی اور مانع شرعی نہ ہوتو اس نکاح میں شرعاً کوئی قباحت نہیں بلا شبہ جائز ہے لقولہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذٰلکم[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۱۱/ ۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/ذیقعدہ ۵۲ھ

---

[1] سورۃ النساء پارہ ۵/آیت ۲۴/

ترجمہ: اور حلال کی گئی ہیں تمہارے لئے وہ عورتیں جوان کے علاوہ ہیں۔

آنٹہ سانٹہ کا نکاح

سوال:– زید نے اپنی بہن کی شادی بکر کے ساتھ کردی اور بکر نے اپنی لڑکی کی شادی زید کے ساتھ کردی۔ بکر کی یہ لڑکی پہلی عورت کی ہے تو کیا اس طرح شادی ہوسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہوسکتی ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

آنٹہ سانٹہ میں نااتفاقی ہوگئی

سوال:– دو نکاح ہوئے آنٹہ سانٹہ میں جس میں چند سال بعد آپس میں نااتفاقی ہوگئی اور انھوں نے اس کی لڑکی چھوڑ دی اور دوسرے نے بھی اس کی لڑکی کو چھوڑ دیا۔ ایک لڑکی دوبارہ راضی ہوکر اپنے خاوند کے پاس چلی گئی اور دوسری کی دوسری جگہ پر شادی کردی۔ اس لڑکی کے پہلے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے اب اس کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس لڑکی کے شوہر کا انتقال ہوگیا اس کی عدت چار مہینہ دس روز گذر گئے تو اس کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے[۲]۔ جو لڑکی پھر اپنے شوہر کے پاس چلی گئی اس نے بھی ٹھیک کیا۔ یہ حکم

---

[۱] وکذایجب مهر المثل فی الشغاروهو ان یزوجه بنته علی ان یزوجه بنته واخته معاوضة بالعقدین بقی حکمه فی حق صحة العقد الخ ، مجمع الانهر ص ۵۱۲/ج ۱/باب المهر، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، در مختارعلی الشامی ص ۲۳۸/ج ۴/باب المهر، مطلب نکاح الشغار، مطبوعه زکریادیوبندالبحرالرائق ص ۱۵۶/ج ۳/باب المهر، مطبوعه کوئٹہ.

[۲] عدة الحرة فی الوفاة اربعة اشهرو عشرة ایام، عالمگیری ص ۵۲۹/ج ۱/کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدة، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، هدایه ص ۴۲۳/ج ۲/باب العدة، مطبوعه یاسرندیم دیوبند ویجوزلصاحب العدة ان یتزوجها، هذااذالم یکن هناک مانع آخر سوی العدة، عالمگیری دارالکتاب ص ۲۸۰/ج ۱/الباب الثالث فی المحرمات، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر.

اس وقت ہے کہ دونوں شوہروں نے اپنی اپنی بیوی کو طلاق نہ دی ہو۔ اگر طلاق دیدی ہو اور عدت بھی گذر گئی تو پہلے شوہر کے پاس جانے کا حق نہیں رہا[۱] اور جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا اگر اس کو بھی طلاق دیدی تھی اور اس کی عدت طلاق گذر چکی تھی تو پھر انتقال شوہر کے بعد کوئی عدت وفات لازم نہیں[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ مدرسہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وان كـان الطلاق ثلاثا فى الحرة،لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثـم يطـلـقهااو يموت عنها،عالمگيرى ديوبندص ۴۷۳/ ج ۱/ كتاب الطلاق،الباب السادس فى الـرجعة فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ،هدايه ص ۳۹۹/ ج ۲/ باب الرجعة،فيما تحل بـه الـمطلقة ،مطبوعه ياسر نديم ديوبند،النهرالفائق ص ۴۲۱/ ج ۲/باب الرجعة،فصل فيما تحل به المطلقة،مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[۲] امـا اذاكـانـت مـنقضية لم تكن زوجته فلايجب عليها بموته شيء الخ،شامى ص ۵۱۳/ ج ۳/ باب العدة،مطلب فى عدة الموت،مطبوعه دارالفكربيروت.

فصل ہشتم: زبردستی نکاح کرانا

نکاح مکرہ

سوال: میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میرے فرزند غلام رسول کا مسماۃ نورانی کے ساتھ ناجائز تعلق مشہور تھا مسماۃ نوارنی کے سسر اور خاوند سدا نے مشورہ کیا کہ ایک رات نورانی کو میرے گھر روانہ کردیا جائے میں اس وقت موجود نہ تھا جب نورانی میرے فرزند کے پاس آ کر بیٹھی تو فوراً محمد نور مسماۃ نورانی کا سسر بھی پہنچ گیا محمد نور نے آ کر غلام رسول اور نورانی دونوں کو پکڑا اور شوروغل مچایا۔ میرا فرزند تو بھاگ گیا نورانی کو لے کر وہ گھر چلے گئے لوگ بھی سن کر جمع ہوگئے چرچا ہوگیا صبح سویرے محمد نور اور اس کی برادری کے تمام لوگ ہتھیار ڈنڈے لیکر میرے گھر پر حملہ کردیئے اور ہم کو آ کر پکڑ لیا اور شہر کا نمبردار بھی ان کے ساتھ ہوگیا تھا تمام دن ہم کو قید رکھا اور برا بھلا کہتے رہے اور کہا یا فرزند ہمارے حوالہ کرو چاہے ہم اس کو قتل کریں یا جو ہماری مرضی ہو۔ فرزند صاحب تو ڈر کے مارے بھاگ گئے۔ پھر انھوں نے کہا یا اپنی دختر کا محمد نور کے پوتے محمد اسلام سے نکاح کردو یا تمہاری عورت اور دختر کو ہم جبریہ اٹھاتے ہیں اور تم اگر مقابلہ کرو گے تو قتل کردیئے جاؤ گے نمبردار نے تو ہم کو مارا بھی ہے۔ میں اکیلا تھا گھبرایا تب ہم نے ڈر اور پیٹ کی وجہ سے کچھ سوچے بغیر اپنی دختر معصومہ کا جس کی عمر تقریباً چار سال ہے نکاح کردیا اور میرے گواہ موجود ہیں اور یہ بات تمام لوگوں کو معلوم ہوچکی ہے۔

بیان گواہ حسین بخش:۔

میں مسجد میں اور بقبلہ رو بیٹھ کر کلمہ اشھد کہہ کر حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ اللہ بخش کے گھر پر محمد نور وغیرہ تمام برادری بمع ہتھیار حملہ کر کے اللہ بخش کو پکڑ لیا اور تمام دن قید رکھا اور تقاضا کیا کہ یا فرزند ہمارے حوالہ کرو ہم اس کو قتل کرتے ہیں وہ غلام رسول تو کہیں بھاگ گیا اور یا تو

دختر کا نکاح کردو یا پھر ہم جبریہ لے جائیں گے۔

بیان گواہ محمد بخش

میں مسجد میں بیٹھ کر روبقبلہ بیان کرتا ہوں کچھ اضافہ کے ساتھ وہی بیان

جناب مفتی صاحب اس معاملہ کو ایک عالم فاضل دیوبند کے سامنے پیش کیا گیا تو ان فاضل نے یہ تحریر کردیا کہ یہ نکاح محض بداور ناعاقبت اندیشی اور سوءِ خیار اور ظلم بدتمیزی سے کیا گیا ہے جو باتفاق ائمہ اربعہ اصلاً باطل ہے اور جس پاداش میں یہ نکاح ہوا اس میں اللہ بخش اور معصومہ کا کیا قصور ہے اگر ایسے نکاح درست قرار دیئے جائیں تو پھر غریب کی تو جگہ بھی دنیا میں نہیں۔ جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اس ظلم وتشدد کے باوجود نکاح منعقد ہوگیا اور لازم ہوگیا۔ والاصل ان تصرفات المکره کلها قولاً منعقدة عندنا الاان یتحمل الفسخ فیه کالبیع والاجارةیفسخ وما لایتحمل الفسخ کالطلاق والعتاق والنکاح والتدبیر والاستیلاد والنذر فهو لازم. کذا فی الکافی وفتاویٰ عالمگیری[1] ۵۹۰/ج۳/.

جیسے کہ ظلم وتشدد سے مجبور ہوکر کوئی طلاق دیدے تو واقع ہوجاتی ہے۔ ناعاقبت اندیش اور سوءِ خیار وہ ہوتا کہ لالچ میں کہیں غیر کفو میں نکاح کردیا جاتا جس سے سوءِ اختیار ثابت ہوکر آئندہ اس کا کیا ہوا نکاح محل کلام ہوتا۔ جیسا کہ علامہ شامی نے ردالمحتار[2] میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ صورت مسئولہ اس میں داخل نہیں۔ غریب کے متعلق جو اشکال نکاح پر ہے وہ ہی مسئلہ طلاق پر بھی ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱۰/ ۸۹ھ

---

[1] الهندية ص ۳۵/ ج۵/ کتاب الإکراه الباب الأول مطبوعه کوئٹه.

[2] لوعرف من الأب سوء الإختیار لسفهه أولطمعه لایجوز عقده اجماعاً الخ. شامی نعمانیة ص ۳۰۴/ ج۲/ باب الولی،البحرالرائق ص ۱۳۶/ ج۳/فصل فی الاکفاء مطبوعه سعید کراچی،مجمع الانهر ص ۵۰۸/ ج ۱/فصل فی تزویج الفضولی الخ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

نکاح بذریعۂ اکراہ

سوال:- زید کے ایک لڑکی ہے اس کو دس آدمی مل کر یہ کہتے ہیں کہ لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کردو اور اگر نہیں کرتے تو ہم تم کو ماریں گے اب اگر لڑکی کا باپ بخوف جان بکر سے اپنی لڑکی کا نکاح کرے تو وہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا وجہ اس طرح جبر کرنا گناہ اور ناجائز ہے مگر نکاح اس صورت سے بھی منعقد ہوجاتا ہے۔ نکاح المکرہ صحیح اھ شامی[1] ص ۳۷۳/ ج ۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/ شوال ۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

بالغہ کا جبراً نکاح

سوال:- ہندہ کا عقد نکاح بزمانہ بلوغ ہندہ زید کے ساتھ اس کے والدین نے کردیا ہندہ اس نکاح پر قطعی رضامند نہ تھی اور نہ بروقت ایجاب وقبول ہندہ سے اجازت نکاح لی گئی۔ ہندہ نے اس مقام پر بہت آہ وفغاں کر کے اظہار ناراضگی بھی کیا مگر حسب رواج ہندوستان ہندہ کی والدہ نانی وغیرہ نے ہندہ کو چپ کر کے دبالیا اور کہا کہ تو بڑی بے حیا لڑکی ہے۔ ننگ خاندان وغیرہ کہہ کر آہ وفغان سے روکدیا۔ علاوہ ازیں ہندہ کو اس وقت یہ علم بھی یقینی طور پر نہ تھا کہ بالغہ باکرہ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف والدین وغیرہ نہیں کرسکتے ہیں اس وجہ سے بھی ہندہ بصدرنج وملال خاموش ہوکر زید کے یہاں چلی گئی ہندہ کے والدین ناخواندہ اور حکم شرع سے ناواقف تھے اس وجہ سے ان کو ہندہ کے انکار کی اہمیت نہ ہوئی اور ہندہ کو زید

---

[1] شامی نعمانیة ص ۲۷۱/ ج ۲/ مطلب هل ينعقد النكاح بالإلفاظ المصحفة كتاب النكاح، عالمگیری ص ۳۵/ ج ۵/ کتاب الاکراہ، الباب الاول، مطبوعہ کوئٹہ.

کے ساتھ رخصت کردیا جب ہندہ زید کے یہاں چلی گئی حسب رواج ہندہ اورزید تنہا مکان میں رہے چونکہ یہ نکاح ہندہ کی مرضی کے خلاف منعقد ہوا تھا اس وجہ سے زید و ہندہ میں خلوت صحیحہ نہ ہوئی اگر زید ہندہ کی طرف بڑھا تو ہندہ نے اس کی دست درازی کو روکدیا غرض کہ زید وہندہ میں کوئی تعلق زن وشوئی کا پیدا نہ ہوا (اسی ردوکد میں زید نے ہندہ کو اکثر نہایت بے دردی سے یہاں تک مار پیٹ کیا کہ ہندہ کی تندرستی بھی خراب ہوگئی مگر ہندہ نے اس کی مقاربت کو کبھی گوارہ نہ کیا ہندہ بخوف جان اپنے میکے میں چلی آئی زید نے ہندہ کو جبراً لیجانا چاہا مگر ہندہ خود نہیں گئی زید و ہندہ کے رشتہ داروں میں نہایت جھگڑے، فساد، مار پیٹ ہوئی یہاں تک کہ آپس میں مقدمہ بازی شروع ہوگئی ہندہ کی طرف سے دعویٰ استقرار طلاق دین مہر۔ زید کی طرف سے دعویٰ دخل زوجیت عدالت منصفی میں رجوع ہوگیا۔ ہندہ کے رشتہ داروں نے زید کو پیغام دلوایا کہ فریقین میں تنازعہ طویل ہوگیا۔ آرام کے ساتھ زندگی بسر ہونے کی کوئی توقع نہیں بہتر ہے کہ تو ہندہ کو اپنی زوجیت سے علیحدہ کردے ہندہ تجھ کو ایک ہزار روپے دین مہر کا معاف کرتی ہے مگر زید اس کے لئے آمادہ نہیں۔ بالآخر مقدمہ بازی ہوکر زید کا دعویٰ خارج ہوگیا اور ہندہ کا دعویٰ زید پر ڈگری ہوا۔ لہٰذا اس صورت میں کیا حکم ہے نکاح متذکرہ جائز ہوا یا نہیں اور عدت ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر نکاح منعقد ہوگیا تو اس سے چھٹکارہ کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہندہ نے عقد کے بعد اس نکاح کو رد کردیا تھا تو وہ رد ہوگیا تھا اگر رد نہیں کیا بلکہ سکوت کیا اور شوہر کے گھر چلی گئی (اگرچہ خوشی سے نہ گئی ہو) اور وہاں پہونچکر شوہر کے سامنے نکاح کو تسلیم نہیں کیا اور اس کے بعد سختی سے تنگ آ کر مقدمہ کی نوبت آئی اور مسلمان حاکم نے شوہر کی سختیوں کی تحقیق کر کے تفریق کردی ہے تو شرعاً یہ تفریق معتبر ہے اب اس کو عدت طلاق تین حیض گزار کر نکاح کرنا جائز ہوگا۔

یہ سب حکم اسی وقت ہے کہ حاکم مسلمان ہو۔ اگر حاکم غیر مسلم ہے تو اس کی تفریق معتبر نہیں کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں مقدمہ پیش کر کے تفریق کا حکم حاصل کیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۸/ ۵۵ھ

بہتر یہ ہوتا کہ فیصلہ کی نقل اور مدعی اور مدعیٰ علیہ کا بیان استفسار کے ساتھ آتا تا کہ تمام پہلوؤں پر غور کیا جا سکتا سوال مجمل اور مبہم ہے جو کچھ اس سے متبادر ہوتا ہے اس کے مطابق جواب صحیح ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ کاغذات مقدمہ مفتی صاحب کو دکھلا کر دوبارہ تحقیق کیجائے۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۹/ شعبان ۵۵ھ

ضمیمہ سوال جو بجواب تنقیح مکرر آیا چنانچہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے سائل نے حسب طلب مقدمہ کی مِسل روانہ کی جو حسب ذیل کاغذات پر مشتمل تھی۔

(۱) عرضی دعویٰ، جس میں مدعیہ نے دعویٰ کیا ہے کہ شوہر نے مجھے طلاق دے دی۔

(۲) بیان تحریری مدعیٰ علیہ، جس میں اس نے تحریر کیا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔

(۳) نقل فیصلہ حاکم مسلم۔ جس میں حاکم نے بوجہ عدم پیروی وغیر حاضری مدعی علیہ یکطرفہ مدعیہ کا دعویٰ ڈگری کر دیا۔

(۴) نقل عرضی دعویٰ خاوند برائے دخل زوجیت۔

(۵) فیصلہ حاکم، جس میں مدعی کے دعوی کو خارج کر دیا ہے اور عورت کو آزاد اور فیصلہ حاکم اول کو بحال رکھا گیا ہے۔ ان کاغذات کے ملاحظہ کے بعد حسب ذیل جواب دیا گیا۔

الجواب حامداً و مصلیاً

مسماۃ سروری بیگم مدعیہ ہے اور دعویٰ یہ نہیں کہ شوہر تنگ رکھتا ہے لہٰذا تفریق کر دی جائے بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ شوہر نے طلاق دے دی ہے اصول شرع کے موافق مدعیہ کے ذمہ

ضروری تھا کہ اپنے دعوی کے ثبوت میں دو عادل گواہ پیش کرتی اور گواہ موجود نہ ہونے کی صورت میں مدعیٰ علیہ شوہر سے قسم لی جاتی کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ اگر مدعیہ گواہ پیش کردیتی۔ یا گواہ موجود نہ ہونیکی حالت میں مدعیٰ علیہ قسم سے انکار کردیتا تب عورت کے حق میں مقدمہ فیصل کیا جاتا۔ مگر کاغذات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدعیہ سے گواہ نہیں طلب کئے گئے نہ مدعیٰ علیہ سے قسم لیگئی۔ بلکہ مدعیٰ علیہ کے غیر حاضر ہونے کی وجہ سے مدعیہ کے حق میں فیصلہ کیا گیا۔ یہ فیصلہ اصول شریعت کے خلاف ہے۔ اس کا نفاذ شرعاً درست نہیں۔ اولاً اس وجہ سے کہ مدعیہ سے گواہ نہیں طلب کئے گئے۔ ثانیاً۔ اس لئے کہ مدعیٰ علیہ سے قسم نہیں لی گئی ثالثاً اس لئے کہ مدعیٰ علیہ کے غیر حاضر ہونیکی صورت میں فیصلہ کیا گیا ہے جو کہ قضاء علی الغائب ہے اور قضاء علی الغائب ایسی صورت میں ناجائز ہے **فاذا صحت الدعویٰ سال المدعٰی علیه عنها فان اقرأو انکر فبرهن المدعی قضیٰ علیه والاحلف وطلبه بحر ولایقضیٰ علیٰ غائب وله ای لایصح بل ولا ینفذ علی المفتیٰ به بحر الابحضور نائبه الخ. درمختار**[1].

دوسرا دعویٰ شوہر کا دخل زوجیت کے متعلق جو خارج کیا گیا ہے اس کے خارج کرنے کی بناء زیادہ تر مسماۃ سروری بیگم کے دعویٰ کی کامیابی بیان کی گئی ہے اور اس کی شرعی حیثیت اوپر معلوم ہو چکی ہے۔ اب تمام صورت کا شرعی جواب اسی قدر ہے کہ اگر ہندہ نے بعد عقد اس نکاح کو رد کردیا تھا تب تو رد ہو گیا اگر رد نہیں کیا بلکہ اجازت دیدی تو جائز ہو گیا[2]۔

---

[1] الدرالمختار زکریا ص ۹۹/ ج۸/ مطلب فی أمر الأمیر وقضائہ کتاب القضاء، البحرالرائق ص ۳۴۵، ۳۴۶/ ج۷/ کتاب الدعوٰی، مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ.

[2] لایجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکراً کا نت او ثیبا فان فعل ذالک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جازوان ردته بطل الخ عالمگیری ص ۲۸۷/ ج۱/ الباب الرابع فی الاولیاء، مطبوعہ کوئٹہ بحر ص ۱۱۳/ ج۳/ باب الاولیاء والاکفاء، شامی کراچی ص ۵۸/ ج۳/ باب الولی.

پس اگراس نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہے تو اس طرح دعویٰ کرنا چاہئے کہ شوہر سختی کرتا ہے اس لئے نکاح فسخ کر دیا جائے اور یہ دعویٰ حاکم مسلم کی عدالت میں ہو[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۸/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۲/ رمضان ۱۳۵۵ھ

جبراً نکاح

سوال:- ہندہ کا نکاح جبراً اس کے بھائیوں نے زید سے کر دیا باپ کا انتقال ہو چکا تھا ہندہ عاقل بالغ تھی رخصتی بھی جبراً کی گئی۔ اس حالت میں ایک سال ہوا شاید دو مرتبہ اسی سال میں بیوی کی ملاقات ہوئی اس طریقہ سے ہندہ زید سے ہرگز خوش نہیں اور نہ نکاح کو مانتی ہے اس حالت میں ہندہ زید کی زوجہ ہے یا نہیں اگر ہے تو تفریق کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہندہ نے صاف صاف انکار کر دیا تھا اور پھر بھی بھائیوں نے اس کا نکاح کر دیا اور نکاح ہو جانے کی خبر سن کر ہی ہندہ نے انکار کر دیا اور اس نکاح کو نامنظور کر دیا تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا پھر اس کا زید کے ساتھ رخصت ہونا اور ملاقات کرنا سخت گناہ ہوا ایسی صورت میں وہ زید کی زوجہ نہیں اگر ہندہ نے نکاح ہو جانے کی خبر سن کر خاموشی اختیار کی اور پھر زید کے ساتھ رخصت ہو کر چلی گئی اور زید کو اپنے اوپر قابو دے دیا تو یہ نکاح صحیح اور لازم ہو گیا[2] اگر چہ دل میں اس سے

---

[1] فیسترط اھلیۃ القضاء ولا یجوز تحکیم الکافر الخ ھدایۃ ص ۱۴۴/ ج۳/ باب التحکیم، مطبوعہ تھانوی دیوبند.

[2] لا یجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغیر اذنھا بکراً کانت او ثیبا فان فعل ذالک فالنکاح موقوف علی اجازتھا فان اجازتہ جازوان ردتہ بطل کمافی السراج الوھاج، عالمگیری ص۲۸۷/ ج۱/ کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، شامی کراچی ص۵۸/ ج۳/ باب الولی، بحر کوئٹہ ص۱۱۳/ ج۳/ کتاب النکاح.

ناخوش ہو اب ہندہ زید کی بیوی ہے دوسری جگہ نکاح کا اس کو اختیار نہیں جب تک زید طلاق نہ دیدے اس کو چاہئے کہ زید کے ساتھ رہ کر اس کے حقوق ادا کرے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۹/۸۸ھ

جبراً اقرارِ نکاح

سوال:- مسماۃ راحت النساء اپنی پھوپھی کے گھر گئی تھی۔ کچھ لوگ وہاں پہنچے اور لڑکی سے کہا کہ تمہارے والد تم کو فلاں جگہ بلاتے ہیں۔ لڑکی ان کے ساتھ چلی۔ راستہ میں ایک جنگل میں ان لوگوں نے لڑکی سے کہا کہ تم اقرار کرو کہ تمہارا عقد فلاں کے ہمراہ کر دیا گیا۔ اگر تم اقرار نہیں کرتی تو ہتھیار دکھلا کر کہا کہ تم کو ختم کر دیا جائے گا۔ لڑکی نے جان کے خوف سے ہاں کر دی اور عقد ہو گیا۔ پھر لڑکی کسی طرح بہانہ کر کے وہاں سے بھاگ کر آ گئی۔ اب وہ نکاح ہو گیا تھا یا نہیں؟ لڑکی نہ پہلے راضی تھی نہ اب راضی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

لڑکی پر یہ بہت بڑا ظلم ہوا۔ ایسا کرنے والے سب لوگ سخت گنہگار ہوئے۔ اس کے باوجود یہ نکاح منعقد ہو گیا[1] لڑکی صبر کرے اور منتظر رہے کہ ظالموں پر کیسا وبال آتا ہے۔ اگر برداشت نہیں کر سکتی تو کسی طرح خوشامد کر کے مہر معاف کر کے طلاق لے لے[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۶/ ۹۴ھ

---

[1] حقيقة الرضاغير مشروط فى النكاح لصحته مع الإكراه والهزل، ولوا كرهت على أن تزوجته بـألف ومهر مثلها عشرة الآف زوجها أوليـاء هـا مـكرهين فالنكاح جائز شامی کراچی ص۲۱/ج۳/ كتـاب الـنـكـاح،عالمگيرى ص ۳۵/ج۵/كتاب الاكراه الباب الاول،مطبوعه كوئٹه طحطاوى على الدر المختار ص ۱۰/ج۲/كتاب النكاح،دار المعرفة بيروت.

[2] وذكر القدورى فى مختصره اذا تشاق الزوجان وخافا ان لايقيما (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

لڑکی کا جبراً نکاح

سوال:- (۱) ایک بارہ سالہ لڑکی کوکسی ظالم نے عداوۃً زبردستی باہر جنگل سے اٹھا کر اور بلا رضامندی لڑکی کے اور بلا اجازت وارثین اس کا نکاح کر دیا۔ یہاں تک کہ اس لڑکی کے والدین ووارثین کو کچھ خبر تک بھی نہیں ہے بلکہ وہ شب وروز اس گم شدہ لڑکی کے متلاشی ہیں۔ اس صورت مذکورہ میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یا دوسرے کسی امام کے نزدیک یا حدیث وقرآن کی رو سے یہ نکاح صحیح ودرست ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور ایک مولوی صاحب نے پانچ روپیہ کے عوض باوجود حالات معلوم ہونے کے دوگواہوں کے روبرو نکاح پڑھا دیا از روئے شریعت اس نکاح پڑھانے والے کی بھی کچھ گرفت ہے یا نہیں اور بروقت نکاح جس وقت لڑکی سے اجازت طلب کی گئی تو اس نے صاف انکار کر دیا کہ میں یہاں نکاح نہیں کرتی تو لوگوں نے اس لڑکی کو کاغذ پر انگوٹھا لگانے پر مجبور کیا مگر لڑکی نے صاف انکار کر دیا اور انگوٹھا بھی نہیں لگایا پھر اس جگہ سے لڑکی کو اٹھا کر دوسرے ضلع میں لے گئے وہاں پر دوآدمیوں نے مارنے کی دھمکی دی اور زبردستی پکڑ کر انگوٹھا لگوایا اب یہ انگوٹھا نکاح ہونے کی حجت ودلیل ہوسکتی ہے یا نہیں براہ مہربانی اس کا جواب مفصل مع دلائل تحریر فرماویں۔

وعدہ خلافی:-

(۲) وعدہ خلافی کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً یہ نکاح صحیح نہیں ہوا جس شخص نے باوجود علم کے یہ نکاح پڑھایا ہے وہ سخت گنہگار

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) حدود اللّٰہ فـلا بـأس بأن تفتدی نفسها منه بمال يخلعها وفي الزادو اذا فعل ذالک وقـع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال تاتارخانيه کراچی ص ۴۵۳/ج ۳/کتاب الطلاق الفصل السادس عشر في الخلع،زيلعی ص ۲۶۸/ج ۲/مطبوعه امداديه ملتان،عالمگيری کوئٹه ص ۴۸۸/ج ۱/کتا ب الطلاق الباب الثامن فصل اول.

ہے لڑکی اگر بالغہ ہوتو اس پر جبر کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ لاتجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ اھ درمختار[1] ص ۴۸۹/ ج ۲/ اگر نابالغہ ہوتو اس کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف رہتا ہے۔ الولي شرط صحة نكاح صغير اھ درمختار الموصوف محذوف اى شخص صغير فيشمل الذكر والانثیٰ اھ شامی[2] ۴۸۵/ ج ۲/ بہکا کر لے جانے والے زبردستی نکاح پڑھانے والے انگوٹھا لگانے والے اور جولوگ اس میں شریک ہوئے اور باوجود قدرت جن لوگوں نے اس حرکت سے نہیں روکا سب گنہگار ہیں سب کے سب توبہ کریں سب کے ذمہ توبہ لازم ہے[3] اور ضروری ہے کہ جس طرح ممکن ہو لڑکی کو اس کے اولیاء کے پاس پہنچا ئیں۔

(۲) وعدہ خلافی کرنا شرعاً گناہ ہے مگر یہ کہ کوئی مانع قوی پیش آ جائے یا وہ وعدہ ہی خلاف شرع ہو۔ کذا فی الحموی شرح الاشباہ[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

صحیح: عبد اللطیف ۲۰/ رجب ۶۴ھ

---

[1] الدرالمختار كراچی ص ۵۸/ ج ۳/ باب الولي، زيلعي ص ۱۱۸/ ج ۲/ كتاب النكاح، باب الاولياء والاكفاء مطبوعه امداديه ملتان، عالمگيری ص ۲۸۷/ ج ۱/ الباب الرابع فی الاولياء مطبوعه كوئٹه، بحر كوئٹه ص ۱۱۰/ ج ۳/ باب الاولياء الخ.

[2] شامی كراچی ص ۵۵/ ج ۳/ باب الولي، طحطاوی علی الدر ص ۲۶/ ج ۲/ باب الولي، دار المعرفة بيروت.

[3] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصی واجبة وانها واجبة على الفور سواء كانت المعصية صغيرة اوكبيرة روح المعانی ص ۲۳۶/ ج ۱۵/ الجزء الثامن والعشرون، سوره تحريم آيت ص ۸/ مطبوعه دارالفكر بيروت، نووی على مسلم ص ۳۵۴/ ج ۲/ كتاب التوبة مطبوعه رشيديه دهلی، المفهم شرح مسلم ص ۲۷/ ج ۷/ كتاب الاذكار باب تجديد الاستغفار والتوبة مطبوعه دارصادر بيروت.

[4] الخلف فی الوعد حرام الخ فان قيل ماوجه التوفيق بين هذين القولين (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

بیوہ کا جبراً نکاح

سوال:- ایک بیوہ عورت کا نکاح زبردستی ایک نابالغ سے کردیا گیا بغیر اس کی رضا مندی کے اور اس کا نشانی انگوٹھا بھی درج کرلیا مگر وہ یہ کہتی رہی کہ مجھ کو ساری کو بھی نہ لگا لو تب بھی اس کے یہاں نہ رہوں گی۔ پھر اسی کے مکان پر ایک سال گذر بسر کرتی رہی کیوں کہ بیوہ اسی کے بھائی کی عورت تھی یعنی جس کے ساتھ نکاح ہوا جنھوں نے جبراً نکاح کیا تھا انھوں نے اپنی رضاء سے دوبارہ نکاح کردیا جہاں وہ رضامند تھی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نکاح کے بعد بھی اس نے انکار کردیا تھا اور وہ راضی نہ تھی تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا تھا اور پھر جس جگہ اس کی رضامندی سے نکاح ہوا ہے وہ صحیح اور درست ہے اور اگر نکاح ہوجانے پر وہ رضامند ہوگئی تھی تو نکاح صحیح اور لازم ہوگیا تھا[1] پھر دوسری جگہ جو نکاح ہوا وہ صحیح نہیں ہوا[2]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۹/ ۵۹ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) فان الحرام یا ثم بفعله وقل صرح فی القینة بنفی الاثم قلت یحمل الاول علی ماذا وعد وفی نیته الخلف فیحرم والثانی علی ما اذا نوی الوفاء وعرض مانع (الاشباه مع حموی ص ۴۵۲/ کتاب الحظر والاباحة، الفن الثانی، مطبوعه نول کشور)

[1] (قوله فی المتن ولاتجبربکر بالغة علی النکاح) یریدبه انه لایزوجها بغیر رضاها فان فعل ذالک فالنکاح موقوف علی اجازتها عند نا وان ردته بطل وان سکتت عند استئذان ولیها لها فهو اذن منها، حاشیة الشلبی ص ۱۱۸/ ج ۲/ باب الاولیاء والاکفاء مطبوعه امدادیه ملتان، عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۷/ ج ۱/ الباب الرابع فی الاولیاء، شامی کراچی ص ۵۸/ ج ۳/ باب الولی.

[2] لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره الخ عالمگیری ص ۲۸۰/ ج ۱/ کتاب النکاح، الباب السادس، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر مطبوعه کوئٹه، بدائع زکریا ص ۵۴۸/ ج ۲/ کتاب النکاح، فصل ومنها ان لاتکون منکوحة الغیر، زیلعی ص ۱۰۱/ ج ۲/ فصل فی المحرمات مطبوعه امدادیه ملتان.

بیوہ کا زبردستی نکاح

سوال:- ایک بیوہ عورت ہے اس کے ہمراہ ایک لڑکی بھی ہے بیوہ ہونے کے بعد تقریباً سال بھر اپنے میکے میں رہ کر گذر بسر کیا بعدازاں اس کے باپ نے ایک جگہ نکاح کی بات چیت کی نکاح ہونے کی خبر سن کر اس کا پہلا خسر اس کے میکے میں آیا اور کہا کہ تم میرے یہاں چلو میں اپنے دوسرے لڑکے کے ساتھ تمہارا نکاح کر دوں گا مگر وہ عورت جانے کے لئے کسی بھی طرح رضامند نہ ہوئی آخر کار عورت کی لڑکی کو اس کا خسر گود میں لیکر اپنے گھر چلا گیا لڑکی کو لینے کے لئے عورت نے اصرار کیا مگر وہ نہ مانا لہٰذا مجبوراً عورت لڑکی کی محبت سے اس کے پیچھے پیچھے چلی گئی گھر جا کر اس کے خسر نے نکاح کی مجلس منعقد کی جب عورت سے نکاح کی منظوری لی گئی اس کے جواب میں عورت نے کہا کہ میرے باپ اور بھائی کو بلوالو چنانچہ اس کا خسر گالی گلوج دینے لگا عورت اٹھ کر دوسرے گھر چلی گئی اس کے خسر نے نکاح پڑھا دیا پھر بچہ کے ساتھ کچھ دنوں تک وہ عورت اس پہلے خسر کے یہاں رہی نکاح کے چھٹے مہینہ اس عورت کو لڑکی پیدا ہوئی جس کی بنا پر عورت کو مکان سے نکالدیا اور کہا کہ جس کے نطفہ سے ہو لیکر جاؤ یہ تمہارا بچہ ہمارے کام کا نہیں لہٰذا عورت نے اپنے باپ کو بلوایا اور باپ کے ہمراہ اپنے میکے میں چلی آئی اور وہاں سے ایک مسلم شخص کو بتلایا کہ فلاں کے نطفے سے ہے چنانچہ اب وہ عورت اسی کے یہاں مقیم ہے آیا اس عورت کا نکاح جائز ہوا یا ناجائز اور دوسرے شخص سے اس کو نکاح کرنے کا اختیار ہے کہ نہیں یہ بھی ارشاد ہو کہ جب کہ نکاح پڑھانے والے لوگ کہتے ہیں کہ عورت نے منظور کیا تھا اور عورت ہر حال میں بیان کرتی ہے کہ میں نے نہیں منظور کیا میں دوسری جگہ چلی گئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نکاح کے بعد بھی عورت نے انکار کیا ہے تو شرعاً یہ نکاح صحیح نہیں ہوا اور اگر نکاح

کے بعد انکار نہ کیا بلکہ اجازت دیدی خواہ دوسروں کے برا بھلا کہنے ہی سے اجازت دی ہوتو نکاح صحیح ہوگیا پہلی صورت میں دوسری جگہ نکاح درست ہے۔ دوسری صورت میں جب تک شوہر طلاق نہ دے اور عدت نہ گذر جاوے دوسری جگہ نکاح صحیح نہیں۔

لایجوز نکاح احدٍ علیٰ بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکرا او کانت ثیباً فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جاز وان ردته بطل اھ هندیة[1] ص ۲۸۷ / ج ۱ / لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره اھ هندیة[2] ص ۲۸۰ / ج ۱ /. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۶ / جمادی الثانیہ ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۶ / جمادی الثانیہ ۵۹ھ

والدین کا لڑکے کو اس کی ناپسند جگہ نکاح کے لئے مجبور کرنا

سوال:-(۱) ہمارے ایک عزیز ہیں وہ اپنے لڑکے کی شادی اپنی عزیزہ کے یہاں کرنا چاہتے ہیں، اور لڑکا اس جگہ شادی کرنے کو آمادہ نہیں اور کچھ عزیز بھی وہاں کرنے کو اچھا نہیں خیال کرتے۔ مگر والدین معلوم نہیں کہ کس دباؤ لالچ میں آ کر لڑکے کو زبردستی وہاں پھنسانا چاہتے ہیں۔ اگر لڑکا وہاں شادی کرنے کو منع کر دے تو لڑکے کو نافرمان تو نہیں کہا جائے گا اور گہنگار ہوگا یا نہیں؟ اور لڑکا اپنی مرضی سے خود شادی کرسکتا ہے یا نہیں جب کہ والدین

---

[1] هندیة ص ۳۰۵ / ج ۱ / مصریه (الباب الرابع فی الاولیاء) حاشیة الشلبی علی الزیلعی ۱۱۸ / ج ۲ / باب الاولیاء والاکفاء مطبوعه امدادیه ملتان، شامی کراچی ص ۵۸ / ج ۳ / باب الولی.

[2] هندیه ص ۲۹۸ / ج ۱ / (القسم السادس من المحرمات) بدائع زکریا ص ۵۴۸ / ج ۲ / کتاب النکاح فصل ومنها ان لاتکون منکوحة الغیر، زیلعی ص ۱۰۱ / ج ۲ / فصل فی المحرمات مطبوعه امدادیه ملتان.

رضامند نہ ہوں؟

(۲) لڑکے کو اس کی مرضی پر چھوڑنا والدین نہ چاہتے ہوں اور اس کو عاق کرنے کا دباؤ ناجائز دے کر اپنی من مانی پر تلے ہوئے ہوں لڑکے کو کیا کرنا چاہئے؟ اس کو اپنی خوشگوار زندگی گذارنے کا حق حاصل ہے یا والدین کی تقلید ضروری ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

(۱) والدین کو راضی رکھنا اور ان کی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھنا سعادت ہے[۱] لیکن اگر وہ ایسی جگہ شادی کرنا چاہتے ہیں جہاں لڑکے کی طبیعت بالکل آمادہ نہیں اور وہ جانتا ہے کہ حقوقِ زوجیت ادا نہیں کر سکے گا، نباہ نہیں ہوگا جو کہ والدین کے لئے بھی کوفت کا سبب بنے گا، اس مجبوری سے وہ وہاں شادی سے انکار کر دے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ نافرمانی کا گنہگار نہیں، مگر نرمی سے والدین کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے پوری بات ان کے سامنے پیش کر دے پھر بتادے کہ فلاں جگہ شادی کرنا مناسب ہے، گو خود بھی ایجاب و قبول سے نکاح ہو جائے گا[۲] مگر والدین کے مشورہ سے اور ان کے انتظام سے ہو تو ان کیلئے زیادہ خوشی کی بات ہے۔

(۲) اس کو اپنی خوشگوار زندگی کی تدبیر اختیار کرنے کا پورا حق ہے تدبیر اس کی (۱) میں آچکی ہے۔ والدین کو بھی لازم ہے کہ لڑکے کے جذبات کا خیال رکھیں، اس کی منشاء کے خلاف ضد نہ کریں۔ عاق کرنے یعنی وراثت سے محروم کرنے کا ان کو ہرگز حق نہیں۔ اگر وہ عاق کر بھی دیں گے تب بھی وہ محروم نہیں ہوگا[۳] ان کو سوچنا چاہئے کہ اگر زبردستی اس کی شادی

---

[۱] وقضی ربک ان لاتعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا (سورۂ اسراء آیت ۲۳/)

[۲] نفذ نکاح حرة مکلفة بلاولی (النهرالفائق ص ۲۰۲/ج۲/باب الاولیاء طبع مکه مکرمه، مجمع الانهر ص ۴۸۸/ج۱/باب الاولیاء، طبع بیروت بحر کوئٹه ص ۱۰۹/ج۳/باب الاولیاء.

[۳] من قطع میراث وارثه قطع الله میراثه یوم القیامة، مشکوٰة شریف ص۲۶۷/باب الوصایا، الفصل الثالث، طبع یاسر ندیم دیوبند، الارث جبری لایسقط بالاسقاط (تکمله ردالمحتار ص ۵۰۵/ج۷/طبع کراچی کتاب الدعویٰ، مطلب واقعة الفتوی، تبیین الحقائق ص ۲۲۹/ ج۶/ کتاب الفرائض، امدادیه ملتان، سکب الانهر ص ۴۹۴/ج۴/ کتاب الفرائض، دار الکتب العلمیه بیروت.

کردی گئی اوراس نے بیوی کی طرف رخ نہ کیا تواس کوسنبھالنا کس قدر دشوار ہوگا اورایسی حالت میں طلاق یا خلع تک نوبت پہونچی تو پھر کیا ہوگا، دوسری شادی آسان نہیں ہوگی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

بالغہ کا نکاح جبراً

سوال:-ایک بالغ لڑکی کا نکاح اس کے باپ نے اس کی مرضی کے بغیر زید سے کردیا ہےاور نکاح سے قبل لڑکی زید کے یہاں جانے سے انکار کرتی رہی اور نکاح کے بعد بھی رخصتی کے وقت اس نے صراحت کے ساتھ کہا کہ میں زید کے ساتھ نکاح نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن جب والد صاحب نے بالجبر اس کوگھر سے رخصت کرنا چاہا تو وہ صدمہ سے بے ہوش ہوگئی اوراسی حالت میں اس کو زید کے یہاں بھیجدیا گیا۔لڑکی دینی تعلیم یافتہ اور پابند شرع ہے اور زیداوراس کا گھرانہ جاہل ہے بلکہ شریعت کے استہزاء وتمسخر کا عادی ہے۔لڑکی کے تنفر کا بڑا سبب یہی ہے کہ زید کے بارے میں پہلے سے بدستور شور تھا کہ وہ آوارہ اورآزاد طبع ہے، چنانچہ رخصتی کے بعد بھی لڑکی نے حتی الامکان زید کو اپنے اوپر قابو نہیں دیا حتی کہ اس کی ساس نے اس کے ہاتھ وغیرہ باندھ کر شوہر کو اس کے پاس حق زوجیت ادا کرنے کے لئے بھیجا۔زید نے لڑکی کے ساتھ جب بھی قربت کی اسی جبر وقہر کی حالت میں کی۔نکاح کو بارہ تیرہ سال گذر چکے ہیں۔اس دوران میں لڑکی بار بار زید کے مکان سے فرار ہوکر اپنے عزیزوں کے یہاں جاتی رہی اوراب اس سے تین بچے بھی ہوگئے،مگر لڑکی کی نفرت وکراہت کا وہی عالم ہے۔اس صورت میں کیا نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟ اوراب اس لڑکی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جب یہ ظلم وستم بارہ تیرہ سال سے ہورہاہےاورتین بچے بھی ہوچکے ہیں،تو اتنی مدت

تک مسئلہ کیوں دریافت نہیں کیا۔حرام وحلال کی اہمیت کا تقاضا یہ تھا کہ جب اس قسم کا نکاح کیا گیا تو فوراً دریافت کیا جاتا کہ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ لڑکی کو رخصت کرنا حلال ہے یا حرام ہے؟ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر شوہر کو زبردستی اس پر مسلط کرنا جائز ہے یا معصیت ہے؟ ان سب حوادث کے بعد آج دریافت کرنا شبہ پیدا کرتا ہے۔اب شوہر سے طلاق لی جائے یا بذریعہ شرعی کمیٹی تفریق کرائی جائے[1] پھر جب عدت گذر جائے تب نکاح ثانی کے اقدام کی گنجائش ہوگی[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٦/٤/ ٨٩ھ
الجواب صحیح: نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] اذا تشاق الزوجان وخافا ان لایقیما حدود اللّٰہ فلابأس بان تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطلیقة بائنةالخ.عالمگیری کوئٹه ص٤٨٨/ج١/ الفصل الاول فی شرائط الخلع الخ.

[2] فاذابلغن اجلهن فلاتعضلوهن ان ینکحن ازواجهن (سورۂ بقره آیت ٢٣٢/)

فصل نهم: نکاح مؤقت

اگر منکوحہ کو مرد کی نیت توقیت کا علم نہ ہوتو کیا نکاح مؤقت ہوگا

سوال:-زید نے ایک عقد خفیہ طور پر دو گواہوں کے روبرو کیا اور عقد کے وقت ارادہ کرلیا کہ اس عقد کو اس وقت تک کے لئے کرتا ہوں جب تک کہ منکوحہ کا اچھا پیام دوسری جگہ سے آوے۔ کیونکہ اس عقد کا حال بوجہ خفیہ ہونے کے معلوم نہ ہوگا تو کوئی نہ کوئی ضرور پیام بھیجے گا اور اس شرط پر عقد کے موقت کو ایک گواہ کے سامنے تو بیان کیا اور دوسرے گواہ نے اس شرط کو ثقل سماعت یا عدم توجہی یا بعد مقام کی وجہ سے نہیں سنا حالانکہ وہ وہاں موجود تھا مگر وہ گواہ اس شرط کو سننے کا منکر ہے (پھر بھی یہ شرط عقد موقت اس منکر گواہ کو دوسرے موقع پر تنہائی میں سنادی گئی تھی) خیر تو یہ شرط عقد مؤقت ایک گواہ کو سنادی گئی، تو اس کے بعد بغیر تبدیل مقام دو گواہوں کے روبرو زید مذکورہ ولی مستورہ کے مابین ایجاب وقبول ہوگیا۔ مگر عین ایجاب وقبول میں یہ کوئی شرط مذکورہ نہیں ہوئی، تو از راہِ کرم آگاہ فرمایئے کہ یہ عقد از روئے شریعت منعقد ہوگیا یا نہیں؟ نیز منکوحہ کی والدہ زید کی محرم ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

سائل نے یہ ذکر نہیں کیا کہ اس مخفی شرط کو مخطوبہ یا ولی مخطوبہ کے سامنے بھی پیش کیا ہے یا نہیں؟ اگر مخطوبہ کے سامنے اس شرط کو پیش کیا اور اس نے اس کو قبول کیا یا اس کے نابالغ ہونے کی صورت میں اس کے ولی کے سامنے پیش کیا اور اس نے قبول کیا تو شرعاً یہ عقد صحیح نہیں ہوا بلکہ باطل ہوا، اس پر نکاح کے احکام مرتب نہیں ہوں گے اور محض عقد کی وجہ سے بغیر ہمبستری کے اس کی والدہ محرم نہیں ہوگی۔ وَبَطَلَ نكاحُ متعةٍ وَمؤقتٍ وان جهلت المدة

اھ در مختار[۱] اور اگر مخطوبہ اور ولی مخطوبہ کے سامنے یہ شرط پیش نہیں کی وہ اس سے بالکل بے خبر ہے تو محض نیت کرنے یا خفیہ طور پر گواہوں سے کہہ دینے کی بناء پر یہ نکاح مؤقت نہیں ہوا بلکہ نکاح درست ہوگیا۔ جیسے کوئی اس نیت سے نکاح کرے کہ میں اتنی مدت کے بعد اس کو علیحدہ کردوں گا۔ یہ نکاح مؤقت میں داخل نہیں بلکہ یہ نکاح صحیح ہے اور اس صورت میں اس کی والدہ محض نکاح کی وجہ سے بغیر ہمبستری کے بھی زید کی محرم ہوجاوے گی اور اس کے اوپر کل نکاح کے احکام مرتب ہوں گے۔ **ولیس منه مالو نکحها علی ان یطلقها بعد شهر اونوىٰ مکثه معها مدةمعینة** اھ درمختار[۲] **وحرم بالمصاهرة بنت زوجتهٖ الموطؤة وام زوجته وجدتها مطلقاً بمجرد العقد الصحیح وان لم توطأ الزوجة لماتقرر ائن وطی الامهات یحرم البنات ونکاح البنات یحرم الامهات** اھ درمختار[۳] **(قوله بمجرد العقد) ای بالعقد المجرد عن الوطئی وقد بین ذٰلک بقوله وان لم توطا واخرج بالصحیح العقد الفاسد فان امها لاتحرم بمجردهٖ بل بالوطی اوما یقوم مقامه من المس بشهوة والنظر بشهوة** اھ طحطاوی[۴] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱۲/ ۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف

[۱، ۲] الدرالمختار کراچی ص ۵۱/ج۳/مطلب فیما لوزوج المولیٰ امته (کتاب النکاح) زیلعی ص۱۱۵/ج۲/فصل فی المحرمات، مطبوعه امدادیه ملتان،النهر الفائق ص ۲۰۰/ج۲/ فصل فی المحرمات مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[۳] الدرالمختار نعمانیة ص۲۷۸/ج۲/ فصل فی المحرمات الشامی کراچی ص ۳۰/ج۳/ زیلعی ص ۱۰۲/ج۲/فصل فی المحرمات،مطبوعه امدادیه ملتان،مجمع الانهر ص۴۷۷/ ج ۱/ باب المحرمات،سکب الانهر ص۴۷۷/ج ۱/باب المحرمات،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[۴] طحطاوی مع الدر ص ۲۰/ج۲/کتاب النکاح، فصل فی المحرمات،سکب الانهر ص۴۷۷/ج ۱/باب المحرمات،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

نکاح متعہ کے احکام

سوال:- اگر کوئی عالم نکاح متعہ کر رہا ہے۔ جانتے ہوئے بھی کہ نکاح مؤقت حرام ہے، پھر اس سے وطی کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر حد زنا ثابت ہونی چاہئے پھر اس سے نسب ثابت ہوگا یا نہیں؟ اور منجانب شریعت حد زنا کے علاوہ کوئی دوسرا حکم لگایا جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح المتعة باطل لایفید الحل ولایقع علیها طلاق ولا ایلا ولاظهار ولایرث احدهما من صاحبه. هٰکذا فی فتاویٰ قاضی خان. فی الفاظ النکاح وهوان یقول لامرأة خالیة من الموانع اتمتع بک کذا مدة عشرة ایام مثلاً اویقول ایاماً او متعینی نفسک ایاماً اوعشرةً ایام. او لم یذکر ایاماً بکذا من المال، کذا فی فتح القدیر فتاویٰ عالمگیری ص ۳۲۰ / ج ۲ / [1]

نکاح متعہ باطل ہے۔ اس سے عورت حلال نہیں ہوگی اور اس پر نکاح کے شرعی احکام مرتب نہیں ہوں گے۔ حد زنا جاری کرنے کے لئے جو شرائط ہیں، وہ یہاں موجود نہیں [2] اگر

---

[1] عالمگیری ص ۲۸۳ / ج ۱ / کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم التاسع المحرمات بالطلقات، فتاوی قاضیخان علی الهندیه کوئٹه ص ۳۲۶ / ج ۱ / کتاب النکاح، الفصل الاول فی الالفاظ التی ینعقده بهاالنکاح، فتح القدیر ص ۲۴۶ / ج ۳ / فصل فی بیان المحرمات مطبوعه دارالفکر بیروت، شامی کراچی ص ۵۱ / ج ۳ / باب المحرمات.

[2] ورکنه اقامته الامام اونائبه فی الاقامة، عالمگیری کوئٹه ص ۱۴۳ / ج ۲ / کتاب الحدود الباب الاول، وفی البحر، لایجب الحد بالزنافی دارالحرب اوفی دارالبغی الخ، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۷ / ج ۵ / کتاب الحدودباب الوطئی الذی یوجب الحدوالذی لایوجبه، مجمع الانهر ص ۳۴۸ / ج ۲ / کتاب الحدود باب الوطئی الذی یوجب الحدالخ، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

ترک تعلقات اصلاح کے لئے مفید ہوتو وہ بھی ایک سزا ہے[۱] عالم سے بعید ہے کہ وہ نکاح باطل اورحرام کواختیار کرے۔تحقیق ضروری ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۲۸/۱/ ۹۲ھ

[۱] نھٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن کلامنا ایھا الثلاثۃ ھو دلیل علی وجوب ھجران من ظھرت معصیۃ فلایسلم علیہ الاان یقلع عنہ وتظھرتوبتہ الخ المفھم شرح المسلم ص۹۸/ ج۷/باب یھجر من ظھرت معصیۃ،مطبوعہ دارابن کثیربیروت مرقاۃ شرح مشکوۃ ص۶۱۷/ ج۴/بابماینھی عنہ من التھاجرو التقاطع و اتباع العورات مطبع اصح المطابع بمبئی.

بابِ سوم: نکاح فاسد وغیرہ کا بیان

فصل اول: نکاح فاسد

نکاح فاسد اور اس کے احکام

سوال: -(۱) زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا دو گواہوں کے سامنے مگران میں ایک بالغ ہے۔ دوسرا نابالغ مگر سمجھدار۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(۲) ہندہ مذکورہ بیوہ ہے اس نے نکاح کی قبولیت اقرار سے نہیں ظاہر کی بلکہ کنواری کی طرح سکوت کیا ہاں اس کے بعد مباشرت وغیرہ میں رضا متحقق ہوئی یہ نکاح صحیح ہے یا فاسد؟

(۳) اگر دونوں گواہ انکار کردیں کہ ہمارے سامنے نکاح نہیں ہوا۔ تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔ یا نہیں؟

(۴) اس نکاح کے بعد زید نے کئی مہینہ ہندہ کو پاس رکھا اور مجامعت کی اس جماع کو زنا کہیں گے یا مشتبہ قابل عفو اور مہر مسمّٰی واجب ہوگا یا نہیں؟

(۵) مہر کے ادا کرنے کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) یہ نکاح صحیح نہیں ہوا کیونکہ دونوں گواہوں کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے و شرط فی الشاهد اربعة امور الحرية والعقل والبلوغ والاسلام عالمگیری[۱] ص ۲۷۵ / ج ۲ / اور

---

[۱] الهندية ص ۲۶۷ / ج ۱ / کتاب النکاح الباب الاول فی تفسیره مکتبه کوئٹه پاکستان، کنز مع النهر الفائق ص ۱۸۱، ۱۸۲ / ج ۲ / کتاب النکاح، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت.، البحر الرائق کوئٹه ص ۸۹ / ج ۳ / کتاب النکاح.

ایک گواہ کالعدم ہے۔

(۲) قول اور فعل دونوں سے رضا متحقق ہو جاتی ہے فان استاذنها (ای البکر) غیر الاقرب کاجنبی اوولی بعید فلاعبرة لسکوتها بل لابد من القول کالثیب البالغة لافرق بینهما الا فی السکوت لان رضاهما یکون بالدلالة کما ذکره بقوله او ما هو معناه من فعل یدل علیٰ الرضا کطلب مهر ها ونفقتها وتمکینها من الوطء در[1] ص ۶۵ ۴/ لیکن فقط رضا کا متحقق ہونا کافی نہیں گواہوں کا نصاب بھی شرط ہے اور وہ موجود نہیں لہٰذا نکاح نہیں ہوا۔

(۳) اگر گواہ اقرار بھی کریں تب بھی یہ نکاح صحیح نہیں علیحدگی واجب ہے یا از سر نو نکاح صحیح کیا جاوے تکمیل شہادت کے ساتھ[2]

(۴) اس مجامعت کو زنا موجب حد نہیں کہا جاوے گا وان کان النکاح مختلفا فیه کالنکاح بلاشهود او بلاولی فلاحد علیه اتفاقاً لتمکن الشبهة عند الکل. عالمگیری[3] ص ۶۵۷/ ج ۲/ مہر مسمّٰی اور مہر مثل میں سے اقل واجب ہوگا۔ وان کان قددخل بها فلها الاقل مما سمی لها ومن مهر مثلها[4].

---

[1] الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۶۲/ ج۳/ باب الولی، تبیین الحقائق ص ۱۱۹/ ج۲/ کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص ۴۹۲/ ج ۱/ کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] ملاحظہ فرمائیں جواب نمبر ۱ مع حاشیہ۔

[3] عالمگیری کوئٹه ص ۱۴۹/ ج ۲/ کتاب الحدود، الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد الخ، النهر الفائق ص ۱۳۹/ ج۳/ باب الوطء الذی یوجب الحد، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، فتح القدیر ص ۲۶۰/ ج۵/ باب الوطء الذی یوجب الحد، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[4] عالمگیری کوئٹه ص ۳۳۰/ ج ۱/ الباب الثامن فی النکاح الفاسد واحکامه، شامی زکریا ص ۲۷۴/ ج ۴/ باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد، بدائع الصنائع کراچی ص ۳۳۵/ ج ۲/ فصل واماالنکاح الفاسد.

(۵) ہندہ کے سامنے رکھدے وہ اٹھائے یا نہ اٹھائے زید بری ہوجائیگا یا کسی ذریعہ سے اس تک پہنچادیوے خواہ اس کو علم ہو دین مہر ہونے کا یا نہ ہو[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۲۰/۱۱/۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲۲/ ذی قعدہ ۵۳ھ

نکاح فاسد و باطل

سوال:- ایک شخص کی زبان سے کلمۂ کفر نکلا اس کے بعد اس نے تجدید ایمان و نکاح کیا مگر نکاح کی صورت یہ ہوئی کہ ایک شخص کے سامنے اس نے اپنی اہلیہ سے یہ کہا کہ میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں تمہیں نکاح منظور ہے عورت نے جواب دیا کہ مجھے منظور ہے الفاظ ایجاب وقبول اس شخص نے سنے اور اس شخص نے مسجد میں جا کر دو گواہوں کے روبرو کہا کہ عورت نے میرے سامنے کہا ہے کہ مجھے مثلاً زید سے نکاح منظور ہے اور ہاں راضی ہوں چنانچہ اس شخص نے ان ہی دو گواہوں کے سامنے زید کا نکاح کردیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں تو نکاح فاسد ہوا یا باطل اور اس حالت میں جو بچہ پیدا ہوجائے تو ثابت النسب ہوگا یا نہیں۔ حلالی ہوگا یا حرامی۔ پھر کچھ مدت کے بعد اس شخص کو مسئلہ معلوم ہوا کہ اس طرح نکاح صحیح نہیں ہوا تو اس کو معلوم ہوا کہ عورت اگر کسی کو وکیل بنادے کہ میرا نکاح تم روبرو دو گواہوں کے اپنے سے کرلے تو نکاح صحیح ہوجائے گا۔ اس شخص نے دو گواہوں کے سامنے یہ کہا کہ

---

[۱] والتسليم الموجب للتبرأة ان يخلى بينه وبين المبيع على وجه يتمكن من قبضه من غير حائل وكذا تسليم الثمن وشرط في الاجناس مع ذالك ان يقول خليت بينك وبين المبيع الى قوله ودفع المفتاح في بيع الدار تسليم اذا تهيأ له فتحه من غير تكلف، سكب الانهر على مجمع الانهر ص ۳۲، ۳۳/ ج ۲/ كتاب البيوع، فصل اول، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹہ ص ۳۰۸/ ج ۵/ كتاب البيوع، فصل يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، شامي زكريا ص ۹۶/ ج ۷/ كتاب البيوع، مطلب في شروط التخلية.

عورت نے مجھے وکیل بنایا ہے کہ میرا نکاح اپنے سے کرلو چنانچہ اس شخص نے عورت کا وکیل بنتے ہوئے کہا کہ میں نے اس سے اپنا نکاح کرلیا تم گواہ رہو اور گواہ بالکل اجنبی ہیں۔ کیا گواہوں کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زوجین کو جانتے ہوں یا کم ازکم دو گواہوں کا تحقق ضروری ہے خواہ وہ پہچانیں یا نہ، اب اس شخص نے اپنا نکاح دو اجنبی گواہوں کے سامنے کیا تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں گر نہیں تو نکاح کے صحیح ہونے کی کیا صورت ہے۔

مفصل جواب مرحمت فرمادیں براہ کرم کچھ مثالیں نکاح باطل وفاسد کی تحریر فرماویں نیز یہ کہ مہر کس نکاح میں ثابت ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

صورت مسئولہ میں عورت نے نکاح کی اجازت دیدی ہے گویا کہ اس مرد کو نکاح کا وکیل بنادیا ہے تو وکیل بالنکاح کے لئے شہادت شرط نہیں کما فی ردالمحتار[1] ص ۴۱۹/ ج ۲/ پس جن گواہوں کے روبرو نکاح پڑھایا ہے اگر وہ اس عورت کو پہلے سے پہچانتے ہیں تو شرعاً نکاح صحیح ہوگیا یا ان کے سامنے عورت کا نام اور اس کے باپ کا نام اس طرح لیا گیا ہو جس سے وہ متمیز ہوگئی تب بھی درست ہوگیا اگر گواہ پہچانتے نہیں وہ ان کے نزدیک مجہولہ ہے نہ عورت کا نام لیا گیا نہ باپ دادا کا بلکہ اس طرح کہا گیا کہ ایک عورت مجھ سے نکاح کرنے پر رضامند ہے اور اس نے مجھے نکاح کی اجازت دیدی ہے میں اس کا وکیل ہوں پھر ایجاب و قبول ہوا ہے تب بھی خصّاف، قاضیخاں، حاکم شہید کے نزدیک نکاح درست ہوگیا مگر مفتیٰ بہ قول کے مطابق درست نہیں ہوا۔ یا عورت سامنے ہو یا گواہ اس کو پہچانتے ہوں تب نکاح درست ہوگا[2]۔

---

[1] الشهادة على التوكيل بالنكاح فليست بشرط لصحته، شامی کراچی ص ۲۱/ج ۳/ كتاب النكاح، بحر كوئٹه ص ۸۹/ج ۳/ كتاب النكاح، تاتارخانيه كراچی ص ۲۹/ج ۳/ الفصل السادس عشر فى الوكالة بالنكاح، هنديه كوئٹه ص ۲۹۴/ج ۱/ كتاب النكاح، الباب السادس فى الوكالة بالنكاح وغيره.

(نمبر ۲/ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

صورت مسئولہ میں اگر عدم جواز کی کوئی شق ہوتب بھی جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ ثابت النسب ہوگا کیوں کہ یہ نکاح باطل نہیں ہوگا بلکہ فاسد ہوگا۔ نکاح فاسد میں جو اولاد ہوتی ہے وہ حرامی نہیں کہلاتی بلکہ ثابت النسب ہوتی ہے[۱] بعض علماء اس کے قائل ہیں کہ نکاح میں فاسد اور باطل دونوں ایک ہیں کچھ فرق نہیں بعض علماء فرق کرتے ہیں کہ نکاح باطل پر وجوب مہر کا ثبوت نسب، وجوب عدت، وغیرہ احکام مرتب نہیں ہوتے اور فاسد پر قبل الدخول مرتب نہیں ہوتے بعد الدخول مرتب ہوجاتے ہیں۔ نکاح فاسد اسے کہتے ہیں جس کی صحت کی کوئی شرط مفقود ہو۔ جیسے مثلاً بلا گواہ ہونے کے نکاح کرلیا۔ یا ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح کیا یا چوتھی کی عدت میں پانچویں سے نکاح کرلیا یا حرۃ پر امۃ سے کرلیا۔ یہ سب انکحۃ فاسدہ ہیں۔

بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ جس کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے وہ فاسد ہے اور جو بالاجماع حرام ہے وہ باطل ہے۔ پس منکوحہ غیر یا معتدۂ غیر سے باوجود علم کے نکاح کرنا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[۲] ولابدمن تمییز المنکوحة عند الشاهدین لتلتقی الجهالة فان کانت حاضرة منتقبة کفی الاشارة الیها وان کانت غائبة ولم یسمعوا کلامها بان عقدلهاوکیلها فان کان الشهود یعرفونها کفی ذکر اسمها اذا علموا انه ارادها وان لم یعرفوها لابد من ذکر اسمها واسم ابیها وجدها وجوز الخصاف النکاح مطلقا،قال قاضیخان والخصاف کان کبیرا فی العلم یجوزا الاقتداء به وذکر الحاکم الشهید فی المنتقی کما قال الخصاف،قلت:فی التاترخانیه عن المضمرات ان الاول هو الصحیح وعلیه الفتوی (شامی زکریا ص ۸۹، ۹۰/ج۴/کتاب النکاح ،مطلب الخصاف کبیر فی العلم یجوز الاقتداء به،بحر کوئٹه ص۸۸/ج۳/کتاب النکاح، تاتار خانیه کراچی ص۲۰۵/ ج۲/ کتاب النکاح،الفصل الخامس فی تعریف الزوج والمرأة فی العقد الخ.

[۱] رجل تزوج امرأة نکاحاً فاسداً فجاء ت بولدالی ستة اشهریثبت النسب(تاتارخانیه کراچی ص۲۱/ج۳/الفصل التاسع فی النکاح الفاسد،هندیه کوئٹه ص۳۳۰/ج۱/الباب الثامن فی النکاح الفاسد، تبیین الحقائق ص۱۵۳/ج۲/باب المهر،مطبوعه امدادیه ملتان.

نکاح باطل ہوگا کیوں کہ وہ زنا محض ہے[۱]۔ نکاح مذکورہ مسئولہ میں اگر گواہ عورت کو پہچانتے تھے یا ان کے سامنے عورت موجود تھی۔ یا اس کا پورا نام مع ولدیت بتایا گیا تب تو وہ نکاح صحیح ہوگیا۔ اگر گواہ جانتے نہیں تھے تو مختار قول کی بناء پر وہ نکاح فاسد ہوا۔ بعد دخول مہر لازم ہوگا اور وہ مہر مثل اور مہر مسمّٰی میں سے اقل لازم ہوگا[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف ۷؍ربیع الثانی ۵۹ھ

بیوی کی جگہ دوسری لڑکی کا نام لیا نکاح نہیں ہوا

سوال: میری شادی کی منگنی معروف طریقہ پر ہوئی، پھر مقررہ تاریخ میں بارات

---

[۱] ویجب مهر امثل فی نکاح فاسد وهو الذی فقد شرطاً من شرائط الصحة کشهود ومثله تزوج الاختین معاً ونکاح الاخت فی عدة الاخت ونکاح المعتدة والخامسة فی عدة الرابعة والامة علی الحرة، فظاهره انهما لایحدان وان النسب یثبت فیه والعدة ان دخل قلت لکن سیذکر الشارح فی آخر فصل فی ثبوت النسب عن مجمع الفتاوی ،نکح کافر مسلمة فولدت منه لایثبت النسب منه ولاتجب العدة لانه نکاح باطل، ومقتضاه الفرق بین الفاسد والباطل فی النکاح لکن فی الفتح انه لافرق بینهما فی النکاح نعم فی البزازیة حکایة قولین فی ان نکاح المحارم باطل او فاسد والظاهر ان المراد بالباطل ماوجوده کعدمه ولذا لایثبت النسب ولاالعدة وفسر القهستانی هنا الفاسد بالباطل،وذکر فی البحر هناک عن المجتبی ان کل نکاح اختلف العلماء فی جوازکالنکاح بلا شهود فالدخول فیه موجب للعدة،اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لایوجب العدة،ان علم انها للغیر لانه لم یقل احدبجوازه فلم ینعقداصلاً قال فعلی هذایفرق بین فاسده وباطله فی العدة ولهذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زنی کما فی القنیة وغیرها اه (الدرمع الشامی زکریا ص ۲۷۴ ؍ج ۴ ؍باب المهر،مطلب فی النکاح الفاسد.

[۲] وان کان قددخل بهافلها الاقل مما سمی لها ومن مهر مثلها (هندیه کوئٹه ص ۳۳۰ ؍ج ۱ ؍ الباب الثامن فی النکاح الفاسد، الدرمع الشامی زکریا ص ۲۷۵ ؍ج ۴ ؍باب المهر،مطلب فی النکاح الفاسد،بحر کوئٹه ص ۱۶۹ ؍ج ۳ ؍باب المهر.

گئی۔ ہمارے خسر طفیل احمد صاحب کی دولڑکیاں ہیں۔ بڑی لڑکی مسماۃ رخسانہ خاتون جو قریب البلوغ ہے جس سے میری شادی کی نسبت طے ہوئی تھی۔ دوسری چھوٹی لڑکی کا نام عمرانہ ہے۔نکاح خواں نے بوقت نکاح ولی سے اجازت نہیں لی اور نہ کسی وکیل کا پتہ چلا، بلکہ مجمع میں سے ایک دوآ دمیوں نے کہا کہ نکاح پڑھاؤ۔نکاح خواں نے بوقت قبولیت بجائے رخسانہ خاتون بنت طفیل احمد کہنے کے ریحانہ خاتون بنت طفیل احمد کہا اور میں نے قبول بھی کرلیا۔ حالانکہ مجھے معلوم تھا کہ اس لڑکی کا نام رخسانہ خاتون ہے ریحانہ نہیں ہے۔نکاح خواں کی آواز پست ہونے کے سبب دوتین احباب نے ہی سنا،لیکن بعد میں کسی نے کوئی نکیر نہیں کی اور نہ کوئی تنازعہ ہے بلکہ کھانا وغیرہ کھانے کے بعد اسی طور پر بیوی رخصت ہوکر میرے مکان پر بھی آ گئی۔صورت مسئولہ میں میرا یہ نکاح شرعاً ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ کی منگنی رخسانہ خاتون سے طے ہوئی تھی،مگراس کا آپ سے ایجاب وقبول نہیں کرایا گیا تو اس کا آپ سے نکاح نہیں ہوا[1] اگر وہ رخصت ہوکر آپ کے یہاں آئی تو غلط آئی۔آپ اس سے الگ رہیں، یہاں تک کم ازکم دو۲/آدمیوں کے سامنے ایجاب وقبول ہوجائے تو آپ کا اس سے شرعاً نکاح درست ہوجائیگا[2] عمرانہ سے نہ آپ کی منگنی ہوئی نہ ایجاب وقبول ہوانہ وہ رخصت ہوکر آئی۔وہ اپنی جگہ پر جہاں تھی ویسی ہی ہے۔ریحانہ نام کی

---

[1] رجل له ابنة واحدة و اسمهاعائشة فقال الاب وقت العقدزوجت منک ابنتی فاطمة لاینقعد النکاح بینها، فتاوی قاضیخان علی الهندیه ص ۳۲۴/ج ۱/کتاب النکاح الباب الاول، الفصل الاول مطبوعه کوئٹه، شامی کراچی ص ۲۶/ ج۳/ کتاب النکاح مطلب فی عطف الخاص علی العام، عالمگیری ص ۲۷۰/ج ۱/قبیل الباب الثانی فیما ینعقد به النکاح مطبوعه کوئٹه.

[2] وینعقد بایجاب وقبول الی قوله وشرط حضورشاهدین الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص ۶۹،۸۷/ج ۴/کتاب النکاح،هدایه ص ۳۰۵/ج ۲/ کتاب النکاح مطبوعه دار الکتاب دیوبند،عالمگیری ص۲۶۷/ج ۱/ کتاب النکاح الباب الاول،مطبوعه کوئٹه.

کوئی بچی نہیں جس کو آپ نے قبول کیا، تو یہ قبول کرنا بیکار ہو گیا[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۱۱/۱۴۰۰ھ

نکاح میں ایک بہن کی جگہ دوسری کا نام لیا گیا

سوال: انوار احمد کا نکاح صفیہ بیگم سے ہونا تھا مگر بوقت نکاح منجانب ولی اندراج رجسٹر میں بجائے صفیہ بیگم کے ذکیہ بیگم لکھا یا گیا اور اسی نام سے ایجاب وقبول ہو گیا۔ بعد ایجاب وقبول رجسٹر میں صفیہ بیگم نے اپنا نام لکھا تو لوگوں کو تنبہ ہوا۔ وکیل عقد نے آ کر بتایا کہ یہ غلطی ہو گئی ہے۔ لہٰذا قاضی نکاح خواں نے رجسٹر میں بھی اصلاح کردی اور بغرضِ تصحیح نوشہ کو بھی بتلا دیا کہ ذکیہ بیگم نہیں بلکہ صفیہ بیگم زوجہ کا نام ہے اور عوام کو بھی بروقت اس کی تصحیح کی اطلاع کردی گئی۔ تو اس نکاح میں کوئی خلل تو واقع نہیں ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر صفیہ بیگم کی جگہ ذکیہ بیگم کا نام لیکر ایجاب وقبول کرا دیا گیا ہے اور یہ دونوں بہنیں ہیں تو نکاح ذکیہ بیگم کا ہوا ہے صفیہ بیگم کا نہیں ہوا[2]، ایسی حالت میں صفیہ بیگم سے تعلق زوجیت

---

[1] رجل له بنت واحدة اسمها فاطمة قال لرجل زوجت منک ابنتی عائشة ولم تقع الاشارة الی شخصها ذکر فی فتاویٰ انه لاینعقد النکاح .عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۰/ج ۱/قبیل الباب الثانی فیما ینعقد به النکاح الخ،شامی کراچی ص ۲۶/ج ۳/کتاب النکاح،مطلب فی عطف الخاص علی العام،قاضیخاں علی الهندیه ص ۳۲۴/ج ۱/کتاب النکاح الباب الاول،الفصل الاول مطبوعه کوئٹه،المحیط ص ۲۵/ج ۴/الفصل الخامس تعریف الطرفین بالتسمیه الخ مطبوعه ڈابهیل.

[2] ولو کان لرجل بنتان کبریٰ أسمها عائشة وصغری أسمها فاطمة وأرادأن یزوج الکبریٰ وعقد باسم فاطمة ینعقد الصغریٰ عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۰/ج ۱/الباب الاول فی تفسیره شرعاً الخ، الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص ۹۷/ج ۴/ کتاب النکاح .قبیل فصل فی المحرمات تاتارخانیه ص ۶۰۷/ج ۲/کتاب النکاح،الفصل الخامس فی تعریف المرأة والزوج الخ مطبوعه کراچی.

قائم کرنا جائز نہیں[1]۔ اگر صفیہ بیگم سے تعلق قائم کرنا ہے تو انوار احمد کو چاہئے کہ وہ ذکیہ بیگم کو طلاق دیدے۔ بعد طلاق صفیہ بیگم سے ایجاب وقبول کرایا جائے یہ طلاق اگر خلوت صحیحہ سے پہلے ہی دیدی ہے تو ذکیہ بیگم پر عدت واجب نہیں[2] اور فوراً بعد صفیہ بیگم سے نکاح جائز ہوگا۔ اگر ذکیہ بیگم کوئی صفیہ بیگم کی بہن نہیں ہے تو ایجاب وقبول لغو ہوگا۔ صفیہ بیگم سے ایجاب وقبول مستقلاً کرایا جائے۔ بعد کو محض اطلاع کرنا کافی نہیں۔ نہ رجسٹر میں نام کی تصحیح کافی ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱/۸۶ھ

نکاح میں غلطی سے بڑی شادی شدہ لڑکی کا نام لینے سے نکاح کا حکم

سوال:- زید کے یہاں دو لڑکیاں ہیں۔ بڑی لڑکی کا عقد پہلے ہو چکا تھا مگر شوہر کی نالائقی کی وجہ سے قریباً آٹھ سال سے بڑی لڑکی بھی ماں باپ کے یہاں ہے۔ اب زید نے اپنی چھوٹی لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کیا مگر سہواً نکاح خوانی کے وقت وکیل اور گواہان کو جو نام بتلایا گیا وہ بجائے چھوٹی کے بڑی لڑکی کا بتلا دیا اور ناکح نے یہی نام لے کر ایجاب وقبول دلہا کو کرادیا۔ نکاح خوانی کے رجسٹر پر جس وقت دلہن نے دستخط کئے تو اس غلطی کا احساس ہوا کہ

---

[1] لاخلف فی ان الجمع بین الاختین فی النکاح حرام، بدائع زکریا ص ۵۳۸/ ج ۲/ کتاب النکاح المحرمات بالمصاهرة ،فصل منها ان لایقع نکاح الخ، تاتارخانیه کراچی ص ۱/ ج ۳/ کتاب النکاح الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة الخ.

[2] اربع من النساء لاعدة علیهن المطلقة قبل الدخول، عالمگیری کوئٹه ص ۵۲۶/ ج ۱/ الباب الثالث عشر فی العدة،شامی زکریا ص ۲۱۵/ ج ۴/ کتاب الطلاق باب الطلاق غیرالمدخول بها، تاتارخانیه کراچی ص ۵۴/ ج ۴/ کتاب الطلاق الفصل الثامن والعشرون فی العدة.

نام صحیح نہیں۔ اس صورت میں یہ نکاح چھوٹی لڑکی کا بکر کے ساتھ صحیح ہوگیا کہ نہیں؟ خلاصۃ الفتاویٰ کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نکاح درست نہیں ہوا اور بڑی کا ہوگیا۔ دلہا دلہن میں خلوت بھی ہوچکی، نکاح چھوٹی لڑکی کا دوبارہ پڑھانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نکاح کے وقت بڑی لڑکی کا نام لیکر قبول کرایا گیا جس کا پہلے نکاح ہو چکا ہے اور اب والد کے گھر پر ہے تو یہ نکاح کسی کا بھی نہیں ہوا۔ بڑی کا تو اس لئے کہ وہ محل نکاح ہی نہیں کیونکہ وہ شادی شدہ ہے۔[1] چھوٹی کا اس لئے کہ اس کا نام لیکر قبول نہیں کرایا گیا[2] اس لئے دوبارہ نکاح کرایا جائے اس کے لئے چند گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کافی ہے۔ رجسٹر نکاح میں بھی اندراج صحیح کرایا جائے۔[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۸/۸۸ھ

نام بدل کر نکاح

سوال:- زید کے گواہوں کو اس لڑکی ہندہ کا نام خالدہ بنت ولید بتلایا حالانکہ وہ ہندہ بنت بکر تھی یا یہ کیا کہ ہندہ بنت بکر کا نام زینب بنت بکر بتایا یعنی اس کے نام کے بجائے اس کی

۱؎ لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره الخ، عالمگیری ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس فی المحرمات یتعلق بهاحق الغیر، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۳٦٦/ ج ۱/ باب فی المحرمات تاتارخانیه کراچی ص ۴/ ج ۳/ الفصل الثامن من فی بیان مایجوز من الانکحة.

۲؎ غلط وکیلها بالنکاح فی أسم أبیها بغیر حضورها لم یصح للجهالة الدرالمختار وفی الشامیة، وکذا یقال فیما لوغلط فی إسمها، شامی کراچی ص ۲٦/ ج ۳/ کتاب النکاح، البحرالرائق کوئٹه ص ۸۵/ ج ۳/ کتاب النکاح، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۳۲۳، ۳۲۴/ ج ۱/ کتاب النکاح، الفصل الاول فی الالفاظ التی ینعقدالخ.

۳؎ وینعقدبایجاب وقبول وشرط حضورشاهدین حرین الخ، درمختار ملخصاً ص ۹، ۲۲/ ج ۳/ کتاب النکاح، مطبوعه دارالفکر بیروت.

بہن کا نام لیا اور گواہ چونکہ نہ ہندہ سے واقف تھے اور نہ زینب وخالدہ سے اس لئے وہ کچھ نہ جان سکے کہ کون ہے البتہ چونکہ ہندہ سامنے بے نقاب یا آنکھوں پر پٹی باندھ کر آئی تھی اس لئے اس کے کل یا بعض چہرہ کو پہچان گئے تھے اور انہوں نے اس کا چہرہ دیکھا تھا تو کیا ایسی صورت میں نکاح کا انعقاد ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا.

امیر علی صاحب معرفت حامد میاں مدرسہ شاہی مرادآباد

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر گواہوں نے اس کو دیکھ کر پہچان لیا ہے تو نکاح صحیح ہے زوجہ یا اس کے والد کا نام غلط لینے سے کوئی اثر نہیں ہوگا۔ غلط وکیلها بالنكاح فى اسم ابيها بغير حضورها لم يصح للجهالة وكذا لو غلط فى اسم بنته الا اذا كانت حاضرة واشار اليها فيصح اھ درمختار. قوله الا اذا كانت حاضرة الخ راجع الىٰ المسئلتين اى فانها لو كانت مشارا اليها وغلط فى اسم ابيها او اسمها لا يضر لان تعريف الاشارة الحسية اقوىٰ من التسمية لما فى التسمية من الاشتراك لعارض فتلغو التسمية عندها كمالو قال اقتديت بزيد هذا فاذا هو عمرو فانه يصح اھ شامی[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/ذیقعدہ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور

نکاح پڑھاتے وقت نام بدلا گیا

سوال:- کچھ ماہ پہلے میری شادی ہوئی تھی میری بیوی کا اصلی نام کوثر حسین ہے لیکن نکاح میں اقرار کے وقت قیصر جہاں کے نام سے اقرار کرایا گیا۔ قاضی صاحب نے قیصر

---

[1] شامی کراچی ص ۲۶/ج ۳/ کتاب النکاح، تاتارخانیه ص ۲۰۶/ج ۲/ کتاب النكاح الفصل الخامس فى تعريف المرأة الخ مطبوعه کراچی، المحيط ص ۲۴/ج ۴/ کتاب النكاح، الفصل الخامس فى تعريف المرأة الخ مطبوعه ڈابھیل، خانيه کوئٹه ص ۳۲۴/ج ۱/ کتاب النكاح.

جہاں ہی نام لیکر مجھ سے تین مرتبہ اقرار کرایا اور رسید میں بھی قیصر جہاں نام ہے۔ ذہنی الجھن میں مبتلا ہوں کہ یہ نکاح ہوا ہے یا اس میں کچھ خامی ہے۔ شرعی اعتبار سے مجھے کیا کرنا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر اصلی نام قیصر جہاں تھا، لیکن صحیح تلفظ نہ ہونے کی وجہ سے اسی کو کوثر حسین کہنے لگے، یا اصلی نام کوثر حسین تھا اسی کو قیصر جہاں کہنے لگے، یا دونوں ہی نام ہیں کوئی کوثر حسین کہتا ہے کوئی قیصر جہاں، تو ان سب صورتوں میں نکاح صحیح ہوگیا[1] اگر نام ایک ہی ہے اور وہی لیا جاتا ہے اور جس نام سے قبول کرایا گیا ہے وہ نام نہیں ہے اور غلطی سے نام بدل گیا تو دو گواہوں کے سامنے دوبارہ ایجاب وقبول کرلیا جائے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نکاح کے ایجاب وقبول میں نام بدلا گیا

سوال: مقصود احمد ولد اشفاق احمد سے سلمیٰ بیگم دختر امیر احمد کا رجسٹر قاضی میں نکاح لکھا گیا ہے۔ جس وقت وکیل اور گواہان سلمیٰ بیگم کے پاس قبولیت کے لئے گئے تو وکیل عباس احمد اور گواہان منظور احمد اور شکور احمد نے سلمیٰ بیگم کے سامنے تفصیلات بتلانے کے وقت مقصود احمد کا نام بتلانے کے بجائے افضال احمد بتلا دیا۔ نکاح جو پڑھایا گیا وہ مقصود احمد سے پڑھایا

---

[1] لان المقصود من التسمية التعريف وقدحصل الخ شامی زکریا ص ۹۰/ج۴/کتاب النکاح، المحیط البرهانی ص ۲۴/ج۴/الفصل الخامس فی تعریف المرأة الخ مطبوعه ڈابھیل ،تاتار خانیه ص ۲۰۵/ج۲/الفصل الخامس مطبوعه کراچی.

[2] و کذالوغلط فی اسم بنته الااذاکانت حاضرة و اشار الیها فیصح، الدرعلی الرد ص ۲۶/ ج۳/ کراچی مطلب فی عطف الخاص علی العام،تاتارخانیه ص ۲۰۶/ ج۲/کتاب النکاح،الفصل الخامس فی تعریف المرأة الخ مطبوعه کراچی، خانیه علی الهندیه ص ۳۲۴/ج۱/کتاب النکاح مطبوعه کوئٹه.

گیا ہے جس سے طے پایا تھا۔ افضال احمد جو صاحب معلومات پہونچنے پر پتہ لیا کہ مقصود احمد کا بھائی ہے۔ اب وکیل اور گواہان کو افضال احمد کا نام زبان پر کیوں آیا۔ جس وقت وکیل نے رجسٹر نکاح پر دستخط کئے تو افضال احمد کا نام لکھا ہوا ان کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی کہ لڑکے کا نام افضال احمد ہے جب کہ شاہد افضال احمد ایک گواہ کی حیثیت سے ان کا نام رجسٹر نکاح میں ہے۔ یہ بات کہنے کا سبب یہ ہے کہ سلمیٰ بیگم کے پاس ۲/لڑکیاں جو کہ بالغ تھیں وہ مقصود احمد کی طرف سے ہیں۔ نکاح سے فارغ ہونے کے بعد مقصود احمد کی بہن شرما بیگم سے ظاہر کیا کہ یہ نکاح مقصود احمد سے نہیں بلکہ افضال سے ہوا ہے مگر وکیل اور گواہان مغالطہ میں تھے اور لڑکی کے دماغ میں مقصود احمد ہی ہے، نام صرف زبان سے نکل گیا۔ اس صورت میں نکاح افضال احمد سے ہوا یا مقصود احمد سے یا کسی سے بھی نہیں ہوا ہے؟

الجواب حامداً مصلیاً

لڑکی نے نکاح کی اجازت دی افضال احمد کے لئے اور نکاح ہوا مقصود احمد سے۔ پھر معلوم ہونے پر اگر لڑکی نے اس مقصود احمد کے نکاح پر رضامندی ظاہر کر دی تو نکاح مقصود احمد سے صحیح ہو گیا[1] اگر رضامندی ظاہر نہیں کی بلکہ وہ اپنے نزدیک افضال احمد کے ہی نکاح پر قائم ہے تو یہ مقصود کا نکاح صحیح نہیں ہوا اور افضال احمد سے تو ایجاب وقبول کرایا ہی نہیں گیا۔ اس کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ اب اگر لڑکی کی رضامندی بھی افضال احمد سے ہو تو اس سے ایجاب و قبول کرا دیا جائے بشرطیکہ افضال احمد بھی اس نکاح پر آمادہ ہو اور کوئی دوسرا مانع نہ ہو۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لو زوج رجل امرأة بغير رضاها او رجلاً بغير رضاه وهذا عند نافان كل عقد صدر من الفضولی وله مجيزاً انعقد موقوفاً على الاجازة، هدايه ص ۳۲۲/ج ۲/كتاب النكاح فصل فی الوكالة بالنكاح مطبوعه ياسر نديم ديوبند، عالمگيری ص ۲۹۹/ج ۱/كتاب النكاح، الباب السادس فی الوكالة بالنكاح مطبوعه كوئٹه، المحيط ص ۸۵/ج ۴/الفصل الثانی عشر فی النكاح الخ مطبوعه ڈابهيل.

دو بہنوں کا عقد دو بھائیوں سے، رخصتی میں ادل بدل

سوال: - دو بہنوں کا عقد دو بھائیوں سے ہوا اور ایک ہی ساتھ ہوا اور غلطی یہ ہوگئی کہ جس لڑکے کی شادی جس لڑکی سے ہوئی وہ لڑکی دوسرے لڑکے کے پاس رہ کر آپس میں شوہر و بیوی کے تعلقات ہوگئے اور دوسری کے تعلقات دوسرے لڑکے سے زن وشوہر کے ہوئے۔ صبح کو معلوم ہوا کہ جس لڑکی کا عقد جس لڑکے سے ہوا تھا غلطی سے ادل بدل ہوگئی، تو اس بارے میں حکم شرعی بتلایئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس غلطی کے اصلاح کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس سے عقد ہوا ہے اس کو اس سے طلاق دلوادی جائے اور ہر ایک اپنا مہر معاف کردے۔ پھر جو جس کے پاس غلطی سے پہنچ گئی اور مغالطہ میں تعلق بھی ہوگیا اس کا اس سے عقد کردیا جائے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۳/۸۹ھ

رشتہ بڑی لڑکی سے ہوا غلطی سے رخصت چھوٹی کو کردیا گیا

سوال: - زید کی دو لڑکیاں تھیں، دونوں بالغ تھیں، اسے اپنی ایک لڑکی کی شادی کرنی تھی، جو عمر کے لحاظ سے بڑی تھی، نکاح کے وقت غلطی سے چھوٹی لڑکی کا نام لیا گیا اور پھر رخصت بڑی ہی لڑکی کو کردی۔ تو ایسی صورت میں نکاح میں کون سی لڑکی رہے گی؟ اور میاں بیوی اس مخالطت سے گنہگار تو نہیں ہوئے؟

---

[1] وأجاب أبو حنيفة رحمه الله تعالىٰ بأنه إذا رضى كل واحد بموطوءته يطلق كل واحد زوجته ويعقد على موطوءته ويدخل عليها للحال (شامي كراچي ص۵۰۷ ج۳ مطلب حكاية أبي حنيفة في الموطءة بشبهة، باب العدة)

الجواب حامداً ومصلیاً

جس لڑکی کو شوہر نے قبول کیا ہے، نکاح اسی سے ہوا یعنی چھوٹی لڑکی سے[1]۔ پھر بڑی لڑکی کو رخصت کرنا اور اس سے تعلق زوجیت قائم کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اس سے توبہ و استغفار کریں۔ اب بہتر صورت یہ ہے کہ چھوٹی لڑکی جس کو قبول کیا ہے طلاق دیدے اور بڑی لڑکی سے دوبارہ ایجاب وقبول کرا کے نکاح کرا دیا جائے اور چھوٹی لڑکی کو قبول کرتے وقت جو مہر تجویز کیا گیا ہے وہ لڑکی اپنا مہر بعوض طلاق کے معاف کردے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۴/۱۳۹۴ھ

ہندہ کا نکاح دوسری عورت کی اجازت سے

سوال:- ہندہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کیا گیا۔ وکیل اور گواہ سب اجازت لینے گئے، تو ہندہ کے بجائے دوسری عورت نے کہہ دیا کہ نکاح پڑھا دیا جائے۔ بعدہٗ اس شخص کے ہمراہ چلی گئی اور صرف دو رات وہاں رہی۔ اس بات کو تقریباً دو سال ہوگئے ہیں۔ اب ہندہ وہاں جانے کے لئے تیار نہیں، کہتی ہے کہ میرا نکاح اس سے نہیں ہوا تھا، میں نے اجازت نہیں دی تھی۔ تو کیا عندالشرع ہندہ کا نکاح معتبر ہے یا بغیر اجازت نکاح ہوا ہی نہیں

---

[1] ولوله بنتان اراد تزويج الكبرى فغلط فسماها باسم الصغرىٰ صح للصغرىٰ الخ. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۹۷/ج۴/ كتاب النكاح قبيل فصل في المحرمات،فتاوى الخانيه على هامش الهنديه ص۳۲۴/ج۱/الفصل الاول في الالفاظ التي ينعقدبها النكاح مطبوعه كوئٹه،فتاوى الهنديه ص۲۷۰/الباب الاول كتاب النكاح مطبوعه كوئٹه.

[2] واذا تشاق الزوجان وخافاان لايقيما حدود الله فلابأس بان تفتدى نفسها منه بمال يخلعهابه فاذا فعلا ذلك وقعت تطليقة بائنة ولزمها المال. عالمگيرى كوئٹه ص۴۸۸/ج۱/الباب الثامن في الخلع ومافي حكمه،زيلعي شرح الكنز ص۲٦۸/ج۲/كتاب الطلاق،باب الخلع مطبع امداديه ملتان،النهر الفائق ص۴۳٦/ج۲/كتاب الطلاق باب الخلع، مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

تھا۔ جبراً دورات وہاں گذاری تھی۔ نیز ہندہ کو دوسرا نکاح کرنے میں پہلے زوج سے طلاق کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہندہ نے نکاح کے وقت اجازت نہیں دی بلکہ دوسری عورت نے اجازت دی تو وہ اجازت معتبر نہیں۔ پھر نکاح ہونے کے بعد جب ہندہ کو خبر ہوئی اور اس نے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں تو شرعاً وہ نکاح نہیں ہوا[1] پھر اگر اس کو ظلماً وزبردستی بھیجا گیا اور وہ انکار کرتی رہی اور وہاں پہونچ کر بھی ہندہ نے کہہ دیا کہ میں نے اس نکاح کو نامنظور کر دیا، میرا نکاح نہیں ہوا۔ تو یہ اس کو زبردستی بھیجنا بہت بڑا ظلم اور سخت گناہ ہوا۔ اب وہاں اس کو ہرگز نہ بھیجا جائے دوسری جگہ اس کی مرضی کے موافق نکاح کر دیا جائے۔ جن لوگوں نے اس کے ساتھ ظلم کیا وہ بھی سب گنہگار ہوئے سب کو توبہ کرنا ضروری ہے۔

اگر ہندہ نے اجازت لینے کے وقت تو خاموشی اختیار کی مگر نکاح ہو جانے پر اس کو نامنظور نہیں کیا اور نہ رخصتی کے وقت نامنظوری کا اظہار کیا بلکہ خاموشی سے رخصت ہوگئی تو شرعاً وہ صحیح اور لازم ہو گیا۔ اب انکار سے کچھ نہیں ہوگا[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۱/۷/۸۸ھ

---

[1] لایجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها، بکراً کانت او ثیباً فان فعل ذالک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جازوان ردته بطل کذافی السراج الوهاج، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۷/ ج ۱/الباب الرابع فی الاولیاء ،شامی کراچی ص۵۸/ ج۳/باب الولی، بحر ص۱۱۳/ ج۳/کتاب النکاح ،مطبوعه سعید کراچی.

[2] فإن استاذنها هو أی الولی وهوالسنة أووکیله أورسوله أوزوجها ولیها واخبرها رسوله أو فضولی عدل فسکتت أو ضحکت الخ. فهوإذن،الدرالمختار کراچی ص۵۹/ ج۳/ باب الولی، سکب الانهر ص۴۹۰/ ج ۱/باب الاولیاء والاکفاء،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، النهرالفائق ص۲۰۳/ ج۲/مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

مجلس عقد میں قبول سے انکار کے بعد قبول

سوال: - زید کی بارات عمر کے گھر گئی۔ قاضی نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔ مہر کی زیادتی کی وجہ سے لڑکے نے انکار کر دیا۔ اس کے والد نے سمجھایا تو وہ راضی ہو گیا۔ قاضی صاحب بھی اس دوران میں اٹھ کر چلے گئے تھے۔ پھر واپس آ کر لڑکی کے والد کو بلایا کہ نکاح پڑھوا لیجئے۔ اس نے کہا کل فیصلہ ہوگا۔ اب سوال یہ ہے کہ لڑکے نے دوبارہ آ کر قبول کرنے کا اقرار کیا۔ لڑکی کے والد نے قاضی صاحب کو بالکلیہ اختیار نکاح دیدیا تھا۔ یہ نکاح درست ہو گیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

قاضی صاحب نے نکاح کا ایجاب لڑکی کی طرف سے لڑکے کے سامنے پیش کیا۔ اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر لڑکے کے والد صاحب وہاں سے اٹھ کر دوسری مجلس میں اس کو لے کر گئے۔ ادھر قاضی صاحب مجلس سے اٹھ کر چلے گئے تو پہلا ایجاب بیکار ہو گیا۔ اب لڑکے کے قبول کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوگا، جب تک لڑکی کی طرف سے اعادہ نہ ہو۔ غرض ایجاب وقبول کا ایک مجلس میں ہونا ضروری ہے[1] طرفین کی رضامندی ہو تو دوبارہ ایجاب وقبول کرا دیا جائے، نکاح درست ہو جائیگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۴/ ۹۵ھ

---

[1] ومن شرائط الإيجاب والقبول اتحاد المجلس لوحاضرين، الدرالمختار کراچی ص ۱۴/ ج۳/ کتاب النکاح، بحر کوئٹہ ص ۸۳/ ج۳/ کتاب النکاح، مطبوعہ سعید کراچی، فتح القدير ص ۱۹۱/ ج۳/ کتاب النکاح، مطبوعہ دارالفکر بیروت.

بیوی کو فروخت کر کے فارغ خطی لکھدی، عدت پوری ہونے پر خریدار نے زبردستی اجازت لیکر نکاح کرلیا۔ بعدہٗ باپ نے بلا نکاح کورٹ کے فیصلہ کے بعد زید کے حوالہ کردیا، زید سے نکاح کا حکم؟

سوال:-ایک لڑکی مسماۃ خالدہ کا اس کے والد نے بقاعدۂ شرعی رشید سے نکاح کردیا۔ رشید نے کچھ مدت کے بعد اپنے دوست بکر سے کچھ روپیہ لیکر لڑکی کو بکر کے حوالہ کردیا۔ بکر نے جس وقت روپیہ ادا کیا رشید نے لڑکی کو فارغ خطی لکھدی۔ لڑکی نے اپنی عدت مقررہ بکر کے گھر پوری کی۔

اس کے بعد بکر کی جانب سے وکیل اور گواہ نے لڑکی سے اجازت مانگی کہ وہ بکر سے نکاح کرلے، لیکن لڑکی کی رضامندی نہیں تھی، اس کو رضامند کرنے کے لئے بکر نے اس لڑکی پر جبر وتشدد کیا۔ مار پیٹ تک کی نوبت آئی لڑکی نے اپنی جان بچانے کی خاطر بلاارادہ اجازت دیدی اور بکر سے بقاعدہ شرعی نکاح ہوگیا۔ لڑکی موقعہ پاکر کسی بھی صورت سے بکر کے یہاں سے نکل کر اپنے باپ کے گھر آ گئی۔ باپ نے بکر پر عدالتی کارروائی کی۔ عدالت نے اپنے قانون کے مطابق لڑکی کو بکر سے الگ کردیا اور اس کو نکاح ثانی کی اجازت دے دی۔ لڑکی کے باپ نے تیسرے شخص زید کے یہاں بلا نکاح لڑکی کو بھیجدیا۔ لڑکی تقریباً چھ سال سے زید کے یہاں رہتی ہے اور زید سے دو بچے بھی ہیں جو کہ اس لڑکی سے پیدا ہوئے۔ یہ چھ سال کی مدت جو لڑکی نے زید کے گھر گذاری۔ یہ اس طرح سے کہ دو سال مقدمہ کے دوران جو بکر سے چلتا رہا اس وقت رہی اور چار سال مقدمہ سے فراغت کے بعد بھی اب تک رہتی رہی اور ایک بچہ پہلے دو سال میں پیدا ہوا اور دوسرا اس چار سال کے عرصے میں پیدا ہوا۔ اب یہ لڑکی اس زید سے اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے، اس صورت میں حکم شرعی کیا ہے؟ زید سے نکاح

ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یہ عدالتی کارروائی سے جدا ہونا شرعی طور پر جائز ہوا یا نہیں؟ اوراب اتنی مدت یعنی چھ سال کا عرصہ گذرنے کے بعد اب زید سے نکاح (باوجود نسب زید سے ثابت ہونے کے) ہوسکتا ہے یا نہیں؟ مفصل ومدلل جواب تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ صورت حال نہایت افسوسناک اور بے غیرتی کا مظاہرہ ہے۔ اس میں پہلا ظلم رشید کا ہے۔ دوسرا ظلم بکر کا ہے۔ رشید نے جب طلاق دی تو اس نے اپنا حق زوجیت قطع کر دیا۔ تیسرا ظلم والدین کا ہے کہ ان کی لڑکی کو بے غیرت داماد نے فروخت کرکے اجنبی آدمی کے حوالہ کر دیا اور انھوں نے اس کی خبر نہ لی۔ بعد عدت بکر نے اس پر ظلم وتشدد کرکے اس سے اجازت لے کر نکاح کرلیا، تو اس ظلم وتشدد کے باوجود نکاح منعقد ہوگیا[1] چوتھا ظلم لڑکی کا ہے کہ وہ غیر محرم کے مکان پر فروخت ہوکر رہی اور اس نے وہاں سے الگ ہونے کی کوشش نہیں کی اور جب بقاعدہ شرعی اس کا نکاح ہوگیا تو وہاں سے نکل کر اپنے ماں باپ کے گھر آ گئی۔ باپ ایسا دیوث نکلا کہ اس نے بغیر نکاح کے لڑکی کو زید کے حوالہ کر دیا۔ لڑکی کو یہاں بلا نکاح رہتے ہوئے کوئی غیرت نہیں آئی۔ زید بھی ایسا کمینہ ہے کہ غیرت عورت کو بلا نکاح چھ سال تک استعمال کرتا رہا جس سے دو بچے بھی پیدا ہوئے یہ سب معاشرہ میں غضب الٰہی کا مورد ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے ہی حلیم ہیں جو غضب نازل نہیں فرماتے۔ اب اگر اپنی اصلاح چاہتے ہیں تو یہ سب کے سب افراد خدا کے سامنے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، توبہ کریں[2] اور لڑکی کو زید سے علیٰحدہ کر دیا جائے کوئی تعلق نہ رہے تاوقتیکہ اس سے بکر کا تعلق زوجیت منقطع ہوکر اس کی عدت

---

[1] ان نكاح المكره صحيح كطلاقه وعتقه الخ شامی زکریاص۸۷/ج۴/كتا ب النكاح، طحطاوی عل الدرالمختار ص ۱۰/ ج۲/كتاب النكاح، مطبوعه دارالمعرفة بيروت، عالمگیری ص ۳۵/ ج۵/ کتاب الاکراہ، الباب الاول، مطبوعه کوئٹه.

[2] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصي واجبة وانها واجبة على الفور سواء كانت المعصية صغيرةً او كبيرةً الخ روح المعانی ص ۲۳۶/ ج۱۵/ الجزء الثامن (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

پوری نہ ہو جائے۔اس کے بعد زید سے نکاح کی اجازت ہوگی[1] معلوم ہوتا ہے کہ بکر اس کو جدا کرنا نہیں چاہتا، اسی لئے دو سال تک مقدمہ چلا۔ جب شوہر حقوق زوجیت ادا کرنے کا وعدہ کرے تو بیوی کو مطالبۂ تفریق کا حق نہیں اور ایسی صورت میں نکاح ثانی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۵/ ۹۰ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) والعشرون، سورة التحريم آيت ۸/مطبوعه دارالفكر بيروت،نووى على المسلم ص ۳۵۴/ج ۲/كتاب التوبة مطبوعه رشيديه دهلى،المفهم شرح المسلم ص ۲۷/ ج۷/كتاب الاذكارباب تجديد الاستغفار مطبوعه دارصادربيروت.

[1] لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذالك المعتدة،الهندية ص ۲۸۰/ ج ۱/تاتارخانيه ص ۵/ ج۳/الفصل الثامن الخ مطبوعه كراچى زيلعى ص ۱۰۱/ ج ۲/فصل فى المحرمات، مطبوعه امداديه ملتان.

فصل دوم: منکوحۂ غیر سے نکاح کے احکام

منکوحۂ غیر سے نکاح

سوال:-زید نے مثلاً منکوحۂ عمر سے نکاح ناجائز کیا زید کو عمر نے متعدد بار مختلف ذرائع سے مثلاً خط و کتابت، زبانی، اشتہار عام سے اطلاع دی کہ زید مرے (عمر) کے ساتھ شریعت کر لے مگر زید روپوش ہو کر منکوحۂ عمر کو ساتھ لے کر کراچی چلا گیا اب اس صورت میں جب کہ زید نے منکوحۂ غیر سے نکاح کر کے اس کو حلال جانا نیز شریعت سے انکار وانحراف کیا زید کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

منکوحۂ غیر سے نکاح کرنا حرام ہے لہٰذا زید کا نکاح منکوحۂ عمر سے صحیح نہیں ہوا۔ **لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذٰلک المعتدة کذا فی السراج الوھاج اھ عالمگیری**[۱] ص ۲۸۸ / اگر زید کو علم ہے کہ یہ نکاح حرام ہے اور پھر اس نے حرام نکاح کیا تو شرعاً اس پر حد واجب ہے۔ اگر حد کے شرائط متحقق ہوں تو اس پر حد جاری کی جائے۔ بشرطیکہ حکومت اسلامی موجود ہو۔ **اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لایوجب العدة الیٰ قوله ولھٰذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لکونه زنا کما فی القنیة وغیرھا اھ شامی**[۲]

شریعت کر لے اور شریعت کرنے سے انحراف کا مطلب اگر یہ ہے کہ شریعت کے

---

[۱] الھندیة ص ۲۸۰ / ج ۱ / مطبوعه کوئٹه پاکستان الباب الثالث فی المحرمات (القسم السادس المحرمات التی یتعلق بھاحق الغیر، بحر کوئٹه ص ۱۰۸ / ج ۳ / قبیل باب الاولیاء والاکفاء، تبیین الحقائق ص ۱۱۴ / ج ۲ / فصل فی المحرمات، طبع امدادیه ملتان.

[۲] شامی کراچی ص ۱۳۲ / ج ۳ / مطلب فی النکاح الفاسد، باب المھر، بحر کوئٹه ص ۱۳۹ / ج ۴ / باب العدة.

موافق فیصلہ کرنے سے انکار کیا تو اس کا جواب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا یعنی وہ حرام کا مرتکب اور سخت گنہگار ہے اس کے ذمہ توبہ کرنا لازم ہے۔ اگر شرائط موجود نہ ہوں تو اس سے سب کو قطع تعلق واجب ہے تاکہ وہ تنگ آ کر توبہ کرلے اور اس عورت کو واپس کردے[1] اگر کچھ اور مطلب ہے تو اس کو واضح کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/۶/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبداللطیف ۲۱/ جمادی الثانی ۵۵ھ

زوجۂ غیر سے نکاح

سوال:- ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی اسلام سے کی۔ اس کے بعد لیاقت نے اپنی بددیانتی سے جس کی تفصیل یہ ہے کہ بہت سے کپڑے اور سونے چاندی کا سامان جو اسلام نے نکاح کے وقت بری میں دیا تھا وہ ضبط کرلیا۔

دوسرے یہ کہ اس بددیانت شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص کے لڑکے سے کردیا اور اپنے دو لڑکوں کی شادی اس شخص کی دو لڑکیوں سے کرلی۔ لڑکی کے نکاح ثانی کی نوعیت یہ ہوئی کہ لڑکی کے باپ نے قاضی کو جھوٹ کہا کہ اسلام نے لڑکی کو طلاق دیدی ہے اور اس جھوٹ پر فتویٰ بھی لے لیا ہے کہ چونکہ اس نے طلاق دیدی۔ لہٰذا اب نکاح ثانی کیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ شوہر اول اسلام نے طلاق نہیں دی ہے، جس کے لئے وہ حلفیہ بیان دے سکتا ہے کہ اس نے طلاق نہیں دی اور نہ طلاق کے بارے میں کوئی گفتگو ہوئی۔ اب دریافت طلب امر یہ کہ لڑکی کا نکاح ثانی درست ہوا یا نہیں؟ نکاح اول باقی رہا یا نہیں؟ جب کہ شوہر اول نے اب تک طلاق نہیں دی ہے اور نہ دینا چاہتا ہے۔ فقط

---

[1] فان هجرة اهل الاهواء والبدع واجبة علٰى مرّ الاوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع الى الحق مرقاة ص ۱۶۷/ ج۴/ باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات طبع بمبئى المفهم شرح المسلم ص ۹۸/ ج۷/ باب يهجر من ظهرت معصية، مطبوعه دار ابن كثير بيروت.

الجواب حامداًومصلیاً

جب قاعدۂ شریعت کے مطابق نکاح ہوجائے تو دونوں شوہر وبیوی بن جاتے ہیں اور اس بیوی کا نکاح کسی دوسرے شخص سے جائز نہیں ہوتا بلکہ حرام ہوتا ہے۔ ولایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ وکذٰلک المعتدة کذا فی السراج الوهاج. فتاویٰ عالمگیری[۱] ص ۷/ ج ۲/ لہٰذا اس نے جو اپنی لڑکی کا دوسرا نکاح کردیا ہے۔ یہ جائز نہ ہوگا اور ثبوت طلاق کے لئے صرف اس کا دعویٰ کافی نہیں ہے۔ یا شرعی شہادت موجود ہو[۲] یا شوہر اقرار کرے[۳]

مفتی کے سامنے جیسا سوال بیان کر کے پیش کیا جائے گا وہ اسی کے موافق حکم شرعی بتلادیگا۔ سوال کا صحیح طور پر پیش کرنا سائل کی ذمہ داری ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند یکم صفر ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح کے بعد فرار ہوکر دوسرے سے نکاح کرنا

سوال:- ہندہ حنفیہ سنیہ ہے اس کی شادی زید اہل حدیث یعنی غیر مقلد کے ساتھ ہوئی تھی اور اس شادی کو تقریباً ایک سال ہوا۔ اس دوران ہندہ کے پاس شوہر کی آمدورفت بھی

---

[۱] الفتاویٰ الھندیة ص ۲۸۰/ ج ۱/ الباب الثالث فی المحرمات القسم السادس المحرمات التی یتعلق بھا حق الغیر مکتبہ کوئٹہ پاکستان، بدائع زکریا ص ۵۴۸/ ج ۲/ کتاب النکاح عدم جواز منکوحة الغیر، بحر کوئٹہ ص ۱۰۸/ ج ۳/ فصلی فی المحرمات)

[۲] وشرط فیھا شھادة رجلین وارجل وامرأتین سواء کان الحق مالااوغیرمال کالنکاح والطلاق والعتاق الخ، ھندیہ کوئٹہ ص ۴۵۱/ ج ۳/ کتاب الشھادات، الباب الاول، الدرمع الشامی کراچی ص ۴۶۵/ ج ۵/ کتاب الشھادة، تبیین الحقائق ص ۲۰۶/ ج ۴/ کتاب الشھادة، طبع امدادیہ ملتان.

[۳] لو اقر بالطلاق کاذبا اوھازلاوقع قضاءً لادیانة، شامی کراچی ص ۲۳۶/ ج ۳/ کتاب الطلاق مطلب فی الاکراہ علی التوکیل بالطلاق الخ.

رہی۔ پھر بکر جو کہ حنفی سنی ہے وہ ہندہ کو لے کر فرار ہوگیا اور ہندہ بکر کے ساتھ تقریباً ایک مہینہ غائب رہی۔ پھر ایک مہینہ کے بعد بکر کے ساتھ مکان واپس آئی اور بکر کے ساتھ شادی کر لی، حالانکہ زید نے ہندہ کو طلاق نہیں دی ہے۔ تو اس بات کو لوگوں سے پوچھا تو کہا کہ یہ شادی جائز ہے، اس لئے کہ حقیقت میں ہندہ کے ساتھ زید کی شادی ہی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے کہ ہندہ مقلدہ ہے اور زید غیر مقلد ہے۔ تو اب علماء سنی و حنفی سے سوال ہے کہ یہ شادی بغیر طلاق کے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ اہل حدیث آمین بالجہر و رفع یدین کا اہل حدیث ہے کہ ائمہ مجتہدین کو گالیاں نہیں دیتا اور علماء مقلدین کو مشرک نہیں کہتا تو ہندہ کا نکاح اس کے ساتھ صحیح ہوگیا۔ پھر ہندہ کا بکر کے ساتھ فرار اختیار کرنا اور اس کے ساتھ نکاح کرنا درست نہیں۔ یہ شرعی نکاح نہیں۔ جب تک زید اس کو طلاق نہ دے اور پھر عدت نہ گذر جائے اس کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۴/۱۴۰۱ھ

شوہر لاپتہ ہو جائے تو نکاح پر نکاح کا کیا حکم ہے؟

سوال: -ایک عورت نے جس کا خاوند یکسال سے گھر سے چلا گیا تھا اور اس کا کچھ پتہ نہیں کہ آیا وہ مر گیا یا کہ زندہ ہے اس عورت نے ایک میانجی کو بلا کر اپنا نکاح کسی اور سے کر لیا اور سوائے اس عورت کے کہ اس نے میاں جی سے کہا کہ میرا خاوند مر گیا ہے اور کسی محلّہ والے نے نہ کچھ کہا اور نہ عورت کا چال چلن درست ہے صبح کو محلّہ والوں کو علم ہوا کہ اس عورت

---

[1] واما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً، شامی زکریا ص ۲۷۴/ ج۴/ باب المھر مطلب فی النکاح الفاسد، ھندیہ کوئٹہ ص ۲۸۰/ ج۱/الباب الثالث فی المحرمات ،القسم السادس، بدائع زکریا ص ۵۴۸/ ج۲/ کتاب النکاح، عدم جواز منکوحۃ الغیر.

نے اپنا نکاح کرلیا ہے۔ میاں جی کو بلا کر دریافت کیا گیا کہ تم نے نکاح کس طرح پڑھایا ہے اس نے کہا کہ میں نے محض عورت کے کہنے سے نکاح پڑھایا ہے۔ اس میاں جی کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر میاں جی کو اس کے شوہر کے زندہ ہونے کا حال نہیں معلوم تھا اور عورت کے کہنے سے یقین کر کے نکاح پڑھا دیا تو اس سے میاں جی کی امامت میں نقصان نہیں آیا نہ میاں جی کا نکاح ٹوٹا اور جس شخص سے نکاح ہوا ہے اگر اس کو بھی علم نہیں تھا اور عورت کی بات کا یقین کر کے اس سے نکاح کیا ہے تو گناہ نہیں ہوگا البتہ تاوقتیکہ پہلے شوہر سے شرعی طریق پر موت، خلع اور طلاق کے ذریعہ سے جدائی ہوکر عدت نہ گذر جائے دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ مفارقت ومتارکت لازم ہے کمافی ردالمحتار[1]۔

اور اگر اس کے نکاح کا علم تھا اور پھر نکاح پڑھا دیا تو وہ شخص اور میاں جی دونوں گنہگار ہوں گے۔ دونوں کو توبہ کرنا ضروری ہے۔ نکاح کسی کا بھی نہیں ٹوٹا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱ر شعبان ۱۳۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

الجواب صحیح: عبداللطیف ۱۱ر شعبان ۱۳۵۵ھ

---

[1] امانکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لایوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً بل یجب علی القاضی التفریق بینهما ،شامی زکریاص ۲۷۴، ۲۷۶ / ج ۴/ باب المهر ،مطلب فی النکاح الفاسد، شامی کراچی ص ۱۳۲، ۱۳۳ / ج ۳/ عالمگیری ص ۲۸۰ / ج ۱ /الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السادس الخ، ص ۳۳۰/ ج ۱ /الباب الثامن فی النکاح الفاسد واحکامه ،مطبوعه دارالکتاب دیوبند، تاتارخانیه ص ۱۱ / ج ۳/ الفصل التاسع فی النکاح الفاسد واحکامه مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

جبراً نکاح پر نکاح

سوال:- زید کی شادی ایک عورت سے اس طرح ہوئی کہ زید کی ہمشیرہ ان کی بیوی کے رشتہ دار منسوب کی جاتی ہے کچھ عرصہ کے بعد زید کی ہمشیرہ حالت بلوغت میں ہوجاتی ہے اوران ایام میں زید کی بیوی بھی اپنے والدین کے یہاں ہے زید کی ہمشیرہ بخوشی خود دوسری جگہ اپنا نکاح ثانی کر لیتی ہے مگر اس میں زید کے سسرال والے زید کی ہمشیرہ کی اس نکاح ثانی کے خلاف ہے حالانکہ زید کی ہمشیرہ بالغ ہے اس ناراضگی میں چند آدمی زید کی بیوی کو زید کے گھر آنے سے منع کرتے ہیں جس پر زید عدالتی چارہ جوئی کر کے حقوق زوجیت کا دعویٰ دائر کرنے کے بعد ڈگری حاصل کرتا ہے مگر بعد حاصل کرنے ڈگری بھی زید کی بیوی اس کے گھر نہیں آتی ہے بیوی تو آنے پر رضامند ہے مگر چند گمراہ اشخاص کی سازش سے ایسا نہیں ہوتا۔ بعدازاں زید کی بیوی ان کے والدین کے گھر ہی فاحشہ ہوجاتی ہے اور بچہ ولد الحرام پیدا ہوتا ہے زید پھر ایک دعویٰ عدالت میں اسی شخص کے خلاف دائر کرتا ہے جس شخص سے زید کی بیوی نے حرام کیا ہے اس کو چھ ماہ قید اور پچاس روپے جرمانہ ہوا بعدازاں زید کے سسرال والے زید کی بیوی کا حرام نکاح ایک دوسری جگہ کر دیتے ہیں وہاں زید کی بیوی چند یوم رہ کر اپنے جدید خاوند کی رضامندی سے زید کے گھر آجاتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کا نکاح جب شریعت کے موافق صحیح اور نافذ ہوگیا اور پھر نہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی نہ قاضی نے تفریق کی تو زید کے سسرال والوں نے جو زید کی بیوی کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا تو وہ نکاح ناجائز ہے لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره و کذلک المعتدة، کذا فی السراج الوهاج، عالمگیری[۱] ص ۲۸۸ / ج۲/اب جب کہ زید کی بیوی

---

[۱] الهندیة ص۲۸۰/ج۱/القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

زید کے پاس آ گئی تو زید کو مواصلت کے لئے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں البتہ زید کی بیوی پر عدت واجب ہوگی اگر وہ شخص جس سے زید کی بیوی کا نکاح ہوا نہیں جانتا تھا کہ جس سے میں نکاح کر رہا ہوں یہ زید کی بیوی ہے اور زید کے نکاح سے خارج نہیں اور اس نے زید کی بیوی کے ساتھ جماع کیا ہے یا خلوت صحیحہ کی ہے لیکن اگر جانتا تھا کہ یہ زید کی بیوی ہے اور زید کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی تو عدت واجب نہیں۔ ولو تزوج بمنکوحة الغیر وهو لایعلم أنها منکوحةالغیر فوطئها تجب العدة وأن کان یعلم أنها منکوحةالغیر لاتجب حتی لایحرم علیٰ الزوج وطئها کذا فی فتاویٰ قاضی خان عالمگیری[1] ص۲۸۸/ج۲/وخلاصہ[2] ص۱۱۸/ج۲/۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی ۱۲/۲۱/ ۵۱ھ
الجواب صحیح: بندہ عبدالرحمٰن
صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

نکاح پر نکاح اور اس میں شرکت کا حکم

سوال:- اگر کوئی شخص اپنی لڑکی شادی شدہ کا نکاح دوسری جگہ کر دے جب کہ شوہر سابق خود نان ونفقہ کا ذمہ دار ہے۔ تو ایسے شخص اور شریک نکاح اور نکاح خواں کیلئے کیا حکم ہے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) حق الغیر مطبوعه کوئٹه پاکستان، بدائع الصنائع ص۲۶۸/ج۲/ فصل ومنها ان لاتکون منکوحة الغیر، مطبوعه سعید کراچی، قاضی خان علی الهندیه ص۳۶۶/ج۱/ باب فی المحرمات، مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

[1] عالمگیری مطبوعه دار الکتاب دیوبندص۲۸۰/ج۱/الباب الثالث القسم السادس، قاضی خان علی هامش الهندیة ص۳۶۶/قبیل فصل فی اقراراحدالزوجین بالحرمة الخ باب فی المحرمات مطبوعه ایضاً.

[2] خلاصة الفتاوی ص۱۱۸/ج۲/کتاب الطلاق، الفصل الثامن فی العدة مطبوعه لاهور.

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ شوہر نے طلاق نہیں دی اور ضروریات ونفقہ کا کفیل ہے اور حقوق زوجیت ادا کرتا ہے تو پھر دوسری جگہ نکاح کا کوئی حق نہیں ہے لڑکی کے والد نے ایسی حالت میں جو نکاح کیا ہے تو یہ شرعی نکاح نہیں بلکہ زنا اور حرام کاری ہے[1] یہ معصیت کبیرہ اور انتہائی بے غیرتی ہے۔ علم کے باوجود جو لوگ اس میں شریک ہوئے وہ بھی سب گنہگار ہوئے۔ سب کو صاف صاف توبہ لازم ہے۔ لڑکی کو اس بات میں والد کی اطاعت ناجائز ہے[2] فوراً دونوں میں جدائی کرادی جائے ہرگز ایک جگہ نہ ہونے دیا جائے[3] لڑکی اپنے اصلی شوہر کے پاس جا کر رہے جس نے نکاح پڑھایا ہے اگر اس کو اصل حقیقت معلوم تھی تو وہ بھی گنہگار ہے اس کو بھی توبہ لازم ہے[4] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱/۸۸ھ

---

[1] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لكون زنا كمافي القنية وغيرها، شامي زكريا ص۱۹۷/ج۵/باب العدة مطلب في النكاح الفاسد والباطل،شامي زكريا ص۲۷۴/ج۴/باب المهر مطلب في النكاح الفاسد، قاضي خان على الهنديه ص۳۶۶/ ج۱/ باب في المحرمات مطبوعه ديوبند.

[2] وعن النواس بن سمعان رضي الله تعالىٰ عنه قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق مشكوة شريف ص۳۲۱/ج۲/كتاب الامارة والقضاء الفصل الثاني مطبوعه ياسرنديم.

[3] ولكل واحدمنهما فسخه ولو بغيرمحضر عن صاحبه في الاصح، بل يجب على القاضي التفريق بينهما ،در مختار على الشامي زكرياص۲۷۵/ج۴/باب المهرمطلب في النكاح الفاسد،عالمگيرى ديوبند ص۳۳۰/ج۱/ الباب الثامن في النكاح الفاسد،تاتارخانيه ص۱۱/ ج۳/الفصل التاسع في النكاح الفاسد،مطبوعه ادارة القرآن كراچى.

[4] اتفقوا على ان التوبةمع جميع المعاصي واجبة الخ روح المعاني ص۲۳۶/ج۱۵/الجزء الثامن والعشرون ،سورۂ تحريم آيت ۸/ مطبوعه دارالفكر بيروت،شرح نووى على المسلم ص۳۵۴/ج۲/ كتاب التوبة، مطبوعه رشيديه دهلى،والتوبة على حسب الجناية، فالسربالسر والاعلان بالاعلان هداية ص۲۷۴/ج۳/كتاب الرجوع عن الشهادة مطبوعه تهانوى ديوبند.

منکوحہ کا فرار ہوکر دوسرا نکاح کر لینا

سوال: - ایک لڑکی کو شوہر اس کی ماں کے یہاں چھوڑ کر بمبئی چلا گیا اور خط میں لکھا کہ میں دوماہ کے بعد آرہا ہوں۔ مگر لڑکی آٹھ دس روز بعد ہی گھر سے نکل گئی اور اس نے عدالت میں جا کر کسی دوسرے سے نکاح کر لیا نہ اس کے شوہر نے طلاق دی اور نہ وہ بمبئی سے ابھی تک آیا ہے۔ تو یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب یہ معلوم ہے کہ شوہر موجود ہے خط وکتابت بھی کرتا ہے اور اس نے طلاق بھی نہیں دی پھر بھی دوسرا نکاح کر لیا۔ تو یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ عورت سے اگر صحبت ہوئی تو وہ حرام ہوئی، عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں موجود ہے۔ فوراً اس شخص سے علیٰحدہ ہو جانا چاہئے۔ اگر علیٰحدہ نہیں ہوگی حرام کاری میں مبتلا رہے گی[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۶/۳/۸۸ھ

نابالغہ کا نکاح پر نکاح

سوال: - زید نے دختر نابالغہ کا نکاح بکر سے کر دیا تھا پھر بکر سے بلا طلاق دلوائے خالد سے کر دیا ہے اب یہ نکاح دوسرا جائز ہے یا نہیں اور ایسا کرنے والے کے واسطے شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ دوسرا نکاح شرعاً ناجائز ہے اگر خالد کو معلوم ہے کہ جس لڑکی سے زید نے میرا نکاح کیا ہے اس کا نکاح پہلے بکر سے کر چکا ہے اور بکر نے اس کو طلاق نہیں دی تو شرعاً خالد بھی

---

[1] تقدم تخریجہ تحت عنوان، نکاح پر نکاح اور اس میں شرکت کا حکم۔

گنہگار رہوا اگر صحبت کریگا تو یہ زنا ہوگا جس کا گناہ خالد کے ساتھ زید کو بھی ہوگا اور جولوگ نکاح میں شریک ہوئے وہ سب گنہگار ہیں خالد کے ذمہ واجب ہیکہ زید کی لڑکی سے علیحدہ رہے اور زید کے ذمہ واجب ہے کہ اپنی لڑکی کو بکر کے پاس بھیجے اور لڑکی کو حرام ہے کہ خالد کے ساتھ مباشرت کرے اور جولوگ نکاح میں شریک ہوئے یا ان کو قدرت ہے تو حسب استطاعت سب کے ذمہ ضروری ہے کہ زید کی لڑکی کو بکر کے گھر بھجوائیں اور خالد کے پاس نہ رہنے دیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/۱/ ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

الجواب صحیح: عبد اللطیف ۲۴/ محرم الحرام ۵۹ھ

شوہر کی موجودگی میں دوسرا نکاح غیر مملوک مکان کی بیع اور وقف

سوال:- تنقیح کی گئی اب مولانا صاحب گذارش ہے کہ ہماری مسجد محلہ شیشگران فیروز آباد اس میں پانچ عہد یدار ہیں۔۳۳/ آدمی ورکن کمیٹی کے ممبروں میں کل صدر، سیکرٹری، خزانچی اور اس کے علاوہ ۲۸/ ممبر ہیں، لیکن ان میں معاملہ الجھن میں پڑ گیا۔ ایک عورت مسماۃ حمیدن ضلع علی گڈھ کی رہنے والی ہے اس کا شوہر موجود ہے۔ اب سے بیس سال پہلے وہ عورت

---

[1] اما نکاح منکوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقداصلاً قال فعلى هذا يفرق بين فاسده وباطله في العدة ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زنى، شامی کراچی ص ۱۳۲/ ج۳/ مطلب في النكاح الفاسد، باب المهر، مطبوعه زكريا ص ۲۷۶/ ج ۴/ شامی زكريا ص۱۹۷/ ج۵/باب العدة مطلب في النكاح الفاسد والباطل ،ولكل واحد منهمافسخه ولوبغيرمحضر عن صاحبه ودخل بهااو لافي الاصح خروجاً عن المعصية بل يجب على القاضي التفريق بينهما، شامی زكريا ص ۲۷۵/ ج ۴/باب المهرمطلب في النكاح الفاسد.

فیروزآباد آ گئی ہے۔ اوراس عورت نے میرے ماموں بنام ننّے سے نکاح کرلیا۔ ایک دوسرے مرد نے علی گڈھ سے لاکر ۵۰۰ر روپیہ اس کو ننّے کو دیدیا ہے، حالانکہ پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی تھی۔ اس کے دو بچہ بھی ہیں۔ ننھے اور کلو دو بھائی تھے اور دونوں ایک ہی مکان میں ہمیشہ رہتے تھے کبھی جدا نہیں ہوئے ہیں اوراس عورت کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی دو اولاد سابقہ شوہر سے تھی۔ اس عورت نے کئی مرتبہ ننھے سے یہ کہا کہ یہ جائداد جو تیرے پاس ہے میرے یا میرے بچوں کے نام کردے۔ اس نے عورت کا کہنا نہیں مانا۔ کلو نے اپنے بھائی ننھے سے کہا کہ تم اس عورت کو علیٰحدہ کردو لیکن ننھے نے کہا کہ تم یہ سمجھ لو کہ تمہارے بھائی کے پاس رنڈی ہے۔ پھر اتفاق سے ننھے اپنے کسی رشتہ دار کے یہاں ملنے کے لئے گئے تھے کہ راستہ ہی میں ان کا انتقال کسی بیماری کی وجہ سے ہوگیا، انھوں نے کوئی شئی کسی کے نام بیع یا رجسٹری نہیں کی۔ کلو نے عورت سے کہا کہ تم میرے بھائی کی بیوی ہو میرے پاس رہو مگر وہ ان کے ساتھ رہنے پر تیار نہیں ہوئی۔ اہل محلّہ نے عورت کو بہکانا شروع کردیا اور اہل محلّہ نے یہ کہا کہ اس مکان میں تیرا ¼ حصہ ہے کیونکہ ننھے کے کوئی اولاد تیرے سے نہیں ہے اوراس مکان کو محلّہ شیشگران کی مسجد کے نام ہبہ کردے اور مسجد کے نام بیع نامہ کرادیا اور بیعنامہ صدر نواب الدین کے نام کرادیا ہے۔ اس سے کلو کو سخت پریشانی ہوئی۔ دونوں بیعنامہ کی نقل کو پڑھا جو بیعنامہ صدر نواب الدین کے نام ہے جو کہ مسجد کے صدر ہیں اس میں کوئی شرط نہیں ہے۔ جو پارٹی اس مکان کو لینا چاہتی ہے وہ یہ کہتی ہے کہ اس عورت نے یہ شرط رکھ کر مسجد کے نام بیعنامہ کیا ہے کہ میں اپنی زندگی تک اس مکان میں رہوں گی اور یہ چوتھائی مکان میں جو مسجد کے نام کررہی ہوں کلو کو آپ نہیں دے سکتے۔ اس عورت نے جو جو کاغذات مسجد کو دیئے ہیں اس میں بھی مکان کا بیعنامہ ننھے اور اپنے نکاح کی رسید دیدی ہے اور ایک کرایہ نامہ کا کاغذ بھی دیا ہے جو کہ کبھی ننھے کلو سے کرایا ہوگا اور اپنی طلاق کی کوئی رسید نہیں دی ہے نہ اس کے پاس سابقہ شوہر کی طلاق کوئی رسید ہے۔ اب عندالشرع کیا حکم ہے؟

اس سوال پر تنقیح یہ ہوئی۔

تنقیح (۱) اس عورت نے جو کاغذ بطور بیع نامہ مسجد کے لئے لکھا ہے جو کہ صدر صاحب کے نام ہے وہ یا اس کی نقل بھیجئے۔

(۲) حمیدن کا شوہر موجود ہوتے ہوئے آپ کے ماموں مرحوم کا اس عورت سے نکاح کیسے ہوا؟ کیا ماموں کو اس کا علم نہیں تھا۔ اگر نکاح کے بعد یہ علم ہوا کہ یہ منکوحہ ہے تو اس نے کیا اثر لیا، آیا اس بات کو غلط تصور کرتے ہوئے اپنے نکاح کو صحیح سمجھا یا مسماۃ حمیدن کو اپنے سے الگ کیا یا ماموں کو علم نہیں ہوسکا آپ نے بھی ان کو خبر نہیں کی کہ اس عورت کا شوہر زندہ ہے۔

(۳) ماموں صاحب نے اپنے انتقال پر کوئی اولاد چھوڑی ہے یا کہ نہیں؟

جواب تنقیح۔

(۱) مسماۃ حمیدن نے جو بیعنامہ صدر مسجد نواب الدین کے نام کیا ہے اس کی پختہ نقل رجسٹری شدہ آپ کو روانہ کرتے ہیں یعنی ملاحظہ ہو۔

(۲) مسماۃ حمیدن سے جب ننھے جلسری نے نکاح کیا اس وقت ان کو ہر بات کا علم تھا کہ اس عورت کا شوہر موجود ہے اور اس نے طلاق نہیں دی ہے اور اس کے دو بچے موجود ہیں۔ اس عورت سے بھی ننھے کی کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی اور نہ پہلی بیوی سے تھی۔

(۳) میں نے ماموں صاحب سے اس معاملہ میں کئی مرتبہ کہا سنا اور ان کو جو پریشانی ہوتی تھی وہ ذکر کرتے تھے اور کہتے تھے اب تو جو کرلیا سو کرلیا اب کیا ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب ننھے کو معلوم تھا کہ یہ عورت دوسرے شخص کی بیوی ہے اور شوہر نے طلاق نہیں دی ہے بلکہ دھوکہ دیکر اس کو لایا گیا ہے تو ننھے کا اس سے نکاح جائز نہیں تھا وہ نکاح منعقد ہی نہیں

ہوا ہے۔ جتنی مدت تک وہ ننھے کے ساتھ رہی معصیت وحرام کاری ہوتی رہی [1] ایسی صورت میں وہ شرعاً ننھے کی بیوی نہیں۔ ننھے کے ترکہ سے کچھ بھی پانے کی حقدار نہیں۔ مکان کا چوتھائی حصہ فروخت کرنے کا اس کو حق نہیں ہے۔ اس کا بیعنامہ بالکل بیکار ہے جب تک کلو اس کی اجازت نہ دے۔ اس لئے کہ مکان مذکورہ پورا کلو کی ملک ہے، کلو اجازت دے تو اس کی بیع درست ہوسکتی ہے ورنہ نہیں۔ کلو کو پورا حق ہے کہ اس عورت کو مکان سے نکال باہر کرے۔ وہ اپنے اصل شوہر کے پاس چلی جائے۔ کلو پورے مکان کا خود ہی مالک ہے۔ ایک ہزار روپیہ جو کہ بطور بیعنامہ کے اس نے صدرِ محترم کو دیا ہے اس کو واپس لے سکتا ہے۔ صدر محترم کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اس کو واپس کردیں اور جو روپیہ صدر محترم نے اس عورت کو مکان کی قیمت کا ۳/ ہزار دیا ہے وہ اس سے واپس لے سکتے ہیں۔ اگر عورت واقعۃً ننھے کی بیوی ہوتی رنڈی کی طرح بلا شرعی نکاح کے نہ ہوتی اور پھر وہ اپنا چوتھائی حصہ فروخت کرتی تو بھی بیع فاسد ہوتی کیوں کہ اپنی حیات تک مکان مذکور میں رہنے کی شرط لگا رکھی ہے جو کہ مفسد بیع ہے۔ اس شرط کا پارٹی کو اقرار ہے (اگرچہ تحریر میں یہ شرط نہ ہو) بیع فاسد کا فسخ کرنا شرعاً واجب ہوتا ہے۔[2]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة الهندیة ص ۲۸۰/ج ۱/القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لایوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً ولذایجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زنی، شامی زکریا ص ۲۷۴/ج ۴/باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

[2] ولابیع بشرط یعنی الی قوله الأصل الجامع فی فساد العقد بسبب شرط الی قوله ویجب فسخه قبل القبض (قوله فسخه) أی فسخ البیع الفاسد. درمختار مع الشامی کراچی ص ۸۴، ۹۱/ج ۵/کتاب البیوع، مطلب فی البیع بشرط فاسد، تبیین الحقائق ص ۵۷/ج ۴/کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل قبض المشتری الخ طبع امدادیه ملتان، بحر کوئٹه ص ۸۵/ج ۶/باب البیع الفاسد.

منکوحۂ غیر کو طلاق دلوا کر اس کی کفالت کرنا

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک منکوحہ عورت کو اس کے گاؤں سے جا کر لے آیا اور اس نے کسی کے گھر جدا کر بٹھا دیا اور اس کو کپڑے بنوا دیئے اور کھانے پینے کو روپے بھی دیئے چونکہ اس عورت کی اور اس کے خاندان کی ایک عرصہ سے ناچاقی تھی اور وہ اپنے خاوند کے یہاں رہنے کو تیار نہ تھی اس لئے زید نے اس کے خاوند کو مبلغ ایک سو روپے دے کر طلاق لے لی۔ طلاق لینے کے بعد اس عورت کو ایک ملاں کے گھر بٹھا دیا ملاں نے کہا میں نہیں بٹھاتا تو اپنے گھر بٹھادے اس معاملہ کا لوگوں میں چرچہ ہوا تو جمعہ کے دن ایک مولوی صاحب سے مسئلہ دریافت کیا گیا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اس غیر عورت کو غیر محرم آدمی کے ساتھ آنا غیر محرم کے یہاں عدت گذارنا اور پھر ایک غیر آدمی کا روپیہ دے کر طلاق دلوانا یہ سب ناجائز ہے اس زید کو سمجھانا چاہئے اگر وہ سمجھانے سے باز نہ آوے تو پھر شرعی سلوک کرنا چاہئے۔ اس کے بعد زید پھر مولوی صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ اب تک جو کچھ مجھ سے غلطی ہوئی ہے اس کے متعلق مجھے معافی مل جائے اب جس طرح شریعت کا حکم ہے میں عمل کروں گا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ یہ عورت کسی اپنے رشتہ دار کے یہاں رہ کر عدت گذار دے تم اس کو کوئی خرچ وغیرہ مت دو اور اس سے ملو بھی مت اس نے کہا کہ میرا لڑکا اس کو اس کے یہاں چھوڑ آتا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ کوئی اور آدمی جا کر چھوڑ آوے اس کے بعد زید نے اپنے لڑکے کو اس کے ہمراہ کر دیا کہ تو اس کو اس کے بھائی کے یہاں چھوڑ آ اور خرچ کرایہ اپنے پاس سے دے دیا۔

اب بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ زید کے اس طرح کرنے سے زید کا حقہ پانی بند کرنا چاہئے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس طرح کرنے سے زید کا حقہ پانی بند کرنا جائز ہے یا نہیں نیز اگر زید اس کو گھر بیٹھ کر خرچ وغیرہ روانہ کرتا رہے تو زید شریعت کا چور ہے یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

غیر محرم عورت کو بلا پردہ دیکھنا اور اس کے ساتھ خلوت کرنا منع ہے[۱] اگر عورت اور اس کے شوہر کے درمیان مصالحت کی توقع نہ تھی اور تعلقات زیادہ خراب ہو چکے تھے تب زید نے طلاق دلوائی ہے تو اس میں مضائقہ نہیں[۲] تاہم اس کے گھر سے لانا اور کسی غیر کے گھر بٹھانا اس کو جائز نہ تھا[۳] لہٰذا زید کو تنبیہہ کی جائے اگر وہ اس عورت سے کسی قسم کا غیر شرعی تعلق نہ رکھے اور گذشتہ سے صدق دل سے توبہ کرے تو اس کا حقہ پانی بند کرنے کی ضرورت نہیں ورنہ اس کا حقہ پانی بند کر دیا جائے[۴] اگر وہ عورت غریب ہے اور محتاج ہے اس لئے زید اس کے ساتھ

---

[۱] الخلوة بالأجنبية حرام الدرالمختار على ردالمحتار ص۳۶۸/ج۶/(فصل فى النظر والمس كتاب الحظر والإباحة) نظر الرجل الى المرأة الاجنبية حرام من كل شئ من بدنها الخ مرقاة شرح مشكوة ص۴۰۹/ج۳/باب النظر الى المخطوبة الفصل الاول،كتاب النكاح مطبوعه بمبئى ،التعليق الصبيح على مشكاة المصابيح ص۸/ج۴/باب النظر المخطوبة مطبوعه مكتبه فخريه ديوبند.

[۲] ولابأس به اى بالخلع عند اللحاجة للشقاق بعدم الوفاق، سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص۱۰۲/ج۲/باب الخلع،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،درمختارعلى الشامى دار الفكر بيروت،ص۴۴۱/ج۳/باب الخلع،عالمگيرى ص۴۸۸/ج۱/الباب الثامن من فى الخلع ومافى حكمه الفصل الاول،مطبوعه دار الكتب العلمية ديوبند.

[۳] ولاتخرج معتدة رجعى وبائن بأى فرقة كانت ولو مختلعة على نفقة عدتهافى الاصح، درمختار على الشامى ص۵۳۵/ج۳/فصل فى الحداد،مطلب الحقائق على المفتى ان ينظر فى خصوص الوقائع ،مطبوعه دارالفكر بيروت،مجمع الانهرص۱۵۴/ج۲/باب العدة فصل فى الحداد،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،تبيين الحقائق ص۳۶/ج۳/فصل فى الاحداد مطبوعه امداديه ملتان.

[۴] قال الخطابى،رخص للمسلم ان يغضب على اخيه ثلاث ليال ولايجوز فوقها الااذاكان الهجران فى حقوق اللّٰه تعالىٰ فيجوز فوق ذالک،مالم يظهر منه التوبة والرجوع الى الحق، مرقاة شرح مشكوة ص۶۱۷/ج۴/باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع،الفصل الاول مطبوعه بمبئى،المفهم شرح المسلم ص۹۸/ج۷/كتاب الرقاق،باب يجهر من ظهرت معصية مطبوعه دار ابن كثير دمشق.

سلوک کرتا ہے اور کوئی بری نیت نہیں ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے اگر زید کا مقصود اس سے نکاح کرنا ہے تو وہ عدت کے بعد نکاح کرسکتا ہے پہلے نہیں کرسکتا[1] اگر اس سے ناجائز تعلق ہے تو پھر اس کو خرچ دینا اور اس سے ملنا سب گناہ اور ناجائز ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۳۰/ربیع الثانی ۵۴ھ

بغیر طلاق کے دوسری جگہ نکاح کردینا

سوال: ہندہ کی بچپن کی حالت میں برضاء والدین ایک گاؤں میں شادی ہوگئی تھی پھر بوجہ جھگڑا ہونے کے والدین نے یہ کہا کہ ہم وہاں نہیں بھیجیں گے پھر پھوپھی زاد بھائی کے ساتھ والدین نے نکاح پڑھادیا بغیر طلاق لئے۔ اس کے دو سال بعد ان سے لڑائی کرکے طلاق لی پھر نکاح ثانی نہیں ہوا پھر زوج ثانی نے ہندہ کو مار پیٹ کر باہر نکال دیا پھر اس نے زبردستی ہندہ کو پکڑ کر گھر میں بٹھالیا۔ کیونکہ اس کا والد فوت ہوچکا تھا اس مجبوری میں پھر رات کو اس کے ساتھ ہمبستر ہوا پھر اس کے سات بچے پیدا ہوئے وہ اسی طرح گاہے گاہے مارتا رہا اور طلاق بھی دیتا رہا اب کی بار رو کے جب عورت نے کہا کسی مولوی سے دریافت کرو کہ یہ ناجائز ہے تو اس نے اس کو مار پیٹ کر ہمبستری کی۔ اب کی طلاق پر پھر عورت باہر نکل آئی کہ چاہے مجھے قتل کردے میں تیرے گھر میں نہیں رہنا چاہتی۔ پہلے عورت لاعلم تھی اب اس نے چار بچوں کی ماں ہونے کی حالت میں قرآن شریف پڑھا اب اس کو معلوم ہوا کہ یہ ناجائز حرکت ہے اور اس مرد نے منع کیا کہ میرے گھر میں قرآن شریف نہ پڑھو۔ بینوا و توجروا

---

[1] کذا یستفاد وحل لها التزوج بآخر بعد العدة، درمختار علی الشامی زکریا ص ۱۵۱/ج۴/ فصل فی المحرمات قبیل باب الولی، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۰۸/ج۳/ قبیل باب الاولیاء والاکفاء.

الجواب حامداً ومصلیاً

نابالغی کی حالت میں جب والدین نے نکاح کردیا تھا تو وہ لازم ہوگیا تھا اس کے بعد بلا طلاق جو نکاح ثانی کردیا گیا وہ قطعاً ناجائز ہوا بلکہ بدستور پہلے شوہر کا نکاح برقرار رہا اور جب شوہر اول نے طلاق دی تب اس کی زوجیت سے علیحدہ ہوگئی لیکن نکاح ثانی قبل از طلاق ہوا ہے وہ کسی طرح جائز نہیں ہوا اور پھر بعد میں بھی نکاح ثانی کی تجدید نہیں کی گئی۔ لہٰذا شوہر ثانی شرعی شوہر نہیں جس طرح بھی ممکن ہو اس سے علیحدہ رہنا واجب ہے اتنے زمانہ تک جو شوہر ثانی نے رکھا ہے یہ بھی ناجائز طریقہ پر رکھا ہے اس کی طلاق کی بھی حاجت نہیں۔ اگر شوہر ثانی کو نکاح کرتے وقت یہ علم تھا کہ یہ عورت دوسرے کے نکاح میں ہے اور اس نے طلاق نہیں دی تو یہ نکاح بالکل باطل ہوا اب اس کے لئے عدت کی بھی ضرورت نہیں بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو عورت اس سے علیحدہ ہوکر دوسری جگہ نکاح کرے یا اسی سے نکاح کرے اگر اس کو علم نہ تھا اس سے علیحدگی کے بعد تین حیض عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کرے أما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لایوجب العدة أن علم أنها للغیر لانه لم یقل أحد بجوازه فلم ینعقد أصلاً ولهٰذا یجب الحد مع العلم بالحرمةلکونه زناً کما فی القنیة وغیرها اهـ ردالمحتار[۱] مختصراً باب العدة ص ۹۳۸/ ج ۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۱۲/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۷/ذی الحجہ ۵۶ھ

---

[۱] شامی کراچی ص ۵۱۶/ ج۳/ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل، مطبوعه زکریاص ۱۹۷/ ج۵/ شامی زکریاص ۲۷۴/ ج۴/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۳۹/ ج۴/ باب العدة، خانیة علی هامش الهندیة ص ۳۶۶/ ج۱/ باب فی المحرمات مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

بغیر طلاق نکاح ثانی

سوال:-ایک لڑکی کی شادی ہوئی، شادی کے چھ ۶/ سات ۷/ مہینہ کے بعد لڑکا کلکتہ شہر چلا گیا۔لڑکی کا باپ کلکتہ میں رہتا ہے لڑکی کے باپ نے دریافت کیا کہ تم کیوں چلے آئے؟ کہا میرا گذارا مشکل ہے میں نہیں جاؤں گا تب لڑکی کے باپ نے اس کی دوسری شادی کردی دوسرے شوہر سے بلا طلاق، اور نکاح پڑھانے والے بستی کے امام صاحب ہیں جب نکاح پڑھانے کے لئے گئے تو اس وقت امام نے لڑکی کے باپ سے کہا کہ دیکھو قیامت کا بوجھ تم پر ہے میں نکاح پڑھاتا ہوں تو عند الشرع اس نکاح کا کیا حکم ہے اور امام نکاح خواں اور شریک نکاح گواہ وکیل وغیرہ کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ نکاح شرعاً درست نہیں جو اس نکاح میں شریک ہوئے سب گنہگار ہیں۔سب کو توبہ لازم ہے[۱] اور ان دونوں کو علیحدہ کرنا ضروری ہے لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس کلکتہ پہنچادیں یا شوہر سے طلاق حاصل کریں جب وہ طلاق دیدے اور عدت گذر جائے جب دوسری جگہ نکاح کریں اس سے پہلے نہیں[۲]۔امام صاحب بھی گنہگار ہیں ان کو ہرگز یہ نکاح پڑھانا جائز نہیں

---

[۱] اتفقوا علی ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور الخ،روح المعانی ص ۴۳۶/ ج۱۵/الجزء الثامن والعشرون،سورۂ تحریم آیت ۸/مطبوعه دار الفکر بیروت، نووی علی المسلم ص ۳۵۴/ ج ۲/ کتاب التوبة،مطبوعه رشیدیه دهلی.

[۲] أما نکاح منکوحة الغیر لم یقل أحد بجوازه فلم ینعقد اصلاً ولکل واحد منهمافسخه ولو بغیر محضر علی صاحبه ،فی الاصح خروجا عن المعصیة اذ لاشک فی انه خروج من المعصیة الخروج منها واجب بل یجب علی القاضی التفریق بینهما وتجب العدة بعد الوطء من وقت التفریق او متارکة الزوج الخ، شامی مع الدر المختار ملخصاً ص ۲۷۴تا۲۷۶/ ج۴/ باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد، مطبوعه زکریا ،تاتارخانیه ص ۱۱/ ج۳/ الفصل التاسع فی النکاح الفاسد واحکامه مطبوعه کراچی ،البحر الرائق کوئٹه ص ۱۶۹/ ج۳/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد باب المهر.

تھا اگر وہ توبہ کرکے اپنے پڑھائے ہوئے نکاح سے دونوں کو جدا کرانے کی کوشش نہ کریں تو ان کو امامت سے علیحدہ کردیا جائے اور کسی دوسرے متبع سنت کو امام مقرر کیا جائے [۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳؍۴؍ ۸۶ھ

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶؍۴؍

بغیر طلاق دوسرے شخص سے نکاح

سوال:- لڑکی کی شادی گاؤں میں ہوئی تھی، لڑکی جب شوہر کے گھر گئی تو شوہر نے بیوی کی طرف توجہ نہیں کی، پتہ چلا لڑکے کا تعلق بھاوج سے ہے، لڑکی کو اس بارے میں جب پورا اطمینان ہوگیا تو اس نے روکنے کی تدبیر کی مگر کامیاب نہ ہوئی، مجبوراً لڑکی جب اپنے گھر آئی تو والدہ سے یہ قصہ بیان کیا، داماد کو بلایا گیا، سمجھایا گیا مگر وہ باز نہیں آیا، لڑکی نے سسرال جانے سے انکار کردیا، کئی مرتبہ لڑکے والے لینے کے لئے آئے مگر لڑکی قطعاً تیار نہیں ہوئی۔ پنچایتیں ہوئیں، طے پایا کہ لڑکا بھی یہیں رہے، جس کے لئے لڑکا تیار نہیں ہوا، لڑکے نے بدمعاش کے ذریعہ سے لے جانے کی سعی کی، لڑکی غریب گھرانے کی تھی، ذرائع نہ بنے پریشان ہوکر ایک دوسری جگہ انتظام کردیا، لڑکے نے وہاں بھی سعی کی بذریعہ پولس گرفتاری کی سعی کی، مگر لڑکی پر قابو نہیں پاسکے، لڑکا نہ طلاق دینے کے لئے تیار ہے، نہ فیصلہ کے لئے۔ لڑکی

---

[۱] ویکرہ امامة عبد وفاسق وفی الشامی قوله: وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزانی واكل الربا ونحو ذالک، (شامی زکریا ص ۲۹۸ / ج ۲ / باب الإمامة، قبیل مطلب البدعة خمسة اقسام مجمع الانهر ص ۱۶۳ / ج ۱ / فصل الجماعة سنة مؤكدة كتاب الصلاة مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، وكره امامة العبد، والفاسق لانه لايهتم لامر دينه ولان فی تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانة شرعاً، زيلعی شرح كنز ص ۱۳۴ / ج ۱ / باب الامامة والحدث فی الصلاة مطبوعه امداديه ملتان.

کا باپ کل سامان بھی واپس کرنے کے لئے تیار ہے، کیا ان تمام مجبوریوں میں جہاں وہ لڑکی ہے، نکاح ہوسکتا ہے۔؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نکاح کردیا ہے تو نکاح بالکل درست نہیں، فوراً ان کو علیحدہ کردیا جائے، جب تک شوہر طلاق نہ دے یا شرعی طور پر تفریق نہ ہوجائے، دوسری جگہ نکاح نہیں ہوسکتا[۱] اگر لڑکا تعلق زوجیت رکھنے اور حقوق ادا کرنے کا وعدہ کرے، تو اس کے پاس بھیج دیا جائے، پھر لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ مؤدت وموافقت کرکے اپنی طرف مائل کرسکتی ہے، اگر بالکل توقع نہ ہو تو بعوض مہر طلاق حاصل کرلی جائے۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۴/۶/۸۷ھ

زوج اول سے نکاح بغیر طلاق زوج ثانی

سوال:- زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق بائن دیدی اور عورت مطلقہ نے پونے دو ماہ کے بعد عمرو سے نکاح کرلیا اس کے چندروز کے بعد اول خاوند زید کے پاس چلی گئی اور زید سے تین لڑکے پیدا ہوئے اب زید کہتا ہے کہ میں اس عورت کو از روئے شرع شریف حلال

---

[۱] اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته الی قوله لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً ،شامی زکریا ص۱۹۷/ ج۵/مطبوعہ کراچی ص۵۱۶/ج۳/ باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ، هندیه کوئٹه ص۲۸۰/ ج۱/الباب الثالث فی المحرمات ، القسم السادس المحرمات التی ،یتعلق بهاحق الغیر تاتارخانیه کراچی ص۴/ج۳/ کتاب النکاح،مایجوز من الانکحة ومالایجوز.

[۲] وان تشاق الزوجان وخافاان لایقیما حدو داللّٰه فلاباس بان تفتدی نفسها عنه بمال یخلعها به هدایه ص۴۰۴/ج۲/باب الخلع مطبوعه یاسرندیم، عالمگیری کوئٹه ص۴۸۸/ج۱/الباب الثامن فی الخلع ومافی حکمه،مجمع الانهر ص۱۰۲/ج۲/باب الخلع دارالکتب العلمیه بیروت.

کر کے رکھنا چاہتا ہوں فلہٰذا علماء دین اس کی صورت مع حوالہ کتب معتبرہ بتائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بغیر عمرو سے طلاق حاصل کئے زید سے نکاح نہیں ہوسکتا زید سے جو تعلق اس مدت میں رہا وہ مطلقاً حرام اور زنا ہے اور ان تین لڑکوں کا نسب بھی زید سے شرعاً ثابت نہیں[۱] پونے دو ماہ میں عدت طلاق (تین حیض) گذر سکتی ہے۔ لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره و کذلک المعتدة، کذا فی السراج الوهاج اھ عالمگیری[۲] ص۲۸۰/ج۱/۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/ذی الحجہ ۶۷ھ

جواب صحیح ہے لیکن یہ شرط ہے کہ عورت نے انقضاء عدت کا دعویٰ بھی کیا ہو۔ فقط

سعید احمد غفرلہٗ ۲۲/ذی الحجہ ۶۷ھ

غلط بیان کے ذریعہ فتویٰ لے کر شادی شدہ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا

سوال: -زید کی لڑکی کا نکاح بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کے والدین نے کرادیا تھا مگر

---

[۱] اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدبه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقداصلاً ولهذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زناً کما فی القنیة وغیرها، شامی زکریا ص ۲۷۴/ج۴/باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد شامی ایضاً ص ۱۹۷/ج۵/ باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل، النهر الفائق ص ۴۸۰/ ج۲/ بابالعدة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت،البحر الرائق ص ۱۳۹/۴/ باب العدة مطبوعه الماجدیه کوئٹه ان المراد بالباطل ماوجوده کعدمه ولذالایثبت النسب،شامی زکریاص ۲۷۴/ج۴/باب المهر،مطلب فی النکاح الفاسد.

[۲] عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۰/ج ۱/القسم السادس المحرمات التی تتعلق بها حق الغیر بلوچستان بک ڈپو کراچی،الثالث،تاتارخانیه ص ۴/ج۳/الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة الخ مطبوعه کراچی،خانیه علی الهندیه ص ۳۶۲/ج ۱/باب المحرمات مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

جب کہ لڑکی بلوغ کو پہنچی تو اس وقت باہم فریقین میں رضامندی نہ رہی اور نہ لڑکی کو طلاق ہی ہوئی لڑکی کے والدین نے ایک مولوی صاحب سے اصلیت کو چھپاتے ہوئے یہ بیان کیا کہ نکاح لڑکی کا مجھے بیہوشی کی دوا لگا کر کر دیا تھا اب مجھے یہ نہیں معلوم کہ میں نے بیہوشی کی حالت میں اجازت دی یا نہیں دی نکاح جائز ہے یا نہیں یہ لڑکی کے والدین نے مولوی صاحب سے زبانی بیان کیا مولوی صاحب نے یہ سنکر لڑکی کے والدین کو یہ کہہ دیا کہ نکاح ناجائز ہے دوسرا نکاح کرادیا جاوے، مولوی صاحب کے تحریری فتویٰ دینے پر قاضی صاحب نے لڑکی کا نکاح دوسرا پڑھ دیا اس کے بعد جب مولوی صاحب مذکور پر اعتراض ہوا تو انہوں نے اپنا تحریری فتویٰ اپنے قبضہ میں کرلیا مولوی صاحب نے رمضان المبارک نماز جمعہ میں یہ کہا کہ قاضی صاحب تکبیر نہ کہیں اب اس میں کون قابل اعتراض ہے آیا مولوی صاحب یا قاضی صاحب لہٰذا اس کا جواب بہت جلد تحریر فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مولوی صاحب جب کہ خود اصل واقعہ سے ناواقف تھے اور لڑکی کے والد نے غلط واقعہ بیان کیا اور مولوی صاحب نے اس کو صحیح سمجھتے ہوئے فتویٰ دیا تو اس میں مولوی صاحب کا قصور نہیں لیکن جس وقت ان کو صحیح واقعہ کا علم ہوا اور لوگوں نے ان پر اعتراض کیا تو ان کو اپنا فتویٰ چھپانا نہیں چاہئے تھا بلکہ ان کے ذمہ لازم تھا کہ لوگوں سے نیز قاضی صاحب سے ظاہر کرتے کہ لڑکی کے والد نے مجھ سے یہ بیان کیا تھا یعنی اس بیان پر فتویٰ دیا اور قاضی صاحب جب کہ مسائل سے خود ناواقف تھے انہوں نے مولوی صاحب کا تحریری فتویٰ دیکھ کر دوسرا نکاح پڑھایا ہے تو قاضی صاحب کا بھی قصور نہیں لیکن قاضی صاحب کے ذمہ یہ ضروری ہے کہ پہلے اور دوسرے نکاح والوں کو اس کی اطلاع کردیں کہ لڑکی کے والد نے غلط واقعہ بیان کرکے فتویٰ حاصل کیا ہے لہٰذا دوسرا نکاح[1] صحیح نہیں بلکہ پہلا ہی نکاح بدستور صحیح اور قائم

[1] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیرہ وکذالک المعتدة، الهندیة ص ۲۸۰ / ج ۱ / القسم السادس المحرمات التی الخ، الباب الثالث فی بیان المحرمات، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

ہے ایسی حالت میں مولوی صاحب کو تکبیر کہنے سے روکنا بے جا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ ذیقعدہ ۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ ذی قعدہ ۶۰ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ ذی قعدہ ۶۰ھ

نکاح کے بعد نکاح خواں اگر انکار کر دے تو دوسرے نکاح کا حکم

سوال:- ایک عورت نے برضاء ورغبت خویش ایک شخص سے بحضور شاہدین نکاح کرایا دو گواہوں کے علاوہ نکاح پڑھانے والا ایک تیسرا آدمی تھا کہ عرصہ کے بعد چار پانچ عامی آدمیوں نے (جو کہ نہایت غضب وغصہ میں تھے) نکاح خواں سے ڈرا کر پوچھا کہ تو نے اس عورت کا نکاح فلاں شخص سے پڑھایا ہے؟ ان کی غصہ بھری حالت کو دیکھ کر نکاح خواں نے جواب میں کہا کہ نہیں۔ صرف نکاح خواں کے اتنا کہنے پر انہوں نے اس عورت کا نکاح دوسری جگہ پڑھ دیا۔ کیا اس عورت کا پہلا نکاح صحیح اور درست ہوا یا نہ اگر صحیح ودرست ہوا تو کیا ان چار آدمیوں کے سامنے نکاح خواں کا نکاح پڑھنے سے انکار کر دینے پر نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہ حالانکہ وہ عدالت قانونی یا شرعی میں اپنی نکاح خوانی کی شہادت پر بدستور ثابت وقائم ہے۔ اگر پہلا نکاح حسب شریعت صحیح منعقد ہو چکا ہے اور نکاح خوان کے اتنا کہنے پر فسخ نہیں ہوا تو اس عورت کا نکاح جو دوسری جگہ پڑھا گیا ہے اس کا کیا حکم اور نکاح پڑھنے والے اور نکاح کرنے والا اور مجلس نکاح ثانی میں شامل ہونے والوں سے شرعاً کیا برتاؤ کیا جائے۔ بینوا بالدلیل۔ تو جروا من الرب الجلیل۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زوجین اپنے نکاح پر قائم ہیں اور دو گواہ عاقل وبالغ ومسلم موجود ہیں کہ ہمارے

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، شامی زکریا ص ۱۹۷/ ج ۵/ باب العدة، مطلب فی النکاح الفاسد والباطل.

سامنے ایجاب وقبول ہوا ہے تو وہ نکاح صحیح ہے اور اس حالت میں عورت کا دوسرا نکاح درست نہیں ہوا۔ نکاح خواں ایجاب وقبول کے لئے محض وکیل ہوتا ہے اصیل مقر ہے اور گواہ بھی رکھتا ہے تو پھر وکیل کا انکار معتبر نہیں ہے۔ خصوصاً جب کہ عدالت شرعی وقانونی میں اپنی نکاح خوانی کی شہادت پر بدستور قائم بھی ہے پھر کسی مجلس میں اس کا انکار کچھ مفید نہیں اور اگر نکاح خواں کو ایجاب وقبول کے لئے وکیل ہی نہ بنایا ہو محض خطبہ یا اعلان نکاح اس کے ذریعہ سے کرایا گیا تو اس کی اتنی بھی حیثیت باقی نہیں رہتی بہرحال نکاح اول درست ہو گیا اور نکاح ثانی درست نہیں ہوا و شرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما فاهمين مسلمين الخ درمختار[۱] مختصر ص ۴۱۹/ج۲/ولا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة عالمگیری[۲] ص ۴۸۸/ج ۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱/۵۴ھ

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/محرم الحرام ۵۴ھ

نکاح کے بعد رخصتی سے قبل نکاح ثانی

سوال:- دو نکاح ۱۹۶۸ء میں ہوئے۔ ایک نکاح جناب مست عرف عبدالحمید صاحب پسر جناب مولیٰ بخش صاحب ساکن قرول کا ہمراہ مسماۃ رشیدہ بانو دختر چاند محمد ساکن جے پور کا ہوا۔ یہ نکاح جے پور میں ہوا۔ دوسرا نکاح جناب ولی محمد صاحب پسر جناب چاند محمد صاحب ساکن جے پور کے ہمراہ مسماۃ روشن جہاں دختر جناب مولیٰ بخش ساکن قرول سے ہوا۔

---

[۱] درمختار شامی ص ۲۷۲، ۲۷۳/ ج ۲/مكتبه نعمانيه ديوبند ، كتاب النكاح،هداية ص ۳۰۶/ ج ۲/ كتاب النكاح،مطبوعه ياسر نديم ديوبند،البحر الرائق ص ۸۶/ ج ۳/مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۲] الهندية ص ۲۸۰/ ج ۱/القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير،درمختار على الشامى زكرياص ۱۰۰/ ج ۴/ كتاب النكاح،فصل فى المحرمات،زيلعى ص ۱۰۱/ ج ۲/ فصل فى المحرمات،مطبوعه امداديه ملتان.

یہ نکاح قرول میں ہوا۔ یہ دونوں نکاح آٹے ساٹے کے تھے۔ یعنی روشن جہاں عبدالحمید کی بہن تھی اور رشیدہ بانو ولی محمد کی بہن تھی۔ روشن جہاں کی رخصتی نکاح کے بعد کردی گئی اور اپنے شوہر کے ساتھ رہتے ہوئے ایک بچی کو جنم دیا، مگر رشیدہ بانو کی رخصتی نکاح کے بعد عمل میں نہیں آئی اور پانچ چھ سال کی مدت گذر گئی۔ یعنی یہ لڑکی سسرال نہیں گئی۔ اس پانچ چھ سال کی مدت میں دونوں پارٹیوں میں نفاق پیدا ہوگیا۔ اس نفاق کی وجہ سے روشن جہاں سے جولڑکی پیدا ہوئی تھی وہ اپنے نانا ماموں کے پاس ہی ہے۔ اس دوران میں دونوں پارٹیوں میں مقدمہ بازی بھی ہوگئی ہے۔ جے پور والوں نے جے پور میں اور قرولی والوں نے قرولی میں مقدمے کئے۔ دوران مقدمہ مست عرف عبدالحمید کے والد مولیٰ بخش نے تین خط جے پور لکھوائے جو الگ الگ شخصوں کے نام تھے تینوں خط کا مضمون ایک ہی ہے جن کی فوٹو اسٹیٹ کاپی خدمت میں بھجوار ہا ہوں۔ خط کی عبارت اس طرح سے ہے۔ از قرول۔ جناب چاند محمد صاحب کو قرول سے مولیٰ بخش کا سلام معلوم ہو، بعد سلام کے معلوم ہو کہ ہم سب یہاں خیریت سے ہیں اور آپ سب لوگوں کی خیریت خداوند کریم سے نیک چاہتے ہیں۔ دیگر احوال یہ ہے کہ ہم نے آپ کو کئی بار لکھا کوئی جواب نہیں آیا۔ لہٰذا درخواست یہ ہے کہ ہمارے لڑکے کو آپ کی لڑکی سے نکاح ہوئے قریب آٹھ نو سال ہوگئے آپ نے ہم کو ابھی تک وداع نہیں دی اور جب ہم اپنی لڑکی روشن جہاں کو لینے آپ کے یہاں گئے جب ہم نے آپ سے وداع کی کہا تھا۔ جب آپ نے ہم کو وداع کے بارے میں صاف انکار کردیا کہ ہم آپ کو وداع نہیں دیتے ہیں۔ آپ کو منظور ہے۔ جب ہم نے آپ سے کہا کہ ہم کو منظور ہے اور یہ رشتہ لڑکے کو بھی نامنظور ہے۔ اس لئے آپ اب اپنی لڑکی کا انتظام اور کسی دوسری جگہ دیکھ لینا اور ہم بھی اپنے لڑکے کا انتظام دوسری جگہ دیکھ لیں گے۔ اس لئے ہمارا تمہارا جو رشتہ ہے آج سے ختم ہے۔ اور ہم نے ایک خط میاں جی یٰسین محمد اور ایک خط بندو جی کو بھی لکھ دیا ہے۔ مقدمہ دونوں جانب کا چل رہا ہے۔ اس ہی دوران میں مست عرف عبدالحمید نے اپنی دوسری شادی دوسری جگہ کرلی۔ اس شادی کو قریب آٹھ نو سال ہوگئے اور بچے بھی ہیں۔ برخلاف اس کے ۱۹۸۲ء میں کورٹ نے رشیدہ بانو کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ کیونکہ عبدالحمید کا وصول خارج

کر دیا۔ ستمبر ۱۹۸۵ء میں چاند محمد نے رشیدہ بانو کا دوسرا نکاح دوسرے لڑکے سے کر دیا برائے کرم شرعی حکم سے آگاہ کریں کہ کیا رشیدہ بانو کا نکاح درست ہے یا خلاف شرع ہے۔ اگر خلافِ شرع ہوا تو اس نکاح کا عذاب وثواب کس پر عائد ہوتا ہے۔ آیا ولد پر، قاضی صاحب پر، وکیل پر، گواہان پر مندرجہ بالا خطوط جو مولیٰ بخش نے لکھوائے تھے قاضی صاحب نے دیکھ لئے تھے۔ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

رشیدہ بیگم کے شوہر نے اگر طلاق نہیں دی اور عدالت نے یک طرفہ بیان پر تفریق کردی تو اس سے شرعاً نکاح ختم نہیں ہوا اور دوسری جگہ نکاح درست نہیں ہوا[1] اگر باوجود علم کے دوسرا نکاح کیا گیا ہے تو خود رشیدہ بیگم اور اس کے ولی اور نکاح کے شاہد اور وہ شخص جس سے نکاح کیا گیا ہے سب گنہگار ہیں۔ جو لوگ علم کے باوجود اس نکاح میں شریک ہوئے یا اس سے خوش ہوئے سب کو توبہ کرنا لازم ہے[2] اور واجب ہے کہ رشیدہ بیگم کو اس دوسرے شخص سے علیٰحدہ کردیں اور اس کے اصلی شوہر سے جب تک طلاق نہ ہو جائے دوسری جگہ نکاح نہ کیا جائے[3] اور جب کہ اس کے اصلی شوہر نے دوسری شادی بھی کرلی ہے تو اس کو چاہئے کہ رشیدہ

---

[1] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة،الهندیة ص ۲۸۰/ج ۱/القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر،الباب الثالث فی بیان المحرمات، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، تاتارخانیه ص ۴/ج۳/الفصل الثامن فی بیان مایجوزمن الانکحة الخ، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، خانیة علی هامش الهندیه ص ۳۶۶/ج ۱/باب فی بیان المحرمات مطبوعه دارالکتاب.

[2] ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفورلایجوز تاخیرها سواء کانت المعصیة صغیرة اوکبیرة،تفسیرروح المعانی ص۲۳۶/ج۱۵/سورۂ تحریم تحت الایة ۸/ مطبع دار الفکر بیروت،شرح نووی علی المسلم ص ۳۵۴/ج ۲/کتاب التوبة،مطبوعه مکتبه بلال دیوبند.

[3] ولکل واحد منهما فسخه ولوبغیرمحضرعن صاحبه ودخل بها اولا فی الاصح خروجا عن المعصیة اذ لاشک فی انه خروج من المعصیةالخروج منها واجب بل یجب علی القاضی التفریق بینهما، شامی مع الدر المختار ص ۲۷۵،۲۷۶/باب المهر،مطلب فی النکاح الفاسد، مطبوعه زکریادیوبند،البحر الرائق کوئٹه ص ۱۶۹/ج۳/باب المهر،النهرالفائق ص ۲۵۲/ ج۲/ باب المهر،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

بیگم کو طلاق دیکر آزاد کردے تاکہ اس کو دوسری جگہ نکاح کا حق ہو جائے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۲/۲۳ ۱۴۰۰ھ

نابالغ کا نکاح غیر ولی نے کیا ولی نے طلاق دی پھر نکاح ثانی ہوا

سوال:- زید نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح مسمیٰ عمر کے نابالغ لڑکے سے کردیا مسمیٰ بکر نے جو عمر کا حقیقی بھائی ہے اپنے بھتیجے کے لئے قبول کیا، عرصہ ایک سال بعد مسمیٰ بکر نے جو ناکح نابالغ کا باپ تھا اپنے لڑکے نابالغ کی جانب سے طلاق ثلاثہ دیدی طلاق کے بعد تقریباً ۴/سال عرصہ گذرنے کے بعد اب مسمیٰ زید نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کسی دوسری جگہ کردیا کیا عندالشرع نکاح ثانی جائز ہے؟

(۲) اور طلاق مسمیٰ عمر کی نابالغ لڑکے کی جانب سے درست ہے؟ جواب مدلل ہو۔

(۳) اگر نہیں تو مسمیٰ زید کی نسبت عندالشرع کیا سزا ہے؟

(۴) اور جنہوں نے نکاح ثانی کیا ہے ان کی نسبت کیا حکم ہے یہ یاد رہے کہ نکاح ثانی لینے والوں کو یہ تو علم تھا کہ اس لڑکی کا نکاح پہلے ہوا تھا مگر بچپن ہی میں مطلقہ ہوگئی وہ اپنی لاعلمی کی وجہ سے طلاق کو درست اور صحیح سمجھے۔

(۵) نیز جو گواہان وغیرہ اب نکاح ثانی میں ہوئے ان میں سے کسی کو بھی پہلے نکاح یا طلاق کا کوئی علم نہ تھا نکاح کے وقت منکوحہ کنواری لکھی گئی۔ اب نکاح ثانی کو بھی عرصہ سات ماہ کا ہو چکا ہے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اول نکاح درست ہو چکا تھا یعنی عمر نے اس کی اجازت دے دی تھی (کیونکہ قبول

---

[1] والمعنى فالواجب ان يمسكها بمعروف او يبينها باحسان سواء طلق ثالثا اولا والغرض منه تحريم الامساك بالاضرار بغير معروف، تفسير مظهرى ص ۳۰۶/ج ۱/سورة البقره تحت آيت ص ۲۲۹/ مطبوعه ندوة المصنفين دهلى، ومن محاسنه اى الطلاق التخلص به من المكاره اى الدينية والدنيوية، شامى زكرياص ۴۲۹/ج ۴/كتاب الطلاق، قبيل مطلب طلاق الدور، البحر كوئٹه ص ۲۳۶/ج ۳/كتاب الطلاق.

عمر نے نہیں کیا جو کہ شرعی ولی ہے بلکہ بکر نے کیا ہے پس یہ قبول عمر کی اجازت پر موقوف ہے) تو یہ نکاح نافذ اور صحیح ہو گیا تھا اور عمر نے جو طلاق ثلثہ دی ہے وہ واقع نہیں ہوئی جب طلاق واقع نہیں ہوئی تو نکاح ثانی درست نہیں ہوا۔ اگر عمر نے اول نکاح کی اجازت نہیں دی تھی بلکہ اس کو رد کر دیا تھا تو وہ اول نکاح نافذ اور لازم نہیں ہوا تھا بلکہ رد ہو گیا تھا پس نکاح ثانی درست ہو گیا اور طلاق بیکار گئی اس کی ضرورت بھی نہیں۔

الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلاتوسط أنثی علیٰ ترتیب الارث والحجب[1]

درمختار وشامی لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة اھ ہندیة[2]

(٢) نہیں جیسا کہ جواب (١) میں گزرا۔

(٣) اس نے اگر اول نکاح صحیح اور نافذ ہو جانے کے باوجود دوسرا نکاح کر دیا ہے تو وہ دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا اور ایسا کرنے سے زید گنہگار رہا اس کو چاہئے کہ اپنے اس فعل سے توبہ کرے اور لڑکی کو اس کے شوہر اول کے پاس پہنچا دے[3] اگر اول صحیح اور نافذ نہیں ہوا تھا تب ایسا کیا ہے تو یہ موافق شرع ہے اس سے گنہگار نہیں ہوا۔

---

[1] الدر المختار کراچی ص ٧٦/ج٣/ مطلب فی فرق النکاح مطبوعه نعمانية ص ٣١١/ج٢/ سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ٤٩٦/ج ١/کتاب النکاح،باب الاولیاء والاکفاء مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت،البحر الرائق کوئٹه ص ١١٩/ج٣/باب الاولیاء والاکفاء.

[2] الهندية ص ٢٨٠/ج ١/القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر الباب الثالث فی بیان المحرمات، مطبوعه مطبعة الکبریٰ الامیریه ببولاق مصر،تاتارخانیه ص ٤/ج٣/الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة الخ ادارة القرآن کراچی.

[3] اما نکاح منکوحة الغیر الی قوله لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً ویثبت لکل واحد منهما فسخه ولو بغیر محضر عن صاحبه ودخل بها اولافی الاصح خروجاً عن المعصیة فلاینافی وجوبه الدر المختار وفی الشامی ولکل منهمافسخه بغیر محضر من صاحبه لایرید به عدم الوجوب اذلاشک فی انه خروج من المعصیة الخروج منها واجب،بل یجب علی القاضی التفریق بینهما ای ان لم یتفرقا،شامی زکریا ص ٢٧٤،٢٧٥،٢٧٦/ ج٤/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، وان تعلقت (ای المعصیة)بحقوق العبادلزم مع الندم والعزم ایصال حق العبدالخ،روح المعانی ص ٢٣٥،١٥/الجزء الثامن والعشرون،سورة تحریم آیت ٨/مطبوعه دار الفکر بیروت، شرح فقه اکبر ص ١٩٤/بیان اقسام التوبة مطبوعه مجتبائی دهلی،مرقاة شرح مشکوة ص ١٠٢/ج ١/باب الکبائر وعلامات النفاق،الفصل الاول،مطبوعه بمبئی.

نہیں واقع ہوئی) سے نکاح کرلیا تو وہ لوگ معذور ہیں اب انہیں لڑکی کو واپس کردینا چاہئے۔
اگر جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو سخت گنہگار ہیں۔ اگر پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا تو دوسرا نکاح کرنے
(۴) اگر مسئلہ سے ناواقفیت کی بناء پر ایسا کیا ہے یعنی منکوحہ لڑکی (جس پر طلاق شرعاً
والے گنہگار نہیں۔

(۵) ایسی حالت میں ان پر گناہ نہیں اگر جان بوجھ کر ناجائز نکاح کے گواہ بنتے تو گنہگار ہوتے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱۲/۵۶ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ
صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۷/ذی الحجہ ۵۶ھ

لڑکی کا نکاح ہوا، اس کا شوہر پاکستان چلا گیا، اس کا دوبارہ نکاح، اور اس کی طرف سے طلاق کا نزاع

سوال:- زید اور ہندہ کی شادی بحالت نابالغی ہوئی۔ چند سال بعد زید نے اپنے باپ عمر کے ساتھ پاکستان جا کر وہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اب دونوں بالغ ہو چکے ہیں، ایسی کوئی صورت نہیں کہ ہندہ زید کے پاس پاکستان جاسکے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک تحریر عمر کی اپنے بھائی امین کے پاس آئی کہ میں نے اپنے لڑکے زید کی ذیقعدہ میں شادی مقرر کرلی۔ لہٰذا بھائی امین کو معلوم ہو کہ ہندہ کے باپ خالد سے اپنے زیورات وغیرہ وصول کرلینا۔ ایک تحریر پاکستان سے خالد کے پاس اس کے بھائی بکر کی آئی کہ عمر نے اپنے لڑکے زید کی شادی کرلی ہے اور میں نے راضی نامہ لے لیا ہے۔

لہٰذا آپ اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح کوئی اچھا رشتہ تلاش کرکے دوسری جگہ کردینا۔ راضی نامہ میرے پاس ہے۔ یہ دونوں تحریریں دوسرے ملک کے ذریعہ وصول ہوئی تھیں۔ امین

وخالد نے یہ دونوں تحریریں چند علماء کے سامنے پیش کیں، تو فیصلہ دیا کہ ان تحریروں سے طلاق کا ثبوت نہیں ملتا، جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ واقعی زید نے طلاق دیدی ہے ہندہ کا نکاح ثانی جائز نہ ہوگا۔ امین کے پاس خالد کی طرف سے چندلوگ یہ تحریر لینے کے لئے آئے لیکن امین نے یہ خط دینے سے انکار کردیا جس کو امین اپنی سمجھ کے مطابق طلاقنامہ سمجھے ہوئے تھا، حالانکہ لڑکی کے متعلق خط میں مندرجہ بالا الفاظ کے علاوہ عمر نے کچھ نہیں لکھا تھا۔ ان چندلوگوں میں سے چار آدمی دہلی مدرسہ امینیہ میں مفتی صاحب کے پاس پہنچے، انھوں نے حلفیہ بیان دیا کہ ہم نے زید کے پاس طلاقنامہ دیکھا ہے۔

نیز مفتی صاحب کے سامنے تحریر پیش کی کہ زید اور اس کے باپ نے پاکستان سے لکھا ہے۔ (حالانکہ زید کی کوئی تحریر نہیں تھی) کہ ہم نے شادی کرلی ہے تم لوگ زیور وغیرہ وصول کرلو اور یہ طلاق کے بعد ہی وصول کیا جاتا ہے۔ ہماری قوم میں دستور ہے کہ بغیر طلاق دیئے ہوئے دوسرا آدمی اپنی لڑکی نہیں دیتا۔ جب ان لوگوں نے تحریراً وتقریراً مفتی صاحب کو اعتماد دلادیا کہ زید کی تحریر ہے تو مفتی صاحب نے ہندہ کو مطلقہ تسلیم کرتے ہوئے اس کے نکاح ثانی کو جائز قرار دیدیا۔ یہاں آتے ہی ان لوگوں نے ہندہ کا نکاح ثانی کردیا۔ خالد اور امین کے پاس جو تحریر تھی مندرجہ بالا تحریروں کو لفظ بلفظ لکھ کر چند آدمی علماء دہلی اور علماء دیوبند کے پاس پہنچا کر فتویٰ طلب کیا۔ دونوں جگہ سے یہی فتویٰ ملا کہ زید کے باپ ہندہ کے چچا کی تحریر عندالشرع قابل تسلیم نہیں اور ثبوت طلاق کے لئے یہ تحریریں ناکافی ہیں۔ لہٰذا ہندہ کا نکاح ناجائز وحرام ہے۔ زید کے چچا امین کا تحریر دینے سے انکار کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ ہندہ کے نکاح کے بعد قوم میں دو فریق ہوگئے۔ فریق اول مفتی صاحب کے فتویٰ پر جمع ہوئے ہیں۔ وہ سوال کی غلطی جہالت وضد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ بس کہتے ہیں کہ مفتی صاحب نے لکھدیا تو نکاح ہوگیا۔ فریق ثانی اصل تحریر کے مطابق جو فتویٰ ہے اس کو تسلیم کرتے ہوئے ہندہ کے نکاح کو ناجائز کہتے ہوئے آج تک اس کو زنا قرار دیتے ہیں۔ ہندہ کے نکاح ثانی کے چند ماہ

بعد بذریعہ کویت پاکستان سے سرکاری اسٹامپ پر تحریر شدہ طلاق نامہ پانچ گواہوں کی شہادت وزید کے دستخط شدہ آیا، اس میں مندرجہ تاریخ سے چار ماہ قبل ہندہ کا نکاح ہو چکا تھا۔ نیز زید کے باپ نے پاکستان سے لکھا کہ اصل طلاقنامہ یہی ہے۔ اگر کوئی ہماری طرف سے دوسری تحریر طلاقنامہ کی صورت میں کوئی بھیجے تو اسے جعلی تسلیم کرنا، ہم نے اس سے قبل طلاق نہیں دی ہے۔ فریق اول کے پاس آج تک کوئی ایسا ثبوت نہ مل سکا جس کو زید نے اپنے نکاح کے وقت تحریراً دیا ہوگا۔

بقول ہندہ کے چچا کے کہ میرے پاس طلاق نامہ ہے لیکن ہندہ کے چچا نے آج تک وہ طلاق نامہ فریق اول کے پاس نہیں بھیجا جس میں صدق وکذب دونوں کا احتمال ہوگیا۔ فریق ثانی کے ایک دو آدمی حج بیت اللہ کے لئے گئے تھے۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ مکہ مکرمہ میں پاکستانی حاجیوں سے ملاقات ہوئی تھی اور ان سے مفصل گفتگو اس سلسلے میں ہوئی ہے۔ پاکستانی حاجی جو زید کے نکاح کے وقت موجود تھے، وہ کہتے ہیں کہ ہندہ کے نکاح ثانی سے قبل زید نے طلاق دیدی تھی اور ان حاجیوں نے بطور شہادت اپنی طرف سے یہ تحریر حاجی صاحبان ہندی کو دیدی کہ زید کا نکاح فلاں سن میں ہوا تھا اور اس نے اسی وقت طلاقنامہ تحریر کر دیا تھا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا عندالشرع ان حاجیوں کی تحریر کا اعتبار ہوگا جو نکاح بعد الطلاق ثابت کرتے ہیں، یا زید کی تحریر کا جس سے نکاح قبل از وقت ثابت ہوتا ہے۔ اب اگر بالفرض کوئی تحریر زید کی طرف سے ایسی دستیاب ہو جس سے یہ احتمال نکاح بعد الطلاق ثابت ہو جائے تو کیا یہ ثبوت عندالشرع قابل تسلیم ہوگا اور یہ نکاح باقی رہے گا۔ کیا نکاح ہندہ کا ہر حال میں دوبارہ ہوگا۔ فریق اول بضد ہے کہ ہم نے جائز سمجھ کر نکاح کیا تھا وہ ہمارے لئے اب بھی جائز ہے۔ فریق ثانی نکاح کو ناجائز اور زید کی تحریر ملنے کے بعد نکاح جدید کو لازم بتاتا ہے۔ اس قصے کو لے کر قوم میں اختلاف شدید پیدا ہوگیا اور یہ احتمال ہے کہ حدود شرعیہ کی خلاف ورزی کسی ضد میں نہ کر بیٹھیں۔ لہٰذا شریعت مطہرہ کے مطابق حقیقت کو واضح فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

مفتی کے پاس جس طرح سوال پہونچے گا اس کے مطابق جواب لکھ دیا جائے گا۔ واقعہ کے مطابق صحیح سوال کرنا سائل کی ذمہ داری ہے۔ اگر کوئی شخص مردار کا گوشت لائے اور مفتی سے کہے کہ میں بکری کا گوشت لایا ہوں جوکہ عبدالرحمٰن مسلمان نے میرے سامنے خرید کر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کی ہے، کیا یہ جائز ہے؟ مفتی کا جواب یہی ہوگا کہ یہ جائز ہے، مگر ظاہر ہے کہ اس فتویٰ کی وجہ سے وہ مردار کا گوشت مردار وحرامی ہی رہے گا حلال نہیں ہو جائے گا۔

اس تمہید کے بعد سنئے طلاق کا اختیار شوہر کو ہوتا ہے[1] شوہر کے والد کے زبانی یا تحریری طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی ہے[2] الا یہ کہ شوہر نے ہی اپنے والد کو طلاق دینے کا وکیل بنادیا ہو۔ صورت مسئولہ میں جب اس کا کوئی پختہ ثبوت نہیں کہ ہندہ کا نکاح ثانی شوہر اول کے طلاق کے بعد ہوا ہے بلکہ اس کے خلاف ثبوت ہے اور نکاح ثانی کا مدار صرف فتویٰ پر رکھا گیا ہے۔ اور فتویٰ شوہر کے والد کی تحریر کو طلاقنامہ قرار دیکر لیا گیا ہے، حالانکہ وہ طلاق کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور جو طلاق نامہ شوہر کے دستخط سے آیا ہے اس کی تحریر سے پہلے ہی نکاح ثانی کردیا گیا تھا، تو اب دوبارہ ایجاب وقبول کرادیا جائے تاکہ نکاح بالیقین صحیح ہوجائے شک وشبہ باقی نہ رہے، باہمی نزاع بھی ختم ہوجائے۔ حرام سے بچنے کے لئے یہی صورت اختیار کی جائے۔ حاجی صاحبان کا بیان بھی زید سے مل کر یا زید کی طرف سے طلاقنامہ دیکھ کر نہیں ہے۔

---

[1] واهله زوج عاقل بالغ مستيقظ، درمختار على الشامى ص ۴۳۱/ ج۴/ كتاب الطلاق، مطلب طلاق الدور مطبوعه زكريا ديوبند، مطبوعه كراچى ص ۲۳۰/ ج۳/، سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص۴/ ج۲/ اول كتاب الطلاق مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، تاتارخانية ص۲۴۳/ اول كتاب الطلاق مطبوعه ادارة القرآن كراچى.

[2] يستفاد: لايقع طلاق المولى على امرأة عبده لحديث ابن ماجه :الطلاق لمن اخذ بالساق درمختار على الشامى ص ۲۴۲/ ج۳/ كتاب الطلاق قبيل مطلب فى طلاق المدهوش مطبوعه دارالفكر بيروت.

جیسا انھوں نے سنا ویسا ہی بیان کر دیا۔ اس لئے ان کا بیان بھی شرعی شہادت کے درجہ میں نہیں ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۳/ ۹۴ھ

فیصلہ عدالت کے بعد نکاح ثانی

سوال:- ایک عورت عدالت میں دعویٰ پیش کرتی ہے جس نے اپنے خاوند پر ایک عورت کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی ہے اور ساتھ ہی اس بات کی بھی کہ مجھے میرا شوہر بری طرح مارتا پیٹتا ہے اور مجھ پر زنا کی تہمت لگاتا ہے مگر شوہر ان دونوں باتوں سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے نہ اس کو مار پیٹ کی نہ کوئی تہمت لگائی ہے اور جس کے متعلق یہ مجھ پر تہمت لگاتی ہے وہ میری نکاح کی ہوئی بیوی ہے اور یہ مدعیہ خود بھی یہ دعویٰ کرنے کے وقت اس عورت کو اپنے شوہر کے نکاح میں ہونے کا اقرار کرتی ہے اور یہ مدعیہ اپنے اس دعویٰ کی بنا پر کہ مجھے مار پیٹ کرتا ہے اور مجھے بدچلن ہونے کی تہمت لگاتا ہے۔ عدالت سے اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ میں طلاق لینے کی حقدار ہوں۔ اس لئے عدالت مجھے طلاق دلوادے۔ عدالت کا مجسٹریٹ ایک غیر مسلم شخص ہے۔ خاوند کی غیر حاضری میں یہ حکم کر دیا۔ مذکورہ سببوں کی بناء پر یہ دعویٰ منظور کیا جاتا ہے اور مدعیہ کی طلاق عدالت تسلیم کرتی ہے اور مدعیہ کو مدعیٰ علیہ کی بندش سے رہا کیا جاتا ہے۔ عدالت کے اس حکم کے بعد اسی روز عورت مذکورہ کے باپ و چچا وغیرہ نے مل کر ایک دوسرے شخص سے اس کا نکاح کر دیا اور عدالت سے یہ فیصلہ ہوتے ہی اسی روز عورت مذکورہ کے اصلی شوہر کی طرف سے اس فیصلہ کو رد کرنے کے لئے عدالت میں اپیل بھی دائر کر دی گئی اور وہ اس کو یعنی مدعیٰ علیہ اپنی بیوی کو گھر لے جانے کے مطالبہ پر

[1] ومنها ان تكون الشهادة بمعلوم فان كانت بمجهول لم تقبل، بدائع الصنائع زكريا ديوبند ص ۴۱۶ / ج ۵ / كتاب الشهادة، مارجع الى المشهود به، مجمع الانهر ص ۲۶۲ / ج ۳ / كتاب الشهادة، فصل يشهد بكل ماسمعه الخ، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

مصر ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ:

(۱) صورت مذکورہ بالا میں عدالت میں دی ہوئی طلاق ہوئی یا نہیں؟

(۲) عورتِ مذکورہ کا جو دوسرا نکاح کیا گیا وہ درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں تو کن کن وجہ سے؟

(۳) یہ نکاح کرنے والے اور کروانے والے شرع میں کیا حکم رکھتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) شرعاً یہ طلاق قطعاً غیر معتبر ہے اس مذکورہ طلاق کی وجہ سے اپنے شوہر کے نکاح سے نہیں نکلتی بلکہ بدستور اس کی بیوی ہے،[1] غیر مسلم حاکم نہ تو کسی مسلم کا نکاح فسخ کرسکتا ہے اور نہ اس کی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ اس کا حکم صورت مسئولہ میں کسی طرح نافذ نہیں أهله أى أهل القضاء أهل الشهادات فلاتصح تولية كافر وصبى الخ [2] بحر ص ۲٦۰/ ج٦/.

(۲) جب کہ پہلا نکاح فسخ نہیں ہوا اور نہ طلاق واقع ہوئی تو یہ نکاح ثانی کیسے درست ہوسکتا ہے؟ نکاح ثانی شرعاً بالکل باطل ہے اور اس سے جو صحبت ہوگی وہ بالکل حرام ہوگی۔ أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فلم ينعقد أصلاً فعلىٰ هذا يفرق بين فاسده وباطله فى العدة ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لكونه زنا الخ، ردالمحتار[3]

[1] ومحله المنكوحة واهله زوج عاقل بالغ احترز بالزوج عن سيد العبد ووالد الصغير الخ، درمختار مع الشامی دار الفكر بيروت ص ۲۳۰/ ج۳/ كتاب الطلاق، مطلب طلاق الدور، سکب الانهر على هامش مجمع الانهر ص۸/ ج۲/ اول كتاب الطلاق مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۴۴/ ج۳/ كتاب الطلاق.

[2] ملخصا بتقديم وتاخير ص ۲٦۰/ ج٦/ كتاب القضاء مكتبة ماجدية كوئٹه، مجمع الانهر ص ۲۱۱/ ج۳/ اول كتاب القضاء مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، بدائع الصنائع ص ۴۳۸/ ج۵/ كتاب آداب القاضى، فصل واما بيان من يصلح القضاء مطبوعه زكريا ديوبند.

[3] شامی کراچی ص ۵۱٦/ ج۳/ مطلب فى النكاح الفاسد والباطل، شامی زكريا ص ۱۹۷/ ج۵/.

ص ۹۳۸/ ج ۲/.

(۳) وہ عورت اور وہ شخص جس سے نکاح ثانی ہوا ہے اور اس نکاح میں تمام شرکت کرنے والے اور اس سے خوش او رراضی رہنے والے اور باوجود قدرت کے اس کو نہ روکنے والے سب کے سب گنہگار ہیں[1] سب کے ذمہ واجب ہے علی الاعلان توبہ کریں[2] اور عورت کو پہلے شوہر کے پاس پہنچانے کی کوشش کریں[3] البتہ جن لوگوں کو پورا حال معلوم نہیں تھا بلکہ ناواقفیت سے نکاح میں شریک ہوئے وہ گنہگار نہیں ہوئے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۸/ ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف مظاہر علوم سہارنپور

عدالت سے اجازت لے کر نکاح

سوال:- دو بہنیں تھیں، ان دونوں کا نکاح ہوگیا۔ بڑی کی رخصتی کردی، چھوٹی کی نہیں۔ پانچ سال کے بعد چھوٹی لڑکی کے شوہر نے کہا کہ لڑکی کو رخصت کردو، تو لڑکی والوں

---

[1] عن ابی سعید الخدری ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من رأی منکم منکر فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه الحدیث مشکوة شریف ص ۴۳۶/ ج ۲/ باب الامر بالمعروف الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم قال فی المرقاة ومن تمکن منه وترکه بلاعذر اثم، شرح مشکوة ص ۳/ ج ۵/ باب الامر بالمعروف مطبوعه بمبئی طیبی، شرح مشکوة ص ۳۱۰/ ج ۹/ باب الامر بالمعروف مطبوعه زکریا دیوبند.

[2] والتوبة علی حسب الجنایة فالسر بالسر والاعلان بالاعلان الخ، هدایه ص ۱۷۴/ ج ۳/ کتاب الرجوع عن الشهادة مطبوعه تهانوی دیوبند.

[3] بل یجب علی القاضی التفریق أی ان لم یتفرقا، شامی مع الدر المختار زکریا ص ۲۷۶/ ج ۴/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۶۹/ ج ۳/ باب المهر، النهر الفائق ص ۲۵۲/ ج ۲/ باب المهر، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

نے منع کر دیا۔ اس کے بعد مقدمہ بازی شروع ہوئی۔ مقدمہ لڑکے والے جیت گئے مگر لڑکی والوں نے جب بھی نہیں بھیجا۔ اس کے بعد لڑکی والے نے دوسرا نکاح کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ ہم نے سرکار سے طلاق لے لی، کیا یہ نکاح درست ہے؟ منع کرنے والوں نے بہت منع کیا مگر لڑکی والے نہیں مانے اور اس کے بارے میں پنچایت بھی ہوئی۔ پنچوں نے فیصلہ لڑکے کے حق میں دے دیا۔ لڑکی والے سے کہا کہ لڑکی بھیجد و۔ لڑکی والے نے کہا، پنچ تمہارے رشتہ دار ہیں اس لئے یہ ایسا فیصلہ کیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

چھوٹی بہن جب رخصتی کے قابل ہوگئی تھی اور اس کا شوہر رخصتی کا مطالبہ کر رہا تھا تو رخصتی کرنا لازم تھا۔ انکار کر کے عدالت سے اجازت لے کر دوسری جگہ اس کا نکاح کر دینا صحیح نہیں ہوا۔ اس کے شوہر پر بڑا ظلم ہوا۔ یہ نکاح شرعی نکاح نہیں بلکہ حرام کاری کا دروازہ ہے فوراً لڑکی کو وہاں سے علیٰحدہ کریں اور اصلی (پہلے) شوہر کے پاس رخصتی کر دیں اور توبہ واستغفار کریں، اپنی غلطی اور حماقت کا اقرار کریں ورنہ دنیا وآخرت میں سخت وبال ہوگا۔[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۵/۷/ ۹۲ھ

ناشزہ کے لئے دوسرا نکاح

سوال:- کسی شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اور لڑکی اس کے یہاں کچھ دنوں آتی رہی اور اب وہ اس کے یہاں جانا نہیں چاہتی اور وہ شخص لینے آتا ہے اور اس کے ماں باپ

---

[1] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته، لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً الى قوله ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زناً ولكل واحد منهما فسخه فى الاصح خروجاعن المعصية بل يجب على القاضى التفريق بينهما ،شامى كراچى ص ۱۳۲/ ج۳ /(باب المهر)مطلب فى النكاح الفاسد مطبوعه زكريا ص ۲۷۴،۲۷۶/ج۴/شامى كراچى ص ۱۳۲/ج۳/باب المهر.

نہیں بھیجتے اور عرصہ ۸؍سال کا ہوگیا ہے لڑکی اپنی اجازت سے یا اپنے ماں باپ کی اجازت سے دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نہیں کرسکتی جب تک شوہر طلاق نہ دے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

شرط کے خلاف کرنے کا نکاح پر اثر

سوال:- ایک شخص اپنی لڑکی کا نکاح کسی لڑکے کے ساتھ اس شرط پر کرتا ہے کہ اس لڑکے کو اس کے گھر پر ہی رہنا ہوگا۔ لڑکے نے شرط منظور کرلی اور نکاح ہوگیا۔ اب یہ بات پانچ ماہ کے بعد اس لڑکے سے کہتا ہے کہ تو تو میرے گھر نہیں رہتا اور لڑکا اس کے گھر پر رہتا ہے مگر اس کے کہیں بھی جانے کو یہ وہی کہتا ہے کہ تو تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور اس بات کو عذر بنا کر اس نے اپنی لڑکی کو طلاق مان کر دوسری جگہ نکاح کی تاریخ مقرر کردی ہے۔ آپ شریعت مطہرہ کی روشنی میں یہ تحریر کیجئے کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ پہلے شوہر کا رشتۂ زوجیت ٹوٹ گیا یا قائم ہے؟

الجواب حامداً مصلیاً

صرف اتنی بات سے طلاق نہیں ہوئی پہلا نکاح ہی باقی ہے دوسرے نکاح کی ہرگز اجازت نہیں۔ اگر دوسرا نکاح کردیگا تو وہ شرعی نکاح نہیں ہوگا بلکہ نکاح کے نام پر حرامکاری

---

[۱] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة (الهندیة ص ۲۸۰؍ج ۱ ؍القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۳۶۶؍ج ۱ ؍ باب فی المحرمات، تاتارخانیه کراچی ص ۴؍ج ۳؍الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة.

ہوگی جس کا وبال سخت ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۷/۱۴۰۶ھ

منکوحۂ غیر سے نکاح کیا پھر شوہر مرگیا اب کیا کیا جائے

سوال:- اگر کوئی ایک مالدار شخص ایک غریب آدمی کی خوبصورت عورت کو پکڑ کر جبراً دوسری جگہ لے جا کر نکاح پڑھا دیا اور اپنی زوجیت میں رکھا اور دوچار بچے بھی پیدا ہوئے ۳۰/ سال کے بعد پہلا شوہر مرگیا اب وہ جو دوسرے کے ساتھ نکاح پڑھایا گیا ہے وہی نکاح باقی رہے گا یا دوسرا نکاح پڑھانا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح کرنا زنا اور حرام کاری ہے سخت گناہ اور بہت بڑا ظلم ہے یہ نکاح ہرگز صحیح نہیں[۲] ہوا تاہم اس جرم عظیم کے باوجود اس کا اپنا نکاح فسخ نہیں ہوا اس عورت کا شوہر جب مرا ہے اس وقت سے اس عورت پر عدت وفات چار ماہ دس دن پورا کرنا ضروری ہے[۳] اس کے بعد

۱؎ امـا نكاح منكوحة الغير ومعتدته لم يقل احد بجوازه فلم ينعقداصلاً ولهذايجب الحدمع العلم بـالحرمة لانه زناً، شامی زکریا ص ۲۷۴/ ج ۴/باب المهر،مطلب فی النكاح الفاسد،عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۰/ ج ۱/الباب الثالث،القسم السادس المحرمات التی تتعلق بهاحق الغير، تاتار خانية ص ۴/ ج ۳/الفصل الثامن فی بيان مايجوزمن الانكحة الخ،مطبوعه کراچی.

۲؎ أمـا نـكـاح مـنـكـوحة الغير ومعتدته لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقدأصلاًالخ شامی کراچی ملخصاً ص ۵۱۶/ ج ۳/ بـاب الـعـدة، مطلب فی النكاح الفاسد والباطل شامی نعمانیه ص ۷۰۲/ ج ۲/ شامی زکـریـاص ۱۹۷/ ج ۵/تاتارخانية ص ۴/ ج ۳/الفصل الثامن فی بيان مايجوزمن الانكحة الخ،مطبوعه کراچی،خانية علی هامش الهنديه ص ۳۶۶/ ج ۱/باب فی المحرمات مطبوعه زکریادیوبند.

۳؎ لـقـولـه تـعـالـیٰ:والـذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا يتربصن بأنفسهنّ اربعة اشهر وعشراً. سورہ بقرہ پارہ ۲/ آیت نمبر ۲۳۴/.

ترجمہ: اور جو لوگ تم میں وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ بیبیاں اپنے آپ کو نکاح وغیرہ سے روکے رکھیں چار مہینے اور دس دن (بیان القرآن) وعدة الحرة للموت (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

دوبارہ نکاح کیا جائے پہلے نکاح پر کفایت نہ کی جائے وہ نکاح شرعی نکاح نہیں ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تبدیل مذہب کے بعد عورت کا دوسرا تیسرا نکاح

سوال: -ایک عورت کسی کے ورغلانے سے یا یوں ہی کسی خاص مقصد کے لئے عدالت میں جا کر کہتی ہے کہ میں مذہباً عیسائی وغیرہ ہوگئی ہوں اب میری اور میرے خاوند کی موافقت نہیں ہوسکتی تو عدالت نے اس کے خاوند کو بلوایا تو وہ جب پہلی تاریخ پر حاضر عدالت ہوا تو عدالت نے تاریخ ڈالدی تو دوسری تاریخ میں حاضر نہیں ہوا تو عدالت نے عورت کو کہا جا۔ جہاں چاہ بیٹھ جا، لیکن اس کے خاوند نے نہ زبان سے طلاق دی ہے اور نہ کاغذ وغیرہ لکھا ہے تو پھر مذکورہ عورت کی ماں نے روپیہ کے لالچ میں آ کر اپنی لڑکی کا دوسرا خاوند بنادیا اب اس کا خاوند ثانی مرگیا ابھی اس کے دو ماہ گذشتہ ہوئے ہیں تو مذکورہ عورت کی ماں نے نقدی کے لالچ میں آ کر تیسرے خاوند کی تیاری کر دی۔ غرض روپیہ کے طمع میں آ کر ایک میاں جی نے تیسرے خاوند کے ساتھ نکاح کر دیا آپ سے فتویٰ دریافت کیا جاتا ہے کہ حاضرین نکاح اور میاں جی کو کوئی تعزیر ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیا؟ اگر تعزیر سے انکار ہو تو ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے اور وہ کون ہیں اور ہم ان کو کیا کہیں اپنے فتویٰ کے ساتھ بیان کریں اور ایسے نکاح کرنے والے کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے کہ نہیں؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) فی نکاح صحیح اربعة اشهر وعشرة ايام من وقت الموت الخ، سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۱۴۴ / ج ۲ / باب العدة، مطبوعه دار الکتب العلميه بيروت، در مختار علی الشامی ص ۵۲۰ / باب العدة، مطلب فی وطئی المعتدة بشبهة، مطبوعه دار الفکر بيروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۴۴ / ج ۴ / باب العدة.

[1] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً، شامی زکریا ص ۱۹۷ / ج ۵ / باب العدة، مطلب فی النكاح الفاسد والباطل، تاتارخانيه ص ۴ / ج ۳ / الفصل الثامن فی بيان مايجوز من الانكحة الخ مطبوعه کراچی.

الجواب حامداً ومصلیاً

عدالت میں جا کر عیسائی مذہب اختیار کرنے یا اس کا اقرار کرنے سے مفتی بہ قول پر نکاح فسخ نہیں ہوا[1] لہٰذا دوسرا اور تیسرا نکاح شرعاً ناجائز ہے۔ عورت کے ذمہ واجب ہے کہ اپنے پہلے شوہر کے پاس رہے اس دوسرے اور تیسرے نکاح سے عورت اور اس کی ماں دونوں کو سخت گناہ ہوا اور جن سے نکاح کیا ہے اگر ان کو اس کا علم ہے کہ شوہر اول نے طلاق نہیں دی اور ہمارے لئے یہ عورت حرام ہے تو وہ بھی سخت گنہگار ہوئے اب سب کے ذمہ توبہ لازم ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ کوشش کر کے عورت کو اس کے شوہر اول کے پاس پہنچا دیں[2] جس طریقہ سے عورت نے عدالت کے ذریعہ سے دوسرے نکاح کی اجازت لی ہے وہ اجازت شرعاً بالکل ناقابل اعتبار ہے اس سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة، کذا فی السراج الوهاج فتاویٰ عالمگیری[3] ص ۲۸۰/ ج ۱/.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۲/ ۵۹ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۵۹ھ

صحیح: عبد اللطیف ۱۱/ صفر ۵۹ھ

---

[1] وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا وتیسیراً قال فی النهر والا فتاء بهذا اولی من الافتاء بما فی النوادر، درمختار علی الشامی ص۳۶۷/ ج۴/ باب نکاح الکافر، مطلب الصبی والمجنون لیسا باهل لایقاع طلاق بل للوقوع، مطبوعه زکریا دیوبند، النهر الفائق ص ۲۹۱/ ج۲/ باب نکاح الکافر، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص۵۴۷/ ج۱/ باب نکاح الکافر، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، ارتدت لتفارق زوجها تجبر علی الاسلام ولاتتزوج بغیره به یفتی، در مختار علی الشامی زکریا ص ۱۳۲/ ج۶/ باب التعزیر، قبیل مطلب فیما اذا ارتحل الی غیر مذهبه.

[2] اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته لم یقل احد بجوازه ولهذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زناً ولکل واحدمنهما فسخه فی الاصح خروجاً عن المعصیة (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

جس عورت کے کئی نکاح ہوئے تو اس سے نکاح کی کیا صورت ہے؟

سوال:-ہمارے پڑوس میں ایک عورت تھی جب ہمارا پڑوسی اس عورت کا نکاح کر کے لایا تھا جب ہی سنا تھا کہ اس عورت کا پچھلا خاوند زندہ ہے۔ جب ہمارا پڑوسی اس کا خاوند مر گیا تو اکثر یہ عورت ہمارے گھر بیٹھا کرتی تھی، کیونکہ ہمارے گھر کے پاس اس کا گھر ہے درمیان میں صرف ایک دیوار ہے۔اس عورت کی ایک نابالغ لڑکی تھی جس روز اس نابالغ لڑکی کا نکاح ہونے لگا تو میں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ سن رکھا تھا کہ اس لڑکی نابالغ کی ماں کا پچھلا خاوند زندہ ہے، انکار کر کے جب گھر میں آیا تو میں نے گھر میں کہا کہ میں نے تو اس لڑکی کے نکاح کرنے سے انکار کر دیا ہے کہنے لگی کہ کیوں انکار کر دیا میں نے کہا کہ اس کی ماں کا پچھلا خاوند زندہ ہے۔سنا کرتے ہیں کہنے لگی وہ تو کئی کئی عورتوں کے سامنے ہمارے گھر بیٹھ کر کہا کرتی تھی کہ جس سے مرا پہلا بیاہ ہوا وہ تو مر گیا دوسرے مرد سے نکاح کیا میرا اس سے اتفاق نہیں رہا پھر وہ ہمارے گھر چھوڑ گیا اور پھر لینے نہیں آیا پھر تیسرا نکاح کیا اس نے بھی چھوڑ دیا کیونکہ وہ ملازم تھا جب وہ چھٹی پر آیا تو میں گھر پر نہیں ملی کیونکہ میری عادت پاس پڑوس میں بیٹھنے کی ہے جب گھر پر نہ ملی تو اس نے کہا کہ میرے کام کی نہیں رہی کیونکہ میرے

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) والخروج منها واجب بل يجب على القاضي التفريق بينهما، شامی مع الدرالمختار زکریاص ۲۷۴/تا۲۷۶/ج۴/باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد النهر الفائق ص ۲۵۲/ج۲/باب المهر، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

۳؎ عالمگیری مصری ص ۲۸۰/ج ۱/الباب الثالث،القسم السادس فی المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر،خانیة علی الهندیه مصری ص ۳۶۶/ج ۱/باب فی المحرمات،تاتارخانیة ص ۴/ ج۳/الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة الخ،مطبوعه کراچی.

گھر پر نہیں ملی۔ پھر میں نے غسل کیا اور کپڑے بھی بدلے پھر بھی کہا کہ میرے کام کی نہیں رہی پھر اس نے بھی چھوڑ دیا میں اپنے گھر چلی آئی پھر یہ ہمارا پڑوسی نکاح کر کے چار سو روپے میں لے آیا۔ طلاق کا کبھی بھی ذکر نہیں کیا کہ مجھ کو طلاق بھی دیدی تھی یہ بھی کبھی نہیں کہا کہ میرا دوسرا تیسرا نکاح عدت کے بعد یا عدت کے اندر ہوا ہے جب ہمارا پڑوسی مر گیا تو پھر ایک دوسرے مرد سے نکاح کرلیا پھر وہ بھی مر گیا پھر موضع بھاگلہ کا ایک مرد نکاح کر کے لے گیا سنا ہے وہ عورت اب بھی زندہ ہے۔

جس عورت کی بابت یہ باتیں مشہور ہوں کہ اس کے کئی نکاح ہوئے ہیں نہ عدت کا پتہ ہے نہ طلاق کا اور یہ بھی مشہور ہے کہ اس کا پچھلا خاوند زندہ ہے تو شرعاً ایسی عورت کا نکاح یا ایسی عورت کی نابالغ لڑکی کا نکاح بغیر تحقیق کے کرنا چاہئے یا نہیں یا انکار کر دینا چاہئے؟

شوہر نابالغ زوجہ بالغ

سوال:- (٢) عورت جوان ہو خاوند بچہ نابالغ ہو اور وہ عورت زنا کاری کرنے لگ جاوے اور بھاگنے لگ جاوے تو شرعاً اس عورت کا نکاح کسی دوسرے مرد سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

اگر تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ اس عورت کا شوہر زندہ ہے اور دونوں میں شرعی علیحدگی ہو کر عدت نہیں گذری تو اس عورت کا نکاح دوسری جگہ جائز نہیں اور نکاح پڑھانے والا بھی گنہگار ہوگا[1] اگر تحقیق سے معلوم ہو جاوے کہ دونوں میں شرعی علیحدگی ہو چکی ہے تو پھر نکاح

---

[1] ولایجوز نکاح منکوحة الغیر ومعتده الغیر عند الکل، تاتارخانیة ص ٤/ ج٣/ الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة مطبوعه ادارة القرآن کراچی، خانیة علی هامش الهندیه ص ٣٦٦/ ج ١/ باب فی المحرمات، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، البحر الرائق کوئٹه ص ١٦٩/ ج٣/ باب المهر.

جائز ہے،[۱] اگر دونوں باتوں میں سے کسی کی تحقیق نہ ہوتو پھر اگر وہ عورت شرعاً عادلہ ہے اوراس کی شہادت مقبول ہے تو اس سے نکاح کرنا جائز ہےاورنکاح پڑھانا بھی درست ہے اگر عادلہ نہیں بلکہ فاسقہ ہے اوراس کی شہادت مقبول نہیں تو پھر تحری کی جاوے یعنی اگر غور وفکر کے بعد غالب گمان ہوجاوے کہ عورت سچی ہے جب تو نکاح درست ہے اگر غور وفکر کے بعد معلوم ہو کہ عورت جھوٹی ہے کیونکہ اور باتوں میں بھی جھوٹ بولتی ہے اور حرام وحلال اور دوسرے احکام شرعیہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتی بلکہ اغراض نفسانی کے درپے رہتی ہے اس سے غالب گمان اگر ہو کہ اس امر میں بھی جھوٹ بولتی ہے پھر اس سے نکاح نہیں کرنا چاہئے اسی طرح نکاح پڑھنے سے اجتناب چاہئے۔ ولو ان امرأة قالت لرجل ان زوجی طلقنی ثلاثاً وانقضت عدتی فان كانت عدلة وسعه ان يتزوجها وان كانت فاسقة تحرى وعمل بماوقع تحريه كذا فی الذخيرة عالمگیری[۲] ص۱۸۷/ ج۴/.

اس کی نابالغ لڑکی کے نکاح میں یہ تفصیل ہے کہ بغیر شرعی ولی کے نکاح موقوف رہے گا یعنی اگر کسی نے اس کا نکاح کردیا تو وہ ولی شرعی کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر ولی شرعی نے اجازت دیدی تب تو نافذ ہوگا ورنہ نافذ نہ ہوگا،[۳] اس لڑکی کے باپ نے اگر اس کی ماں کو

---

[۱] فان كانت ثقة اولم تكن ووقع فی قلبه صدقها فلابأس بان يتزوجها الخ شامی ص ۵۲۹/ ج۳/باب العدة، مطلب فی المنعی اليهازوجها، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[۲] عالمگیری ص۳۱۳/ ج۵/ الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحدفی المعاملات مطبوعه كوئٹه پاكستان، زيلعی شرح كنز ص ۲۶/ ج۶/ كتاب الكراهية فصل فی البيع، مطبوعه امداديه ملتان، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۰۱/ ج۸/ كتاب الكراهية فصل فی البيع.

[۳] فلوزوج الأبعد حال قيام الأقرب توقف على أجازته ولو تحولت الولاية إليه لم يجز إلا بإجازته بعد التحول، الدرالمختار على ردالمحتار ص ۸۱/ ج۳/ كراچی باب الولی، مطلب لايصح تولية الصغير شيخاً على خيرات، سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ۴۹۹/ ج۱/ باب الاولياء والاكفاء قبيل فصل فی الاكفاء، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، عالمگیری كوئٹه ص ۲۸۵/ ج۱/ الباب الرابع فی الاولياء.

طلاق دے دی تو اس سے اس کی ولایت سلب نہیں ہوئی البتہ اس کا انتقال ہوگیا ہوتو پھر جو کوئی اس کا ولی اقرب ہو اس کی اجازت نکاح کے لئے درکار ہوگی۔

(۲) جب تک لڑکا بالغ ہو کر طلاق نہ دے یا خلع نہ کرے عورت کا نکاح دوسری جگہ درست نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

شوہر والی کا بغیر طلاق کے نکاح

سوال:- (۱) ایک نکاح بغیر طلاق کا ہوا اور دلہن بھی تخمیناً چار ماہ سے مطلقہ ہوئی ہے۔ آیا یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

(۲) اگر دولہا سے کہا جاتا ہے کہ تمہارا نکاح حرام ہوا تو وہ کہتا ہے کہ سب کے نکاح ناجائز اور میرا جائز ہے اب آیا اس کے کہنے کا کچھ تدارک بھی ہے یا نہیں جب کہ وہ کہنے پر سرکشی کرتا ہے؟

(۳) جو باراتی اس نکاح میں شامل تھے ان کے نکاح میں کچھ فرق آیا یا نہیں جب کہ سمجھتے تھے کہ دلہن مطلقہ بھی نہیں ہے؟

(۴) بعض باراتیوں کو بالکل علم نہیں تھا کہ نکاح ہوا ہے یا نہیں اب اس میں عمداً یا سہواً کا فرق لگایا جائے گا یا نہیں۔ دلہن کے گاؤں کے پیش امام صاحب نے نکاح بھی نہیں پڑھایا بلکہ دوسرے گاؤں کے آدمی کو رشوت دے کر نکاح پڑھوایا کچھ جہلاء کا یہ خیال یہ سمجھ کر کوشش کی۔ کچھ لوگ حقیقۃً مکروہ سمجھتے تھے مگر اس قدر مکروہ نہیں سمجھتے تھے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) کسی دوسرے کی منکوحہ سے نکاح کرنا حرام ہے جب تک پہلا شوہر طلاق نہ

---

[1] لا یجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیرہ و کذالک المعتدة عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۰ / ج ۱ / القسم السادس المحرمات التی تتعلق بها حق الغیر الباب الثالث.

دیدے اور مدخولہ ہونیکی صورت میں عدت گذر جائے[١]

(٢) حرام کو حلال کہنا سخت گناہ ہے اسی طرح حلال کو حرام کہنا جرم عظیم ہے[٢]۔ ایسا کہنے والے کو توبہ کرنا لازم ہے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کر لینا چاہئے[٣]

(٣) باوجود علم کے اور مکروہ سمجھ کر ایسا کرنا گنہ عظیم ہے اور جو شخص کسی حرام قطعی کو حلال اعتقاد کرے اس کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ کما صرح به فی البحر[٤] وردالمحتار[٥] وغیرهما من الکتب الفقهیه.

(٤) جس کو عورت کے غیر مطلقہ ہونے کا علم نہ تھا اس کا نکاح نہیں ٹوٹا اور گناہ بھی نہیں ہوا اور جس کو علم تھا پھر بھی وہ شریک ہوا اس کا بھی نکاح نہیں ٹوٹا مگر وہ گنہگار ہوا ہے اس کو توبہ کرنا چاہئے[٦] اور جو اس حرام نکاح کو حلال قطعی اعتقاد کرکے شریک ہوا ہے اس کو دوبارہ

---

[١] لایجوز الرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذا لک المعتدة الهندیة ص ٢٨٠ /ج ١ /مطبوعه کوئٹه پاکستان القسم السادس المحرمات التی یتعلق بهاحق الغیر ،بدائع الصنائع زکریا ص ٥٤٨ /ج ٢ /بیان عدم جوازمنکوحة الغیر ،الفقه الحنفی وادلته محرمات النکاح، السادس محرمات بتعلق حق الغیرمطبع مکتبه الغزالی دارالفیحاء،بیروت.

[٢] ویکفر باستحلاله حراما علمت حرمته من الدین الخ البحرالرائق کوئٹه ص ١٢١ /ج٥/ باب احکام المرتدین، شامی دارالفکر ص ٢٤ /ج ٤/مطلب اذااستعمل المحرم علی وجه الظن باب الوطء الذی یوجب الحد.

[٣] ومافیه خلاف یومر بالإستغفار والتوبة وتجدید النکاح شامی ص ٣٩٠ /ج٦/ زکریا باب المرتد،فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ٢٨٣ /ج ٢ /الباب التاسع احکام المرتدین قبیل الباب العاشر فی البغاة،مجمع الانهر ص ٥٠١ /ج ٢ /باب المرتد کتاب الجهاد،دارالکتاب العلمیه بیروت.

[٤] البحرالرائق کوئٹه ص ١٢١ /ج٥ /باب احکام المرتدین.

[٥] شامی دارالفکر ص ٢٤ /ج ٤/مطلب اذااستعمل المحرم علی وجه الظن،شامی زکریا ص ٣٩٠ /ج ٦ /باب المرتدین.

[٦] ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفورسواء کانت المعصیة صغیرة اوکبیرة،تفسیرروح المعانی ص ٢٣٦ /ج٥ ١ /سورۂ تحریم آیت ٨ /مطبوعه دارالفکر،شرح نووی علی المسلم ص ٣٥٤ /ج ٢ /کتاب التوبة مطبع بلال دیوبند.

نکاح کرنا چاہئے اور تجدید ایمان بھی کرلے اور اس عورت کو اس شخص سے علیحدہ کرنا ضروری ہے تاوقتیکہ اس کو طلاق ہوکر عدت نہ گذر جائے[1] جب طلاق ہوجائے اور عدت بھی گذر جائے تو دوبارہ نکاح کرکے رکھنا درست ہے[2] اور اس بات کو نہ مانے تو اس سے قطع تعلق کردیا جائے[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۳/۵۵ھ

---

[1] بل یجب علی القاضی التفریق بینهما ای ان لم یتفرقا، الدر المختارمع الشامی دار الفکر بیروت، ص ۱۳۳/ ج۳/ باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۳۳۰/ ج ۱/ الباب الثامن فی النکاح الفاسد واحکامه.

[2] ولاتعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتاب اجله ای ینتهی ماکتب وفرض من العدة، تفسیر روح المعانی ص ۲۲۹/ ج ۲/ سورة البقرة الاية ص ۲۳۵/.

[3] وجوب هجران من ظهرت معصیة فلایسلم علیه الا ان یقلع وتظهر توبته الخ المفهم شرح مسلم ص ۹۸/ ج۸/ باب یهجر من ظهرت معصیة الخ دارابن کثیر بیروت، مرقاة ص ۷۱۷/ ج۴/ باب ماینهی عنه من التهاجر، اصح المطابع بمبئی.

فصل سوم: نکاح معتدہ کے احکام

نکاح معتدہ

سوال:- ایک شخص نے اپنی زوجہ بالغہ صحبت کی ہوئی کو تین طلاق بائن دیدی تھی دو حیض گذرنے کے بعد دوسرے ایک مرد نے نکاح کرلیا ہے، یہاں کا عبداللطیف قاری کہتا ہے کہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اس لئے پھر سات مہینے کے بعد اس کے ساتھ نکاح دہرایا گیا۔ دہرانے کے بعد ۹/ مہینے کے اندر اسی سے حاملہ ہوگئی کیا زوج ثانی کا نکاح جائز ہوا یا نہیں اور زوج اول کی عدت کس طرح ادا کرے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر صریح الفاظ میں تین طلاق دی ہے تو وہ مغلظہ ہوگئی[1] اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے ذمہ تین حیض عدت گذارنا واجب[2] ہے صرف دو حیض گذرنے پر جو نکاح کرلیا ہے وہ درست نہیں ہوا۔ اگر باوجود مسئلہ جاننے کے یہ نکاح کیا ہے تو یہ زنا ہے۔ اس کی وجہ سے دوبارہ عدت

---

[1] کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۱۵۳۱/ ج۴/ باب طلاق غیر المدخول بھا، مطلب فیماقال امرأته طالق الخ،قال اصحابنا لوقال لزوجته انت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا الخ الاشباہ والنظائر ص ۲۱۹/القاعدة التاسعة اعمال الکلام اولی، لوکرر الطلاق الخ،مطبوعه دار العلوم دیوبند،عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۶/ج ۱/الفصل الاول فی الطلاق الصریح.

[2] وعدة الحرة للطلاق او الفسخ ثلاثة اقرأ ای حیض،البحر الرائق کوئٹه ص۱۲۸/ج۴/باب العدة،عالمگیری کوئٹه ص ۵۲۶/ج ۱/الباب الثالث عشر فی العدة،الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۱۸۱، ۱۸۲/باب العدة،مطلب عشرون موضعا یعتد فیها الرجل.

واجب نہیں[1] بلکہ دوحیض پہلے گذر چکے ایک حیض اور گذارنا واجب ہے۔ پس دوبارہ نکاح جو سات ماہ بعد ہوا ہے ظاہر یہ ہے کہ اتنی مدت میں ایک حیض اور آ چکا ہوگا لہٰذا یہ نکاح صحیح ہے (اگر اتنی مدت میں کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایک حیض نہیں آیا تو یہ دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا ایک حیض اور آنے پر نکاح صحیح ہوگا۔ اگر حیض آنے سے پہلے پہلے حمل ہوگیا تو عدت وضع حمل ہے وضع حمل کے بعد نکاح ہونا چاہئے[2]) اگر یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا تو تین حیض مستقل طور پر عدت واجب ہے پس سات ماہ میں اگر تین حیض آ چکے تھے تو دوبارہ نکاح صحیح ہوگا ورنہ وہ بھی صحیح نہیں ہوا[3] وضع حمل کے بعد کرنا چاہئے، اگر صریح الفاظ میں طلاق نہیں دی۔ تو الفاظ لکھنے سے حکم معلوم ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

کیا معتدہ کا نکاح صحیح ہے؟

سوال:- ایک لڑکی جو اپنے شوہر سے نااتفاقی کی وجہ سے تقریباً تین سال سے تین میل دور اپنے شوہر سے علیحدہ رہ رہی تھی۔ بسیار پریشانی کے بعد طلاق حاصل کی گئی آج طلاق کو صرف ایک ہی ہفتہ ہوا ہوگا کہ خاموشی سے اس کا نکاح ثانی کردیا گیا ہے یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

---

[1] أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدةان علم انها للغير لأنه لم يقل أحد بـجـوازه فـلـم يـنعقد أصلاً قال فعلى هذا يفرق بين فاسده وباطله فى العدة،ولهٰذايجب الحد مع الـعـلـم بـالحرمة لأنه زنى، شامى كراچى ص ۱۳۲ / ج۳/ مطلب فى النكاح الفاسد،قاضيخان عـلـى الهـنـدية كـوئٹه ص ۳۶۶/ج ۱/فصل فى المحرمات،عالمگيرى كوئٹه ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس المحرمات التى يتعلق بهاحق الغير.

[2] وفى الحامل عدتهاان تضع حملها ،تاتارخانيه كراچى ص۵۵/ج۴/الفصل الثامن والعشرون فـى الـعدة،تبيين الحقائق ص۲۸/ج۳/باب العدة،مطبوعه امداديه ملتان،قاضيخان على الهندية كوئٹه ۵۵۰/ج ۱/باب العدة.

[3] ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۱/۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر رخصتی اور خلوت صحیحہ ہوچکی تھی اس کے بعد نا اتفاقی ہو کر تین سال تک علیحدہ رہنے کے باعث طلاق حاصل کی گئی ہے تو عدت تین حیض لازم ہے[1]، عدت ختم ہوئے بغیر جو خاموشی کے ساتھ نکاح ثانی کردیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہوا اس نکاح کی بناء پر صحبت وغیرہ درست نہیں بلکہ دونوں میں تفریق لازم ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

عدت میں نکاح

سوال:- ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہوگیا اور اس وقت اس کو امید نہ تھی دو ماہ کے بعد ایام عدت میں امید ہوگئی عدت کے بعد عورت نے اپنا نکاح اس مرد سے پڑھالیا جس سے امید تھی یعنی بچہ پیدا ہونے سے قبل، آیا نکاح درست ہوگا یا نہیں اور بچہ کیسا قرار پائے گا ایام عدت میں ایسا کرنے کی وجہ سے مرد وعورت دونوں کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عدت وفات ختم ہونے کے بعد اگر نکاح کیا ہے تو وہ صحیح ہے اور نکاح سے کم از کم چھ ماہ گذرنے سے پہلے بچہ ہوا ہے تو وہ اس ناکح سے ثابت النسب نہ ہوگا اور عدت وفات اس

---

[1] اذاطلقت الحرة اووقعت الفرقة بينهما بغير طلاق فعدتهاثلاثة قروء ان كانت من ذوات الحيض الخ، تبيين الحقائق ص ٢٦/ ج٣/باب العدة،مطبوعه امداديه ملتان،تاتارخانيه كراچى ص٥٣/ ج٤/الفصل الثامن والعشرون فى العدة،بدائع الصنائع كراچى ص١٩٣/ ج٣/كتاب الطلاق،فصل فى بيان مقادير العدة.

[2] ومنع غيره أى غير الزوج فى العدة لإشتباه النسب بالعلوق، شامى نعمانيةص٥٣٧/ ج٢/ باب العدة، مطلب فى العقد على المبانة،فتح القدير ص١٧٦/ ج٤/باب الرجعة،فصل فيماتحل به المطلقة،مطبوعه دارالفكربيروت،النهرالفائق ص٤٢٠/ ج٢/باب الرجعة،فصل فيماتحل به المطلقة،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

صورت میں صحیح قول پر چار ماہ دس روز ہی رہے گی وضع حمل کو عدت نہیں قرار دیا جاوے گا۔

والصحیح ماذکرہٗ محمدؒ ان عدة المتوفیٰ عنها زوجها لاتتغیر بوجود الحمل بعد الوفات ولاتنتقل من الاشهر الیٰ وضع الحمل[۱] ویعلم کون الحمل من الزنابولادتها قبل ستةاشهر من حین العقد شامی[۲] ص ۹۳۴ / ج ۲ /.

اگر زنا کا شرعی ثبوت ہو جائے اور شرائط رجم موجود ہوں تو حکومت اسلامی دونوں کو رجم کرادے اگر شرائط رجم موجود نہ ہوں تو سوسو کوڑے لگوائے[۳] حکومت اسلامی جس جگہ موجود نہ ہو تو وہاں یہ حد زنا جاری نہیں کی جائے گی[۴] ایسی جگہ ترک تعلقات وغیرہ کی سزا دی جائے تاکہ وہ دونوں تنگ آ کر توبہ کرلیں اور آئندہ دوسروں کو عبرت ہو[۵] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی

الجواب صحیح: عبداللطیف ۷/ ذی الحجہ ۵۳ھ

---

۱ بدائع الصنائع کراچی ص ۲۰۱ / ج ۳ / کتاب الطلاق، فصل فی بیان انتقال العدة، وتغیرها، شامی کراچی ص ۵۱۱ / ج ۳ / باب العدة، مطلب فی عدة الوفاة، النهر الفائق ص ۴۷۹ / ج ۲ / باب العدة، فرع مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

۲ شامی کراچی ص ۵۱۱ / ج ۳ / مطلب فی عدةالوفاة، باب العدة.

۳ اذاوجب وکان الزانی محصنارجمه بالحجارة حتی یموت الی قوله وان کان غیرمحصن فحده مائة جلدة ان کان حراالخ عالمگیری کوئٹه ص ۱۴۵، ۱۴۶ / ج ۲ / کتاب الحدود، الباب الثالث فی کیفیة الحدواقامته، البحر الرائق کوئٹه ص ۸، ۹ / ج ۵ / کتاب الحدود، مجمع الانهر ص ۳۳۶، ۳۳۸ / ج ۲ / کتاب الحدود، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

۴ لاحدبالزنا فی دارالحرب، شامی زکریا ص ۶ / ج ۶ / کتاب الحدود، مطلب الزنا شرعا لایختص الخ، البحر الرائق کوئٹه ص ۴ / ج ۵ / کتاب الحدود، عنایة علی فتح القدیر ص ۲۱۶ / ج ۵ / کتاب الحدود، مطبوعه دار الفکر بیروت.

۵ نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن کلامنا الخ، وهو دلیل علی وجوب هجران من ظهرت معصیة فلایسلم علیه الاان یقلع وتظهرتوبته المفهم شرح مسلم ص ۹۸ / ج ۷ / کتاب الرقاق، باب یهجرمن ظهرت معصیة مطبوعه دارابن کثیر بیروت، طیبی شرح مشکوة ص ۲۴۳ / ج ۹ / باب ماینهی عنه من التهاجر، مطبوعه زکریادیوبند، مرقاة شرح مشکوة ص ۶۱۷ / ج ۴ / باب ماینهی عنه من التهاجر، مطبوعه بمبئی.

عدت میں نکاح

سوال:- متوفی زید کی بیوی ہندہ نے بعد انتقال زید کے تین مہینہ پانچ دن کے عمرو سے نکاح کرلیا اور بعد نکاح دو تین روز کے عمرو کو یہ معلوم ہوا کہ اس نے عدت ہی کے اندر نکاح کیا۔ بعد معلوم ہوجانے کے بھی عمرو نے ہندہ مذکورہ سے تفریق یا متارکت وفسخ کچھ بھی نہیں کی اور اس طرح دونوں باہم زندگی بسر کرنے لگے یعنی وطی بھی کرنے لگا اس حالت پر آٹھ مہینے گذرنے کے بعد عمرو نے کسی ملا صاحب کے ذریعہ سے صرف نکاح دہرالیا بعد نکاح اس آٹھ مہینہ کے اندر تفریق متارکت فسخ ان تینوں میں سے کسی ایک کو ایک لحظہ کے لئے بھی اختیار نہ کیا۔ اب عمرو نے جس طرح نکاح دہرالیا از روئے شرع عمرو کے لئے وہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔ اگر عمرو کے لئے نکاح مذکورہ جائز نہ ہوتو از روئے شرع جائز ہونے کی کیا صورت ہے۔ کتب معتبرہ وحدیث صحیحہ سے مع عبارت ونام کتاب تحریر فرمائیں۔ روز جزا میں اس کا اجر ملے گا۔

نوٹ:- اس کے بعد سائل نے مجموعہ فتاویٰ ص ۳۱۱ ج ۱ باب النکاح سے استفتاء ۲/۲۹۶ مع جواب نقل کرکے لکھا ہے کہ سوال دوم کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو کا نکاح صرف دہرانے سے صحیح نہیں ہوا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عدت وفات غیر حاملہ کے لئے چار ماہ دس روز ہے۔[1] عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح ناجائز ہے۔ اگر عمرو کو علم ہو کہ ہندہ کی عدت پوری نہیں ہوئی تو یہ نکاح باطل اور زنا محض

[1] وعدة الحرة فی الوفات اربعة اشهر و عشرة ايام سواء كانت مدخولابها اولا ، عالمگیری کوئٹہ ص ۵۲۹/ ج ۱/الباب الثالث عشر فی العدة،بدائع الصنائع کراچی ص ۱۹۵/ ج ۳/کتاب الطلاق ،فصل واما بيان مقادير العدة،تبيين الحقائق ص ۲۷/ ج ۳/باب العدة، مطبوعه امدادیہ ملتان.

ہوا ہے آٹھ ماہ بعد جب دوبارہ نکاح کیا ہے تو وہ صحیح ہے جب پہلا نکاح قطعاً باطل ہوا تھا تو دوبارہ نکاح کے لئے مستقل عدت کی ضرورت نہ تھی۔تفریق قاضی متارکۃ فسخ کی ضرورت بھی شبہ کے موقع پر ہوتی ہے اور جہاں خالص زنا ہو وہاں ان اشیاء کا محل ہی نہیں بلکہ فقہاء نے تصریح کی ہے اگر معتدۃ الغیر سے باوجود علم کے نکاح کرے تو حد شرعی یعنی حد زنا واجب ہے (جب کہ شرائط متحقق ہوں) اگر عمرو کو علم نہیں تھا تو پہلا نکاح جو کہ بحالت عدت کیا ہے وہ فاسد ہوا اس سے متارکت واجب ہے۔ جب تک متارکت نہ ہوجائے نکاح صحیح نہیں لہٰذا بغیر متارکت جو آٹھ ماہ بعد نکاح کیا ہے وہ بھی صحیح نہیں۔اب جواز کی شکل یہ ہے کہ عمرو متارکت کرے یعنی زبان سے ایسے الفاظ کہے جس سے مضمون ترک سمجھا جائے مثلاً یہ کہے کہ میں نے تجھ کو علیٰحدہ کردیا چھوڑ دیا میرا تیرا کوئی تعلق نہیں وغیرہ وغیرہ یا طلاق دیدے اس کے بعد عدت تین حیض گذارے اور اس مدت میں عمرو ہندہ بالکل علیحدہ رہیں وطی خلوت وغیرہ کچھ نہ ہو جب یہ عدت پوری ہوجائے تب از سرنو نکاح کریں۔ وعدة المنكوحة نكاحاً فاسداً فلا عدة في باطل والموطؤة بشبهة ومنه تزوج امرأة الغير غير عالم بحالها الحيض للموت وغيره كفرقةٍ او متاركة لان عدة هؤلاء لتعرف براءة الرحم وهو بالحيض ولم يكتف بحيضةٍ احتياطاً اھ درمختار مختصراً (قوله نكاحاً فاسداً) هى المنكوحة بغير شهود ونكاح امرأة الغير بلاعلم بانها متزوجة ونكاح المحارم مع العلم بعدم الحل فاسد عنده خلافاً لهما (قوله فلاعدة فى باطل) اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً فعلىٰ هٰذا يفرق بين فاسده وباطله فى العدة ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لكونه زناً (قوله الحيض) جمع حيضة اى عدة المذكورات ثلاث حيض (قوله كفرقة) الاولىٰ كتفريق اى تفريق القاضى وسيأتى ان ابتداء العدة فى الموت من وقت الموت وفى غيره من وقت التفريق أو المتاركة اى اظهار العزم من الزوج علىٰ ترك وطيها بان يقول بلسانه تركتك بلاوطء ونحوه ومنه الطلاق. اھ

درمختار[1]۔

اور یہ بھی جائز ہے کہ بغیر عدت گذارے بعد متارکت کے نکاح کرلیں لیکن اگر عمرو کے علاوہ کسی اور سے ہندہ نکاح کرنا چاہے تو متارکت کے بعد عدت گذارنا ضروری ہے۔ بغیر عدت گذارے نکاح درست نہیں۔

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۳/۵۸ھ

لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة سواء کانت العدة عن طلاق اووفات اودخول فی نکاح فاسد اوشبهة نکاح الیٰ قوله ویجوز لصاحب العدة ان یتزوجها کذا فی المحیط السرخی اھ فتاویٰ عالمگیری[2] ص ۲۹۸/.

نقل فتویٰ منسلکہ اس کے حق میں ہے جب کہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اس صورت میں بغیر عدت گذارے نکاح درست نہیں[3] صورت مسئولہ میں خود صاحب عدۃ (عمرو) سے نکاح کرنا بعد متارکت بلا عدت گذارے بھی درست ہے[4] محمود بقلم خود

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/ربیع الثانی ۵۸ھ

---

[1] الدرمع الرد کراچی ص ۵۱۶/ تا ۵۲۳/ ج۳/ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل باب العدة البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۳۹/ ج۴/باب العدة، فتح القدیر ص ۳۲۰، ۳۳۰/ ج۴/باب العدة، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[2] الهندیة ص ۲۸۰/ ج ۱/القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر مطبوعہ بلوچستان بکڈپو، بدائع الصنائع زکریا ص ۵۴۸، ۵۴۹/ ج ۲/کتاب النکاح، فصل ومنهاان لاتکون منکوحة الغیر، فتح القدیر ص ۱۷۶/ ج۴/باب الرجعة، فصل فیماتحل به المطلقة، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[3] ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۲/۔

[4] ویجوز لصاحب العدة ان یتزوجها فی العدة، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۰/ ج ۱/القسم السادس المحرمات التی یتعلق بهاحق الغیر.

نکاح معتدہ

سوال:-زید وبکر حقیقی بھائی تھے ہندہ اورزبیدہ حقیقی بہن تھیں دونوں کی شادی دونوں بھائیوں کے ساتھ ہوئی یعنی ہندہ کی زید کے ساتھ اورزبیدہ کی بکر کے ساتھ مگر زید عرصہ آٹھ سال کا ہوا کہ فوت ہوگیا ایک لڑکا اورایک لڑکی چھوڑا اب ہندہ مع اپنے لڑکا ولڑکی کے بکر اپنے دیور کے ساتھ پرورش پاتی رہی۔اس کے بعد بکر نے اپنی بیوی زبیدہ کوطلاق دے دیا مگر مطلقہ زبیدہ کوگھر سےنہیں نکالا اورطلاق کے تین چار روز بعد ہندہ اپنی بھاوج ونیز سالی سے نکاح کرلیا بغیر گواہ وشاہد کے قاضی کے سامنے کرلیا صبح کوقاضی نے بکر وہندہ کے نکاح کا اعلان کردیا۔اب دونوں میں زن وشوئی کا برتاؤ ہونے لگا اورمطلقہ زبیدہ بھی اسی مکان میں رہتی تھی اسی وجہ سے دونوں میں برابر جھگڑا ہوتا رہا بکر نے عاجز ہوکر دو ماہ بعد ہندہ کو بھی طلاق دے دیا دونوں مطلقہ اب بھی اسی طرح بکر کے گھر میں رہتی تھیں مگر پھر ڈیڑھ سال بعد ہندہ سے نکاح کرلیا اس نکاح میں بہت سے لوگوں نے شرکت کی اس واقعہ کوڈیڑھ ماہ ہوئے اورزبیدہ بھی اب تک بکر کے مکان میں رہتی ہے اورکچھ لوگ بکر کے ساتھ میل جول خورد ونوش رکھتے ہیں اورکچھ لوگ بائیکاٹ کئے ہوئے ہیں۔اب دریافت طلب چند امور ہیں جوذیل میں مذکور ہیں۔

(۱) بکر نے زبیدہ کوطلاق کے بعد رکھا ہے کیا یہ جائز ہے یانہیں؟

(۲) جوبکر نے زبیدہ کوطلاق دینے کے بعد چار پانچ روز بعد اس کی بہن ہندہ سے نکاح کرلیا یہ جائز ہے یانہیں؟

(۳) بکر نے ہندہ کوطلاق دینے کے بعد دوبارہ ڈیڑھ سال بعد نکاح کیا جائز ہے یانہیں اورجولوگ شریک ہوئے بعد کے نکاح میں اس کا کیا حکم ہے؟

(۴) جولوگ بکر کی حمایت کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟

(۵) جولوگ بائیکاٹ کئے ہیں یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) جب اس کو طلاق دے کر تعلق زن وشوئی منقطع کر چکا ہے۔ تو اب اس کو اپنے مکان میں رکھنا ناجائز ہے اس کو علیحدہ کرنا واجب ہے[۱]

(۲) یہ نکاح ناجائز ہوا ولایجوز ان یتزوج اخت معتدته سواءٌ كانت العدة من طلاق رجعي او بائن اوثلٰث او عن نكاح فاسد او عن شبهة اھ عالمگیری[۲] ص۲۸۷/ ج۲/ جب تک زبیدہ کی عدت پوری نہ ہو جائے اس کی بہن سے بکر کو نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر نکاح کے وقت بکر اور ہندہ نے صرف قاضی کے سامنے ایجاب وقبول کیا ہے اور کوئی شخص موجود نہ تھا تو یہ شہادت بھی تام نہیں شرعاً نکاح کے لئے کم ازکم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ بغیر اس کے نکاح فاسد ہوتا ہے كذا في الدرو الهندية[۳] وغيرهما.

(۳) ہندہ نے جو دوبارہ نکاح کرلیا ہے تو شرعاً یہ نکاح صحیح اور معتبر ہے جائز نکاح میں شرکت جائز اور ناجائز میں ناجائز۔ ناجائز کام میں امداد ناجائز ہے[۴] بکر کو سمجھانا چاہئے کہ

---

[۱] مطلقہ عدت گزرنے کے بعد اجنبیہ ہو جاتی ہے، اجنبیہ کے ساتھ خلوت ناجائز ہے، اس لئے اس کو علیحدہ کرنا واجب ہے۔ الخلوة بالاجنبية حرام الدرالمختار على الشامي زكرياص ۵۲۹/ ج۹/ كتاب الحظر والاباحة، فصل في النظروالمس سكب الانهر على مجمع الانهر ص۲۰۳/ ج۴/ كتاب الكراهية، فصل في النظر، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، بدائع الصنائع كراچی ص ۱۱۹/ ج۵/ كتاب الاستحسان.

[۲] الهندية ص ۲۷۹/ ج۱/ القسم الرابع المحرمات بالجمع، قاضيخان على الهندية كوئٹه ص ۳۶۴/ ج۱/ فصل في المحرمات، تاتارخانيه كراچی ص ۳/ ج۳/ الفصل الثامن في بيان مايجوز من الانكحة ومالايجوز.

[۳] وشرط حضور شاهدين حرين اوحروحرتين مكلفين سامعين قولهما معاً، الدرالمختار على الشامي ص ۲۷۲/ ج۲/ كتاب النكاح، مطلب الخصاف كبيرفي العلم، عالمگيرى كوئٹه ص۲۶۷/ ج۱/ كتاب النكاح، الباب الاول في تفسيره الخ. ، كنزمع البحر كوئٹه ص۸۷، ۸۸/ ج۳/ كتاب النكاح.

[۴] لقوله تعالىٰ ولاتعاونوا على الاثم والعدوان، سوره مائده، آيت ۲/ پاره ۶/.

ترجمہ: اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد مت کرو۔

وہ پہلی مطلقہ یعنی زبیدہ کو علیحدہ کردے اگر مان جائے تو خیر ورنہ (اگر مفید ہوتو) اس سے ترک تعلق کردیا جائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۸/۵۸ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/شعبان ۵۸ھ
صحیح: عبد اللطیف ۷/شعبان ۵۸ھ

عدت میں نکاح

سوال:- ایک عورت کو اس کے شوہر نے خلوت کے بعد میں طلاق دی اس عورت نے ایک دوسرے شخص سے اسی تاریخ طلاق کی شب کو بغیر عدت طلاق پوری کئے ہوئے نکاح کرلیا اور آٹھ ماہ دس یوم بعد بچہ پیدا ہوگیا آیا یہ نکاح کرنا اس کا جائز ہے یا نہیں اور یہ عورت اس موجودہ شخص کی بیوی قرار دیجاسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر بیوی قرار نہیں دی جاسکتی تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عدت کے اندر نکاح ناجائز ہے۔ لہٰذا یہ نکاح صحیح نہیں[2] ہوا بچہ پیدا ہونے کے بعد دوبارہ نکاح کرنا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ
صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲/ذی الحجہ ۵۷ھ

---

[1] قال الخطابی رخص للمسلم ان یغضب علی اخیه ثلاث لیالی ولایجوزفوقها الّا اذاکان الهجران فی حقوق اللّٰه تعالیٰ فیجوزفوق ذالک مالم یظهرمنه التوبة والرجوع الی الحق،مرقاةشرح مشکوة ص۲۱۶/ ج۴/ بابماینهی عنه من التهاجروالتقاطع،الفصل الاول مطبع اصح المطابع بمبئی،المفهم شرح المسلم ص۹۸/ ج۷/ کتاب الرقاق باب مایهجرمن ظهرت معصیة،مطبوعه دارابن کثیربیروت.

[2] أما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته ،لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد أصلاً شامی کراچی ص۵۱۶/ ج۳/ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل،باب العدة،قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص۳۶۶/ ج۱/ تاتارخانیه کراچی ص ۴/ ج۳/الفصل الثامن فی بیان مایجوزمن الانکحة ومالایجوز.

عدت میں نکاح

سوال:- ہندہ بیوہ ہوگئی۔ عدت وفات ابھی اسکی ختم نہ ہوئی تھی کہ اس کا نکاح اس کے متوفی شوہر کے بھائی کے ساتھ کردیا گیا، حالانکہ مسماۃ مذکورہ رضامند نہ تھی۔ اس واسطے وہ تین روز گھر سے بے گھر رہی۔ تیسرے دن اس نے شخص مذکور کو جس کے ساتھ نکاح کردیا گیا تھا مجبور کیا طلاق دینے پر، چنانچہ اس نے طلاق دیدی سرکاری کاغذ پر بموجب قانون انگریزی طلاق نامہ لکھ دیا۔ اس کے بعد اب مسماۃ ہندہ اسی شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا اس کا نکاح اس شخص کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ پہلا نکاح تو بسبب عدت میں ہونے کے صحیح نہ ہوا، پھر طلاق کس بات کی ہے۔ اگر دوبارہ نکاح جائز ہو تو کیا مزید عدت کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟ پہلا نکاح عدت کے اندر اگر دانستہ کرایا گیا ہے تو نکاح پڑھانے والا اور شرکاء مجلس گنہگار ہوئے یا نہیں؟ شرعاً ان کی تادیب وتنبیہ اور ان کی نجات کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ اگر نکاح پڑھانے والا پیش امام بھی ہے حکم شرعی کا منکر ہو اور بے جا تاویلات سے کام لے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ مفصل تحریر ہو۔

الجواب حامداً ومصلياً

عدت میں نکاح جائز نہیں، نکاح کرنے والا اور نکاح پڑھنے والا اور تمام شرکاء مجلس نیز جو لوگ اس نکاح کے روکنے پر قادر تھے پھر خاموش رہے اور نہیں روکا تو یہ سب کے سب گنہگار ہوئے[1] سب کو توبہ لازم ہے۔[2] امام اگر توبہ نہ کرے تو اس کو امامت سے علیحدہ کردیا جائے

[1] عن ابی سعيدالخدری رضی اللّٰه عنه عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال من رأی منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذالک اضعف الايمان مشكوة شريف ص ۴۳۶ / كتاب الآداب ،باب الامر بالمعروف الفصل الاول، مطبوعه دارالكتاب ديوبند،مسلم ص ۵۱ / ج ۱ / كتاب الايمان باب كون النهی عن المنكر من الايمان، مطبوعه رشيديه دهلی،مرقاة شرح مشكوة ص ۳۲۸ / ج ۹ / باب الامر بالمعروف مطبوعه امداديه ملتان، طيبی شرح مشكوة ص ۳۱۱ / ج ۹ / باب الامر بالمعروف مطبوعه زكرياديوبند،ومن تمكن منه وتركه بالعذر اثم،مرقاة شرح مشكوة ص ۳ / ج ۵ / باب الامربالمعروف مطبع اصح المطابع بمبئی. (حاشیہ نمبر ۲ / اگلے صفحہ پر)

بشرطیکہ اس سے بہتر امامت کے لائق کوئی دوسرا آدمی موجود ہو۔ نیز اس کی علیٰحدگی میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو[۱] اگر توبہ کرلے تو پھر اس کی امامت میں بھی کوئی مضائقہ نہیں[۲]۔ عدت میں نکاح ہوا ہے وہ باطل ہے۔ کیونکہ عورت اور مرد ہر دو کو اس کے ناجائز اور حرام ہونے کا علم تھا۔ اس لئے اس نکاح کے بعد اگر صحبت کی ہے تو وہ حرام اور زنا کے حکم میں ہے، جو طلاق دی ہے وہ بھی بیکار۔ اس طلاق کی وجہ سے عدت لازم نہیں۔ محض عدت وفات گذرنے کے بعد نکاح درست ہے۔ **واما نکاح منکوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدةان علم انها للغير لانه لم يقل احدبجوازه ولهٰذا يجب الحد مع العلم بالحرمةلكونه زناكما فى القنيةوغيرها اھ ردالمحتار**[۳] ص ۹۳۹/ج ۲/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۲۴/ ۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور ۶/۲۵/ ۶۲ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[۲] **واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصى واجبة سواء كانت المعصية صغيرة اوكبيرة روح المعانى ص ٢٣٦/ ج١٥/ الجزء الثامن والعشرون ،سورة التحريم تحت آيت ٨/مطبوعه دارالفكربيروت،نووى على مسلم ص ٣٥٤/ ج ٢/كتاب التوبة،مطبوعه رشيديه دهلى،المفهم شرح مسلم ص٢٧/ج٧/كتاب الاذكار ،باب تجديدالاستغفار، مطبوعه دارابن كثيربيروت.**

[۱] **ويكره امامة عبد واعرابى وفاسق واعمى وولد الزنا هذاان وجد غيرهم والافلاكراهة، الدر المختار على الشامى زكرياص٢٩٨، ٣٠٠/ج٢/باب الامامة،قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام،البحرالرائق كوئٹه ص٣٤٨، ٣٤٩/ج ١/باب الامامة، النهر الفائق ص ٢٤٢، ٢٤٤/ ج ١/باب الامامة.**

[۲] **عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه قالقال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لاذنب له ،مشكوة شريف ص ٢٠٦/باب الاستغفار والتوبة،الفصل الثالث،مطبوعه دار الكتاب ديوبند،سنن ابن ماجه ص ٣١٣/ابواب الزهد باب ذكر التوبة،مطبوعه اشرفى ديوبند.**

[۳] **شامى كراچى ص ٥١٦/ج٣/ مطلب فى النكاح الفاسد والباطل باب العدة،قاضيخان على الهندية كوئٹه ص ٣٦٢/فصل فى المحرمات،تاتارخانيه كراچى ص ٤/ج٣/الفصل الثامن فى بيان من يجوزمن الانكحة.**

عدت میں نکاح کی اجازت نہیں

سوال: -طلاق کے کتنے مہینے کتنے دن کے بعد دوسرے لڑکے کے ساتھ نکاح کرنا چاہئے۔ طلاق دیئے ہوئے پانچ مہینہ ہوئے اور ایک سال کا لڑکا ہے اور مہینہ نہیں ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں عدت پوری ہونے پر نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

طلاق کے بعد جب تین مرتبہ ماہواری آجائے تب عدت ختم ہوگی اور دوسرا نکاح درست ہوگا[1] بچہ گود میں ایک سال کا ہے اور طلاق کو پانچ مہینے ہوئے اور ماہواری نہیں ہورہی ہے تو ابھی نکاح کی اجازت نہیں[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۷/۱۴۰۶ھ

مطلقہ بائنہ کا نکاحِ ثانی عدت میں

سوال: -عورت موطوءہ جس کو طلاق بائن دی گئی ہے کسی اور شخص سے عدت کے اندر نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ بشرط اثبات صحبت حلال ہے یا نہیں؟

---

[1] اذاطلقت الحرة اووقعت الفرقة بينهما بغيرطلاق فعدتهاثلاثة قروء ان كانت من ذوات الحيض الخ، تبيين الحقائق ص۲۶/ ج۳/ باب العدة، مطبوعه امداديه ملتان،مدايه مع فتح القدير ص۳۰۷/ج۴/ باب العدة،مطبوعه دارالفكر بيروت، بدائع الصنائع كراچی ص۱۹۳/ ج۳/ كتاب الطلاق فصل واما بيان مقادير العدة.

[2] لا يجوز نكاح منكوحة الغير ومعتدة الغير عند الكل،قاضيخان على الهندية كوئٹه ص۳۶۶/ فصل فی المحرمات،تاتارخانيه كراچی ص۴/ج۳/ الفصل الثامن فی بيان مايجوز من الانكحة ومالايجوز، شامی كراچی ص۵۱۶/ج۳/باب العدة، مطلب فی النكاح الفاسد والباطل.

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا نکاح کرنا حرام ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم

طلاق رجعی میں دو حیض کے بعد نکاح

سوال: -زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دیا تھا۔ صرف دو حیض عورت کو آئے تھے کہ لڑکی کے ولی نے دوسری شادی کر دی۔ کیونکہ گھر والوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی شادی ہوگئی ہے۔ حالانکہ پہلا نکاح اگر چہ پوشیدہ ہوا تھا لیکن ایسے دو گواہوں کے سامنے ہوا تھا جو لڑکے کے گھر والوں کو جانتے ہیں۔ اور لڑکی کے گھر والوں کو ایک گواہ اچھی طرح جانتا ہے۔ دوسرے گواہ کو مقام وغیرہ کا نام اور لڑکی کے باپ کا نام بتا کر شناخت دیدی گئی تھی۔ لہٰذا وہ بھی واقف ہوگیا۔ اب جواب طلب امر یہ ہے کہ نکاح اول ہوا یا نہیں؟ اور لڑکے نے محبت میں آکر اس خیال سے شادی کر لی کہ یہ جنت میں میرے ساتھ رہے گی۔ اگر چہ اس کو معلوم تھا کہ کچھ روز بعد یہ لڑکی الگ ہوسکتی ہے بوجہ لاعلمی والدین کے۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ شاید کوئی صورت ساتھ رہنے کی بن جائے۔ یہ نکاح کیا حکم رکھتا ہے؟ اگر یہ جائز ہوا تو دوسرا نکاح عدت کے اندر جو ہوا وہ باطل ہوگیا یا نہیں؟ اور مہر وغیرہ کا بغیر احکام نکاح کیا حکم ہے؟ اپنی عزت بچانے کے لئے نہ لڑکی نے بتلایا نہ لڑکے نے۔ حالانکہ لڑکا دینی تعلیم سے قدر واقف ہے اور خوف خدا بھی ہے۔ اب آپ شریعت کی روشنی میں کوئی صورت بتلائیں۔

---

[1] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیرہ و کذالک المعتدة سواء کانت العدة عن طلاق الخ، الهندية کوئٹہ ص ۲۸۰ / ج ۱ / القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، بدائع الصنائع زکریا ص ۵۴۹ / ج ۲ / کتاب النکاح، بیان عدم جواز نکاح معتدة الغیر، شامی زکریا ص ۲۷۴ / ج ۲ / باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

الجواب حامداًومصلیاً

پہلا نکاح دوگواہوں کے سامنے کفو میں ہوا تو وہ صحیح ہوگیا تھا[۱] پھر اگر بعد وطی کے طلاق رجعی دی تو اس کی عدت (تین حیض) لازم تھی[۲] صرف دوحیض آنے پر دوسرا نکاح غلط ہوا۔فاسد ہوا دونوں میں علیٰحدگی لازم ہے[۳]۔جب تیسرا حیض آجائے تب اس دوسرے شخص سے دوبارہ نکاح کیا جائے۔نکاح فاسد میں وطی کی صورت میں مہر بھی لازم ہوتا ہے[۴]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۱/۶/۷ھ

عدت میں نکاح اور صحبت سے ممانعت

سوال:-متوفیٰ کے ورثاء نے امام مسجد سے کہا کہ ہمیں عورت کے اغواء ہونے کا

---

[۱] فنفذ نكاح حرة مكلفة بلارضا ولى الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۱۵٦/ ج۴/ باب الولى،مجمع الانهر ص۴۸۸/ج ۱/باب الاولياء والاكفاء،مطبوعه دارالكتاب العلمية بيروت،البحرالرائق كوئٹه ص ۱۰۹/ج۳/باب الاولياء والاكفاء.

[۲] اذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائنا اورجعيا اوثلاثاً وهى حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة اقراء الخ، عالمگيرى كوئٹه ص ۵۲٦/ج ۱/الباب الثالث فى العدة،الدرالمختارعلى الشامى كراچى ص ۵۰۴،۵۰۵/ج۳/باب العدة،مطلب عشرون موضعا يعتدبه فيهاالرجل،تبيين الحقائق ص ۲٦/ج۳/باب العدة،مطبوعه امداديه ملتان.

[۳] واما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً،بل يجب على القاضى التفريق بينهما،الدرالمختارمع الشامى زكريا ص ۲۷۴ ج۴ باب المهر. مطلب فى النكاح الفاسد،قاضيخاں على الهندية كوئٹه ص ۳٦٦/ج ۱/فصل فى المحرمات،تاتارخانيه كراچى ص ۴/ج۳/الفصل الثامن فى بيان مايجوز من الانكحة ومالايجوز،عالمگيرى كوئٹه ص ۳۳۰/ج ۱/الباب الثامن فى النكاح الفاسد.

[۴] ويجب مهر المثل فى نكاح فاسد بالوطء،الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۲۷۴/ج ۴/ باب المهر، مطلب فى النكاح الفاسد،تبيين الحقائق ص ۱۵۲/ج ۲/باب المهر، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الانهر ص۵۲۳/ج ۱/باب المهر،فصل مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

خطرہ ہے اسی لئے کسی طرح جلد از جلد اس کا نکاح ہمارے خاندان کے فلاں آدمی سے کردو۔ امام مسجد نے ایک اور مولوی صاحب سے مشورہ لیا جس نے کہا عدت گذرنے سے پہلے نکاح نہیں ہوسکتا۔ مگر عورت کو ڈرانے کے لئے آپ نکاح پڑھ دیں اور عورت کو کہد یں کہ بس اب تیرا نکاح ہوگیا ہے، مگر خاوند کو اس مدت میں صحبت سے منع کردیں تا کہ وہ زنا کا مرتکب نہ ہو۔ پھر جب عدت گذر جائے گی تو از سرنو نکاح پڑھنا اور اس کے بعد عورت خاوند پر حلال ہوگی۔ چنانچہ امام مسجد نے نکاح کردیا اور خاوند کو صحبت سے منع کردیا۔ لیکن خاوند نے اس پابندی کی کوئی پرواہ نہیں کی اور عورت سے تعلقات زن وشوہر قائم کر لئے۔ اسی دوران عورت کو پتہ چل گیا کہ اس کا نکاح نہیں ہوا، تو وہ ایک شخص کے ساتھ بھاگ گئی۔ از روئے شریعت مطہرہ ہر ایک کا حکم تحریر فرمائیں۔ امام مسجد، شرکاءِ نکاح اور امام کو مشورہ دینے والے پر کیا کیا تعزیر ہے۔ عورت کا نکاح کس صورت میں صحیح ہوسکتا ہے؟ نکاح مذکورہ کے بعد صحبت کرنے والے پر کیا حکم ہے؟ اور اغواء کنندہ پر کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

حالت عدت میں نکاح کی بات اور وعدہ لینا بھی ناجائز ہے۔ قرآن کریم میں ممانعت آئی ہے[1]۔ قرآن کریم کی قدر نہ کرتے ہوئے اپنی مصالح کو پیش نظر رکھ کر یہ غلط کام کیا گیا، جس کے نتیجہ میں مرد اور عورت حرام کاری میں مبتلا ہوئے اور مصلحت بھی فوت ہوگئی۔ جس نے یہ غلط مشورہ دیا وہ بھی توبہ کرے اور جو جو اس غلط نکاح میں شریک ومعاون ہوئے سب توبہ واستغفار کریں[2]۔ اجنبی کے ساتھ بھاگ جانا بھی مستقل معصیت ہے[3]۔ بھگا کر لے

---

[1] ولکن لاتواعدوھن سراً الاان تقولوا قولا معروفاً ولاتعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتٰب اجله. سورہ بقرہ آیت ۲۳۵/.

[2] واتفقوا علی ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانهاواجبة علی الفور لایجوزتاخیرهاسواء کانت المعصیة صغیرۃ اوکبیرۃ روح المعانی ص ۲۳٦/ج ۱۵/الجزء الثامن والعشرون،سورۃ التحریم تحت آیت ۸/ مطبوعه دارالفکربیروت،نووی علی مسلم(باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

جانے والا بھی سخت گنہگار ہے[۱]۔ تعزیر کے لئے اپنے علاقہ کے اہل علم سے دریافت کریں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۵/۹/۲۳ھ

مطلقہ کا نکاح بلا عدت

سوال:- ماقولكم رحمكم الله ان الرجل طلق امرأته طلاقاً ثلاثاً وتزوجت برجل آخر بلا انقضاء العدة بدليل ان الطلاق وقع بعد العقد قبل الزفاف والحضار عندالعقد الثانی يسئلونهما عن الدخول الآن فيقول الزوج الاول بالحلف ان الخلوة الصحيحة وقعت بيننا بلا مانع وتقول المرأة ان الزوج جامعنی ويقولان ان سكوتنا عن هذاالامرعندالعقدالثانی لعدم العدم فالمطلوب ان العقد الثانی صحيح ام باطل؟

الجواب حامداً ومصلیاً

العقد الثانی ليس بصحيح فعلی الثانی ان يفارقها وعليها ان تعتد للاول والجهل ليس بعذر بينهما الاان حدالزنا لايجب لعدم العلم بالمسئلة اما نكاح

(پچھلے صفحہ کے حواشی) ص ۳۵۴/ كتاب التوبة مطبوعه رشيديه دهلی،المفهم شرح مسلم ص ۲۷/ ج۷/ كتاب الاذكار، باب تجديد الاستغفار،مطبوعه دارابن كثيربيروت.

[۳] الخلوةبالاجنبية حرام، الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زكريا ص ۵۲۹/ ج۹/ كتاب الحظر والاباحة. فصل فی النظر والمس،سكب الانهرعلی مجمع الانهرص ۲۰۳/ ج۴/ كتاب الكراهية،فصل فی النظر،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،بدائع الصنائع كراچی ص ۱۱۹/ ج۵/ كتاب الاستحسان.

[۱] خدع امرأة انسان واخرجها زوجها يحبس يتوب اويموت لسعيه فی الارض بالفساد عبارة غيره حتی يردها وفی الهندية وغيرهاقال محمد احبسه ابداً حتی يردها اويموت الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۱۳۴/ ج۶/ كتاب الحدود،فصل فی التعزير،مطلب العامی لامذهب له، عالمگيری كوئٹه ص ۱۷۰/ ج۲/ قبيل كتاب السرقة.

منکوحة الغیر ومعتدتهٗ فالدخول فیه لایوجب العدة ان علم انهاللغیر ویجب الحد مع العلم بالحرمة لکونه زنا کذا فی القنیة وغیرها اه رد المحتار[۱] ص ۹۳۸ / ج ۲ /.

ولایجوزللرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة اه هندیة[۲] ص ۲۸۰ / وبعد مضی العدة لایکفی العقدالسابق بل یجب العقد الجدید۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۲/۷/ ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم

---

[۱] شامی کراچی ص ۵۱۶ / ج ۳ / مطلب فی النکاح الفاسدو الباطل (باب العدة) بدائع الصنائع زکریا ص ۵۴۸، ۵۴۹ / ج ۲ / عدم جواز نکاح منکوحة الغیر تاتارخانیه کراچی ص ۴ / ج ۳ / الفصل الثانی فی بیان مایجوز من الانکحة.

[۲] الهندیة ص ۲۸۰ / ج ۱ / مطبع بلوچستان بکڈپو، القسم السادس المحرمات اللتی تتعلق بها حق الغیر، قاضی خان علی الهندیه ص ۳۶۶ / ج ۱ / باب فی المحرمات، مطبوعه دیوبند، شامی زکریاص ۲۷۴ / ج ۴ / باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

ترجمہ سوال: کیا فرماتے ہیں آپ، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ کہ آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور اس نے کسی دوسرے آدمی سے بغیر عدت پوری ہوئے شادی کر لی اس دلیل کی بنیاد پر کہ طلاق عقد کے بعد زفاف سے پہلے واقع ہوئی ہے۔ دوسرے عقد کے وقت موجود حضرات اب دونوں سے دخول کے متعلق سوال کرتے ہیں تو پہلا شوہر قسم کھا کر کہتا ہے کہ ہمارے درمیان بلا کسی رکاوٹ کے خلوت صحیحہ واقع ہوئی اور عورت کہتی ہے کہ پہلے شوہر نے مجھ سے جماع کیا ہے اور وہ دونوں کہتے ہیں کہ عقد ثانی کے وقت اس معاملہ سے ہمارا خاموش رہنا نہ جاننے کی وجہ تھا بہر حال منشاء سوال یہ ہے کہ دوسرا نکاح صحیح ہے یا باطل؟

ترجمہ جواب: دوسرا عقد صحیح نہیں ہے لہٰذا شوہر ثانی پر لازم ہے کہ اس عورت سے الگ ہو جائے اور اس پر لازم ہے کہ پہلے شوہر کی عدت گزارے اور ان دونوں کا نہ جاننا کوئی عذر نہیں ہے البتہ مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے حدِ زنا واجب نہیں ہوتی، بہر حال غیر کی منکوحہ اور معتدہ سے نکاح اور اس کے ساتھ دخول عدت کو واجب نہیں کرتا اگر معلوم ہو کہ وہ غیر کی ہے اور حد واجب ہوتی ہے حرمت کے علم کے ساتھ کیونکہ وہ زنا ہے۔

فصل چہارم: لاپتہ شخص کی بیوی کے نکاح کے احکام

زوجۂ مفقود

سوال :- ایک عورت کا خاوند مفقود الخبر ہوگیا اور بعد تلاش کے نہیں ملا، اب یہ عورت کتنی مدت گذار کر عقد ثانی کر لیوے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی عورت کو چاہئے کہ جب انتظار کر کے تھک جائے اور صبر دشوار ہو جائے تو حاکم مسلم با اختیار کی عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے اور اتنے عرصہ سے مفقود ہے اب مجھ میں انتظار کی قوت نہیں نکاح ثانی کی سخت ضرورت ہے، اس پر حاکم اس کو تلاش کرا کے جب ملنے سے مایوس ہو جائے تو حاکم عورت کو چار سال یا اس سے کچھ کم عرصہ انتظار کرنے کا حکم دے اس مدت میں اگر وہ آجائے تو خیر ورنہ حاکم مسلم با اختیار عورت کے مطالبہ پر اس مفقود کے اوپر موت کا حکم جاری کر دے اس کے بعد وہ عورت عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے[۱] بغیر حکم حاکم مسلم با اختیار بصورت مذکورہ دوسرا نکاح جائز نہیں، بلکہ وہ عورت پہلے شوہر کے نکاح میں رہے گی، مسلم حاکم کو یہ بھی اختیار ہے کہ ضرورت وقت کا لحاظ کرتے ہوئے بعد تلاش و مایوسی فوراً ہی عدت گذارنے کا حکم دیدے اور کوئی مدت چار سال یا اس سے کم انتظار کے لئے مقرر نہ کرے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (یوپی)

---

[۱] الحیلۃ الناجزۃ ص ۵۰/حکم زوجۂ مفقود، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند۔

[۲] الحیلۃ الناجزۃ ص ۵۹/واپسی مفقود کے احکام، فائدہ، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند۔

زوجۂ مفقود الخبر کے لئے سہولت

سوال:-مسئلہ مفقود الخبر میں سخت خلجان ہے، حنفیہ کے نزدیک عورت کو نوے برس یا ایک سو برس تک انتظار کرنا چاہئے کوئی کہتا ہے کہ جب اس کے خاوند کے ہم عمر عموماً مر جاویں تو نکاح کر سکتی ہے، اس پر بھی یہ شرط ہے کہ حاکم شرعی اس کے مرنے کا حکم لگاوے اور عورت اس وقت تک جوان ہو اس مسئلہ کی وجہ سے جو مصیبت عورتوں کو آئے دن بھگتنا پڑتا ہے، کچھ محتاج بیان نہیں، جو شرائط ہیں ان کا پورا ہونا ناممکن ہے، اس سے صاف کہہ دینا اچھا تھا کہ نکاح ہی نہ کرے، اسلام ایک فطری مذہب ہے، اس میں عورت کے جذبات کی رعایت کی گئی ہے، آخر وہ کس طرح اس حقیقت سے نجات پاوے۔

(۲) مرد کو تو ہر طرح سہولت حاصل ہیں، وہ اپنی بیوی کو جب چاہے اور جس طرح چاہے علیحدہ کر سکتا ہے، مگر عورت بے چاری کے لئے قید ہے، طلاق میں تو وہ مجبور ہے ہی خلع میں بھی اس کو سہولت نہیں اس میں بھی ایسی قیود ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ کسی طرح مرد کے پنجہ سے نہیں نکل سکتی، شریعت میں برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دی گئی۔ والسلام

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱،۲) عورت کو ایسی صورت میں ایک سو بیس یا نوے برس تک انتظار کرنا ضروری نہیں، بلکہ عورت کی سہولت کے لئے مسئلہ مفقود الخبر وخلع وغیرہ کے احکام تفصیل سے رسالہ حیلہ ناجزہ میں اردو میں عام فہم طریق پر لکھ دیئے گئے ہیں جس پر علماء تھانہ بھون علماء دیوبند وعلماء سہارن پور کے متفقہ دستخط ہیں، اس کو منگا کر دیکھئے ہر طرح سے عورت کی تکالیف کے پیش نظر سہولتیں اس میں درج ہیں،[۱] وہ رسالہ دارالعلوم دیوبند اور کتب خانہ یحیوی سہارنپور

[۱] الحیلة الناجزة ص ۵۰ / حکم زوجۂ مفقود مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

سے ملتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲/۵/۵۸ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۸/صفر ۵۸ھ

واپسیٔ مفقود

سوال:- اس علاقہ میں دو چار واقعات ایسے بھی ہوئے ہیں عوام الناس دریافت کرتے ہیں کہ بالفرض اس عورت کا خاوند پہلا واپس آجائے تو اب وہ اول الذکر خاوند کے پاس رہے یا موخرالذکر کے۔؟

الجواب حامداًومصلیاً

صورت مذکورہ میں اگر پہلا شوہر آجائے تو نکاح ثانی کو کالعدم قرار دیا جائے گا، اور وہ عورت پہلے ہی شوہر کو مل جائے گی، لیکن اس کو صحبت وغیرہ کرنا جائز نہیں، تاوقتیکہ شوہر ثانی کی عدت نہ گذر جائے، شوہر ثانی کی عدت گذرنے کے بعد شوہر اول کو صحبت وغیرہ کی اجازت ہوگی[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲/۵/۵۸ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۷/صفر ۵۸ھ

---

[1] فانه كان يقول ترد الى زوجها الاول ويفرق بينها وبين الآخر ولها المهر بما استحل من فرجها ولايقربها الاول حتى تنقضى عدتها من الآخر وبهذا كان ياخذ ابراهيم رحمه اللّٰه فيقول قول على رضى اللّٰه احب الى من قول عمر رضى اللّٰه عنه وبه ناخذ ايضا، المبسوط للسرخسى ص۳۷/ج٦/ الجزء الحادى عشر، كتاب المفقود، مطبوعه دارالفكر بيروت ،شامى زكريا ص۲۳۰/ج۵/ قبيل فصل فى ثبوت النسب، اعلاء السنن ص٦۲/ ج۱۳/ كتا ب المفقود ،باب اذا قدم المفقود الخ، مطبوعة امدادية مكة مكرمة،الحيلة الناجزة ص۵۷، ۵۸/واپسی مفقود کے احکام،مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند.

مفقود کی واپسی نکاح ثانی کے بعد

سوال:- زید نے ہندہ کیساتھ نکاح کیا اور باہم رہتے رہے کچھ دنوں کے بعد زید تلاش معاش کیلئے پردیس چلا گیا اور ہندہ اپنے مکان پر بمعہ والدہ زید کے رہتی رہی، زید پردیس جانے کے بعد بالکل لاپتہ ہوگیا خط وکتابت بند کردی، اور خرچہ وغیرہ بھی تقریباً دس گیارہ سال تک بالکل چھوڑ دیا اور بے خبر رہا ہندہ نے اپنی مجبوری اور بے بسی برادری میں ظاہر کی اور زید کو لاپتہ بتایا برادری نے حکم عقد ثانی کا دیدیا، ہندہ نے عقد ثانی کرلیا، عقد ثانی ہونے کے بعد تقریباً آٹھ سال کے بعد زید کا پتہ معلوم ہوا اور اسکی والدہ زید کے پاس چلی گئی تقریباً تین سال تک زید کے پاس پردیس میں رہی، ہندہ ابھی تک زوج ثانی کے پاس رہتی رہی، اب تقریباً ایک ماہ ہوتا ہے، کہ زید بمعہ اپنی والدہ کے مکان آگیا، ہندہ جس نے نکاح ثانی کیا تھا، اپنے پہلے شوہر یعنی زید کی آمد سن کر زوج ثانی کے گھر سے بھاگ کر زید کے مکان پر آگئی، اور بہت گریہ وزاری کر کے رہنے کی درخواست کی زید نے اپنی منکوحہ بیوی یعنی ہندہ کو رکھ لیا، اب سوال یہ ہے۔

(۱) زید کا نکاح قائم رہا یا نہیں؟

(۲) برادری نے جو نکاح کی اجازت دی اس کا کیا حکم ہے، کیا برادری پر توبہ لازم ہے۔؟

(۳) ہندہ اتنی مدت جو زوج ثانی کے یہاں رہی گنہگار ہوئی یا نہیں؟

(۴) زید نے جو ہندہ کو رکھ لیا ہے اس کو نکاح ثانی کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(۵) زید اب اگر اپنی منکوحہ کا دعویٰ کرے اور رکھ لے تو نکاح ثانی فسخ ہوجائے گا یا نہیں، یا زوج ثانی کو طلاق دینے کی ضرورت ہوگی۔؟

(۶) جو نکاح زوج ثانی کے ساتھ ہوا جو لوگ اس نکاح میں شامل رہے اور بلا دلیل

شرعی نکاح کا حکم صادر کیا ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(۷) نکاح ثانی جس کے ساتھ ہوا ہے اس کو طلاق دینے کی ضرورت ہے یا بلا طلاق زید اپنے پاس رکھ سکتا ہے، یا نکاح ثانی قائم رہے گا، اور زوج اول کا کچھ حق نہیں رہا۔؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس عورت کا شوہر مفقود اور لا پتہ ہو جائے اس کے لئے شرعی یہ حکم ہے کہ حاکم مسلم با اختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے اور اس مفقود کے ساتھ اپنا نکاح ثابت کرے اور کہے کہ اتنے زمانہ سے لا پتہ ہے نہ مجھے نفقہ دیکر گیا ہے، نہ کسی کو کفیل بنا کر گیا ہے نہ وہاں سے بھیجتا ہے مجھے نکاح کی سخت ضرورت ہے، اس پر حاکم مسلم باقاعدہ واقعات کی تفتیش کرے اور اس مفقود کو تلاش کرائے جب پوری سعی کر کے اس کے ملنے سے مایوس ہو جائے تو عورت کو حکم دے کہ چار سال تک انتظار کرے اس عرصہ میں اگر وہ آ گیا تو خیر ورنہ چار سال پورے ہونے پر اس مفقود کے متعلق موت کا حکم لگاوے پھر عورت عدت وفات گذار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے[۱] اس سے پہلے عورت کو نکاح ثانی کا اختیار نہیں، اگر کسی جگہ حاکم مسلم با اختیار نہ ہو یا وہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو چند دیندار ہوشیار مسلمانوں کی ایک جماعت بھی یہ سب

---

[۱] ولایفرق بینه وبینها ولو بعد مضی اربع سنین خلافاللمالک فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین وهومذهب الشافعی القدیم ونظیرهذه المسئلة عدة ممتد الی الطهر التی بلغت برؤیة الدم ثلاثة ایام ثم امتد طهرها فانها تبقی فی العدة الی ان تحیض ثلاث حیض و عند مالک تنقضی عدتها بتسعة اشهروقد قال فی البزازیة الفتوی فی زماننا علی قول مالک وقال الزاهدی کان بعض اصحابنا یفتون به للضرورة، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۶۰، ۴۶۱/ ج۶/ کتاب المفقود، مطلب فی الافتاء بمذهب مالک، عالمگیری کوئٹه ص ۳۰۰/ ج۲/ کتاب المفقود. حاشیه الدسوقی علی الشرح الکبیر ص ۴۲۹، ۴۳۰/ ج۳/ کتاب النکاح، فصل لذکر المفقود، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت. الحیلة الناجزة ص ۵۰/ حکم زوجۀ مفقود، مطبوعه دارالاشاعت دیوبند.

کام کرسکتی ہے، جس میں کم از کم ایک معتبر معاملہ شناس عالم کا ہونا بھی ضروری ہے[۱] پس اگر صورت مسئولہ میں برادری نے طریقۂ مذکورہ پر اس عورت کو عقد ثانی کی اجازت دی ہے تو یہ اجازت مطابق شرع ہے اور عقد ثانی درست ہے، اور اس میں شرکت کرنے والے گنہ گار نہیں اور نہ اس نکاح سے عورت گنہ گار ہوئی البتہ زید کا پتہ معلوم ہونے کے بعد ہندہ کو شوہر ثانی کے یہاں رہنا ناجائز تھا کیونکہ مفقود کی واپسی پر نکاح ثانی باطل ہوجاتا ہے، اور عورت اسی مفقود کو مل جاتی ہے، اور تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، البتہ نکاح ثانی کے باطل ہونے پر عدت گذارنا واجب ہوتا ہے، اور نکاح ثانی مفقود کی واپسی پر خود بخود باطل ہوجاتا ہے، طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی[۲]، اگر برادری نے طریق مذکور پر عورت کو نکاحِ ثانی کی اجازت نہیں دی، بلکہ طریق مذکور کے خلاف یعنی بلا مفقود کو تلاش کئے اور بلا مدت انتظار مقرر کئے اور بلا حکم موت وعدت لگائے ویسے ہی عورت کے کہنے پر عقد ثانی کی اجازت دیدی ہے، تو شرعاً یہ اجازت معتبر نہیں، ایسی اجازت دینے والے اور عقد ثانی میں شرکت کرنے والے نیز ہندہ اور شوہر ثانی (اگر مسئلہ سے واقف تھے) سب گنہ گار ہوئے سب کو توبہ لازم ہے[۳] اور ہندہ

---

[۱] الحیلة الناجزة ص ۲۸ / تنبیہات ضروریہ متعلق جماعات مسلمین، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔

[۲] وقد صح رجوعه عنه الى قول على رضى الله عنه فانه كان يقول ترد الى زوجها الاول ويفرق بينها وبين الآخر ولايقربها ،الاول حتى تنقضى عدتها من الآخر وبهذا ياخذ ابراهيم رحمه الله فيقول قول على رضى الله عنه احب الى من قول عمروبه ناخذ ايضا، المبسوط للسرخسى ص۳۷/ ج۱۱ / الجزء الحادى عشر ،كتاب المفقود، مطبوعه دارالفكر بيروت،شامى زكريا ص ۲۳۰ / ج۵ /قبيل فصل فى ثبوت النسب ، اعلاء السنن ص ۶۲ / ج۱۳ / كتاب المفقود، باب اذاقدم المفقودالخ، مطبوعة امدادية مكة مكرمة .الحيلة الناجزة ص ۵۷ / واپسی مفقود کے احکام، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔

[۳] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصى واجبة وانها واجبة على الفور لايجوزتاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة اوكبيرة ،روح المعانى ص ۲۳۶ / ج۱۵ /الجزء الثامن والعشرون، سورة التحريم تحت آيت ۸ /مطبوعه دارالفكر بيروت،نووى على مسلم ص ۳۵۴/ ج ۲ / كتاب التوبة ،مطبوعه رشيد يه دهلى ، المفهم شرح تلخيص مسلم ص ۲۷ / ج۷ / كتاب الرقاق،باب تجديد الاستغفار،مطبوعه دارابن كثير بيروت.

بدستور سابق زید کی بیوی ہے، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۱۷/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد عفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۱۲/۱۹/ ۵۶ھ

زوجہ مفقود کے نکاح کے بعد واپسی مفقود

سوال:- زید غیر مقلد کہتا ہے کہ مفقود الخبر کی بیوی کا نکاح مفقود کے آنے پر صحیح رہیگا، ٹوٹے گا نہیں کیونکہ شریعت نے اس کو نکاح ثانی کی اجازت دی ہے، اسلئے وہ زوجہ زوج ثانی کی ہی رہے گی، مگر حنفی کہتا ہے کہ ثانی فسخ ہو جائے گا، کیونکہ زوج اول نے طلاق نہیں دی اس لئے اس کا نکاح باقی ہے، اور بیوی سے دو نکاح صحیح نہیں، ان دونوں میں کون صحیح کہتا ہے؟ تردیدی و تائیدی دونوں جواب مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عورت نے با قاعدہ بعد مرافعہ وتفتیش بحکم قاضی مدت معینہ تک انتظار کیا ہے اور قاضی کے حکم بموت المفقود کی وجہ سے عدت وفات گذار کر نکاح ثانی کیا ہے اور اس سے دخول بھی ہو چکا ہے، اور اس کے بعد مفقود واپس آ گیا تو حنفیہ کے نزدیک نکاح ثانی باطل قرار دیا جائے گا اور عورت پہلے شوہر کو ملے گی البتہ پہلے شوہر کو اس سے صحبت وغیرہ درست نہیں تاوقتیکہ شوہر ثانی کی عدت پوری نہ ہو جائے اور شوہر ثانی پر مہر لازم ہوگا: **ومن ذٰلک قول ابی حنیفةؒ ان المفقود اذا قدم بعد ان تزوجت زوجته بعد التربص یبطل العقد وھی للاول وان کان الثانی وطئھا فعلیه مھر المثل وتعتد من الثانی ثم ترد الی الاول ا ھ میزان**[2]

---

[1] الحیلۃ الناجزۃ ص ۵۷/ واپسی مفقود کے احکام، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔

[2] المیزان للشعرانی ص ۱۳۶ / ج ۲ / کتاب العدد والاستبراء مطبوعه مصر.

شعرانی ص ۱۶۴ / ج ۲ / وکان عمرؓ انما رجع عن قوله فی امرأة المفقود لما تبین فی حال هٰذا الرجل واما تخییره ایاه بین ان یردها علیه وبین المهر فهو بناء علٰی مذهب عمرؓ فی المرأة اذا نعی الیها زوجها فاعتدت وتزوجت ثم اتی الزوج الاول حیا انه یخیر بین ان تردعلیه وبین المهر وقد صح رجوعه عنه الٰی قول علی رضی اللّٰه عنه فانه کان یقول ترد الٰی زوجها الاول ویفرق بینها وبین الاٰخر ولها المهر بما استحل من فرجها ولا یقربها الاول حتّٰی تنقضی عدتها من الاٰخر بهٰذا کان یاخذ ابراهیمؒ فیقول قول علی رضی اللّٰه عنه احب الّی من قول عمرؓ وبه نأخذ ایضاً لانه تبین انها تزوجت وهی منکوحة ومنکوحة الغیر لیست من المحللات بل هی من المحرمات فی حق سائر الناس کما قال اللّٰه تعالٰی والمحصنات من النسآء فکیف یستقیم ترکها مع الثانی واذا اختار الاول المهر ولکن یکون النکاح منعقدا بینهما فکیف یستقیم دفع المهر الی الاول وهوبدل بعضها فیکون مملوکا لها دون زوجها کالمنکوحة اذا وطئت بشبهة فعرفنا ان الصحیح انها زوجة الاول ولٰکن لایقربها لکونها معتدة لغیره کالمنکوحة اذا وطئت بالشبهة وذکرعن عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیؓ ان عمرؓ رجع عن ثلاث قضیات الٰی قول علیؓ عن امرأة أبی کنف والمفقود زوجها والمرأة التی تزوجت فی عدتها اھ مبسوط سرخسی[۱] ج ۱۱ /ص ۳۷/ وقال فی الحیلةالناجزة:[۲] وما فی العالمگیریة[۳] ج۳/ص ۱۷۶ /عن التاتارخانیة فان عاد زوجها بعد مضی المدة فهو احق

---

۱ مبسوط سرخسی ص۳۷/ج ۱۱ /جز ۶/ کتاب المفقود، طبع دارالفکر بیروت،اعلاء السنن ص ۶۲/ ج ۱۳ /کتاب المفقود ، باب اذاقدم المفقودوقدتزوجت امرأته الخ ،مطبوعة امدادیة مکة مکرمة،المغنی ص ۶۶/ ج۸/باب اللعان،فصول حکم من غاب عن زوجته سنین الخ مطبوعه دار الفکر بیروت.

۲ الحیلۃ الناجزۃ ص ۵۷/واپسی مفقود کے احکام،طبع دارالاشاعت دیوبند۔

۳ عالمگیری کوئٹہ ص ۳۰۰/ج ۲/کتاب المفقود۔

لها وان تزوجت فلا سبيل له عليها اھ فلا يعول عليه فى مقابلة تصريح المبسوط.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴؍۱۲؍۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲۴؍ ذی الحجہ ۵۵ھ

مفقود کی واپسی زوجہ کے نکاح ثانی کے بعد

سوال:- ایک حنفی عورت کا شوہر عرصہ ۶؍ سال سے مفرور ہے تو ایسی صورت میں عورت نکاح ثانی کرسکتی ہے، یا نہیں، جیسا کہ جامع الرموز، وفتاویٰ بزازیہ میں تحریر ہے، یعنی چار سال کے بعد عورت نکاحِ ثانی کرسکتی ہے، اور فتویٰ موجودہ وقت میں امام مالکؒ کے قول پر ہے، اگر اتفاق سے نکاح ثانی کے بعد اسکا پہلا شوہر آجائے تو ایسی صورت میں بیوی کا حق دار پہلا شوہر ہوگا، یا عقد ثانی والا شوہر شرعاً عورت کو کس شوہر کے پاس رہنا چاہئے، حنفی قاضی اگر مالکؒ کے فتاویٰ کے لحاظ سے نکاح ثانی پڑھا دے تو درست ہوگا، یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

مفقود الخبر کی زوجہ کے متعلق تفصیلی حکم یہ ہے کہ اگر وہ عفت اور صبر سے زندگی بسر کرسکتی ہو تو فبہا ورنہ اس کو چاہئے کہ حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے، جو اتنے عرصہ سے مفقود ہے، نہ مجھ کو نفقہ دے کر گیا ہے نہ وہاں سے بھیجتا ہے، نہ کسی کو کفیل بنایا ہے، مجھے نکاح ثانی کی سخت ضرورت ہے اس پر حاکم واقعات کی باقاعدہ تفتیش کرے مایوس ہوجائے، تو عورت کو ۴؍ سال تک انتظار کا حکم دے، اس سے پہلے جس قدر مدت گذر چکی ہے، وہ کالعدم ہے) اگر اس ۴؍ سال کی مدت میں وہ مفقود آ گیا تو خیر ورنہ حاکم مسلم بااختیار اس مفقود پر موت کا حکم لگادے، پھر عدت گذار کر عورت کا دوسری جگہ

نکاح درست ہوگا[۱] اگر حاکم مناسب اور مصلحت سمجھے تو چار سال سے کم مدت بھی انتظار کے لئے مقرر کرسکتا ہے[۲] پھر اگر وہ مفقود واپس آجائے، خواہ نکاح ثانی سے قبل یا بعد میں بہر صورت وہ عورت اس مفقود کو مل جائے گی اور شوہر ثانی کے پاس نہیں رہے گی، البتہ اگر شوہر ثانی سے خلوتِ صحیحہ ہوچکی ہے، تو اس کی عدت لازم ہوگی اور بعد عدت شوہر اول کو اس سے صحبت وغیرہ درست ہے[۳] اس مسئلہ کی پوری تفصیل۔ رسالہ "الحیلة الناجزة للحیلة العاجزة" میں مرقوم ہے، اور اس پر حضرات علماء تھانہ بھون، دیوبند، سہارن پور کے متفقہ دستخط ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ

---

[۱] ولا یفرق بینه وبینها ولو بعد مضی اربع خلافا لمالک فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین وهو مذهب الشافعی القدیم قلت ونظیر هذه المسئلة عدة ممتدة الی الطهر التی بلغت برؤیة الدم ثلاثة ایام ثم امتد طهرها فانها تبقی فی العدة الی ان تحیض ثلاث حیض وعند مالک تنقضی عدتها بتسعة اشهر وقد قال فی البزازیة الفتوی فی زماننا علی قول مالک وقال الزاهدی کان بعض اصحابنا یفتون به للضروة، شامی زکریا ص ۴۶۰، ۴۶۱/ ج۶/ کتاب المفقود، مطلب الافتاء بقول مالک فی زوجة المفقود، الحیلة الناجزة ص ۵۰/ حکم زوجۂ مفقود، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

[۲] الحیلة الناجزة ص ۵۹/ واپسی مفقود کے احکام، فائدہ، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند۔

[۳] فان غاب عن زوجته سنین فبلغتها وفاته فاعتدت ونکحت نکاحا صحیحان فی الظاهر ودخل بها الثانی واولدها اولاداً ثم قدم الاول فسخ نکاح الثانی وردت الی الاول وتعتد من الثانی الخ اعلاء السنن ص ۲۲/ ج۳/ کتاب المفقود، باب اذا قدم المفقو دالخ، مطبوعة امدادیة مکة مکرمة، المغنی ص ۲۶/ ج۸/ باب اللعان، فصول حکم من غاب عن زوجته الخ، مطبوعه دار الفکر بیروت، الحیلة الناجزة ص ۵۷/ واپسی مفقود کے احکام، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند۔

زوجۂ مفقود کا نکاح ثانی اور بچہ

سوال:- ہندہ کے خاوند زید نے برائے طلب روزی جہاز کا سفر کیا تھا، آج تین سال گذر گئے زید کا کچھ پتہ نہیں آیا زندہ ہے، یا مردہ لیکن غالب گمان ہے، کہ زید زندہ نہیں، اور ہندہ نے شدت خوف ابتلاء معاصی وغیرہ کے دوڈھائی سال انتظار کر کے بدون حکم حاکم گورنمنٹ و بدون حکم پنچائت زوج آخر سے نکاح کیا اور کچھ مہینہ میں ہندہ کے بطن سے ایک بچہ بھی پیدا ہوا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید شرعاً مفقود ہے یا نہیں، اگر مفقود ہے تو ہندہ کا بدون پنچائت و بدون حکم حاکم فسخ نکاح میں خودمختار ہو کر مدت مذکورہ بالا میں زوج آخر سے نکاح کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں اگر درست نہیں تو اب شرعاً ان پر کیا حکم ہے، نیز اس بچہ کا کیا حکم ہے، واضح ہو کہ زوج آخر کو بھی زید کے لاپتہ ہونے کا علم ہے۔ بینوا و توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ زید کا کوئی پتہ نہیں تو وہ مفقود ہے **(ای المفقود) غائب لم یدر احی هو ام میت او دع اللحد** اھ تنویر[1] ص ۵۰۷ / ج ۳/ ہندہ کا صورت مسئولہ میں نکاح زوج آخر سے شرعاً صحیح نہیں بلکہ فاسد ہے، اوراس نکاح کا فسخ اور مفارقت ومتارکت واجب ہے، اور یہ بچہ شبہۃ العقد یا شبہۃ المحل کی وجہ سے ثابت النسب ہے، مگر زوج ثانی سے میراث کا مستحق نہیں۔

لاحد لشبهة العقد عنده كوطء محرم نكحها وحرر فى الفتح انها من شبهة المحل وفيها يثبت النسب اھ درمختار **قوله كوطء محرم نكحها اى عقد عليها اطلق فى المحرم فشمل المحرم نسباً ورضاعاً وصهرية واشار الٰى انه لوعقد علٰى منكوحة الغير او معتدته**

---

[1] تنویر مع الشامی کراچی ص ۲۹۲/ ج ۴/ کتاب المفقود، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۵۳۷/ ج ۲/ کتاب المفقود، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۹/ ج ۲/ کتاب المفقود.

فانہ لا حد بالاتفاق ا ھ رد المحتار[1] مختصراً ص ٢٣٦ / ج ٣ / ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد بالوطء لا بغیره ولکل واحد منهما فسخه وتجب العدة من وقت التفریق اومتارکة الزوج ویثبت النسب احتیاطاً وتعتبر مدته وهی ستة اشهر من الوطء ا ھ درمختار مختصراً اما الارث فلا یثبت فیه قوله احتیاطا ای فی اثباته لاحیاء الولد ا ھ شامی[2] ص ٥٧٧ / ج ٢ /. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ١١/٦/٦٤ھ

زوجۂ غائب کے نکاح کی صورت

سوال:- زید نے نابالغہ لڑکی کا نکاح بعمر چھ سال کردیا تھا، اس وقت لڑکے کی عمر دس سال کی تھی، جب لڑکی بالغہ ہوگئی اور لڑکا بھی بالغ ہوگیا تو بغیر اطلاع کئے وہ لڑکا کہیں فرار ہوگیا، جب تین سال گذر گئے تو لڑکے کے والد نے کہا کہ شاید میرا لڑکا مرگیا، تم اپنی لڑکی کی شادی کہیں اور کردو، چار سال میں ایک ماہ کم تھا کہ دوسری جگہ نکاح پڑھا دیا، اب وہ لڑکی دوسرے شوہر کے گھر ایک ہفتہ سے تھی کہ پہلا شوہر آگیا لیکن اب وہ لوگوں کے بہکانے سے طلاق نہیں دیتا، لڑکی نہایت شریف ہے، ایسی صورت میں یہ عورت کون سے شوہر کی ہے، جو لوگ دوسرے نکاح میں تھے، اُن کے بارے میں کیا حکم ہے؟

---

[1] شامی کراچی ص ٢٣ / ج ٤ / مطبوعه نعمانیه ص ١٥٣ / ج ٣ /. مطلب فی بیان شبهة العقد، باب الوطء الذی یوجب الحد، کتاب الحدود، عالمگیری کوئٹه ص ١٤٨، ١٤٩ / کتاب الحدود، الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد، البحر الرائق کوئٹه ص ١٥، ١٦ / ج ٥ / کتاب الحدود، باب الوطء الذی یوجب الحد.

[2] شامی کراچی ص ١٣١، ١٣٤ / ج ٣ / مطبوعه نعمانیه ص ٣٥٠، ٣٥٢ / ج ٢ /، مطلب فی النکاح الفاسد، باب المهر، عالمگیری کوئٹه ص ٣٣٠ / ج ١ / الباب الثامن من فی النکاح الفاسد واحکامه، تبیین الحقائق ص ١٥٢، ١٥٣ / ج ٢ / باب المهر، مطبوعه امدادیه ملتان.

(۱) دوسرا نکاح درست تھا یا نہیں؟
(۲) دوسرے شوہر کی عدت ہوگی یا نہیں، جب کہ صحبت بھی ہو چکی ہو؟
(۳) یہ عورت کون سے شوہر کی ہے؟
(۴) جس نکاح خواں نے دوبارہ نکاح پڑھایا اس کا نکاح باقی رہا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا[۱] (۲) اگر دوسرے شوہر کو معلوم نہیں تھا کہ اس کا نکاح کسی اور سے ہو چکا نہ اس نے طلاق دی ہے، نہ تفریق شرعی کرائی گئی، نہ شوہر کے انتقال کی تحقیق ہے، تو اس سے جدائی کرا کے لڑکی کی عدت بھی پوری کرائی جائے[۲] (۳) یہ عورت پہلے شوہر کی بیوی ہے[۳] (۴) اس کی عورت نکاح سے خارج نہیں ہوئی، البتہ اگر اس نے باوجود علم کے ایسا کیا تو وہ گنہ گار ہے، اس کو توبہ لازم ہے، جو لوگ دوسرے نکاح میں تھے، ان کو بھی دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں، پہلا نکاح سب کا باقی ہے، توبہ سب کو لازم ہے[۴]

---

[۱] لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ عالمگیری ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، باب المحرمات، قاضیخان علی الهندیة کوئٹہ ص ۳۶۶/ ج ۱/ فصل فی المحرمات، تاتارخانیہ کراچی ص ۴/ ج ۳/ الفصل الثانی فی بیان مایجوز من الانکحة.

[۲] ولو تزوج بمنکوحة الغیر وهو لایعلم انها منکوحة الغیر فوطئها تجب العدة عالمگیری ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، باب المحرمات، تاتار خانیہ کراچی ص ۵/ ج ۳/ الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة، قاضیخان علی الهندیة کوئٹہ ص ۳۶۶/ ج ۱/ فصل فی المحرمات.

[۳] واما نکاح منکوحة الغیر فلم ینعقد اصلا شامی کراچی ص ۱۳۲/ ج ۲/ شامی نعمانیہ ص ۳۵۰/ ج ۲/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

[۴] واتفقوا علی ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور لایجوزها تأخیرها سواء کانت المعصیة صغیرة او کبیرة، روح المعانی ص ۲۳۶/ ج ۱۵/ الجزء الثامن والعشرون، سورة التحریم تحت آیت ۸/ مطبوعہ دار الفکر بیروت، نووی علی مسلم ص ۳۵۴/ ج ۲/ کتاب التوبة، مطبوعہ رشیدیہ دهلی، المفهم شرح تلخیص مسلم ص ۲۷/ ج ۷/ کتاب الاذکار، باب تجدید الاستغفار، مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت.

پہلے شوہر کو لازم ہے کہ اس کو شرعی طور پر آباد کرے، اس پر کوئی تہمت نہ لگائے ورنہ سخت گنہ گار ہوگا، اگر اس کو آباد کرنا منظور نہیں تو طلاق دیدے تا کہ اس کی زندگی تباہ نہ ہو[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۵/۳/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیو بند ۵/۳/ ۸۸ھ

زوجۂ غائب

سوال:- ایک عورت کہتی ہے کہ میرے گذر اوقات کا کوئی ذریعہ نہیں کہ میرا خاوند عرصہ ۹/سال سے چوری کر کے چلا گیا ہے، اور جو میرا زیور ہے وہ بھی لے گیا ہے، اب میں نکاح کر سکتی ہوں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی عورت کو چاہئے کہ مسلمان حاکم کے یہاں مقدمہ پیش کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے اتنے زمانہ سے غائب ہے، میرے خرچ کا نہ کسی کو کفیل بنا کر گیا ہے نہ وہاں سے بھیجتا ہے نہ دیکر گیا ہے، میں سخت پریشان ہوں مجھے نکاحِ ثانی کی ضرورت ہے، حاکم ان سب واقعات کی تحقیق کر کے اس کو تلاش کرائے جب ملنے سے مایوس ہو جائے تو عورت کو حکم کرے کہ چار سال تک انتظار کرتی رہے، اگر اس مدت میں بھی نہ آئے تو اس پر موت کا حکم کردے

---

[1] فالواجب عليكم اما امساک للمرأة مع المعاشرة بالمعروف واماتسريحها بامضاء الطلاق مع الاحسان اليها فى المعاملة الخ تفسير المنار ص ۳۸۷/ ج ۲/سورة البقره تحت آيت ۲۲۹/ مطبوعه دارالفكر بيروت تفسير مظهرى ص ۳۰۶/ ج ۱/ سوة البقره تحت ۲۲۹/ مطبوعه رشيديه كوئٹه، الحيلة الناجزة ص ۶۲/حكم زوجهٔ متعنت ،مطبوعه دارالاشاعت ديوبند.

پھر عدت گذار کر نکاح ثانی کر سکتی ہے[۱] اور اگر حاکم مناسب سمجھے تو چار سال سے کم مدت مقرر کر دے[۲] اگر کسی جگہ مسلمان حاکم نہ ہو یا وہ شرع کے موافق فیصلہ نہ کرے تو برادری کے معزز لوگ بھی یہ سب کام کر سکتے ہیں، اوران میں کم ازکم ایک معتبر معاملہ شناس عالم کا ہونا ضروری ہے[۳] اور رسالہ ’’حیلۃ الناجزۃ‘‘ کو بھی دیکھ لیا جائے، اس میں اس مسئلہ کو خوب واضح کیا ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵؍۱۰؍۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

شوہر کے لا پتہ ہونے پر اسکو مردہ سمجھ کر اسکی بیوی سے نکاح

سوال:- زید اپنی بیوی سے ناراض ہو کر چھوڑ کر چلا گیا، چار سال ہو گئے زید کے بھائی بکر نے یوں خیال کر کے کہ شاید زید مر گیا ہو زید کی عدم موجودگی میں بھاوج سے خود شادی کر لی، جب زید کو معلوم ہوا تو زید نے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دیا، جب بکر کو معلوم ہوا تو زید

---

[۱] ولزوجة المفقود الرفع للقاضي والولي اى حاكم السياسةو واليالماء والافلجماعة المسلمين فيؤ جل الحرار بع سنين الى قوله ثم اعتدت عدة كالوفات الخ حاشية الدسوقي على الشرح الكبير الشهير بالدردير ص ۴۲۹، ۴۳۰/ ج۳/ كتاب النكاح، فصل لذكر المفقود، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت. اعلاء السنن ص ۵۵/ ۱۳/ كتاب المفقود، قبيل باب اذا جاء المفقود وقد تزوجت الخ، مطبوعة امدادية مكة مكرمة، الحيلة الناجزة ص ۵۰/حكم زوجۂ مفقود، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

[۲] الحيلة الناجزه ص ۵۹/ واپسی مفقود کے احکام، فائدہ: مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند۔

[۳] الحيلة الناجزه ص ۲۸/ تنبیہات ضروریہ متعلق جماعت مسلمین، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند

سے کہا کہ چونکہ تم موجود ہو اس لئے تم اس کے مالک ہو، میں چھوڑ دیتا ہوں، اب یہ کس کے نکاح میں ہے، حلالہ کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس بھائی نے اپنے بھائی کی عدمِ موجودگی میں نکاح کیا تھا، یہ جائز نہیں تھا[1] پھر اس کی زندگی معلوم ہونے پر اسنے اسکی بیوی کو چھوڑ دیا تو اس سے اصلی نکاح ختم نہیں ہو گیا تھا، اسلئے حلالہ کی ضرورت نہیں، اگر وہ تین طلاق لکھ کر بھیج چکا ہے، تو طلاقِ مغلظہ ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے اسکے لئے جائز نہیں ہوسکتی[2] اس صورت میں اس بھاگ جانے والیکے بھائی کو چاہئے کہ بعد عدت اس عورت سے نکاح کرلے، یہ نکاح جائز ہو جائیگا، اور جو بچے پیدا ہو چکے ہیں، ان کی پرورش کا بھی انتظام ہو جائے گا، اگر اصلی شوہر نے تین طلاق لکھ کر نہیں بھیجی بلکہ طلاقِ رجعی بھیجی ہے تو عدت کے اندر اسکو رجعت کا حق حاصل ہے[3] بعد عدت بائنہ ہو جائیگی، پھر طرفین کی رضامندیت سے دوبارہ نکاح کی اجازت ہوگی، حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی[4]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۵/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۵/۸۸ھ

---

[1] لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره عالمگیری ص ۲۸۰/ ج ۲/ باب المحرمات، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بهاحق الغیر، شامی زکریا ص ۲۷۴/ ج ۴/باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، تاتارخانیه کراچی ص ۴/ ج۳/الفصل الثامن فی بیان مایجوزمن الانکحة.

[2] وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها اویموت عنهاعالمگیری ص ۴۷۳/ ج ۱/ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مجمع الانهر ص ۸۸/ ج ۲/باب الرجعة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص ۵۶/ ج ۴/باب الرجعة، فصل فیماتحل به المطلقة.

[3] واذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله (باقی حواشی اگلے صفحہ پرملاحظہ فرمائیں)

بیوی کے لا پتہ ہونے سے موت کا حکم اور اسکی بہن سے نکاح

سوال:- ایک شخص کی بیوی کو پاگل ہوئے تقریباً سات آٹھ سال ہو چکے، اب سے دس ماہ پہلے گھر سے نکل گئی، گھر سے نکلنے کے دو ہفتہ بعد تک کچھ اس طرح پتہ چلتا رہا کہ کل یہاں تھی، آج وہاں تھی، مگر تلاش کرنے پر وہ کہیں نہ مل سکی، اس کے بعد سے اب بالکل لا پتہ ہے، نہ معلوم کہ وہ زندہ ہے، یا مر چکی ہے، شروع میں پتہ دینے والے کا کہنا یہ ہے کہ وہ بیماری کی حالت میں تھی اور حالت نازک تھی، اب اس کا شوہر اس کی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا وہ اپنی پہلی بیوی کو مردہ تصور کر کے دوسری بہن سے نکاح کر سکتا ہے، اگر نہیں کر سکتا تو اگر اس کو طلاق دے کر دوسری بہن سے نکاح کرنا چاہے تو اس صورت میں مطلقہ کے لئے عدت ہوگی یا نہیں؟ اگر عدت ہوگی تو کیا ہوگی، اور اس عدت کا گذرنا کیسے معلوم ہوگا؟ بیوی کی بہن سے نکاح کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پہلی بیوی سے تین بچے ہیں، جس کی وجہ سے بچوں کی پرورش اچھی طرح ہو جانے کی امید ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کی موت وحیات کی تحقیق نہیں تو اس کو ابھی مردہ تصور نہیں کیا جائیگا، اس کو

(پچھلے صفحہ باقی حواشی) ان یراجعها فی عدتها عالمگیری ص ۴۷۰/ ج ۱/ الباب السادس فی الرجعة، مجمع الانهر ص ۸۰/ ج ۲/ باب الرجعة مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، تبیین الحقائق ص ۲۵۱/ ج ۲/ باب الرجعة، مطبوعه امدادیه ملتان.

[۴] فان کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها، عالمگیری کوئٹه ص ۴۷۲/ ج ۱/ باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة، تبیین الحقائق ص ۲۵۵/ ج ۲/ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص ۸۷/ ج ۲/ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) [۱] هو غائب لم یدر موضعه یعنی لم تدر حیاته ولا موته فالمدار انما هو الجهل بحیاته وموته الی قوله انه حی فی حق نفسه حتی لا یورث عنه ماله ولا تتزوج نسائه الخ البحر الرائق کوئٹه ص ۱۶۳/ ج ۵/ کتاب المفقود، مجمع الانهر ص ۵۳۷، ۵۳۸/ کتاب المفقود، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۹/ ج ۲/ کتاب المفقود.

طلاق دیدے، پھر عدت تین ماہواری کا انتظار کر کے اس کی بہن سے نکاح کر لے جتنی مدت میں اس کو تین حیض آیا کرتے تھے، وہ مدتِ انتظار کافی ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۸/ ۹۰ھ

زوجۂ مفقود الخبر کے نکاح ثانی کے بعد کسی شخص پر شوہر اول کا شبہ

سوال:- منظور احمد قبل تقسیم ملک مشرقی پاکستان چلا گیا تھا اور وہیں بیمار ہو کر اسپتال میں داخل ہو گیا تھا، جس کی اطلاع ایک آدمی نے وہاں سے آ کر دی تھی۔ تقسیم ملک کے بعد خط و کتابت کا سلسلہ بند ہو گیا تھا۔ جب خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوا تو اس نے گھر پر اپنے زندہ ہونے کا کوئی خط تحریر نہیں کیا۔ اس پر نو سال کا عرصہ گذر گیا۔ پھر دارالعلوم دیوبند سے استفسار کیا گیا۔ دارالافتاء نے جواب دیا کہ معاملہ سے واقف پانچ آدمیوں کی ایک پنچایت مقرر کی جائے جس میں ایک عالم بھی ہو اور وہ اخبار وغیرہ میں اشتہار دیں کہ منظور احمد جہاں کہیں بھی ہو فوراً گھر آ ؤیا اپنی خیریت سے مطلع کرو۔ ورنہ تمہیں مردہ تصور کر کے تمہاری بیوی عدت وفات گذار کر دوسرا نکاح کرے گی۔ چنانچہ اس پر عمل کرنے کے بعد آمنہ نے دوسرا نکاح کر لیا۔ ۱۷/ سال بعد ایک شخص منظور احمد نامی بحالت جوگی آیا، جس کے بارے میں لوگوں کو شبہ ہے کہ یہ آمنہ کا پہلا شوہر ہے، لیکن خود اس جوگی نے گاؤں کے معزز آدمیوں کے سامنے قسم کھا کر کہا کہ میں آمنہ کا شوہر نہیں ہوں۔ لیکن جب دوسرے لوگوں نے کہا کہ پہلے تو تم کہتے تھے میں آمنہ کا شوہر ہوں۔ تو جواب دیا کہ کسی مجبوری پر قسم کھالیا تھا۔ منظور احمد کے

---

[1] فان عدتها تمنع من تزوج اختها، فتح القدير ص ۲۱۵/ ج ۳/ فصل فی المحرمات، مطبوعه دار الفكر بيروت، واذا طلق الرجل امرأته الى قوله وهى حرة ممن تحيض فعدتها ثلثة اقراء، هداية ص ۴۲۲/ ج ۲/ كتاب الطلاق، اول باب العدة، مكتبه تهانوى ديوبند، مجمع الانهر ص ۱۴۲/ ج ۲/ باب العدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۲۶/ ج ۳/ باب العدة، مطبوعه امداديه ملتان.

والد فیض اللہ صاحب شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ میرا لڑکا ہے۔ منظور احمد پھر لاپتہ ہوگیا، اس لئے مزید اس سے کچھ پوچھا نہیں جاسکتا۔ اگر مان لیا جائے کہ وہ منظور احمد ہی تھا اور اسلام ترک نہ کیا تو آمنہ دوسرے شوہر کے لئے جائز رہی یا نہیں، جب کہ پنچایت کے فیصلہ کے بعد عقد ثانی کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بھی ممکن ہے کہ وہ منظور احمد نہ ہو۔ کیونکہ نہ اس نے اقرار کیا نہ اس کو قطعی طور پر کسی نے پہچانا، حتی کہ اس کے والد نے بھی صرف شبہ ظاہر کیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ منظور احمد ہو اور اس نے اسلام ترک کر کے جوگ اختیار کیا ہو۔ اسی وجہ سے اس نے قسم کھائی ہو کہ میں آمنہ کا شوہر نہیں ہوں۔ غرض احتمالات کی بناء پر آمنہ کے دوسرے نکاح کو ناجائز نہیں کہا جائے گا، کیونکہ شرعی فتوے اور فیصلہ کے بعد ہوا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۵/ ۹۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

زوجہ مفقود کے نکاح ثانی کے بعد زوج اول کا جوگی بن کر آنا

سوال:- آمنہ کا نکاح منظور احمد سے ہوا، لیکن کچھ عرصہ کے بعد منظور احمد لاپتہ ہوگیا۔ تقریباً ۹/سال کے بعد آمنہ نے دارالعلوم دیوبند سے استفسار کرنے کے بعد عقد ثانی کرلیا۔ اب نکاح ثانی کے ۱۶/سال بعد ایک شخص جوگی کی حالت میں آیا ہے جس کے بارے میں لوگوں کا گمان ہے کہ یہی منظور احمد ہے۔ منظور احمد اس وقت بحالت جوگی زندگی گزار رہا ہے گاؤں کی عورتیں آمنہ سے کہتی ہیں کہ تم زوج ثانی کے لئے جائز نہیں رہیں۔ جس سے آمنہ بہت پریشان ہے زوجِ ثانی سے تین چار بچے بھی ہیں اس لئے جواب سے جلد نوازیں۔

---

[1] الیقین لایرتفع بالشک (الاشباہ ص ۱۰۲/القاعدۃ الثالثۃ الیقین لایزول بالشک طبع دارالعلوم دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس جوگی سے دریافت کرلیا جائے کہ وہ واقعتہً منظور احمد ہی ہے یا اور کوئی ہے اور کیا اس نے مذہب اسلام ترک کر کے نعوذ باللہ کفر اختیار کرلیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کتنی مدت سے؟ اگر خدانخواستہ یہی صورت پیش آئی ہے اور اس کی تبدیلیٔ مذہب کے بعد اس کی بیوی نے قاعدہ شرعی کے موافق دوسرا نکاح کیا ہے تو وہ صحیح ہے اور اولاد بھی سب صحیح ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/ ۹۴ھ

زوجۂ مسجون کا حکم

سوال:- مسماۃ حسینہ خاتون دُختر گھسیٹہ قوم پٹھان ساکن سہارنپور کی شادی نیاز احمد پسر عبداللہ قوم راج پوت ساکن حال جیل خانہ آگرہ کے ساتھ عرصہ پندرہ سال ہوئے ہوئی تھی، جس روز سے شادی ہوئی اس روز سے نیاز احمد نے روٹی وکپڑے سے تنگ رکھا اور ہمیشہ جیل خانہ میں رہنے کا عادی ہے، چند مرتبہ کا سزا یافتہ ہے، جس وقت جیل سے چھوٹ کر آتا ہے، فوراً پھر جیل میں چلا جاتا ہے، مسماۃ حسینہ خاتون کے پاس ایک لڑکا فیاض احمد ومسماۃ حسینہ خاتون دختر موجود ہے، جس کے خورد ونوش کا کوئی انتظام نہیں ہے بچہ نابالغ ہے مسماۃ حسینہ خاتون جوان ہے، کہیں محنت مزدوری اگر کرے تو زمانہ نازک ہے، ایسی حالت میں اپنی گذر اوقات اور نابالغان کی کیسے بسر کرے اب مسماۃ حسینہ خاتون نیاز احمد کے نکاح سے باہر ہوکر علیحدہ ہوسکتی ہے، یا نہیں؟

---

[1] وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ الخ الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۱۹۳ / ج ۳/ باب نكاح الكافر، سكب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۵۴۶/ ج ۱/باب نكاح الكافر، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، النهر الفائق ص ۲۹۰/ ج ۲/باب نكاح الكافر، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص قصداً ایسی حرکات کا عادی ہو کہ جن سے بار بار جیل خانہ جانا پڑتا ہو اور ایسی حالت میں بیوی کا نان نفقہ ادا نہ کرسکتا ہو تو اس کی بیوی کو اپنی مجبوری اور پریشانی کی وجہ سے حق حاصل ہے، کہ کسی طرح لالچ دے کر یا خوف دلا کر اس سے طلاق لے لے اگر جیل خانہ میں ہونے کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے یہ دشوار ہو تو پھر حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے اور وہ حاکم مسلم جبراً اس شخص سے طلاق دلا دے یا کسی صورت سے اس کے نان نفقہ کا انتظام کرائے تاکہ وہ پریشانی سے رہائی پا سکے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/۳/۵۷ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۵/ربیع الاول ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

زوجۂ مجذوم کو خیارِ تفریق

سوال:- زید کا نکاح نابالغہ لڑکی صغیرہ کے ساتھ اس کے والدین کی ولایت سے ہوا، مگر زید نے مرض کوڑھ کو چھپایا اور اس مرض میں مبتلا ہوتے ہوئے کسی سے راز افشا نہ کیا چونکہ نکاح کے بعد صغیرہ اس لئے رخصت نہ کی گئی کہ وہ نابالغ رہی، اب یہ ظاہر ہوا کہ زید مرض مذکورہ بالا میں مبتلا ہے کیا مرض مذکورہ کے ہوتے ہوئے از روئے شرع یہ نکاح جائز ہے۔؟

(۲) صغیرہ کی ماں پہلے بھی کسی دوسری وجہ سے بھی خلاف تھی صرف اپنے شوہر کی مجبوری کی وجہ سے خاموش تھی، مگر اب بالکل خلاف ہے، اور وہ اپنی لڑکی کی بہتری کے لئے شوہر کی اجازت دربار نکاح ناجائز قرار دیتی ہے۔

(۳) لڑکی اس بات پر آمادہ ہے کہ اسکے باپ کو دھوکہ دیا گیا ہے اسلئے وہ اس نکاح سے

---

[1] الحيلة الناجزة ص ۶۱، ۶۲/حكم زوجه متعنت ،مطبوعه دارالاشاعت ديوبند.

ناراض ہے اور بالغ ہوتے ہی وہ اپنا نکاح فسخ کرنے پر آمادہ ہے از روئے شریعت کیا حکم ہے۔

(۴) لڑکی صغیرہ اپنے شوہر سے کس طرح علیحدہ ہوسکتی ہے جبکہ وہ ایسے شخص کو اپنا شوہر پسند نہ کرتی ہو جس کے ساتھ اس کا نکاح ہوا ہے اور وہ متنفر ہے، مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ نابالغہ کا نکاح اس کے باپ نے کیا ہے تو شرعاً وہ صحیح ہوگیا ماں کی عدم رضا کچھ معتبر نہیں[۱] اور کوڑھ کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لڑکی کو فسخ نکاح کا بھی حق حاصل نہیں، البتہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خیار تفریق حاصل ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کیا جائے اور شوہر کے مرض مذکور کو ثابت کیا جائے اس پر حاکم تحقیق کرے گا کہ یہ مرض قدیمی اور اصلی ہے، کہ جس سے صحت دشوار ہے، یا حادث اور عارض ہے، کہ جس سے علاج کے بعد صحت دشوار نہیں، پہلی صورت میں تو حاکم فوراً تفریق کردے اور دوسری صورت میں شوہر کو علاج کے لئے مہلت دے اور اس دوران میں زوجہ کی طرف سے جماع یا دواعی جماع میں شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت اور رغبت بھی نہ پائی جائے سال بھر علاج کرکے اگر تندرست ہوگیا تو خیر ورنہ عورت کے مطالبہ پر تفریق کردے واذا کان بالزوج جنون اوبرص او جذام فلا خیارلها کذا فی الکافی قال محمدؒ ان کان الجنون حادثا یؤجل سنة کالعنة ثم تخیر المرأة بعد الحول اذا لم یبرأ وان کان مطبقا فهو کالجب وبه ناخذ کذا فی الحاوی القدسی عالمگیری[۲] ص ۵۴۲/ ج ۲/.

---

[۱] وللولی نکاح المجنونة والصغیروالصغیرة ولو ثیبا فان کان المزوج اباأوجدا لزم، سکب الانهر مع مجمع الانهر ص ۴۹۴/ ج ۱/ باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۳۴/ ج ۳/ فصل فی الاکفاء، النهرالفائق ص ۲۲۴، ۲۲۵/ ج ۲/ فصل فی الاکفاء، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] عالمگیری ص ۵۲۶/ ج ۱/ مصری الباب الثانی عشرفی العنین، سکب الانهرعلی مجمع الانهر ص ۱۴۱/ ج ۲/ باب العنین وغیره، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، النهرالفائق ص ۴۷۳/ ج ۲/ باب العنین مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

قال محمدؒ ان کان بالزوج عیب لا یمکنه الوصول الیٰ زوجته فالمرأة مخیرة بعد ذٰلک ینظر ان کان العیب کالجنون الحادث والبرص ونحوهما فهو والعنة سواء فینظر حولا وان کان الجنون مطبقا اوبه برص ولا یرجٰی ببرئه فهو و الجب سواء وهی بالخیار ان شاء ت رضیت بالمقام معه وان شاءت رفعت الامر الیٰ الحاکم حتی یفرق بینهما اهـ[1]

اگر کسی جگہ حاکم مسلم با اختیار نہ ہو یا وہ شریعت کے موافق فیصلہ نہ کرے تو چند دین دار مسلمانوں کی ایک جماعت بھی یہ کام کرسکتی ہے، جماعت میں ایک کم از کم معاملہ فہم عالم ہونا ضروری ہے[2] اور رسالہ حیلۂ ناجزہ کو بھی آخر تک ضرور بغور دیکھ لیا جاوئے اس میں جو شرائط زوجہ مجنون کے متعلق لکھی ہے، وہ زوجۂ مذکور کے لئے بھی امام محمدؒ کے نزدیک معتبر ہیں وہ رسالہ سہارن پور کتب خانہ یحیوی سے ملتا ہے۔ فقط والسلام

العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۵/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱/۵۵ھ

شوہر کو جذام ہو تو خلاصی کی صورت

سوال:- ایک مرد کو سات سال سے جذام کا مرض لگا ہے، تو کیا عورت اس سے چھوٹ سکتی ہے یا نہیں؟ وہ اس کے ساتھ ناجائز کام کرتا ہے لیکن وہ عورت بے بس ہے، اس کے پاس اتنا خرچہ نہیں کہ وہ اس سے چھوٹ کر اپنا خرچہ پورا کرسکے اور اپنی جان آزاد کرائے۔

---

[1] کذافی الزیلعی ص ۲۵/ ج۳/ باب العنین وغیره، مطبوعه امدادیه ملتان، الحیلة الناجزة ص ۳۹/ حکم زوجۂ مجنون، مطبوعه دارالاشاعت دیوبند.

[2] الحیلة الناجزة ص ۲۸/ تنبیہات ضروریہ متعلق جماعت مسلمین، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگراس مرض کی وجہ سے عورت کوساتھ رہنا دشوار ہے، اور وہ برداشت نہیں کرسکتی، یا شوہراس کے ساتھ ایسی حرکت کرتا ہے جوشرعاً حرام ہےتوکسی طرح خوشامد کرکے شوہر سے طلاق حاصل کرلے چاہے مہر ہی کے بدلہ میں ہویعنی بیوی مہر معاف کردے اوراس کے بدلہ میں شوہر طلاق دیدے، اس کے بعد عدت گذارکر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے[۱] اگر اس میں کامیابی نہ ہوتو مسلمان حاکم سے فیصلہ کرالے، مسلمان حاکم معتبر اہلِ علم کوسب حالات بتا کر فتویٰ لے اوراس فتوے کے مطابق فیصلہ کردے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۵/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۵/۸۸ھ

---

[۱] اذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللّٰه فلا بأس بان تفتدی نفسها بمال یخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطلیقة بائنة ولزمها المال. عالمگیری ص۴۸۸/ج ۱/ باب الخلع، مجمع الانهر ص ۱۰۲/ج ۲/باب الخلع مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت،تاتارخانيه کراچی ص۴۵۳/ج۳/الفصل السادس عشرفی الخلع.

فصل پنجم: نومسلم کے نکاح کا بیان

نومسلمہ کا نکاح

سوال:- ہندوستان میں ایک عورت مسلمان ہوگئی اوراس کا خاوند کفر پر ہے۔اس میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندوستان اگر دارالحرب ہے تو فرقت کے لئے تین حیض ضروری ہے۔ کیونکہ اسلام عدم ولایت کی وجہ سے پیش نہیں کیا جاسکتا۔مگر یہاں بعض دفعہ میں پیش کیا جاسکتا ہے بعض دفعہ نہیں، جیسا کہ ظاہر ہے اوراگر دارالامن ہے تو مذکورہ صورت کا کیا حل ہے؟ آیا مہاجرۃ النساء کی صورت ہے؟ غرضیکہ جیسی تحقیق ہو تحریر ہو۔مولانا تھانویؒ نے فرقت تین حیض سے لکھی ہے، کیا وہ بھی صورت ہے جو ہندوستان میں باقی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ہندوستان کے متعلق پہلے سے اختلاف چلاآتا ہے،حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ، حضرت شاہ اسماعیل صاحبؒ نے اس کو دارالحرب فرمایا ہے۔مولانا عبدالحئیؒ صاحب اورنواب صدیق صاحبؒ اورمولانا عبدالباری صاحبؒ نے اس کا انکار کیا ہے۔طرفین اہل تحقیق اس میں اوراپنے دعویٰ پر دلیل بھی پیش کرتے ہیں جیسا کہ مجموعہ فتاویٰ[1] اورفتاویٰ عزیزی[2] میں موجود ہے اور یہ اختلاف درحقیقت دارالحرب کے آثار اورعلامات میں اکابر ائمہ کے اختلاف پرمبنی ہے۔مبسوط[3]،عالمگیری[4]،شامی[5] وغیرہ میں ان اکابر کے اقوال دارالحرب کی تعریف کے متعلق

[1] مجموعۃالفتاویٰ اردو ص ۴۷۹/مسائل شتی، ہندوستان دارالحرب نہیں،مطبوعہ دیوبند.

[2] فتاویٰ عزیزی ص ۳۰/ج ۱/مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

[3] والحاصل ان عند ابی حنیفة رحمه اللّٰه تعالی انما تصیردارهم دارالحرب بثلاثة شرائط احدها ان تکون متاخمة ارض الترک لیس بینهاوبین ارض الحرب دارالمسلمین والثانی ان لا یبقی فیها مسلم امن بایمانه الخ مبسوط للسرخسی ص۹۳/ج۱۰/باب المرتدین،مطبوعه دارالفکربیروت.

[4] عالمگیری کوئٹہ ص ۲۳۲/ج ۱/کتاب السیر،مطلب فیما تصیربه دارالحرب دارالاسلام.

[5] الدرالمختارمع الشامی کراچی ص ۱۷۴/ج۴/باب المستأمن،مطلب فیماتصیربه دارالاسلام دارحرب.

ذکر کرتے ہیں اسی اختلاف کی بناء پر حضرت مولانا تھانویؒ کا تحریر فرمانا احوط ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ تین حیض کے گذرنے کے بعد ایسی عورت کا نکاح منقطع ہوگا اور پھر تین حیض اور عورت کو انتظار کرنا چاہئے۔ غرض چھ حیض کے بعد اس کو نکاح ثانی کی اجازت ہوگی۔ یہ صاحبینؒ کا قول ہے امام اعظمؒ کے نزدیک اس پر عدت واجب نہیں۔ لہٰذا صرف تین حیض گذر جانے پر نکاح ثانی درست ہوگا۔ امام صاحبؒ کا قول اوسع ہے۔ ہندوستان میں بلکہ ایک ہی شہر میں رہتے ہوئے محض قبول اسلام کی بناء پر مہاجرۃ النساء کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے۔ ولو اسلم احدهما ثمة ای فی دار الحرب لم تبن حتّٰی تحیض ثلاثاً او تمضی ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر اقامة لشرط الفرقة قیام السبب ولیست بعدة لدخول غیر المدخول بها قال الشامی (قولهٗ ولیست بعدة) ای لیست هٰذا المدة عدة لان غیر المدخول بها داخلة تحت هٰذا الحکم ولو کانت عدة لاختص ذٰلک بالمدخول بها وهل تجب العدة بعد مضیٰ هذه المدة فان کانت المرأة حربیة فلالانه لاعدة علی الحربیة وان کانت هی المسلمة فخرجت الینا فتمت الحیض هنافکذا لک عندابی حنیفة خلافاً لهمالان المهاجرة لاعدة علیها عندهٗ خلافاً لهما کما سیاتی الخ ردالمحتار ص ۳۹۱/ ج ۲/ مطبوعه نعمانیه[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۷/ ۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۸/ رجب ۶۲ھ

نومسلمہ کا نکاح عدت سے پہلے

سوال: ــ ہندہ نے اسلام قبول کیا اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد فوراً ہی وہ یہ

---

[1] شامی کراچی ص ۱۹۱/ ج۳/ باب نکاح الکافر، البحر الرائق ص ۲۱۳/ ج۳/ باب نکاح الکافر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، زیلعی ص ۱۷۵/ ج۲/ باب نکاح الکافر، مطبوعه امدادیه ملتان۔

چاہتی ہے کہ میرا نکاح زید سے (جو خاندانی مسلمان ہے) ہوجائے اور زید بھی راضی ہے مگر شرعاً تین حیض کی مدت گذارنے کے بعد ہی نکاح کی اجازت دی گئی ہے تو اس صورت میں قاضی وقت ان دونوں کے اصرار پر نکاح پڑھادے تو نکاح بلاکراہت درست ہوگا۔ اگر صحیح بھی ہوجائے تو کیا ترک عدت کا گناہ ان دونوں کے ذمہ عائد ہوگا کیا قاضی صاحب بھی گنہگار ہوں گے؟

الجواب حامداً ومصلياً

اگراس کا شوہر موجود ہے تو فوراً اس کا نکاح درست نہیں اس سے وہ بھی گنہگار ہوگی اور مرد بھی گنہگار ہوگا اور قاضی صاحب بھی گنہگار ہوں گے۔

قبول اسلام کے بعد (اگر شوہر مسلمان نہ ہو) تین حیض گذرنے پر وہ بائنہ ہوگی پھر اس کے بعد تین حیض بطور عدت لازم ہوں گے۔ پھر نکاح درست ہے ہوگا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

نومسلمہ کا اسلام لانے کے بعد نکاح

سوال: -ایک عورت غیر مسلمہ کی شادی اپنے مذہب کے اعتبار سے سات سال کی عمر میں ہوچکی تھی۔ لیکن بلوغ تک نہ شوہر کے گھر گئی نہ اس سے کچھ تعلق پیدا کیا اس کے بعد وہ ایک مسلمان کے گھر رہنے لگی اور مسلمان ہوکر اسی دن اس سے شادی کردی۔ اس کے بھائی اس کی شادی دوسری جگہ کردینا چاہتے تھے۔ شادی کے بعد اس کے ایک لڑکا چار سال بعد ہوا تو کیا قبولیت اسلام کے بعد کیا ہوا نکاح درست ہوا یا نہیں؟

---

[1] ولو اسلم احدهما ثمة لم تبن حتى تحيض ثلاثاً أو تمضى ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر إقامة لشرط الفرقة مقام السبب وليست بعدة لدخول غير المدخول بها الخ،الدرمع الرد ص ۱۹۱/ ج۳/ كراچى، باب نكاح الكافر،مطلب الصبى والمجنون،البحر الرائق ص۲۱۳/ ج۳/باب نكاح الكافر، مطبوعه كوئٹه، النهر الفائق ص۲۸۸/ ج۲/باب نكاح الكافر،مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر والی عورت (مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ) جب دارالحرب میں اسلام قبول کرے تو تین حیض گذرنے پر اس کا نکاح فسخ ہوتا ہے پھر اگر غیر مدخولہ ہوتو اس پر عدت واجب نہیں ہوتی بلکہ نکاح فسخ ہونے کے بعد اس کا نکاح درست ہوجاتا ہے۔صورت مسئولہ میں اسلام قبول کرتے ہی اس کا نکاح دوسری جگہ کردیا گیا یہ درست نہیں ہوا تین حیض کا انتظار لازم تھا[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

غیر مسلمہ کا قبول اسلام اور اس کا نکاح

سوال:- (۱) اگر ہندو قوم کی عورت مسلمان لڑکے پر فدا ہوکر اسلام قبول کرنا چاہتی ہو اور اس کے اسلام قبول کرنے سے اس کی قوم وقانون کوئی معترض نہ ہوتو اس حالت میں کیا شرع اجازت دیتا ہے کہ اس عورت کو مسلمان کرلیا جائے؟

(۲) اگر مسلمان لڑکے نے نیچ قوم کے ہمراہ رہ کر حرام کھایا ہو۔اس کے بعد اپنی حرکت سے نادم ہوکر توبہ کرے تو کیا یہ توبہ کرنا درست ہے۔یا پھر سے شرع حکم دیتا ہے کہ دوبارہ مسلمان کیا جائے؟

(۳) اگر ہنود کی عورت مسلمان کے ہمراہ مدت تک رہ چکی ہو اور مدت دراز کے بعد اپنی سیاہ کاری سے نادم ہوکر اسلام قبول کرلے اور وہ حاملہ بھی نہ ہو،ایسی صورت میں بعد قبول

---

[1] ولو اسلم أحدهما أی احد المجوسین أو امرأة الکتابی ثمه أی فی دارالحرب لم تبن حتی تحیض ثلاثا أو تمضی ثلاثة اشهر قبل اسلام الأخر إقامة لشرط الفرقة مقام السبب و لیست بعدة لدخول غیر المدخول بها الدرالمختار کراچی ص ۱۹۱/ج۳/ باب نکاح الکافر،البحر الرائق ص ۲۱۳/ج۳/باب نکاح الکافر،مطبوعه الماجدیه کوئٹه،النهر الفائق ص ۲۸۸/ج۲/باب نکاح الکافر،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

کرنے اسلام کے لڑکے موصوف کے ہمراہ فوراً نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۴) اگر بعد قبولِ اسلام کے خود لڑکے موصوف کے ہمراہ نکاح کیا جائے تو کیا وہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۵) اور یہ کامل اندیشہ ہے کہ اگر فوراً نکاح نہ کرادیا جائے تو بعد قبولِ اسلام کے بھی جانبین سے ضرور گناہ سرزد ہوگا اور لڑکے موصوف کے سوا اس لڑکی کی کہیں رہائش کی امید اور خورد ونوش کا کفیل کوئی نہیں ہوتا۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بعد قبولِ اسلام کے فوراً نکاح کرادیا جائے تو یہ نکاح شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟

(۶) اگر مسلمان کسی نیچ قوم کو اپنی کسرِ شان سمجھ کر مسلمان کرنے سے انکار کردیں اور وہ اس بات کا شائق ہو تو کیا وہ مسلمان گنہگار رہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس عورت کو مسلمان کرلیا جائے۔

(۲) حرام کام کرنے سے گناہ ہوتا ہے اور توبہ کرنا گناہ سے فرض ہے[۱] اور گناہ کرنے سے اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ لہٰذا دوبارہ مسلمان کرنا یعنی تجدید اسلام کرنا فرض نہیں۔ **ولا نکفر مسلماً بذنبٍ من الذنوب وان کانت کبیرة اذا لم یستحلها ولا نزیل عنه اسم الایمان اھ شرح فقه اکبر ص ۸۶[۲]۔**

(۳) اگر عورت کافر ہے تو بغیر اسلام قبول کئے اس سے کسی مسلمان کا نکاح درست نہیں اور جس مسلمان نے اس سے ناجائز تعلق رکھا ہے وہ گنہگار رہے۔ اس کے ذمہ توبہ ضروری

---

[۱] واتفقوا علی ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور الخ روح المعانی ص ۲۳۶/ ج ۱۵/ الجزء الثامن والعشرون سورۂ تحریم آیت ۸/ مطبوعه دار الفکر بیروت، نووی علی المسلم ص ۳۵۴/ ج ۲/ کتاب التوبة، مطبوعه رشیدیه دهلی، المفهم شرح المسلم ص ۲۷/ ج ۷/ کتاب الاذکار، باب تجدید الاستغفار والتوبة، مطبوعه دار ابن کثیر بیروت.

[۲] شرح فقه اکبر ص ۸۶/ قبیل سب الشیخین الخ، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

ہے، تجدید اسلام ضروری نہیں ۔ لایصح نکاح عابدة کوکب لاکتاب لها والمجوسیة والوثنیة، اھ درمختار[1] ص ۴۴۸ / ج ۲ /.

(۴) اگر وہ ہندو عورت ایسی ہے کہ اس کا کوئی شوہر نہیں تو جب وہ اسلام قبول کرے فوراً اس سے نکاح درست ہے ۔ اگر اس کا شوہر موجود ہے تو پھر اس کا یہ حکم ہے کہ اگر وہ بھی مسلمان ہو جائے تب تو وہ بدستور اس کی زوجہ ہے ۔ اگر وہ شوہر اسلام قبول کرنے سے انکار کردے تو ان میں تفریق کر دی جائے ۔ اگر یہ عورت دارالحرب میں ہو تو اسلام قبول کرنے کے وقت سے تین حیض گذار کر اس کا نکاح ختم ہوگا ۔ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل پر اس کا نکاح ختم ہوگا ۔ اس کے بعد عدت گذار کر نکاح کرنا چاہیئے یہی احوط ہے ۔ ولو اسلم احدهما ثمة لم تبن حتی تحیض ثلاثاً قبل اسلام الاٰخر الخ، درمختار[2] ص ۶۰۳ / ج ۲ /.

(۵) ہندو عورت سے بلا اس کے اسلام قبول کئے کسی طرح نکاح درست نہیں ہے لقوله تعالیٰ ولاتنکحوا المشرکات حتیٰ یومن الاٰیة[3].

(۶) جو شخص مسلمان ہونا چاہے اس کو مسلمان کرنے سے انکار کرنا اس کے کفر کے ساتھ راضی ہونا ہے اور کفر سے راضی ہونا کفر ہے اس کو فوراً مسلمان کرنا ضروری ہے وفی الخلاصة کافر قال لمسلم اعرض علی الاسلام فقال اذهب الیٰ فلان العالم کفر لانه رضی ببقائه علی الکفر حین ملازمة العالم ولقائه وقال ابواللیث ان بعثه الیٰ عالم لایکفر لان العالم ربما یحسنه ولایحسن الجاهل فلم یکن راضیاً بکفره ساعة بل

---

[1] درمختار علیٰ ردالمحتار ص ۲۹۰ / ج ۲ / نعمانیه، فصل فی المحرمات، زیلعی ص ۱۰۹ / ج ۲ / فصل فی المحرمات، مطبوعه امدادیه ملتان، سکب الانهر ص ۴۸۴ / ج ۳ / باب المحرمات، دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] درمختار علی ردالمحتار نعمانیه ص ۳۹۰ / ج ۲ / باب نکاح الکافر البحر الرائق ص ۲۱۳ / ج ۳ / باب نکاح الکافر، مطبوعه سعید کراچی، زیلعی ص ۱۷۵ / ج ۲ / باب نکاح الکافر مطبوعه امدادیه ملتان.

[3] سورة البقرة آیت ۲۲۱ /.

کان راضیاً بالاسلام اتم واکمل الخ، شرح فقه اکبر ص ۲۱۸[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۷/۵۹ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم

نومسلمہ کا نکاح بعد عدت

سوال: -ایک غیر مسلم لڑکی تھی جو شادی شدہ تھی ایک مسلم کا اس سے تعلق ہو گیا اور لڑکی نے کچھ دنوں بعد اسلام قبول کر لیا۔ ایک سال سے وہ لڑکی اس مسلمان کے ساتھ رہ رہی ہے ابھی تک انہوں نے نکاح نہیں کیا لڑکی چاہتی ہے کہ نکاح ہو جائے کیا دونوں کا نکاح درست ہوگا اور اس لڑکی کے لئے عدت بھی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اسلام قبول کرنے کے بعد سال بھر گذر چکا ہے تو اب اس کی شادی اس شخص سے درست ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] شرح فقه اکبر ص۲۱۸/ فصل فی الکفر صریحاً وکنایةً، مطبوعه رحیمیه دیوبند، عالمگیری ص۲۵۸/ ج۲/ الباب التاسع فی احکام المرتدین، مطلب موجبات الکفر انواع، منها مایتعلق بالایمان، مطبوعه کوئٹه.

[2] ولو اسلم احدهما لم تبن حتی تحیض ثلاثاً أو تمضی ثلاثة اشهر قبل اسلام الأخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب ولیست بعدة لدخول غیر المدخول بها الدر المختار نعمانية ص۳۹۰/ ج۲/ باب نکاح الکافر مطلب الصبی والمجنون لیسا بأهل، البحر الرائق ص۲۱۳/ ج۳/ باب نکاح الکافر، مطبوعه کوئٹه، النهر الفائق ص۲۸۸/ ج۲/ باب نکاح الکافر مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

نومسلمہ کو چھ مرتبہ حیض کے بعد نکاح کی اجازت ہے

سوال:- ایک عورت جو غیر مسلمہ اور شادی شدہ ہے اور اس عورت کے غیر مسلم شوہر سے اولاد بھی ہے۔ لیکن ایک مسلمان اس عورت کے ساتھ اور عورت بھی اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ عورت کا کہنا ہے کہ میں نہ ہندو ہوں نہ مسلم۔ مگر ٹیکا لگاتی ہے یعنی اس میں شرک کی آمیزش ہے اور اس مسلمان نالائق نے بھی جمعہ تک کی نماز چھوڑ دی۔ اس نے اس غیر مسلمہ کے خاوند کو طلاق پر آمادہ بھی نہ کیا نہ وہ مسلمان ہوئی۔ نہ یہ پورا مرتد ہوا۔ غرض ان دونوں کو شرعاً کس طریقہ سے الگ کرنا یا ملانا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دونوں ملے ہوئے ہیں تو ان کو فوراً الگ الگ کرادیا جائے اور عورت اسلام قبول کرلے۔ ٹیکہ وغیرہ مشرکانہ چیزیں چھوڑ دے۔ جب اسے چھ مرتبہ ماہواری آجائے تو اس مسلمان سے اس کا نکاح کردیا جائے[1] اس وقت تک عورت کسی دوسری عافیت کی جگہ رہے۔ کلمہ اور نماز وغیرہ آہستہ آہستہ سیکھتی رہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢/٧/١٣٩٩ھ

نومسلم کا نکاح

سوال:- زید کا لڑکا عمر عیسائی ہے بکر کی لڑکی فریدہ مسلمان ہے بالغہ ہے۔ عمر اگر

---

[1] ولو اسلم احدهما ای احد المجوسيين او امرأة الكتابى لم تبن حتى تحيض ثلاثاً أو تمضى ثلاثة اشهر وهل تجب العدة بعد مضى هٰذا المدة فان كانت المرأة حربية فلا لانه لاعدة على الحربية وان كانت هى المسلمة فخرجت الينا فتمت الحيض هنا فكذلك عندابى حنيفة خلافالهماوجزم الطحاوى بوجوبهاالدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ٣٦٢ ج ٤ باب نكاح الكافر، مطلب الصبى والمجنون ليسا بأهل الخ، البحرالرائق ص ٢١٣/ج٣/باب نكاح الكافر، مطبوعه كوئٹه، فتح القدير ص ٢٢١،٢٢٢/ج٣/باب نكاح اهل الشرك، مطبوعه دارالفكر بيروت.

مذہب اسلام قبول کرلے تو کیا فریدہ کا نکاح عمر سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بالکل ہوسکتا ہے[1] مگر اس کا بھی اطمینان کرلیا جائے کہ یہ قبول اسلام کہیں نکاح ہی کی خاطر تو نہیں۔ کبھی نکاح کے بعد کہیں لڑکی کا دین بھی تباہ ہوجائے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۸/۶/۲۸ھ

غیر مسلم شوہر کے انتقال کے بعد نومسلمہ کا نکاح

سوال:- ایک عورت اپنے خاوند کے انتقال کے ڈیڑھ ماہ بعد اسلام قبول کرتی ہے آیا اس کو اس صورت میں عدت بمقدار شرع متین پوری کرنی ہوگی یا وہ اسلام قبول کرتے ہی نکاح کرسکتی ہے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ عورت حاملہ ہے تو اس کو نکاح کے لئے وضع حمل کا انتظار کرنا چاہئے وکذا لا تعتد مسبية افترقت بتباين الدارين لان العدة حيث وجبت انما وجبت حقا للعباد والحربي ملحق بالجماد الا الحامل فلا يصح تزوجها لا لانها معتدة بل لان في بطنها ولدا ثابت النسب كحربية خرجت الينا مسلمة او ذمية او مستامنة ثم اسلمت وصارت ذمية لما مر انه ملحق بالجماد الا الحامل لما مر درمختار هامش شامی[2]

---

[1] ومنها اسلام الرجل اذا كانت المرأة مسلمة فلايجوز انكاح المؤمنة الكافر الخ، بدائع زكريا ص ۵۵۴/ ج ۲/ كتاب النكاح، اسلام الرجل اذا كانت المرأة مسلمة، هنديه كوئٹه ص ۲۸۲/ ج ۱/ الباب الثالث في المحرمات، القسم السابع المحرمات بالشرك.

[2] شامي نعمانية ص ۶۱۴/ ج ۲/ مطلب الدخول في النكاح الاول دخول في الثاني، باب العدة، زيلعي ص ۳۴/ ج ۳/ باب العدة، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الانهر ص ۱۵۲/ ج ۱/ فصل في العدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

ج ۲/ص ۱۱۰۱، اگر حاملہ نہیں تو پھر اس کے اوپر شرعاً عدت واجب نہیں ان المرأة ان كانت حربية فلاعدة عليها بحر[1] ص ۲۱۳ / ج ۳/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

صحیح: عبد اللطیف عفی عنہ

صحیح: بندہ عبد الرحمٰن عفی عنہ ۱۲/۱/ ۵۲ھ

جو لڑکی شیعہ مذہب چھوڑ کر سنی ہو جائے اس سے نکاح کرنا

سوال: - میں ایک شیعہ لڑکی سے محبت کرتا ہوں، اس لڑکی کی عمر ۳۰ یا ۳۲ سال ہے اور میری عمر ۲۸ سال ہے، اس کی والدہ بمبئی میں گذر گئی تھیں۔ اس کی دادی نے اس کو پالا ہے، اس کی دادی آٹھ سال سے پاگل ہے اور والد گونگے اور بہرے ہیں وہ لڑکی اپنے والدین کی اکیلی ہے اور وہ لڑکی بیمار بھی ہے اور وہ لڑکی بہت غریب ہے اور میرے گھر والے اس رشتے کے خلاف ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اس لڑکی سے شادی کرلوں اور وہ لڑکی بھی میرے سے شادی کے لئے تیار ہے اور میرے پاس شادی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور وہ لڑکی اپنا شیعہ مذہب چھوڑ کر سنی ہو جائے گی اور اس لڑکی نے کہا ہے کہ اگر وہ شادی نہیں کرے گا تو وہ خودکشی کرلے گی۔ اس لئے آپ سے فتویٰ چاہتا ہوں مہربانی کرکے جواب سے جلد از جلد نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آپ اس کے حقوق ادا کرسکتے ہیں تو اس سے شادی کرلیں۔ حقوق میں کھانا کپڑا

---

[1] البحر ص ۲۱۳ / ج ۳/ باب نکاح الکافر، تاتارخانیہ ص ۶ / ج ۳/ کتاب النکاح، الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة الخ، مطبوعہ کراچی، المحیط البرہانی ص ۱۰۹ / ج ۴/ الفصل الرابع عشر فی بیان مایجوز من الانکحة الخ، مطبوعہ ڈابھیل.

رہنے کے لئے مکان بھی داخل ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] النفقة هی الطعام والكسوة والسكنی الی قوله فتجب للزوجة بنكاح صحيح علی زوجها الخ، الدرالمختار علی الشامی زكريا ص ۲۷۸ / ج ۴ / اول باب النفقة، عن عبدالله من مسعود قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم يامعشر الشباب من ستطاع منكم الباءة، ای مؤفة الباءة من المهر والنفقة، فليتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج الخ مرقاة المفاتيح ص ۲۰۴ / ج ۳ / كتاب النكاح، مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

☆......باب چهارم......☆

﴿جن عورتوں سے نکاح جائز ہے﴾

چچی سے نکاح

سوال:- میں نے نکاح ثانی کیا ہے جو رشتہ میں میری چچی لگتی ہے۔ سگی چچی نہیں ہے۔ لیکن اب کچھ لوگ اس پر شبہ کرتے ہیں۔ حضوروالا کا فتویٰ مطلوب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر سگی چچی بھی ہو اور کوئی دوسرا رشتہ اس سے حرمت والا نہ ہو اور وہ بیوہ ہو کر عدت گزر جائے تو اس سے بھی نکاح شرعاً درست ہے کوئی شبہ نہ کریں[1] لیکن جب بیویاں دو ہوں تو دونوں کے حقوق برابر ادا کرنا لازم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک کی طرف جھک جائے اور دوسری کی پرواہ نہ کرے کہ یہ ظلم ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وأُحلِ لکُمْ مَا ورَاءَ ذالِکُمْ .سورة نساء پ۴/آیت ۲۴/ **ترجمہ**:اوران عورتوں کے سوااورعورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں (بیان القرآن) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص ۱۱۰/ ج۳/ دار الفکربیروت، روح المعانی ص ۴/ ج۵/ادارة الطباعة المصطفائیه دیوبند،بدائع الصنائع زکریا ص ۵۳۱/ ج۲/المحرمات بالقرابة، کتاب النکاح .

[2] ومنهاوجوب العدل بین النساء فی حقوقهن من القسم والنفقة والکسوة وهو التسویة الخ بدائع الصنائع ص ۳۳۲/ ج۱/ایچ .ایم. سعید،فصل ومنها وجوب العدل بین النساء الخ،البحر کوئٹه ص ۲۱۸/ ج۳/باب القسم،فتح القدیر ص ۴۳۲/ ج۳/باب القسم، مطبوعه دار الفکر.

کیا چچی سے نکاح درست ہے؟

سوال:- زید کی زوجہ مسماۃ ہندہ کا نکاح زید کے طلاق دینے یا انتقال کے بعد زید کے حقیقی بھائی کے بیٹے عمرو کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ نیز ہندہ کے بطن سے زید کے اولاد بھی موجود ہے۔ نیز ہندہ زید کی زوجیت میں ہوتے ہوئے عمرو سے مثل اجنبی پردہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چچی سے بھتیجے کا نکاح شرعاً درست ہے بشرطیکہ کوئی اور مانع مصاہرت ورضاعت وغیرہ نہ ہو[۱] چچی اور بھتیجے آپس میں محرم نہیں بلکہ اجنبی ہیں ان میں پردہ ضروری ہے[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

چچی اور ممانی سے نکاح

سوال:- بھتیجا یا بھانجا اپنی چچی یا ممانی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ رشتہ نکاح سے مانع نہیں[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/ربیع الثانی ۶۳ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

---

[۱] واحل لکم ماوراء ذالکم. سورۃ نساء پ ۴/ آیت ۲۴/.

[۲] عن عقبۃ بن عامر قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایاکم والدخول علی النساء، ای غیر المحرمات علی طریق التخلیۃ اوعلی التکشف الخ، مرقاۃ المفاتیح ص ۴۰۹/ ج ۳/ باب النظر الی المخطوبۃ، اصح المطابع بمبئی، طیبی ص ۲۵۳/ ج ۶/ باب النظر الی المخطوبۃ، مطبوعہ زکریادیوبند.

[۳] وَاُحِلَّ لَکُمْ مَاوَرَاءَ ذَالِکُمْ (النساء پ ۴) آیت ۲۴/.

سوتیلی خالہ سے نکاح

سوال:- پہلی بیوی کا لڑکا اور دوسری بیوی کی بہن، ان کا ایک دوسرے سے نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دو بہنیں ہوں ان میں سے ایک سے ایک آدمی نکاح کرے اور دوسری سے اس کا لڑکا نکاح کرے تو شرعاً اجازت ہے[1] یعنی سوتیلی والدہ کی بہن حقیقی خالہ کی طرح حرام نہیں بلکہ اس سے نکاح جائز ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۳/۱۳۹۱ھ

حقیقی بہن اور خالہ زاد پھوپھی زاد بہن میں فرق کیا ہے

سوال:- پھوپھی ماموں خالہ کی لڑکیوں سے شادی اسلام کی نگاہ میں درست ہو جاتی ہے، لیکن ایک غیر مسلم ہندو اس کو برا گردانتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ اپنی بہن کی لڑکی کی مانند ہے، اسلام اس سے شادی درست قرار دیتا ہے، اور جائز سمجھتا ہے، اور اپنی بہن کی لڑکی سے کوئی مذہب شادی بیاہ کو درست نہیں سمجھتا، بلکہ برا سمجھتا ہے، لہٰذا اس اعتراض کا جواب بھی بجائے نقل عقل سے دیا جائے تاکہ مخالف اور باطل کو اس کے اعتراض کا جواب کافی وشافی مل جائے، اور مطمئن ہو جائے؟

---

[1] لابأس بان يتزوج الرجل امرأة ويتزوج ابنه ابنتها اوامها عالمگيری كوئٹه ص۲۷۷/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهرية ،مجمع الانهر ص ۴۸۱/ج ۱/باب المحرمات دار الكتب العلميه،فتح القدير ص ۲۱۸/ ج۳/باب المحرمات، دار الفكر.

[2] کوئی وجہ حرمت نہیں ہے یہ" واحل لكم ماوراء ذٰلكم"، میں داخل ہے۔ سورہ نساء پ۴/ آیت ۲۴/ ابوالقاسم ادروی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اصولی جواب تو وہی ہے کہ کتب فقہ میں ایسے نکاح کی اجازت موجود ہے[1]، اور کتب حدیث میں زمانہ خیر القرون میں ایسے نکاح کا ثبوت مذکور ہے[2]، قرآن کریم سورہ احزاب میں حضرت نبی اکرم ﷺ کے لئے جن عورتوں سے نکاح کرنے کو حلال فرمایا گیا ہے، "یا ایھا النبی انا احللنا لک" اس میں وبنات عمک وبنات عماتک الخ[3] بھی مذکور ہے اور امت کے لئے محرمات کو شمار کرا کے سورۂ نساء میں کلیہ بیان فرما دیا گیا ہے، واحل لکم ماوراء ذٰلکم الایۃ[4]، غیر مسلم کے نزدیک جب نفس اسلام ہی باطل ہے تو پھر ان مسائل میں اس کو بحث کرنا ہی بے کار و بے محل ہے، وہ اسلام کی عقلیت کو نہیں سمجھ پاتا تو اس کے فرعی مسائل کی عقلیت کو کیسے سمجھے گا، وہ عقل سے اس قدر بعید بلکہ محروم ہے کہ بہن کے معنی ومقصود کو بھی نہیں سمجھتا جو رعایت حقیقی بہن کے ساتھ ہے کیا وہی چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد کے ساتھ بھی ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

پھوپھی کی لڑکی سے نکاح

سوال:- ایک شخص اپنے لڑکے کا عقد اپنی سگی بہن کی لڑکی سے کرسکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] وتحل لہ بنت العمۃ والخالۃ وبنت العم والخال (بدائع صنائع ج۲/ص ۵۳۱/) باب المحرمات، مطبوعہ زکریا.

[2] عن انس قال اولم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین بنی بزینب بنت جحشؓ فاشبع النساء خبزاً ولحماً، مشکوۃ شریف ص۲۷۸/ج۲/باب الولیمۃ، الفصل الاول، مطبع یاسر ندیم دیوبند، زینب بنت جحش ام المؤمنین وامھا امیۃ بنت عبدالمطلب عمۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم "اکمال فی اسماء الرجال" علی مشکوۃ ص۵۹۶/مطبع یاسر ندیم دیوبند.

[3] سورۂ احزاب آیت ۵۰/.

[4] سورۂ نساء آیت ۲۴/ اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کے سوا۔

الجواب حامداًومصلیاً

پھوپھی کی لڑکی سے نکاح درست ہے۔جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان میں یہ داخل نہیں ہے۔وَاُحِلَّ لکم ماورَاءَ ذالکم[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۹/۳/۸۹ھ

خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد بہن کی لڑکی سے نکاح

سوال:- (۱) اپنی خالہ زاد بہن کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یانہیں؟

(۲) اپنی ماموں زاد، پھوپھی زاد بہن کی لڑکی سے نکاح درست ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) خالہ زاد بہن کی لڑکی سے نکاح درست ہے۔

(۲) پھوپھی زاداور ماموں زاد بہن کی لڑکی سے بھی نکاح درست ہے۔جس جس عورت سے نکاح حرام ہے اس کی تفصیل چوتھے پارہ کے آخر میں قرآن پاک میں بیان فرمادی گئی ہے[2] اس میں ان مذکورتین عورتوں کوشمار نہیں کیا گیا ہے۔تفصیل کے بعد فرمادیا گیا وَاُحِلَّ لکُمْ مَاوَرَاءَ ذٰلِکُمْ[3] یعنی ان محرمات کےعلاوہ عورتوں سے نکاح درست ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودعفی عنہٗ ۱/۳/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

---

[1] سورۃ النساء آیت ۲۴/پ ۴/. الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص ۱۱۰/ج ۳/دارالفکر بیروت،روح المعانی ص ۴/ج ۵/ادارۃ الطباعۃ المصطفائی دیوبند.

[2] حرمت علیکم امھاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت وامھاتکم الّتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ وامھات نسائکم وربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم الّتی دخلتم بھن فان لم تکونوادخلتم بھن فلاجناح علیکم وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم وان تجمعوا بین الاختین الاماقدسلف ،ان اللّٰہ کان غفوراً رحیماً .سورۃ النساء آیت ۲۳/.

[3] واحل لکم ماوراء ذٰلکم .سورۃ النساء آیت ۲۴/ پ ۴/.

ماں کے بیٹے سے نکاح

سوال: – ایک عورت شادی شدہ ہے اس کا زید سے ناجائز تعلق ہوگیا۔ بعد میں زید کی شادی ہوگئی اوران دونوں کا ناجائز تعلق ختم ہوگیا۔ اب زید کے بچے ہوئے اوراس عورت کے بھی بچے ہیں ناجائز تعلق سے پہلے بھی اوراس زمانہ کے بعد بھی جس زمانہ میں ناجائز تعلق رہااور بعد کے بھی جب کہ ناجائز تعلق ختم ہوگیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ عورت اور زید اپنے بچوں کی آپس میں شادی کر سکتے ہیں یانہیں؟ یعنی اس عورت کے لڑکے سے جواسی زمانہ کی پیدائش ہے جس زمانہ میں ناجائز تعلق تھا، زید اپنی لڑکی کا نکاح کرسکتا ہے یانہیں؟ کیا اس زمانہ کے پہلے یابعد کے بچوں سے شادی کی جاسکتی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس عورت کی جتنی بھی اولاد ہے وہ اس کے شوہر کی طرف منسوب ہوگی، کسی کا نسب بھی زید سے ثابت نہیں ہوگا[۱] لہٰذا زیداوراس عورت کی اولاد میں حرمت ثابت نہیں ہوئی، ان کا آپس میں نکاح درست ہوگا، خواہ ناجائز تعلق رہنے کے وقت کی اولاد ہو یا پہلے کی یابعد کی۔ ھکذا یفھم ممّا فی الھندیۃ[۲] ص۶/ج۲/ لابأس بان یتزوج الرجل امرأۃویتزوج ابنہ ابنتھا او امھا کذا فی محیط السرخسیؒ والبسط فی رد المحتار فصل فی المحرمات[۳] ص۳۸۱/ج۲/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۰/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۰/۸۸ھ

---

[۱] والزنا المحض سبب لایجاب العقوبة فلایصلح سبباً لایجاب الحرمة والکرامة الاتری انه لایثبت به النسب والعدة المبسوط للسرخسی ص۲۰۵/ج۴/کتاب النکاح، مطبوعه دارالفکر.

[۲] الهندیة ص۲۷۷/ج۱/القسم الثانی المحرمات بالصهریة (مبطوعه کوئٹه پاکستان)

[۳] شامی کراچی ص۳۱/ج۳/مجمع الانهرص۴۸۱/ج۱/باب المحرمات، دارالکتب العلمیه بیروت،فتح القدیر ص۲۱۸/ج۳/باب المحرمات، دارالفکر بیروت.

بھائی کی بہن سے نکاح

سوال:-زید نے ایک عورت سے نکاح کیا مثلاً ہندہ سے اوراس عورت کے ساتھ پہلے خاوند مثلاً عمر سے ایک لڑکا ہے اور عمر کے انتقال کے بعد زید نے یہ نکاح کیا ہے اب زید نے دوسری عورت سے نکاح کیا ہے اور پہلی عورت کے نکاح کے بعد اس دوسری عورت سے زید کے نطفہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تو آیا اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ ہوسکتا ہے کہ نہیں یعنی وہ لڑکا عمر کے نطفہ سے ہے مگر عمر کے انتقال کے بعد اس لڑکے کی والدہ زید کے نکاح میں آ گئی اور زید کے پہلی عورت سے ایک لڑکی ہے تو ان دونوں کا نکاح جائز ہے یا ناجائز اور اس لڑکی کا نکاح نابالغی کے حالت میں دوسری جگہ ہوا تھا مگر نابالغی کے حالت میں بیوہ ہوگئی اور اب لڑکی قریب بلوغ ہے تو اس نکاح میں صرف والد کی اجازت کافی ہے یا لڑکی کی اجازت چاہئے اور لڑکا لڑکی کے والدین علیحدہ علیحدہ ہیں اور آیا جب اس جگہ پہلے اس کا نکاح ہوا تھا اس سے بھی اجازت لینی پڑے گی یا نہیں۔فقط

الجواب حامداًومصلیاً

یہ نکاح جائز ہے اگر لڑکی بالغہ ہو تو خود اس کی اجازت بھی کافی ہے بشرطیکہ نکاح برادری میں مہر مثل پر ہو، اگر نابالغہ ہے یا نکاح غیر برادری میں ہو یا مہر مثل سے کم پر ہو تو لڑکی کے ولی کی اجازت ضروری ہے[1] اور صورت موجودہ میں باپ ولی ہے لڑکی کے پہلے خسر سے اجازت کا کوئی تعلق نہیں۔واما بنت زوجة ابیه او ابنه فحلال اھ درمختار[2] ص ۴۴۰/ ج ۲/

[1] ولاية اجبار وهی الولاية علی الصغيرة:نفذنكاح حرة مكلفة بلاولی،وروی الحسن عن الامام ان كان الزوج كفواً نفذنكاحها والافلم ينعقداصلاً البحر كوئٹہ ص ۱۱۰/ج۳/ باب الاولياء والاكفاء،شامی زكرياص ۱۷۰،تا۱۷۳/ج۴/باب الولی،فتح القديرص ۲۵۸/ج ۱/ باب الاولياء والاكفاء مطبوعه دارالفكر.

[2] الدرالمختار الشامی زكريا ص۱۰۵/ج۴/مطبوعه نعمانيه ص ۲۷۹/ج ۲/باب المحرمات.

لاباس بان یتزوج الرجل امرأة ویتزوج ابنه ابنتها اھ هندیة[۱] ص۲۷۷/ ج ۱/.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مظاہر علوم ۱۲/۲/ ۶۱ھ

صحیح: عبد اللطیف

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

تایازاد بھائی کی لڑکی سے نکاح

سوال:-ایک صاحب کے تائے زاد بھائی کی لڑکی ہے اس سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

خالہ اور چچا وغیرہ کی لڑکیوں سے نکاح

سوال:-خالہ کی لڑکی اور پھوپھی کی لڑکی اور تائی کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خالہ کی لڑکی اور پھوپھی کی لڑکی اور تائی کی لڑکی سے نکاح کرنا ممنوع نہیں بلکہ جائز

---

[۱] الهندیة ص ۲۷۷/ج ۱/کوئٹہ پاکستان، القسم الثانی المحرمات بالصهریة،مجمع الانهر ص ۴۸۱/ج ۱/باب المحرمات، دارالکتب العلمیه بیروت،فتح القدیر ص ۲۱۸/ج۳/باب المحرمات، دارالفکر.

[۲] واحل لکم ماوراء ذٰلکم .سورة نسآء آیت نمبر ۲۴/.

ترجمہ: اوران عورتوں کے سواء اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔

ہے، اگر کوئی اور وجہ حرمت ہو مثلاً مصاہرت یا رضاعت تو دوسری بات ہے، ورنہ صرف مذکورہ فی السوال رشتہ مانعِ نکاح نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

چچازاد بھائی کی لڑکی سے نکاح

سوال: دو بہن بھائی ہیں۔ بھائی کے ایک لڑکا ہے اور بہن کے لڑکے کی لڑکی ہے۔ رشتہ سے بھائی کا لڑکا اس لڑکی کا چچا ہوتا ہے۔ تو ان دونوں کی آپس میں شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ رشتہ ایسی قرابت نہیں ہے جس کی وجہ سے نکاح حرام ہو۔ حقیقی بھائی بہن کی لڑکی سے نکاح ناجائز ہوتا ہے۔ پھوپھی زاد، چچازاد، خالہ زاد، ماموں زاد بہن کی لڑکی سے نکاح ناجائز نہیں ہوتا ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دیوبند ٦/٣/٨٨ھ

والد کی ماموں زاد بہن سے نکاح

سوال:۔ حقیقی بہن کے بڑے پوتے سے اپنی حقیقی لڑکی کا نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

---

[1] وعمته وخالته وأما بناتهما فحلال درمنتقیٰ ص٤٧٧/ج ١/باب المحرمات (دارالكتب العلميه بيروت) هدايه ص٣٠٧/ج ٢/باب المحرمات، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، الدر المختار على الشامى ص ٣٠/ ج٣/ باب المحرمات دار الفكر بيروت.

[2] يحرم على الرجل وعمته وخالته وأما بناتهما فحلال درمنتقیٰ ص٤٧٧/ج ١/باب المحرمات (مطبوعه بيروت) الدرالمختار على الشامى ص ٣٠/ج٣/باب المحرمات، دار الفكر بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

حقیقی بہن کے پوتے سے اپنی حقیقی لڑکی کا نکاح کرنا شرعاً درست ہے۔ یہ ان رشتوں میں سے نہیں جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۱۱/۸۸ھ

بیوی کی چچازاد بہن سے نکاح

سوال:- اپنی بیوی کی چچازاد بہن سے شادی کرسکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے بھی اس کی چچازاد بہن سے عقدِ نکاح درست ہوگا[۲]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۲/۸۸ھ

بھتیجہ کی بیوی سے نکاح

سوال: دو بھائی سگے ہیں۔ بندہ اور کمالو۔ جس میں سے بندہ کا انتقال ہوگیا ہے اور بندہ کی عورت سے کمالو کا نکاح ہوگیا ہے اور بندہ کے ایک لڑکا تھا اور اسکا بیاہ ہوگیا تھا۔ جس میں اسکی عورت اس سے رضامند نہیں ہے۔ کمالو سے رضامند ہے اور لڑکا میرے نہیں ہے اس کی عورت مجھ کو چاہتی ہے اور میرے بھتیجے کو نہیں چاہتی اور چار دفعہ وہ بھاگ چکی ہے۔ اس کے ساتھ میرا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ فقط

---

[۱] واحل لکم ماوراء ذلکم. سورۃ النساء آیت ۲۴/ پ۴/. الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص ۱۱۰/ج۳/دارالفکر بیروت، روح المعانی ص ۴/ج۵/ادارۃ الطباعۃ المصطفائیہ دیوبند.

[۲] ایضاً.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آپ کا بھتیجہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور عدت گذر جائے، نیز کوئی اور بھی مانع نہ ہوتو شرعاً آپ کا اس بھتیجہ کی بیوی سے نکاح درست ہے۔بغیر طلاق کے اس سے آپ کا نکاح درست نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/۱۲/۵۶ھ

صحیح: عبد اللطیف ۱۶/ذی الحجہ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

بیوی کی بھتیجی سے نکاح

سوال:- زید نے جس عورت سے شادی کی تھی اس کا انتقال ہو چکا ہے اور اس نے دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑی ہیں اور زید اپنی مرحومہ کے بھائی کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے آیا یہ نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟ مفصل مع حوالہ کتب تحریر فرمائیے۔عین نوازش ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی اور مانع شرعی نہ ہوتو شرعاً یہ نکاح درست ہے۔لقولہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذٰلکم (الاٰیۃ)[2] البتہ اس مرحومہ کی حیات میں یہ نکاح درست نہ ہوتا کیونکہ پھوپھی اور بھتیجی ایک شخص کے نکاح میں ایک وقت میں رہنا ممنوع ہے کذا فی نصب الرایۃ[3] ص ۱۶۹/

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر، لأنه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد أصلاً شامی کراچی ص ۱۳۲/ ج۳/مطلب فی النکاح الفاسد (باب المهر) فتاوی عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۰/ج ۱/الباب الثالث، القسم السادس المحرمات التی يتعلق بهاحق الغير، بدائع الصنائع زکریا ص ۵۴۸/ ج ۲/فصل فی شرط ان لاتکون منکوحۃ الغیر.

[2] سورۃ النساء پ ۴/آیت ۲۴/.

[3] قال عليه السلام: لاتنكح المرأة على عمتها الخ، نصب الرایہ ص۱۶۹/ج ۳/فصل فی بیان المحرمات، بخاری شریف ص ۷۶۶/ ج ۲/باب لاتنکح المرأة علی عمتها، مطبوعه دیوبند، نسائی شریف ص ۶۶/۲/الجمع بین المرأة وعمتها، مکتبه فیصل دیوبند.

حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۵/۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۳/ جمادی الاولیٰ ۶۶ھ

بیوی کی بھانجی سے نکاح

سوال:- اپنی بیوی کی بہن کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بیوی مرجائے یا اس کو طلاق دیکر عدت ختم ہوجائے تو بیوی کی بہن کی لڑکی سے نکاح درست ہوگا[1] خالہ بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بھائی کی بیوی کی بیٹی سے نکاح

سوال: بڑے بھائی نے جس عورت سے نکاح کیا ہے اس کی ایک لڑکی پہلے شوہر سے ہے۔ کیا اس لڑکی سے چھوٹے بھائی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور یہ عورت بغیر طلاق کے ہے۔

---

[1] لوماتت الزوجة فلزوجها التزوج باختها يوم الموت ،الدرالمنتقى مع مجمع الانهر ص۴۷۸/ ج ۱/باب المحرمات، مطبع دارالكتب العلمية بيروت،لم يجزله ان يتزوج باختها حتى تنقضى عدتها،فتح القدير ص ۲۲۵/ج۳/ فصل فى بيان المحرمات، مطبع دار الفكر، تاتار خانيه ص۷/ ج۳/باب مايجوز من الانكحة ومالايجوز،مطبع ادارة القرآن كراچى .

[2] ويحرم الجمع بين إمرأتين لوفرضت إحداهما ذكرا تحرم عليه الأخرىٰ ،فلايجوزالجمع بين المرأة وبنت اختها مجمع الأنهر ص ۴۸۰/ج ۱/باب المحرمات (بيروت)شامى زكريا ص۱۱۶ /ج۴/باب المحرمات،فتح القدير ص ۲۱۲/ج۳/فصل فى بيان المحرمات، مطبع دار الفكر.

الجواب حامداًومصلیاً

اس عورت کی اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے جائز ہے[۱]۔ جس کے بڑے بھائی کے گھر میں وہ عورت ہے۔ اس عورت کے شوہر نے اگر طلاق نہیں دی ہے تو بڑے بھائی کا اس عورت کو اپنے گھر میں رکھنا اور تعلق زوجیت قائم کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۷/۸۷ھ

بہن بھائی کے لڑکے لڑکی کا نکاح

سوال: -ایک ماں باپ سے دو بھائی بہن ہیں۔ تو بھائی کا لڑکا اور بہن کی لڑکی ان دونوں کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

بھائی کے لڑکے کا نکاح بہن کی لڑکی سے کرنا جائز ہے۔ نکاح کرنے میں کوئی وجہ حرمت نہیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۳/۸۸ھ

---

[۱] واما بنت زوجة ابيه فحلال الدر المختار على الشامى ص ۲۷۹/ج۲/مطبوعه نعمانيه، فصل فى المحرمات، عالمگيرى ص۲۷۷/ج۱/الباب الثالث فى المحرمات، كتاب النكاح، مطبوعه كوئٹه، فتح القدير ص۲۱۸/ج۳/باب المحرمات، دارالفكر.

[۲] لايجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره عالمگيرى كوئٹه ص ۲۸۰/ج۱/الباب الثالث، القسم السادس الخ، شامى كراچى ص ۱۳۲/ج۳/مطلب فى النكاح الفاسد، باب المهر.

[۳] واحل لكم ماوراء ذلكم سورة النساء آيت ۲۴/ پ۴/.

ماں اور بیٹی کا نکاح دو بھائیوں سے

سوال:- ہندہ اور ہندہ کی لڑکی کانپور آئے بغرض شادی۔ لڑکی کی شادی زید کے بڑے بھائی سے ہوگئی۔ کچھ دنوں بعد لڑکی کی ماں نے زید سے شادی کچھ تعلق ہوجانے پر کرلی۔ دونوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس لڑکی کی شادی زید کے بھائی سے ہوئی اور لڑکی کی والدہ کی شادی زید سے ہوئی تو دونوں صحیح ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

باپ اور بیٹے کا نکاح دو بہنوں سے

سوال:- دو حقیقی بہنوں کا نکاح دو حقیقی باپ بیٹے سے ہوسکتا ہے یا نہیں پہلے ان کا رشتہ ان عورتوں سے کچھ نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی اور مانع شرعی موجود نہ ہو تو یہ نکاح جائز ہے۔ ایک عورت اگر کسی مرد کے نکاح میں ہو تو اس عورت کی لڑکی اس مرد کے باپ پر حرام نہیں ہوتی تو اس کی بہن بطریق اولیٰ حرام نہ ہوگی و امابنت زوجة ابیه او ابنه فحلال، درمختار علی الشامی[2] ص۴۳۰ رج ۲ر۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم رمضان ۱۳۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲ر رمضان ۱۳۵۴ھ

---

[1] واحل لکم ماوراء ذلکم. سورۃ النساء آیت ۲۴ر پ ۴ر. (حاشیہ نمبر۲ر اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

دو بھائیوں کی شادی دو بہنوں سے

سوال:- زید کی بڑی لڑکی عمر کے بڑے لڑکے سے منسوب ہے۔ جانبین کے تعلقات بحمد اللہ بہت خوشگوار ہیں۔ عمر کی خواہش ہے کہ اس کے چھوٹے لڑکے کا رشتہ بھی زید کی چھوٹی لڑکی سے ہو جائے۔ مگر زید کو یہ عذر ہے کہ چونکہ اس کی تین پشتوں سے ایسا ہوتا آیا ہے کہ جب کبھی اس کے کنبہ کی دو بہنیں ایک ہی گھر میں دو سگے بھائیوں سے منسوب ہوئی ہیں تو راس نہیں آیا ہے یعنی ایک بھائی یا ایک بہن فوت ہوگئی۔ اس لئے معذور ہے۔ از روئے شرع زید کا ایسا عقیدہ رکھنا اور خوف زدہ ہونا جائز ہے یا باطل؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دو بہنوں کی شادی ایک گھر میں دو بھائیوں سے ہونے کی بناء پر یہ تصور کرنا یا عقیدہ رکھنا کہ ایک بہن ضرور مر جائے گی یا ایک بھائی مر جائے گا، گھر آباد نہیں ہو سکے گا شرعاً بے بنیاد اور غلط ہے[1] اس کی اصلاح ضروری ہے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے خواہ ایک گھر میں شادی ہو یا علیحدہ علیحدہ۔ گھروں میں بالکل شادی نہ ہو، موت اپنے وقت پر آئے گی نہ مؤخر ہوگی نہ مقدم[2] کیا چھوٹے بچوں کو موت نہیں آتی۔ لڑکی کے حق میں حالات کے اعتبار سے شادی وہاں نہ کرنا مناسب ہو تو دوسری بات ہے۔ لیکن مذکورہ خوف غلط ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۴/۹۶ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [2] الدر المختار کراچی ص ۳۱/ج ۳/فصل فی المحرمات، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۷/ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصھریة، فتح القدیر ص ۲۱۸/ج ۳/باب المحرمات، دار الفکر۔

[1] عن ابی ہریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعدوی ولاھامة ولانوء ولاصفر مشکوٰة ص ۳۹۲، ۳۹۳/ باب الفال والطیرة، الفصل الاول، مبطوعہ یاسر ندیم دیوبند۔

[2] لکل امة اجل اذا جاء اجلھم فلایستاخرون ساعة ولایستقدمون سورہ یونس آیت ۴۹/۔

تین لڑکیوں کی شادیاں تین لڑکوں کے ساتھ

سوال:- زید کی شادی ہندہ سے ہوئی تھی اور اس سے ایک لڑکا بدر پیدا ہوا، اس کے بعد ہندہ کی وفات ہوگئی، پھر زید کی دوسری شادی سلطانہ سے ہوئی جو اپنے ساتھ اپنے پہلے شوہر قمر کا ایک لڑکا جعفر کو زید کے یہاں لے کر آئی ہے۔ سلطانہ حیات ہے، سلطانہ کے سگے چچا یا سگے بڑے باپ کی رضیہ ہے اور رضیہ کی شادی فرقان سے ہوئی تھی۔ رضیہ کے بطن سے تین لڑکیاں ہیں، جن کا نام نرگس، ریحانہ، نجمہ ہے۔ ان تینوں لڑکیوں کا نکاح زید، بدر، جعفر سے جائز ہے یا نہیں جب کہ سلطانہ حیات ہو زید سلطانہ کی موجودگی میں یہ نکاح کرنا چاہتا ہے اور زید کا لڑکا بدر ہے جعفر سلطانہ کے بطن سے ہے۔ زید کی رضیہ چچیری سالی بھی لگتی ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔ عین نوازش ہوگی۔

الجواب حامداًومصلیاً

رضیہ زوجۂ فرقان کی تین لڑکیاں ہیں، نرگس، ریحانہ، نجمہ ان میں سے ایک کی شادی رضیہ کی چچازاد بہن سلطانہ کے شوہر زید سے ہوجائے اور ایک کی شادی زید کے لڑکے بدر سے ہوجائے اور ایک کی شادی زید کی زوجہ سلطانہ کے لڑکے جعفر بن قمر سے ہوجائے تو شرعاً درست ہے۔ ان میں کوئی حرمت کا شبہ نہیں۔ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَاوَرَاءَ ذٰلکم (الاٰیة)[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۵/۱۳۹۱ھ

دو بیویوں کی اولاد کا نکاح

سوال:- زید کی دو بیویاں ہیں۔ زوجۂ اولیٰ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کے انتقال

---

[1] سورة النساء پاره ۴/آیت ۲۴/تفسیر ابن کثیر ص ۷۰۷/ج ۱/مطبوعه نزار مصطفی البازمکه مکرمه، بدائع الصنائع زکریاص ۵۳۱/ج ۲/النوع الاول المحرمات بالقرابة.

کے بعد زید نے نکاح ثانی کیا اس نکاح سے دو اولا د نرینہ پیدا ہوئی اور زوجۂ ثانی کے ایک حقیقی بھائی بکر نے زوجۂ اولیٰ کی لڑکی سے نکاح کرلیا۔ آیا یہ نکاح از روئے شریعت درست ہے؟ نیز زوجۂ ثانی کی اولادِ نرینہ زوجۂ اولیٰ کی اولاد اناثہ سے نکاح کرسکتی ہے یانہیں؟ مدلل جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

زوجۂ ثانی کے حقیقی بھائی بکر نے جو زید کی زوجۂ اولیٰ کی لڑکی سے نکاح کیا ہے تو یہ شرعاً درست ہے[1] اس سے حرمت مصاہرت نہیں، نہ نسبی حرمت ہے۔ اگر کوئی حرمت رضاعت ہو تو امرِ آخر ہے۔

دوسری صورت میں زوجۂ ثانیہ اور زوجۂ اولیٰ کی اولاد باپ میں شریک ہیں، لہٰذا یہ علاتی بھائی بہن ہیں ان کا نکاح آپس میں درست نہیں لقولہٖ تعالیٰ حُرِّمَتْ علیکم امھاتکم وبناتکم و اخوتکم الخ[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۲/۶۳ ۱۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف

والد کے پھوپھی زاد بھائی سے نکاح

سوال: -لڑکی کے والد اور لڑکا آپس میں ماموں پھوپھی زاد بھائی ہوتے ہیں۔

---

[1] واحل لکم ماوراء ذٰلکم. سورۃ النساء آیت ۲۴/. تفسیر ابن کثیر ص ۷۰۷/ج ۱/مطبوعہ نزار مصطفی البازمکه مکرمه، بدائع الصنائع زکریا ص ۵۳۱/ج ۲/کتاب النکاح، النوع الاول المحرمات بالقرابة.

[2] سورۃ النساء آیت ۲۳۔ **ترجمہ:** تم پر حرام کی گئی ہیں، تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں۔ بیان القرآن ص ۱۰۶/۔

جس سے نکاح ہورہا ہے وہ چچا لگتا ہے۔لڑکی کا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ پھر ماں باپ کی غیر موجودگی میں نکاح کرادیا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

پھوپھی زاد بھائی کی لڑکی سے نکاح شرعاً جائز ہے[1]۔ حقیقی چچا سے ناجائز ہے[2]۔ لیکن یہ حقیقی چچا نہیں، بلکہ اس کے والد کا پھوپھی زاد بھائی ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۶/ ۹۲ھ

نواسی کا نکاح بھتیجے سے

سوال:- زید اپنی حقیقی نواسی کا نکاح اپنے حقیقی بھتیجے سے کرنا چاہتا ہے شرعاً یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

شرعاً یہ نکاح درست ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سوتیلی والدہ کی بہن سے نکاح

سوال:- حاجی عبدالرحمٰن کی دو بیویاں مریم بی اور زینب النساء ہیں۔ پہلی بیوی کا

---

[1] وأحل لکم ماوراء ذلکم سورة النساء پارہ ۴/ آیت ۲۴/ کے عموم کے تحت داخل ہے۔

[2] وبنات الاخ وبنات الاخت فهن محرمات نکاحاً ووطأً الخ (عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۳/ ج ۱/الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الاول المحرمات بالنسب)،بدائع زکریا ص ۵۲۹/ج ۲/اما النوع الاول فالمحرمات بالقرابة،الدرالمختار مع الشامی ص ۲۹/ج ۳/ فصل فی المحرمات، مطبوعه دارالفکر.

[3] وأُحِلَّ لکم ماوراءَ ذٰلِکُمْ .سورہ نساء آیت نمبر ۲۴/.

ترجمہ: اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کے سوا۔(از بیان القرآن)

انتقال ہوگیا ہے اس سے دولڑکے شبیر احمد اور رحمت احمد ہیں۔ دوسری بیوی اپنی حقیقی بہن سے شبیر احمد کا نکاح کرنا چاہتی ہے۔ تو یہ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خالہ سے نکاح کرنا حرام ہے[1] مگر خالہ وہ ہے جو والدہ کی بہن ہو، سوتیلی والدہ کی بہن خالہ نہیں۔ اس سے نکاح جائز ہے۔ شبیر احمد کی اپنی والدہ مریم بی کا انتقال ہوگیا۔ شبیر احمد کے والد کی دوسری بیوی زنیب النساء ہے جو کہ شبیر احمد کی حقیقی والدہ نہیں بلکہ سوتیلی والدہ ہے۔ زیب النساء کی بہن شبیر احمد کی خالہ نہیں۔ لہٰذا ان دونوں کا نکاح جائز ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۴/ ۹۰ھ

سوتیلی والدہ کی بہن سے نکاح کا حکم

سوال: – زید کی دو بیویاں ہیں زینب اور کلثوم، پہلی بیوی زینب سے ایک لڑکا خالد ہے۔ دوسری بیوی کلثوم کی ایک بہن رقیہ ہے۔ واضح رہے کہ کلثوم اور رقیہ بھی آپس میں سوتیلی بہن ہیں۔ تو خالد کا نکاح رقیہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ لڑکی بھی سوتیلی ماں کی سوتیلی بہن ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

خالہ سے نکاح حرام ہے[3] مگر خالہ وہ ہے جو حقیقی والدہ کی بہن ہو۔ سوتیلی والدہ، والد

---

[1] حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم واخواتكم وعماتكم وخالاتكم الآية سورة النساء ۲۳/. بخاری شريف ص ۷۶۵/ج ۲/با ب مايحل من النساء ومايحرم، كتاب النكاح ،مطبوعه اشرفی ديو بند.

[2] واحل لكم ماوراء ذلكم سورة النساء پ ۴/آيت ۲۴/. تفسيرابن كثير ص ۷۷/ج ۱/ مطبوعه نزار مصطفى البازمكه مكرمه،بدائع الصنائع زكرياص ۵۳۱/ج ۲/كتاب النكاح،النوع الاول المحرمات بالقرابة.

[3] حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم واخواتكم وعماتكم وخالاتكم الآية سورة النساء ۲۳/.بدائع الصنائع ص ۵۲۹/ج ۲/مطبوعه زكريا،اماالنوع الاول فالمحرمات بالقرابة، احكام القرآن للقرطبی ص ۹۳/ج ۳/دارالفكر بيروت.

کی دوسری بیوی کی جو بہن ہے (وہ خالہ نہیں اس سے نکاح حرام نہیں۔ لہٰذا زید کے لڑکے خالد کا نکاح زید کی دوسری بیوی کلثوم کی حقیقی بہن سے درست ہے۔ اگر کوئی اور رشتہ حرمت ورضاعت وغیرہ کا نہ ہو[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

ساس کی ماموں زاد ہمشیرہ سے نکاح

سوال:- زید کی ساس کی ماموں زاد ہمشیرہ ہے۔ زید اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ نکاح درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً

ساس کی ماموں زاد ہمشیرہ سے نکاح درست ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۴/۱۴۰۱ھ

سوتیلی ساس سے زنا پھر نکاح

سوال:- ایک شخص نے اپنی سوتیلی ساس سے زنا کیا جس سے حمل بھی ہو گیا اور اس حمل کی حالت میں اس سے نکاح کرلیا آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ نیز سوتیلی ساس سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی سوتیلی ساس سے زنا کیا ہو پھر حمل کی حالت میں اس سے نکاح کرلیا ہو قرآن مجید احادیث صحیحہ اور فقہ اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟

---

[1] اسباب التحريم انواع قرابة مصاهرة ورضاع ،جمع ملک، شرک الخ الدر المختار على الشامی کراچی ص۲۸/ ج۳/باب المحرمات، بدائع زکریا ص ۵۲۹/ ج۳/المحرمات بالقرابة .

[2] واحل لكم ماوراء ذٰلكم. سورہ نساء آیت ۲۴/ .تفسیر ابن کثیر ص۷۰۷/ج۱/دارالفکر بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

زنا کرنا قطعاً حرام ہے[1] اگر شرعی طریق پر زنا کا ثبوت ہوجائے تو حکومت اسلامیہ میں زانی اور زانیہ پر حدزنا جاری کرنا لازم ہے[2] اپنی سوتیلی ساس یعنی اپنی بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا شرعاً درست ہے خواہ بیوی زندہ ہو۔ خواہ مرچکی ہو۔ بخلاف الجمع بين امرأة وبنت زوجها فانه يجوز اھ مجمع الأنهر[3] ص ٣٣٦ /ایسی حاملہ سے بھی نکاح درست ہے اگر وہ حمل اس نکاح کرنے والے کا ہے۔ (زنا سے) تب تو اس کو صحبت بھی جائز ہے اور اگر کسی اور کا ہے تو وضع حمل سے پہلے صحبت وغیرہ ناجائز ہے اور نکاح جائز ہے۔ وصح نكاح حبلیٰ من زنا عندالطرفين وعليه الفتویٰ لدخولها تحت النص وفيه اشعار بانه لو نكح الزانی فانه جائز بالاجماع خلافاً لابی يوسفؒ قياساً علیٰ الحبلیٰ من غيره ولاتوطئی الحبلی من الزنا ای يحرم الوطی وكذا دواعيه ولاتجب النفقة حتى تضع الحمل اتفاقاً اھ مجمع[4] ٣٢٩/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٣/١١/٥٥ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ٣/ ذی قعدہ ٥٥ھ

---

[1] ولاتقربوا الزنى انه كان فاحشة وساء سبيلا (سورة الاسراء ٣٢/شرح فقه اكبر ص ٦٨/مطبع مجتبائی دهلی.

[2] ويثبت بشهادة اربعة فی مجلس واحد بلفظ الزنا (الی قوله) حكم به وجوباً الدر المختار علی الشامی ص ٨، ١٠/ ج ٦/ كتاب الحدود، مكتبه زكريا.

[3] مجمع الأنهر ص ٤٨٠/ ج ١/فصل فی المحرمات (مطبوعه بيروت) عالمگيری ص ٢٧٧/ ج ١/القسم الرابع المحرمات بالجمع، البحر كوئٹه ص ٩٨/ ج ٣/فصل فی المحرمات.

[4] مجمع الأنهر ص ٤٨٥/ ج ١/فصل فی المحرمات، مطبوعه بيروت، عالمگيری كوئٹه ص ٢٨٠/ ج ١/القسم السادس المحرمات التی يتعلق بها حق الغير، الدر المختار مع الشامی ص ٤٨/ ج ٣/مطلب مهم فی وطء السراری الخ، كتاب النكاح.

سوتیلے ماموں سے شادی

سوال:- زید کے دو بیٹیاں جوان ہیں مگر بیوی کا انتقال ہوگیا ہے زید نے دوسری شادی کر لی۔اب دوسری بیوی کے بھائی سے زید کی بیٹی کی شادی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

کسی لڑکی کی شادی اس کے ماموں سے درست نہیں۔مگر یہاں زید کی دوسری بیوی کا بھائی زید کی پہلی بیوی سے جو بیٹی ہے اس کا ماموں نہیں یہ نکاح شرعاً درست ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ دارالعلوم دیوبند

سوتیلے ماموں سے نکاح

سوال:-(۱) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے علاتی ماموں سے کردیا علاتی ماموں اور حقیقی والدہ کا والد ایک ہے اور والدہ مختلف ہیں۔شرعاً یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر نہیں تو نکاح کے موقع پر جو لوگ واقف کار تھے اور نکاح میں موجود تھے ان کے ساتھ شریعت کیا حکم رکھتی ہے؟

(۳) زید کے ساتھ اسکی لڑکی کی اولاد کے ساتھ میل جول برتاؤ کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

(۴) ہر چہار اماموں میں سے کسی امام صاحب کے مذہب میں درست ہو تو بھی مطلع فرمایا جائے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) یہ نکاح شرعاً جائز نہیں ویحرم اختہ لاب وام اولاحدھما لقولہ تعالیٰ

---

[1] واحل لکم ماوراء ذٰلکم. سورہ نساء آیت ۲۴/.

واخـواتـکـم وبـنـتهـاالقوله تعالیٰ وبنات الاخت وابنةاخيه لاب وام او لاحدهما لقوله تـعالیٰ بنات الاخ وان سفلن لعموم المجاز أودلالةالنص أوالاجماع اھ مجمع الأنهر[1] ص٣٢٣/ج١/۔

(٢) جولوگ واقف ہونے کے باوجود اس نکاح میں شریک ہوئے وہ سب گنہگار ہوئے سب کوتوبہ لازم ہے[2] اوران دونوں میں تفریق ضروری ہے[3]۔

(٣) اگر زید اپنی لڑکی اور داماد میں تفریق نہ کرائے اور وہ دونوں متارکت نہ کریں تو ان سے تعلقات ترک کردیئے جائیں تاکہ وہ تنگ آ کر توبہ کریں[4]۔

(٤) عبارت منقولہ سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٢/٢٥/٦٣ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ٢٩/صفر ٦٣ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

---

[1] مـجـمـع الأنهـر ص٤٧٦/ج١/كتـاب الـنـكـاح، باب المحرمات، مطبع دارالكتب العلمية بيـروت،البحرالرائق كوئٹه ص٩٣/ج٣/كتاب النكاح،فصل فى المحرمات،زيلعى ص١٠٢/ ج٢/كتاب النكاح، فصل فى المحرمات، مطبع امداديه ملتان.

[2] ان التوبة من جـمـيـع الـمعاصى واجبة وانها واجبة على الفورولايجوزتاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة اوكبيرة،تـفسيـرروح الـمعانى ص٢٣٦/ج١٥/سورة التحريم تحت الاية ٨/ مطبع دار الفكر بيروت،شرح للنووى على الصحيح المسلم ص٣٥٤/ج٢/كتاب التوبة، مكتبه بلال ديوبند.

[3] بـل يـجـب عـلـى الـقاضى التفريق بينهما الخ الدر المختار على الشامى كراچى ص١٣٣/ ج٣/ مـطـلـب فـى الـنـكـاح الفاسد،باب المهر،فتاوى عالمگيرى ص٣٣٠/ج١/الباب الثامن فى النكاح الفاسد، مطبوعه كوئٹه.مجمع الانهرص٥٢٣/ج١/باب المهر،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[4] وفيـه دليـل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلايسلم عليه الاان يقلع وتظهرتوبته الخ المفهم شرح المسلم ص٩٨/ج٧/باب يجهرمن ظهرت معصيته حتى تتحقق توبته الخ،دارابن كثيـر بيروت، مـرقـاةص٧١٦/ ج٤/بـاب مـايـنـهـى عـنـه مـن التهـاجروالتقـاطع الخ،طيبى ٢٤٣/ج٩/باب ايضا مطبوعه ديوبند.

ربیبہ اور سوتیلی ماں کو نکاح میں جمع کرنا

سوال:- بکر کی منکوحہ ہندہ کے بطن سے ایک دختر زبیدہ ہے اور لڑکی کا نکاح زید سے کیا گیا اور زید کی اس منکوحہ زبیدہ کے بطن سے دو طفل ہوئے اسی دوران میں بکر کی منکوحہ ہندہ فوت ہوگئی اس نے سکینہ سے نکاح کرلیا اور ایک لڑکا تولد ہوا بکر کے فوت ہوجانے کے بعد زید نے زبیدہ کی موجودگی میں سکینہ سے نکاح کرلیا اور ایک ماہ بعد سکینہ کے کہنے پر زبیدہ کو طلاق دیدی۔ کیا از روئے شرع یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو نکاح خواں اور گواہان حضور نکاح کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً یہ نکاح جائز ہے درمختار بر حاشیہ شامی ص ۴۳۹ / ج ۲ / کتاب النکاح فصل فی المحرمات میں فجاز الجمع بین امرأة وبنت زوجها اھ[1] پس جائز ہے نکاح میں جمع کرنا ایک عورت کو اور اس کے شوہر کی لڑکی کو، زبیدہ صورت مسئولہ میں سکینہ کے شوہر (بکر کی) لڑکی ہے۔ زید نے ہر دو کو نکاح میں جمع کرلیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸ / ۲ / ۶۳ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹ / صفر ۶۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

زوجۂ ربیب سے نکاح

سوال:- (۱) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا جس کے ساتھ ایک لڑکا بھی ہے زید

---

[1] الدر المختار نعمانیة ص ۲۸۴ / ج ۲ / فصل فی المحرمات، عالمگیری ص ۲۷۷ / ج ۱ / القسم الرابع المحرمات بالجمع، مطبوعه کوئٹه، فتح القدیر ص ۲۱۸ / ج ۳ / فصل فی بیان المحرمات، کتاب النکاح.

نے اس لڑکے کا بھی نکاح کردیا اس کے بعد وہ عورت ولڑکا فوت ہوگیا تو زید سوتیلے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر لڑکے کی والدہ زندہ زید کے نکاح میں ہو جب بھی زید اپنے اس سوتیلے لڑکے کی بیوی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اگر کوئی اور مانع شرعی موجود نہیں تو کرسکتا ہے لقولہ تعالیٰ احل لکم ما وراء ذٰلکم[۱] سوتیلا بیٹا شرعی بیٹا نہیں کہ اس کی بیوی سے نکاح ناجائز ہو۔

(۲) اس صورت میں بھی یہ نکاح جمع جائز ہے اگر اس لڑکے کی والدہ اور اس کی بیوی میں کوئی اور مانع نکاح رشتہ داری نہ ہو۔ فجاز الجمع بین امرأة وبنت زوجها او امرأة ابنها الخ. درمختار[۲] ص ۱۸۸ / ج ۱ /. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۲۹/۶/ ۵۲ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ ۳/ رجب ۵۲ھ

سمدھی سمدھن کا نکاح

سوال: - زید کی شادی ہندہ سے ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد زید کی ماں نے ہندہ کے باپ سے شادی کرلی۔ کیا یہ شادی درست ہے؟ اگر شادی درست ہے تو پھر زید کی ماں ایک واسطے سے ساس ہوگئی جو ناقابل فہم ہے۔

---

[۱] سورۃ النساء آیت ۲۴/۔

[۲] الدر المختار نعمانیہ ص ۲۸۴ / ج ۲ / مطبوعہ کراچی ص ۳۹ / ج ۳ / فصل فی المحرمات فتح القدیر ص ۲۱۸ / ج ۳ / فصل فی المحرمات، کتاب النکاح، دار الفکر، تبیین الحقائق ص ۱۰۵ / ج ۲ / فصل فی المحرمات، مکتبہ امدادیہ ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سمدھی سمدھن کا نکاح ہے جو کہ جائز ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۶/ ۹۳ھ

بیوہ کا نکاح دیور سے

سوال: - ایک شخص اپنی منکوحہ بیوی اور لڑکی ووالدین حقیقی وتین برادر نابالغ چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ مرحوم کے والدین مرحوم کی بیوی سے اپنے دوسرے لڑکے خوردسال کی شادی یا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ مرحوم کی بیوی اور بیوی کے ورثاء بھی اس نکاح سے ناراض ہیں۔ شرعاً بصورت مذکورہ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مرحوم کی بیوی جب کہ بالغہ ہے تو کوئی شخص جبراً اس کا نکاح نہیں کرسکتا[2] جہاں نکاح کرنا ہو اس کی مرضی سے کریں۔ اگر اپنے دیور سے رضامند ہو اور بھی کوئی مانع نہ ہو تو اس سے بھی درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱۲/ ۵۶ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ ذی الحجہ ۵۶ھ

---

[1] واحل لكم ماوراء ذالكم. سورة النساء پ ۴/ آيت ۲۴/.

[2] ولاتجبر البالغة على النكاح درمختار نعمانيه على ردالمحتار ص ۲۹۸/ ج ۲/ الدر المختار كراچى ص ۵۸/ ج ۳/ باب الولى، البحر كوئٹه ص ۱۱۰/ ج ۳/ باب الاولياء والاكفاء، تبيين الحقائق ص ۱۱۸/ ج ۲/ باب الاولياء والاكفاء، مكتبه امداديه ملتان.

دیور سے نکاح

سوال:- خالدہ اور زید

زوجین

عبداللہ شوہر ثانی ہندہ دختر زید

عبداللہ کا چھوٹا بھائی سعید

تو اب ہندہ کا نکاح سعید سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ زید مر چکا ہے۔ خالدہ نے نکاح ثانی عبداللہ سے کیا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

ایسی صورت میں عبداللہ کا چھوٹا بھائی سعید ہندہ سے عقد کرسکتا ہے اس لئے کہ وہ محرم نہیں ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

شوہر کے لڑکے اور بیوی کی لڑکی کا نکاح

سوال:- زید کی زوجۂ ثانیہ کی جولڑکی خاونداول سے ہے زید کے اس لڑکے سے جو پہلی بیوی سے ہے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جائز ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] واحل لكم ماوراء ذلكم .سورة النساء رقم الآية ۲۴/.تفسير ابن كثير ص۴۰۷/ج۲/مطبع مصطفى البازمكة المكرمة،بدائع الصنائع زكرياص ۱۵۳۱/ج۲/انواع الاول،المحرمات بالقرابة.

[2] ولابأس بأن يتزوج الرجل إمرأة ويتزوج ابنه امها أوبنتها الخ،(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

شوہر کی لڑکی کا نکاح بیوی کے لڑکے سے

سوال:- ہندہ مرگئی۔اس نے ایک لڑکا چھوڑا لڑکے کے باپ نے دوسری شادی کرلی اور آنے والی عورت کے ساتھ ایک لڑکی آئی تو اس لڑکی سے ہندہ کے لڑکے کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بیوی کی لڑکی پہلے شوہر سے ہے اور شوہر کا لڑکا پہلی بیوی سے ہے تو ان دونوں کا نکاح شرعاً درست ہے دونوں آپس میں بہن بھائی نہ ہوئے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

بیوی کی بیٹی سے شوہر کے بھائی کا نکاح

سوال:- ہندہ حنفی مسلک سے تعلق رکھتی ہے اور اس نے زید سے شادی کرلی زید شافعی مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔چندسال بعد زید کا انتقال ہوگیا۔اس اثناء میں ہندہ کے بطن سے دو بچے ہوئے،ایک لڑکی اور ایک لڑکا۔عدت گذرنے کے بعد ہندہ نے نکاح ثانی کرلیا۔ ثانی شوہر کا ایک بھائی ہے۔اب ہندہ کی لڑکی سن شعور کو پہنچ چکی ہے۔ ہندہ کا موجودہ شوہر

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مجمع الأنهر ص ۴۸۱ ج ۱ باب المحرمات (مطبوعه بيروت)، فتاوى عالمگيرى ص ۲۷۷/ ج ۱/ القسم الثانى المحرمات بالصهرية، مطبوعه كوئٹه، فتح القدير ص ۲۱۸/ ج ۳/ باب المحرمات، كتاب النكاح، دار الفكر.

[1] واما بنت زوجة ابيه وابنه فحلال درمختار نعمانية ص ۲۷۹/ ج ۲/ باب المحرمات، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۷۷/ ج ۱/ القسم الثانى المحرمات بالصهرية، فتح القدير ص ۲۱۸/ ج ۳/ باب المحرمات كتاب النكاح دار الفكر مصر.

اپنے سگے بھائی سے ہندہ کی لڑکی سے شادی کرانا چاہتا ہے۔ ازروئے شرع مطلع کیجئے کہ رشتہ جائز ہے یا نا جائز ہے۔ ہندہ کے موجودہ شوہر اور مرحوم شوہر میں کوئی خونی رشتہ نہیں، دونوں مسلمان ہیں اور شافعی مسلک کے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ہندہ کا نکاحِ ثانی ایک شخص سے ہوا اور اس کی لڑکی جو کہ پہلے شوہر مرحوم سے ہے، اس کا نکاح ہندہ کے موجودہ شوہر کے بھائی سے ہو شرعاً درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۸/۷/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیو بند ۹/۷/ ۹۲ھ

ایک عورت اور اس کے شوہر کی بیٹی کا نکاح ایک شخص سے

سوال:- عورت مع اپنی سوتیلی ماں کے ایک شخص کے نکاح میں جمع ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہو سکتی ہے ویجوز (الجمع) بین امرأة وبنت زوجها اھ عالمگیری ص ۲۷۷/ ج ۱/[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۲/ ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲۷/ صفر ۶۱ھ

---

[1] وأحل لكم ماوراء ذٰلكم. سورة النساء آيت ۲۴/ پ ۴/ تفسير ابن كثير ص ۷۰۷/ ج ۳/ مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه، تفسير مظهرى ص ۲۶/ ج ۲/ مكتبه رشيديه كوئٹه، بدائع زكريا ص ۵۳۱/ ج ۲/ فصل فى المحرمات.

[2] عالمگيرى ص ۲۷۷/ ج ۱/ مطبوعه كوئٹه پاكستان، القسم الرابع المحرمات بالجمع، فتح القدير ص ۲۱۸/ ج ۳/ فصل فى بيان المحرمات، كتاب النكاح، مطبوعه دار الفكر، مجمع الانهر ص ۴۷۹/ كتاب النكاح، باب المحرمات، مطبع دار الكتب العلمية بيروت.

مطلقہ بیمار کو گھر رکھنا اور اس کی بہن سے نکاح کرنا

سوال: – زید نے اپنی بیوی کو اس کی صحت کی خرابی کی بناء پر طلاق دیدی۔ بعد عدت گذر نے مطلقہ بیوی کی حقیقی بہن سے نکاح کرلیا، مطلقہ بیوی بہت بیمار ہے اور والدین بوجہ غربت کے اس کے نفقہ سے مجبور ہیں۔ اس لئے زید کا اس مطلقہ بیوی کو بھی اپنے گھر ٹھہرائے رکھنا درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی ہمدردی اور اعانت کے لئے درست ہے مگر پردہ پورا رہے اور سامنا نہ ہو نیز تنہائی بھی نہ ہونے پائے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۷/۷۷ھ

بھتیجے کی مطلقہ سے نکاح کی وجہ سے ترکِ تعلق

سوال: – ایک شخص مرگیا ہے اس نے ایک بھائی اور ایک لڑکا چھوڑا یہ لڑکا شادی شدہ ہے۔ اس نے کسی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ بعد عدت اس کے چچا نے خود اس سے نکاح کرلیا ہے۔ پس یہ نکاح درست ہے یا کہ نہیں؟ اگر درست ہے تو پھر گاؤں یا خاندان والوں کا اس بنا پر اس سے ترکِ تعلق درست ہے یا کہ نہیں؟ اور ترکِ تعلق بھی ایسا کہ اگر اس کے خاندان میں کوئی مرگیا ہے تو نمازِ جنازہ کوئی نہیں پڑھے گا، اور نہ اس کا کھانا مہیا کریں گے۔ پس اس مسئلہ کا تشفی بخش جواب دیا جائے۔

---

[1] الخلوة بالاجنبية حرامٌ، الدر المختار مع الشامی ص ۳۶۸/ ج ۶/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر والمس، مطبع دار الفکر بیروت، شامی زکریا ص ۵۲۹/ ج ۹/ المصدر السابق، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۹۴/ ج ۸/ کتاب الکراهية، فصل فی النظر والمس، زیلعی ص ۱۷/ ج ۶/ کتاب الکراهية، فصل فی النظر والمس، مطبع امدادیه ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

بھتیجے کی بیوی سے اگر کوئی دوسرا رشتہ حرمت کا نہ ہو تو اس سے نکاح کرنا شرعاً درست ہے[1]۔ جب طلاق کے بعد عدت گذار کر نکاح کیا ہے تو اس پر اعتراض کرنا غلط ہے اور اس کی وجہ سے ترکِ تعلق کر دینا ظلم ہے اور نمازِ جنازہ میں شرکت نہ کرنا گناہ ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۸/ ۹۱ھ

حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے

سوال:- حضرت فاطمہؓ کا عقد حضرت علیؓ سے ہوا جو حضرت نبی اکرمؐ کے چچازاد بھائی تھے ہر مسلمان کو فرض ہے کہ سنت کی پیروی کرے۔ لیکن میری عمر ۷۷/ برس کی ہوئی ایسا عقد میری نظر سے نہیں گذرا، کیا آپ کے یہاں کوئی عقد ہوا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جن قرابتوں سے نکاح حرام ہوتا ہے ان کی تفصیل قرآن پاک[3] اور حدیث شریف[4] اور کتب فقہ[5] میں مذکور ہے۔ چچازاد بھائی ان قرابتوں میں نہیں[6] حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی

---

[1] قال اللّٰہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذٰلکم .سورہ نساء آیت ۲۴/.

[2] الصلاۃعلی الجنازۃفرض کفایۃالی قولہ واذا ترک الکل أثموا،عالمگیری کوئٹہ ص ۱۶۲/ ج ۱/الفصل الخامس فی الصلاۃعلی المیت،شرح وقایہ ص ۲۵۳/ج ۱/باب الجنائز، مکتبہ رحیمیہ دیوبند،شامی زکریاص ۱۰۲/ج۳/قبیل مطلب فی صلاۃالجنازۃ.

[3] حرمت علیکم امھاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنت الاخت وامھاتکم التی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ وامھات نسائکم وربائبکم التی فی حجورکم الی آخرالآیۃ،سورۃ النساء ۲۳/.

[4] عن ابن عباسؓ حرم من النسب سبع ومن الصھرسبعٌ ثم قرأ حرمت علیکم امھاتکم الایۃ بخاری شریف ص ۷۶۵/ج۲/کتاب النکاح، باب مایحل من النساء ومایحرم ،مطبع اشرفیہ دیوبند.

[5] الدرالمختارمع الشامی دارالفکرص ۲۸،۳۰/ج۳/فصل فی المحرمات بدائع الصنائع زکریا ص ۵۲۹،۵۳۱/ ج۲/ النوع الاول المحرمات بالقرابۃ. (حاشیہ نمبر۶/اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بیٹی حضرت فاطمہؓ کا نکاح اپنے چچازاد بھائی حضرت علیؓ سے کردینا بذریعہ وحی تھا[۱] اس پر شبہ کی گنجائش نہیں اوراس کی نظیر تلاش کرنا لاحاصل ہے۔کوئی ضرورت نہیں اگر ۷۷/سال سے زائد بھی عمر ہوجائے تب بھی اس فکر میں نہ پڑیں۔البتہ حقیقی بھائی کی لڑکی سے نکاح حرام ہے۔جیسے قرآن پاک میں ہے وَبَنَاتُ الاخِ[۲]۔عینی،علاتی،اخیافی سب کا یہی حکم ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک بھائی کی مطلقہ بیوی کی اولاد سے دوسرے بھائی کی حلالہ والی اولاد کا نکاح

سوال:- محمد شاہد ومحمد زاہد دونوں حقیقی بھائی ہیں دونوں ہی شادی شدہ ہیں۔محمد شاہد نے اپنی بیوی مسماۃ جمیلہ کو جو کہ کئی بچوں کی ماں ہے غصہ میں تین طلاق دیدی۔عدت کے بعد محمد زاہد سے نکاح کردیا۔۱۲/۱۳/دن کے بعد محمد زاہد نے مسماۃ جمیلہ کو تین طلاق دیدی۔عدت کے بعد پھر مسماۃ جمیلہ کا نکاح محمد شاہد سے ہوگیا۔اب سوال یہ ہے کہ محمد شاہد ومحمد زاہد کی اولاد

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۷] واحل لکم ماوراء ذٰلکم .الآیة سورة النساء ۲۴/.تفسیر ابن کثیر ص۷۰۷/ج۱/مطبع مکتبه نزار مصطفی البازمکه مکرمه،بدائع الصنائع زکریا ص ۵۳۱/ ج۲/ النوع الاول المحرمات بالقرابة.

[۱] قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان اللّٰه تعالیٰ امرنی ان ازوج فاطمة بنت خدیجةؓ من علی بن ابی طالب فاشهدوا انی قد زوجته علی اربعة مثقال فضة ان رضی بذلک علی بن ابی طالب الخ مرقاة المفاتیح تحت حدیث بریدة قال خطب ابوبکرؓ وعمرؓ فاطمةؓ فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انها صغیرة ثم خطبها علیؓ فزوجها منه رواه نسائی ،مرقاة المفاتیح ص ۵۷۴/ج۵/ باب مناقب علی رضی اللّٰه تعالی عنه الفصل الثالث ،مطبوعه بمبئی.

[۲] سورة النساء پ۴/آیت ۲۴/.

کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محمد شاہد اور محمد زاہد کی اولاد کا آپس میں نکاح درست ہے۔ محمد شاہد کی بیوی کے نکاح بعد طلاق وعدت محمد زاہد سے ہوجانے کی وجہ سے ان کی اولاد کے نکاح میں رکاوٹ اور حرمت پیدا نہیں ہوگی۔ لابأس بان یتزوج الرجل امرأۃ ویتزوج ابنہ ابنتہا اوامہا کذا فی محیط السرخسی اھ(عالمگیری[1] ص ۲۷۷ /ج ۱/)فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۲/ ۹۶ھ

کسی بیوہ کا نکاح امام سے

سوال:- ہندہ اوراس کے بچے مسلمان ہوگئے تھے،ان میں سے بڑی لڑکی کی شادی مسلمان سے کردی گئی تھی۔ اب وہ لڑکی بیوہ ہوگئی ہے تواس بیوہ کا نکاح بعد عدت امام سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ لوگ اس میں شک کررہے ہیں کہ نماز نہیں ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قال اللّٰہ تعالیٰ واُحِلَّ لَکُمْ مَاوَرَاءَ ذٰلکُمْ[2] .جب وہ لڑکی مسلمان ہے اوراس کی عدت بھی ختم ہوچکی تو مسلمان مرد سے اس کی شادی بلاتکلف درست ہے۔ جو شخص اس سے نکاح کرے گا اس نکاح کی وجہ سے اس کی امامت میں کچھ خرابی نہیں آئیگی بلاشک وشبہ اس کی امامت درست ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۲/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۷/ ج ۱/قبیل القسم الثالث المحرمات بالرضاع،مجمع الانھر ص ۴۸۱/ ج ۱/باب المحرمات،مطبع دارالکتب العلمیۃ بیروت،فتح القدیر ص ۲۱۸/ ج ۳/ باب المحرمات، مطبع دارالفکر۔ (صفحہ نمبر ۲/کا حاشیہ اگلے صفحہ پرملاحظہ فرمائیں)

جس لڑکے سے لواطت کی ہو اس کے نکاح میں اپنی لڑکی دینا

سوال: - ایک شخص نے ایک لڑکے سے اغلام بازی کی اور اب اپنی لڑکی سے اس کا نکاح کرنا چاہتا ہے۔ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کمینہ حرکت اور سخت معصیت کی وجہ سے اس شخص کی لڑکی اس لڑکے پر حرام نہیں ہوئی بلکہ نکاح کی اجازت ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۳۰/۵/۵ ۱۳۹۵ھ

پیر کی بیٹی سے نکاح

سوال: - ایک جنگل میں باپ اور بیٹا دونوں کام کر رہے تھے باپ نے بیٹے سے کہا کہ تم کس کے مرید بنو گے؟ تو لڑکے نے کہا میں اپنے ماموں کا بالک بنوں گا۔ تو باپ نے کہا کہ ماموں کی لڑکی تیرے گھر میں ہے، جب تو ماموں کا مرید بننا چاہتا ہے تو تیرا نکاح اس کی لڑکی سے ہے اس سے تو بہتر ہے کہ اپنی بہن سے نکاح کر لیتا۔ تو لڑکے نے جواب دیا کہ بالک یا مرید بنوں گا تو ماموں کا۔ اس کے بعد اس لڑکے نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی اور طلاق باپ کے سامنے دی۔ ویسے نہ مرضی طلاق کی تھی اور نہ اب ہے۔ دونوں میاں بیوی ایک ہونے کو کہتے ہیں۔ اب علماء اس بارے میں کیا کہتے ہیں طلاق ہوگئی یا نہیں؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] سورہ نساء آیت ۲۴/ **ترجمہ:** اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔ بیان القرآن ص ۱۰۷/ ج ۱/۔

[۱] وفی الوالوالجیۃ: اتی رجل رجلا له ان یتزوج ابنته لان هذا الفعل لو کان فی الاناث لایوجب حرمة المصاهرة ففی الذکر اولیٰ شامی زکریا ص ۱۱۱/ ج ۴/ فصل فی المحرمات تحت قوله کوطؤ دبر مطلقاً.

الجواب حامداً ومصلیاً

پیر کی لڑکی سے نکاح جائز ہے وہ حقیقی بہن کی طرح نہیں۔ حضرت نبی اکرم ﷺ پیر اور مربیؓ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں[1]۔

بیٹے نے جب تین طلاق دی تو طلاقِ مغلظہ ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ کے دونوں کا شوہر بیوی کی طرح رہنا ہرگز جائز نہیں اور حلالہ یہ ہے کہ بیوی عدت کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے، وہ ہمبستری کر کے اگر طلاق دیدے یا مر جائے اور اس کی عدت گذر جائے تب دوبارہ اس مطلقہ لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے[2]۔ طلاق باپ کے سامنے اور جنگل میں دی تب بھی وہ طلاق ہوگئی[3]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شاگردہ سے نکاح

سوال: – حامد اپنی شاگردہ کو زوجیت میں لانا چاہتا ہے۔ حامد شادی شدہ ہے ایک یا

---

[1] عن عبداللّٰہ بن بریدۃ عن ابیہ قال خطب ابوبکرؓ وعمرؓ فاطمۃؓ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہا صغیرۃ فخطبہا علی فزوجہا منہ ،نسائی شریف ص۵۸ / ج۲ / کتاب النکاح، باب تزوج المرأۃ مثلہا فی السن،مطبع فیصل دیوبند.

[2] إن کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃلم تحل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بہا ثم یطلقہا أویموت عنہا الہندیۃص۴۷۳ / ج۱ / فصل فیما تحل بہ المطلقۃ ومایتصل بہ،تاتار خانیہ ص۲۰۳ / ج۳ / الفصل الثالث والعشرون فی المسائل الخ، ادارۃ القرآن کراچی،الدرالمختار علی الشامی ص۴۰۹، ۴۱۱ / باب الرجعۃ، مطبوعہ کراچی .

[3] أومخطئا بأن ارادالتکلم بغیر الطلاق فجری علی لسانہ الطلاق أوتلفظ بہ غیر عالم بمعناہ أوغافلاً أوساہیاً الدرالمختارعلی الرد کراچی ص ۲۴۱ / ج۳ / کتاب الطلاق،مجمع الانہر ص۸ / ج۲ / کتاب الطلاق، دارالکتب العلمیہ بیروت.

دو بچے ہیں مگر پہلی زوجہ اجازت دے رہی ہے اور حامد اس قابل بھی ہے کہ دونوں کا نباہ کر سکتا ہے۔ اصولِ شرع کے مطابق براہِ کرم تفصیل سے واضح تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ضرورت ہو، شرع کے مطابق حقوق ادا کرنے کی قدرت ہو، تو چار عورتوں کو بھی ایک وقت میں نکاح میں رکھنا درست ہے۔ لقوله تعالیٰ فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ[1] شاگردہ ہونا نکاح سے مانع نہیں[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۶/۱۴۰۶ھ

---

[1] سورة النساء پ ۴/ آیت ۳/ **ترجمہ:** تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کرلو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے۔ (بیان القرآن) بدائع الصنائع کراچی ص ۳۳۲/ ج ۱/ فصل ومنها وجوب العدل بين الخ، فتح القدير ص ۴۳۲/ ج ۳/ باب القسم، مطبوعه دار الفكر.

[2] واحل لكم ماوراء ذالكم: سورة النساء آيت ۲۴/ پ ۴/ تفسير ابن كثير ص ۷۰۷/ ج ۱/ مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه، بدائع الصنائع زكريا ص ۵۳۱/ ج ۲/ كتاب النكاح، الباب الاول المحرمات بالقرابة.

فصل: حاملہ اور زانیہ کے نکاح کے احکام

حاملہ سے نکاح

سوال:- ایک کنواری لڑکی نے زنا کرایا اور اس کو زنا کرانے سے حمل رہ گیا اور یہ بات مشہور ہوگئی پھر اس لڑکی کا نکاح اس حمل ہی کے زمانہ میں ہوگیا اور جس کے ساتھ نکاح کیا گیا اس کو بھی اس کا علم ہے اور اس نے اس کے ساتھ وطی بھی کی ہے تو آیا یہ نکاح درست ہوا یا نہیں۔ اب اس کے بچہ پیدا ہو چکا ہے اس کا پہلا نکاح ہی کافی ہے یا دوبارہ نکاح کرایا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو عورت زنا سے حاملہ ہو اس سے نکاح مفتی بہ قول پر درست ہے اور جس سے وہ حمل ہے اگر اسی سے نکاح ہو تو وطی بھی درست ہے اور اگر کسی دوسرے سے نکاح ہو تو وضع حمل سے پہلے وطی درست نہیں تاہم اگر وطی کر لی ہے تب بھی دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں پہلا ہی نکاح کافی ہے۔ **صح نكاح حبلىٰ من زنا عندالطرفين وعليه الفتوىٰ لدخولها تحت النص وفيه اشعار بانه لونكح الزانى فانه جائز بالاجماع خلافاً لابى يوسفؒ قياساً علىٰ الحبلىٰ من غيره و لاتوطئوالحبلىٰ من الزنا اى يحرم الوطؤ وكذا دواعيه ولاتجب النفقة حتى تضع الحمل اتفاقاً لقوله عليه الصلوٰة والسلام من كان يؤمن باللّٰه واليوم الأخر فلايسقين ماءه زرع غيره يعنى اتيان الحبالىٰ خلافاً للشافعى وفى الفوائد عن النوازل انه يحل الوطؤ عندالكل وتستحق النفقة كما فى النهاية اھ مجمع الانهر**[1]

---

[1] مجمع الأنهر ص ۴۸۵/ ج/ باب المحرمات مطبوعه دارالكتب العلمية (بيروت) فتح القدير ص ۲۴۱/ ج۳/ فصل فى المحرمات، مطبوعه دارالفكر بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير.

ص ۳۲۹/ج ۱/ اگراس نکاح کی تجدید کرلی جائے تو بھی ناجائز نہیں بلکہ اس صورت میں سب کے نزدیک نکاح درست ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

حاملہ سے نکاح

سوال:- زید نے ہندہ سے نکاح کیا نکاح کے بعد ٹھیک پانچ ماہ آٹھ دن میں ہندہ سے لڑکی پیدا ہوئی کیا یہ لڑکی زید کی ہے؟ زید کا نکاح درست ہوا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس لڑکی کا نسب زید سے نہیں ہے۔[1] یہ نکاح درست ہوگیا۔[2] آئندہ جو اولاد پیدا ہوگی وہ زید کی شمار کی جائے گی۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

حاملہ مزنیہ سے نکاح

سوال:- (۱) زید کا ایک عورت سے ناجائز تعلق ہوگیا اورعورت زید کے نطفہ سے

---

[1] اذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذيوم تزوجها لم يثبت نسبه وان جاء ت به لستة اشهر فصاعداً يثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سكت ،تاتارخانيه كراچى ص۷۷/ج۴/الفصل التاسع والعشرون فى ثبوت النسب،مجمع الانهر ص۱٦۳/ج۲/باب ثبوت النسب ،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،تبيين الحقائق ص۴۴/ج۳/باب ثبوت النسب ، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] وصح نكاح حبلىٰ من زنى لاحبلىٰ من غيره أى الزنى،الدرالمختار كراچى ص۴۸/ج۳/ فصل فى المحرمات،تبيين الحقائق ص۱۱۳/ج۲/فصل فى المحرمات مطبوعه امداديه ملتان بدائع الصنائع زكرياص ۵۵۰/ج۲/بيان عدم جوازنكاح معتدة الغير.

[3] ملاحظہ ہونمبر حاشیہ ۱/۔

حاملہ ہوگئی اوراس سے بچہ پیدانہیں ہواایسی صورت میں زید کا نکاح اس عورت سے جائز ہے یانہیں؟عورت کہتی ہے کہ میرے پیٹ میں زید کا نطفہ ہے۔

(۲) جائز ہےتو کس حدیث کی رو سے؟ مع آیات قرآنی مفصل ہونا چاہئے۔

(۳)اگرناجائز ہےتو کس حدیث کی رو سے؟ مع آیات قرآنی۔

(۴) عورت تعلق ناجائز ہونے سے پیشتر غیرشادی شدہ یعنی کنواری تھی۔عورت اور مرد ایک مکان میں رہتے ہیں اورعورت پردہ نشین نہیں ہے۔عام طور سے باہر نکلتی ہےعورت مرد کا تعلق ناجائز ہوجاتا ہےاورعورت بیان کرتی ہے کہ نطفہ اسی مرد کا ہےاورابھی بچہ بھی پیدا نہیں ہوا۔ایسی صورت میں نکاح جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱،۲،۳،۴)جائز ہےرجل تزوج حاملاً من زنا منه فالنکاح صحیح عندالکل ویحل وطؤها عندالکل اھ شلبی[۱]ص ۱۱۳/ج ۲/ ناجائزتعلق مطلقا حرام ہےاس سے ہمیشہ کے لئےتوبہ لازم ہے۔لقوله تعالیٰ ولاتقربوا لزنا انه کان فاحشة[۲]اورچہرہ کھول کر بے پردہ باہر نکلنا بھی ناجائز ہے۔[۳]فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ

---

[۱] شلبی علی هامش تبیین الحقائق ص۱۱۳/ج۲/فتح القدیرص ۱۴۲/ج۳/فصل فی المحرمات،مطبوعه دارالفکر بیروت ، البحرالرائق کوئٹه ص۱۰۶/ج۳/فصل فی المحرمات مکتبة امدادیة ملتان پاکستان.

[۲] سورۂ بنی اسرائیل آیت۳۲/۔**ترجمہ**:اورزنا کے پاس بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بےحیائی کی بات ہے۔

[۳] دلت الایة علی مسائل:الاولی وجوب التجلبب اوالتبرقع للنساء،بحیث یسترجمیع البدن اذا مست الحاجة الی الخروج من البیت،احکام القرآن للتهانوی ص۴۱۶/ج۳/سورة الحجاب کیفیة التستر،مادلت علیه الاحکام،مطبوعه ادارة القرآن کراچی، تفسیرمظهری ص۴۹۵/ ج۶/سورة النورتحت آیت ۳۱/مطبوعه رشیدیه کوئٹه، احکام القرآن للجصاص ص۶/ج۳/ سورة الاحزاب باب ذکرحجاب النساء مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی.

مزنیہ حاملہ کا نکاح

سوال:- اگر مطلقہ عورت کو ایام عدت میں حمل من الزنا ہوجائے تو اس کی عدت کیا ہوگی؟ نیز زانی مزنیہ سے زمانۂ عدت میں نکاح کرسکتا ہے یانہیں؟ اوراس سے دنیاوی معاملہ کرنا کیسا ہے؟ مثلاً سلام وکلام، کھانا، پینا وغیرہ۔

الجواب حامداًومصلیاً

اذا حبلت المعتدة وولدت تنقضی بالعدۃ سواء کان من المطلق او من الزانی شامی[1] ص ۶۰۴/ ج ۲/.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔ عدت میں نکاح کرنے کی زانی کو اجازت نہیں۔ زنا بھی حرام ہے اور حالت عدت میں مزنیہ سے نکاح بھی حرام ہے۔ ایسے نکاح کی وجہ سے معاملات (سلام، کلام، کھانا، پینا وغیرہ) تو سائل کے نزدیک تحقیق طلب ہے، مگر نفس زنا کا حکم کیا کچھ ہلکا ہے کہ اس کے متعلق دریافت نہیں کیا، اگر ترک تعلق اصلاح کے لئے مفید ہے تو ترک تعلق کردیا جائے۔ **ولا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ وکذلک المعتدة کذا فی السراج الوھاج سواء کانت العدۃ عن طلاق اووفاۃ اھ فتاویٰ عالمگیری ج ۲**[2]. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] شامی زکریا ص ۱۸۹/ ج ۵/ باب العدۃ، مطلب فی عدۃ الموت، سکب الانھر علی مجمع الانھر ص ۱۴۶/ ج ۲/ باب العدۃ، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیہ کراچی ص ۶۸/ ج ۴/ قبیل نوع آخر فی بیان مایلزم المعتدة فی عدتھا.

[2] عالم گیری ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس المحرمات التی یتعلق بھا حق الغیر، قاضیخاں علی الھندیة کوئٹہ ص ۳۶۶/ ج ۱/ فصل فی المحرمات، شامی زکریا ص ۲۷۴/ ج ۴/ باب المھر، مطلب فی النکاح الفاسد.

حاملہ سے نکاح

سوال:- زانیہ عورت کا نکاح جب کہ وہ زنا سے حاملہ ہو بحالت حمل ایسے شخص سے جس سے وہ حاملہ نہیں ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو صحبت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح جائز ہے لیکن وضع حمل سے پہلے صحبت جائز نہیں وصح نکاح حبلیٰ من زنا لاحبلیٰ من غیرہ وان حرم وطؤھا ودواعیہ حتیٰ تضع درمختار مختصراً ۵۰۴/ ج ۲/[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۱۰/ ۵۳ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۰/ شوال ۵۳ھ

حاملہ من الزنا سے نکاح

سوال:- (۱) زید عمرو کے گھر دو تین سال سے رہتا ہے۔ عمرو کی ایک لڑکی ہندہ ہے۔ جس سے زید کی شادی طے پائی تھی لیکن ابھی ہندہ اور زید کا نکاح نہیں ہوا تھا۔ صرف ہندہ اور زید کے والدین نے بات چیت مکمل کر رکھی تھی۔ اس کی معلومات ہندہ اور زید دونوں کو تھی چنانچہ دونوں زید و ہندہ ایک ہی گھر میں (عمرو کے یہاں) رہتے تھے جب کہ زید کا عمرو چچا لگتا ہے اس کی وجہ سے زید عمرو کے یہاں رہتا تھا، اسی اثناء میں زید نے ہندہ سے جماع کرلیا اور اس جماع کے نتیجہ میں حمل قرار پا گیا تو اس صورت میں زید کا ہندہ سے نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

---

[1] الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۴۸/ ج ۳/ فصل فی المحرمات، النھر الفائق ص ۱۹۸/ ج ۲/ فصل فی المحرمات، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، مجمع الانھر ص ۴۸۵/ ج ۱/ فصل فی المحرمات، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت.

(۲) نکاح کے بعد زید ہندہ سے پھر دوبارہ جماع کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) اس کے حمل کا کیا حکم ہے؟ کیا حرامی کہلائے گا؟

(۴) زید اور ہندہ کے لئے شرعاً کیا حکم نافذ ہوگا؟ جواب سے آگاہ کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) زید کا اسی حالت میں ہندہ سے نکاح کردیا جائے[1]۔

(۲) کرسکتا ہے[2]۔

(۳) اس کے دریافت کرنے کا ابھی وقت نہیں۔ جب بچہ پیدا ہوجائے اس وقت یہ لکھ کر دریافت کریں کہ نکاح سے اتنے روز بعد بچہ پیدا ہوا ہے۔

(۴) اگر ثبوت شرعی ہوجائے تو احکام بہت سخت ہیں مگر ان کے شرائط یہاں موجود نہیں۔ اس لئے توبہ واستغفار پر کفایت کی جائے[3] اور نکاح ہونے سے پہلے ان کو ہرگز ایک جگہ نہ ہونے دیا جائے۔ فوراً پردہ کرایا جائے اور تمام خاندان کو عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے کہ پردہ شرعی نہ ہونے کی وجہ سے کس قدر مفاسد اور فتنے پیدا ہوتے ہیں[4]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۸/۵۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ملاحظہ ہو حاشیہ ۲/۔

[2] رجل تزوج حاملاً من زنا منه فالنكاح صحيح عندالكل ويحل وطؤ هاعند الكل، شلبی علی الزيلعی ص۱۱۳ /ج۲/فصل فی المحرمات،مكتبة امدادية پاكستان،البحرالرائق كوئٹه ص۱۰۶ /ج۳/فصل فی المحرمات،الدرالمختارعلی الشامی زكرياص۱۴۲ /ج۴/فصل فی المحرمات.

[3] واتفقواعلی ان التوبة من جميع المعاصی واجبة وانهاواجبة علی الفورسواء كانت المعصية صغيرة اوكبيرة روح المعانی ص۲۳۶ /ج۱۵ /الجزء الثامن والعشرون،سورة التحريم تحت آيت ۸/مطبوعه دارالفكربيروت،نووی علی مسلم ص۳۵۴ /ج۲ /كتاب التوبة،مطبوعه رشيديه دهلی ،المفهم شرح مسلم ص۲۲۷ /ج۷/ كتاب الاذكار،(باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

مزنیہ حاملہ سے نکاح اور وطی

سوال: -ایک شخص نے کسی اجنبیہ سے زنا کیا اسے حمل رہ گیا ان دونوں کا یہ فعل اس شہر یا گاؤں میں مشہور ہو گیا مگر لوگوں نے جب زانیہ سے دریافت کیا کہ تیرے ساتھ یہ شخص زنا کرتا ہے تو زانیہ عورت نے بالکل صاف انکار کر دیا بلکہ ایک غیر شخص کی طرف اس قول کو منسوب کیا۔ اب نکاح کے متعلق فکر ہوا۔ تو لوگوں نے اس ہی غیر شخص سے اس کا نکاح حمل ہونے کی حالت میں پڑھوادیا اول شخص جو کہ زانی تھا اس کو کچھ سزا وغیرہ نہیں دی گئی۔ ثانی شخص یعنی جس نے اس زانیہ سے نکاح کیا ہے اسی حالت میں وطی کرنا شروع کر دیا آیا نکاح درست ہوا یا نہیں ایسی حالت میں وطی کرنا کیسا ہوگا۔ عندالشرع کس سزا کا مستوجب ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ غیر شخص بھی زنا کا اقرار کرتا ہے یا نہیں اگر اقرار کرتا ہے تو اس سے نکاح جائز ہے اور وطی بھی جائز ہے۔ اگر انکار کرتا ہے تو نکاح جائز ہے۔ مگر وطی وضع حمل سے پہلے جائز نہیں۔ کذا فی الفتاویٰ الهندية[1] ص ۲۸۸ / ج ۲ / کتاب النکاح . فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/۳/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف / سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مظاہر علوم ۲ / ربیع الآخر ۵۸ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) باب تجديد الاستغفار والتوبة مطبوعه دار صادر بيروت.

[۴] يا ايها النبى قل لازواجك وبناتك ونساء المومنين يدنين عليهن من جلابيبهن ذالك ادنى ان يعرفن فلايؤذين وكان الله غفوراً رحيما. سورة الاحزاب آيت ۵۹/.

[۱] يجوز أن يتزوج إمرأة حاملا من الزنا ولايطوها حتى تضع إذا تزوج إمرأة قد زنى هوبها وظهر بها حبل فالنكاح جائز عند الكل وله أن يطأها الهندية ص ۲۸۰ / ج ۱ / الباب الثالث فى بيان المحرمات، القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير، طبع كوئٹه، الدرمع الرد كراچى ص ۴۸، ۴۹ / ج ۳ / فصل فى المحرمات، مطلب مهم فى وطء السرارى اللاتى يؤخذن الخ، النهر الفائق ص ۱۹۸ / ج ۲ / فصل فى المحرمات، مطبوعه مكه مكرمه.

مزنیہ سے نکاح

سوال: -- زید کی شادی ہوگئی اور تین چار لڑکے ہوگئے پھر زید نے دوسری عورت سے جس کا خاوند مرگیا ہے اس سے اس نے بغیر نکاح کئے صحبت کی بہت دنوں تک اور بعد میں نکاح کیا ۶/ یا ۷/ ماہ بعد، نکاح ہوا یا نہیں؟ جواب عنایت فرماویں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر اس عورت کی عدت گذر چکی تھی اس کے بعد اس سے زید نے نکاح کیا ہے تو یہ نکاح صحیح ہے بشرطیکہ کوئی اور مانع شرعی نہ ہو نکاح سے قبل صحبت کرنا اگر چہ حرام ہے لیکن مانع نکاح نہیں اذا تزوج امرأةقد زنیٰ بها وظهر بها حبل فالنکاح جائزعندالکل الخ. عالمگیری[۱] ص ۲۸۸/ ج ۲/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/ رجب ۵۳ھ

زانیہ کا نکاح زانی سے

سوال: -- زانی مرد کا نکاح زانیہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر زانیہ حاملہ ہوجائے تو اس زانی مرد کا نکاح اس سے کس وقت ہوسکتا ہے؟

---

[۱] الهندية كوئٹه ص ۲۸۰/ ج ۱/ الباب الثالث فى المحرمات،القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير،الدرمع الشامى كراچى ص ۴۹/ ج۳/فصل فى المحرمات،مطلب مهم فى وطء السرار اللاتى يؤخذن غنيمة الخ فتح القدير ص ۲۴۱/ ج۳/فصل فى بيان المحرمات، مطبوعه دار الفكر بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

زانی کا زانیہ کو حمل ہو تب بھی اس سے زانی کا نکاح درست ہے اور صحبت بھی درست ہے زانیہ نہ کسی کے نکاح میں ہو نہ عدت میں تب بھی اس کا نکاح درست ہوتا ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۱۸/۷/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیو بند ۱۸/۷/۸۸ھ

زانی کا نکاح مزنیہ حاملہ سے جبراً

سوال:- اگر رشیدہ کو زید کا ناجائز نطفہ ٹھہر گیا تو کیا زید کے لئے یہ لازم ہو گیا کہ وہ رشیدہ سے جبراً نکاح کر لے؟ اگر نہیں تو ایسی حالت میں شرعی اصول کیا ہے؟ اگر لازم ہے تو کیونکر اس صورت کی تفصیل فرمائیں شرعی بنیاد پر؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لازم تو نہیں مگر رشیدہ کو اس پر رضامند ہو جانا چاہئے کہ وہ زید سے نکاح کرے اس میں بہت سے فتنوں سے حفاظت ہے۔ کذا فی الزیلعی[2]. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] وصح نكاح حبلىٰ من زنى لاحبلىٰ من غيره أى الزنىٰ لثبوت نسبه،لونكحها الزانى حل له وطؤ ها (قوله ثبوت نسبه) فهى فى العدة ونكاح المعتدة لايصح، شامى كراچى ص ۴۸/ج ۳/ فصل فى المحرمات،مجمع الانهر ص ۴۸۵/ج ۱/باب المحرمات،مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت،عالمگيرى ص ۲۸۰/ج ۱/كتاب النكاح،القسم السادس،المحرمات التى يتعلق بها حق الغير مطبوعه كوئٹه.

[2] إذا تزوجت بالزانى الذى حبلت منه لأن الأحكام مرتبةعليه من حل الوط ووجوب النفقة والسكنىٰ وغير ذالک زيعلى ص ۱۱۳/ج ۲/ فصل فى المحرمات،مطبوعه امداديه ملتان، الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۴۹/ج ۳/قبيل مطلب فيما لوزوج المولىٰ فى المحرمات،بحر كوئٹه ص ۱۰۶/ج ۳/ فصل فى المحرمات.

مزنیہ کی بیٹی سے نکاح

سوال:- مسمیٰ عبدالوحید کی لڑکی دلربا کی شادی عرصہ ۸/۷ سال ہوئے حقیقی بھتیجہ عبدالرشید خاں سے ہوئی اور تقریباً ۱/۲ سال سے لڑکی اس بنیاد پر اپنے شوہر کے یہاں نہیں جاتی کہ عبدالرشید نے یہ طعنہ دیا کہ میں نے تو تیری ماں کو اپنی بیوی بنا کر رکھا۔ اس امر کی تصدیق کی گئی کہ عبدالرشید خاں نے اپنی ساس یعنی چچی سے ناجائز تعلق رکھے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ شادی سے قبل واقعی عبدالرشید خاں نے ساس سے زنا کیا۔ آپ تحریر فرمائیں کہ دلربا کا نکاح درست ہوا یا نہیں؟ یا معلوم ہونے پر نکاح ساقط ہوگیا؟ عبدالرشید سے طلاق دینے کو کہتے ہیں تو وہ آمادہ نہیں ہے اور لڑکی شوہر کے یہاں جانے کو تیار نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عبدالرشید کو اس کا اقرار ہے کہ اس نے دلربا کی والدہ کے ساتھ زنا کیا ہے تو اس کا نکاح دلربا سے صحیح نہیں ہوا۔ یہ نکاح باطل ہوا۔ طلاق دلوانے کی حاجت نہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۶/۴ھ

معتدہ مزنیہ کا بعد ختم عدت زانی سے نکاح

سوال:- ہندہ کو اس کے شوہر نے تین طلاق دیدی یا ہندہ کا شوہر مر گیا، تو زید نے ہندہ سے ایام عدت میں زنا کیا۔ (العیاذ باللہ) تو کیا ہندہ عدت گذرنے کے بعد زید (زانی) سے نکاح کرسکتی ہے؟ یا زید کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی؟ اور ہندہ کی عدت میں کوئی

---

[1] قال لإمرأته كنت جامعت أمك قبل نكاحك يوأخذ به ويفرق بينهما، الهندية مطبوعه كوئٹه پاکستان ص ۲۷۵/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهرية، الدر المختار على الشامی زکریا ص ۱۱۵/ ج ۴/ کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، بحر کوئٹه ص ۱۰۱/ ج ۳/ فصل فی المحرمات.

خلل تو نہیں واقع ہوا؟ عوام میں مشہور ہے کہ عدت میں زنا کرنے والے پر وہ عورت مزنیہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ نیز یہ بھی مشہور ہے کہ عدت میں اگر زنا کرالیا تو دوبارہ عدت گذارنی پڑیگی؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس معصیت کبیرہ کی وجہ سے نہ مزنیہ اس زانی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوتی ہے[۱]، نہ اس پر دوسری عدت واجب ہوتی ہے۔[۲] بلکہ پہلی عدت ختم ہونے تک دونوں الگ الگ رہیں۔ پھر جب عدت ختم ہو جائے تو نکاح کرلیں[۳]۔ گناہ سے توبہ کریں[۴] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱۱/۹/۹۳ھ

مزنیہ منکوحہ سے زانی کا نکاح بلا عدت

سوال:- ایک شخص کسی دوسرے کی عورت کولاتا ہے چار پانچ سال اپنے گھر رکھتا

---

[۱] وصح نكاح حبلىٰ من زنى لاحبلىٰ من غيره أى الزنى وإن حرم وطؤ ها ودواعيه حتى تضع لونكحها الزانى حل له وطؤها،الدرعلى الرد ص ۴۹/ج۳/،كراچى فصل فى المحرمات،البحر الرائق ص ۱۰۶/ج۳/فصل فى المحرمات مطبوعه سعيد كراچى،مجمع الانهر ص ۴۸۵/ ج ۱/باب المحرمات مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[۲] لاتجب العدة على الزانية،عالمگيرى ص ۵۲۶/ج ۱/الباب الثالث عشرفى العدة،مطبوعه كوئٹه.

[۳] ولايجوزنكاح منكوحة الغيرومعتدة الغيرعندالكل،تاتارخانيه كراچى ص ۴/ج۳/الفصل الثامن فى بيان مايجوزمن الانكحة الخ،عالمگيرى كوئٹه ص ۲۸۰/ج ۱/القسم السادس فى المحرمات الخ،شامى كراچى ص ۴۸/ج۳/فصل فى المحرمات.

[۴] واتفقواعلى ان التوبة من جميع المعاصى واجبة وانها واجبة على الفور سواء كانت المعصية صغيرة اور كبيرة روح المعانى ص ۲۳۶/ج۱۵/الجزء الثامن والعشرون سوره تحريم آيت ۸/ مطبوعه دارالفكربيروت،نووى على مسلم ص ۳۵۴/ج ۲/كتاب التوبة مطبوعه رشيديه دهلى الفهم شرح مسلم ص ۲۷/ج۷/كتاب الاذكارباب تجديدالاستغفاروالتوبة مطبوعه دارصادر بيروت.

ہے، اس سے بچے بھی پیدا ہو گئے۔ اب اس کو طلاق بھی ہو گئی ہے۔ تو کیا اب بغیر توبہ واستغفار وعدت اس زانیہ مطلقہ سے اس زانی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ بغیر عدت کے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح زنا کرنا حرام ہے اسی طرح طلاق کے بعد عدت میں نکاح کرنا بھی حرام ہے[1]، اگرچہ وہ عورت اپنے شوہر سے کتنی ہی مدت سے الگ اور زنا میں مبتلا ہو۔ ایسی ہٹ بہت خطرناک ہے۔ اس کو لازم ہے کہ اس عورت کو فوراً جدا کر دے اور توبہ واستغفار کرے۔ جب طلاق کے بعد عدت تین ماہواری ختم ہو جائیں تب اس سے نکاح کرے ورنہ سخت قہر میں گرفتار ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مزنیہ کی ماں یا بیٹی سے نکاح

سوال: – زید مسماۃ ہندہ اور اس کی بیٹی دونوں کے ساتھ مرتکب فعلِ زنا ہوا اب زید دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے، تو عندالشرع ماں کے ساتھ نکاح جائز ہے یا بیٹی کے ساتھ یا دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی جائز نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں میں سے کسی کے ساتھ بھی نکاح جائز نہیں۔ ومن زنیٰ بأمرأة حرمت عليه

---

[1] لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذالك المعتدة الهندية ص ۲۸۰ / ج ۱ / القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير، تاتارخانيه كراچى ص ۴ / ج ۳ / الفصل الثامن، مايجوز من الانكحة الخ شامى كراچى ص ۴۸ / ج ۳ / فصل فى المحرمات.

امها و بنتها، هدایہ[۱] ص ۲۸۹ / ج ۱ /. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۱۰/۵۲ھ

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/ شوال ۵۲ھ

مزنیہ کی لڑکی سے نکاح

سوال: – زید نے خالدہ سے ناجائز تعلق قائم کیا اور اس تعلق کی بنیاد پر خالدہ سے زنا کیا۔ خالدہ سے زنا کرنے کے بعد خالدہ کی ماں سے بھی زنا کیا۔ ان بدبختیوں کے بعد زید کو ندامت ہوئی اور اب وہ اپنی مزنیہ خالدہ سے عقد شرعی کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ حرام تعلق کو حلال سے بدل دے۔ سوال یہ ہے کہ خالدہ زید کے لئے جائز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ زید نے خالدہ سے کئی مرتبہ زنا کیا، اس کے بعد اس کی ماں سے زنا کیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں زید کے لئے خالدہ اور اس کی ماں دونوں سے نکاح حرام ہے۔ ناجائز تعلقات قائم کرنے سے وہ گنہگار ہوکر مرتکب کبیرہ ہوا۔ فوراً توبہ کرلے زید کے لئے اب کوئی صورت ان دونوں میں سے کسی سے بھی نکاح کرنے کی نہیں رہی۔ ومن زنیٰ بأمرأة حرمت عليه امها وبنتها هدايه اولین[۲] ص ۲۸۹ /. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۵/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۸۸ھ

---

[۱] هداية ص ۳۰۹ / ج ۲ / كتاب النكاح مكتبة دار الكتاب، الدر المختار على الشامی زکریا ص ۱۰۷، ۱۰۸ / ج ۴ / فصل فی المحرمات، عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۴ / ج ۱ / القسم الثانی المحرمات بالصهرية الخ.

[۲] هداية كتاب النكاح، دار الكتاب، ص ۳۰۹ / ج ۲ / مجمع الانهر ص ۴۸۱ / ج ۱ / باب المحرمات مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، شامی زکریا ص ۱۰۷ / ج ۴ / فصل فی المحرمات.

بنت الزنا کا حکم

سوال: - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت منکوحہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر اس کی بلا مرضی بازار میں بیٹھ گئی اور فحش پیشہ کرنے لگی مسمیٰ زید ایک شخص نے قومی غیرت وشرم سے اس عورت کو اپنے گھر میں رکھ لیا اور قوم نے تعلقات اس بناء پر ترک کر دیئے اسی حالت میں اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی بعد میں جرمانہ داخل کرنے کے بعد اور معافی مانگ لینے سے زید قوم میں داخل ہو گیا مگر وہ عورت اسی طرح اس کے پاس ہے تو اب اس لڑکی (جو کہ حرام نطفہ سے ہے) نکاح کر دینا اور اس کو اپنے گھر لے جانا درست ہے۔ یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زنا سے پیدا ہونے والے لڑکے اور لڑکی کا نکاح دوسرے سے صحیح ہو جاتا ہے[1]، بشرطیکہ اور کوئی مانع شرعی نہ ہو اسی طرح اس کا نکاح بھی پڑھنا پڑھانا درست ہے مال کا جرمانہ جائز نہیں[2]۔ تنبیہ کی اگر شرعی ضرورت ہو دوسرے طرق مقاطعہ وغیرہ سے کرنا چاہئے[3]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن عفی عنہٗ

الجواب صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/ محرم الحرام ۵۲ھ

---

[1] واحل لکم ماوراء ذٰلکم سورۃ النساء پارہ ۴/ کے عموم میں داخل ہیں اور محرمات میں سے نہیں ہیں۔

[2] لایجوز لاحدمن المسلمین اخذمال اخذبغیرسبب شرعی الی قوله والحاصل ان المذهب عدم التعزیربأخذ المال،البحر الرائق ص ۱ ۴/ ج۵/ فصل فی التعزیرباب حدالقذف کتاب الحدود،مطبوعه سعید کراچی،شامی کراچی ص ۱ ۶/ ج ۴/ کتاب الحدود باب التعزیر،مطلب فی التعزیربأخذالمال،عالمگیری کوئٹه ص ۱۶۷/ ج ۲/ کتاب الحدود فصل فی التعزیر.

[3] نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن کلامنا ایها الثلاثة (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

مزنیہ کی لڑکی سے نکاح

سوال: -اگر کسی لڑکے نے کسی عورت کے ساتھ ہمبستری کی جونا جائز تھی۔ اب اس عورت کی لڑکی جوان ہے اور لڑکی اور لڑکے کے تمام رشتہ دار اس لڑکے سے شادی کرانا چاہتے ہیں۔ جس نے اس لڑکی کی والدہ سے ہمبستری کی تھی اب اس حالت میں لڑکا منع نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اگر لڑکا منع کرتا ہے تو اس کی بات نہیں چلتی ہے اور منع کرنے سے ایک رشتہ داری بالکل ختم ہوجائے گی اور لڑکے سے سب آدمی کہتے ہیں کہ اس لڑکی سے شادی کرنے سے تم کو کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ تمہارے لائق ہے ان سب حالات کو دیکھتے ہوئے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ کچھ گنجائش ہے کہ لڑکا عیب چھپا سکے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنے والد سے اگر صاف نہیں کہہ سکتا تو کسی بڑے عالم کو سب بات بتادے، وہ اس کے والد صاحب کو بلا کر کہدیں کہ شرعاً یہ نکاح درست نہیں۔ اگر یہ نکاح کیا جائیگا تو معصیت اور حرامکاری ہوگی[۱]۔ تم تفصیل مت دریافت کرو۔ اس نکاح کو ختم کرکے دوسری جگہ نکاح کردو۔ خدائے پاک ان کو اس کے قبول کرنے کی توفیق دے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱/ ۹۴ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) هو دليل على وجوب هجران من ظهرت معصية فلايسلم عليه الا ان يقلع وتظهر توبته الخ المفهم شرح المسلم ص۹۸/ج۷/كتاب الرقاق باب يهجر من ظهرت معصية، مطبوعه دارصادر بيروت، مرقات ص۱۶۷/ج۴/كتاب الآداب باب ماينهى عنه من التهاجر الخ،مطبوعه اصح المطابع بمبئى.

---

[۱] من زنى با مرأة حرمت عليه امها وان علت وابنتها وان سفلت الخ،عالمگیری کوئٹه ص۲۷۴/ج۱/القسم الثانی المحرمات بالصهرية،هداية ص۳۰۹/ج۲/كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتاب ديوبند،شامى زكرياص۱۰۷/ج۴/فصل فى المحرمات.

بھائی کی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح

سوال:-(۱) زید کے ناجائز (زنا) کے تعلقات ماموں کی بیوی سے ہیں تو زید کے چھوٹے بھائی کا نکاح ماموں کی بیوی کی لڑکی سے جائز ہے یا حرام؟ ماموں بھی زندہ ہیں۔

(۲) اگر زید کے ماموں کی بیوی خود تسلیم کرے کہ یہ میری لڑکی میرے شوہر کے نطفہ سے ہے تو نکاح حرام ہے یا حلال؟

(۳) اس فیصلہ کے بعد بھی زید اپنی مومانی سے برابر زنا کر رہا ہے۔

(۴) اگر لڑکی نے اپنی ماں کو اس برے فعل میں مبتلا دیکھ لیا ہو تو پھر بھی اس کا نکاح جائز ہے یا حرام؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) زید کی ان نالائق حرکتوں اور معصیتوں کی وجہ سے جو اس نے ماموں کی بیوی سے کی ہیں اس کے چھوٹے بھائی کا نکاح ماموں کی لڑکی سے ناجائز نہیں ہوگا[۱]۔

(۲) یہ نکاح جائز ہے۔

(۳) اس نکاح پر اس سے بھی اثر نہیں پڑیگا۔

(۴) اس سے بھی یہ نکاح حرام نہیں ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/۸۹ھ

---

[۱] ومقتضى تقييده بالفرع والاصل انه لاخلاف فى عدم الحرمة على غيرهما من الحواشى كالاخ والعم الخ شامى زكرياص ۱۰۶/ج۴/ فصل فى المحرمات،حرمة المرأة على اصول الزانى وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة اصولها وفروعها على الزانى نسباً ورضاعاً، شامى كراچى ص ۳۲/ج۳/ فصل فى المحرمات،مجمع الانهرص ۴۸۱/ج ۱/كتاب النكاح فصل فى المحرمات،مطبوعه دارالكتاب العلمية بيروت،البحرالرائق ص ۱۰۱/ج۳/فصل فى المحرمات،مطبوعه سعيد كراچى.

زانی زانیہ کی اولاد کا آپس میں نکاح

سوال:–ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا۔ پھر مرد کا نکاح کسی اورعورت سے اورعورت کا نکاح کسی دوسرے مرد سے ہوجائے۔ پھران دونوں سے اولاد ہوتوان کا نکاح آپس میں درست ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایک مرد ایک عورت سے غلط طریقہ پرصحبت کرے مگراس مرد کی شادی کسی اورعورت سے ہوئی جس سے لڑکا پیدا ہوا۔عورت کی شادی کسی اورمرد سے ہوئی اس سے لڑکی پیدا ہوئی تو اس لڑکے اورلڑکی کا آپس میں نکاح درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۸/۱۳۹۹ھ

ابن الزانی اور بنت المزنیہ کا نکاح

سوال:–مسمیٰ عبداللہ شیخ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مسماۃ فضلی سے زنا کیا جب کہ دونوں ہی شادی شدہ تھے۔عرصہ کے بعد مسماۃ فضلی کے اپنے خاوند کی موجودگی میں لڑکی پیدا ہوئی اورمیرے لڑکا پیدا ہوا۔ان دونوں کا ہم نے آپس میں نکاح کردیا۔ دریافت طلب یہ ہے کہ یہ نکاح جائز ہوا یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

عبداللہ شیخ اورفضلی کی معصیت کی وجہ سے ان دونوں کے لڑکے لڑکی کا نکاح آپس

---

[۱] ویحل لاصول الزانی وفروعه اصول المزنی بها وفروعها الخ، شامی زکریا ص۱۰۷/ ج۴/ فصل فی المحرمات،البحرالرائق ص۱۰۱/ ج۳/فصل فی المحرمات،مطبوعه سعید کراچی، مجمع الانهر ص۴۸۱/ ج۱/ کتاب النکاح،فصل فی المحرمات،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

میں ناجائز نہیں ہے، بلکہ جائز ہے، حتی کہ اگر عبد اللہ شیخ اور فضلی آپس میں اپنا نکاح کرلیں جب کہ فضلی نہ کسی کے نکاح میں ہو نہ عدت میں تب بھی دونوں کی مذکورہ اولاد کا نکاح صحیح ہوگا۔ "لَابَأْسَ بِاَنْ يَّتَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَوَ يَتَزَوَّجُ اِبْنُهُ اِبْنَتَهَا اَوْ اُمَّهَا" فتاویٰ عالمگیریؒ[1] ص ٦ / ج ۲ /۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/ ۵/ ۹۴ھ

زانی کے بیٹے کا نکاح مزنیہ کی نواسی سے

سوال:- زید نے ایک بنگالی عورت سے زنا کیا۔ زنا کے بعد عقد بھی ہوگیا تھا۔ ہندہ کی بیٹی عابدہ ہے اور عابدہ کی بیٹی فاطمہ ہے۔ زید کے لڑکے بکر کا عقد فاطمہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کی اس کمینہ حرکت کی وجہ سے اس کے لڑکے بکر کا عقد نکاح ہندہ کی لڑکی کی لڑکی سے ناجائز نہیں بلکہ درست ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ٦/ ۳/ ۹۵ھ

زانیہ کی لڑکی کا نکاح شریف لڑکے سے

سوال:- ایک شریف اور اچھے گھرانے کی لڑکی کے ناجائز حمل قرار پاجاتا ہے۔

---

[1] الهندية ص۲۷۷/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهرية، فتح القدير ص ۲۱۸/ ج۳/ فصل فی بيان المحرمات، مطبوعه دار الفكر بيروت، مجمع الانهر ص ۴۸۱/ ج ۱/ باب المحرمات مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[2] وتحرم اصولها وفروعها على ابن الواطئ وابيه كما المحيط السرخسی، مجمع الانهر ص ۴۸۱/ ج ۱/ فصل فی المحرمات، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، بحر ۱۰۱/ ج۳/ مطبوعه كوئٹه، شامی زكريا ص ۱۰۷/ ج۴/ فصل فی المحرمات.

(جس سے حمل قرار پایا وہ مرد کافر تھا) لیکن اس لڑکی کی شادی بچی پیدا ہونے کے چھ ماہ بعد ایک شریف لڑکے سے ہو جاتی ہے۔ اس وقت اس ناجائز طرح سے پیدا ہونے والی لڑکی کی عمر ۱۶/۱۷/ سال ہے۔ لڑکی سمجھ دار پڑھی لکھی نمازی ہے، دیندار ہے، اسلام کو سمجھتی ہے۔ کیا ایسی لڑکی سے کوئی بھی شریف اور اچھے گھرانے کا لڑکا شادی کر سکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو لڑکی اپنی ماں کی غلطی کی وجہ سے غلط (ناجائز) صورت حال سے پیدا ہوئی اور اب وہ بالغ ہو کر نیک دیندار شریف ہے اور اس سے کوئی شریف لڑکا شادی کرنا چاہتا ہے تو اس کو شادی کرنا درست ہے۔ ماں کی غلطی کی وجہ سے اس لڑکی کی شادی میں کوئی رکاوٹ نہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۳/۱۳۹۱ھ

حرامی لڑکے سے اپنی لڑکی کو منسوب کرنا

سوال:- ایک لڑکے کے متعلق برادری میں شہرت ہے کہ وہ حرامی ہے، کیا اس لڑکے سے ہم اپنی لڑکی منسوب کر سکتے ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

جس عورت نے نکاح نہ کیا ہو اس سے پیدا شدہ بچہ حرامی ہوتا ہے[2]۔ بغیر دلیل کے کسی کو حرامی کہنا حرام ہے۔ اگر اس لڑکے کا شرعی طور پر والد موجود ہے اور اس نے نسب کا انکار

---

[1] اس لئے کہ حرمت کوئی وجہ نہیں ہے۔ واحل لکم ماوراء ذالکم الایة سورة النساء آیت ۲۴/.

[2] لانہ نکاح باطل فالوطء فیہ زنا لایثبت النسب، شامی زکریا ص ۲۵۲/ ج۵/ قبیل باب الحضانة.

نہیں کیا تو بلاشبہ ثابت النسب ہے[۱]، اس سے اپنی لڑکی کو منسوب کرنا درست ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۷/۱۳۹۶ھ

بلا نکاح کے عورت کو اپنے ساتھ رکھنا

سوال: - ایک صاحب نے ایک عورت کو اپنی زوجیت میں بلا نکاح عرصہ تک رکھا جس سے لوگ یہی سمجھتے تھے کہ یہ اس کی بیوی ہے لیکن حال ہی میں اس عورت نے کسی دوسرے سے زنا کیا۔ جب اس کے موجودہ شوہر کو پتہ چلا تو اس نے زدوکوب کیا۔ بعد میں اس عورت نے کہا کہ میں ان کے پاس نہیں رہوں گی بلکہ اس کے ساتھ رہوں گی۔ جس سے براچرچا ہوا، موجودہ شوہر نے اس کو اجازت دیدی کہ تمہاری جہاں مرضی ہو رہو۔ کچھ دیر بعد لوگوں نے نکاح پڑھوانے کے لئے امام صاحب کو بلایا۔ لیکن امام صاحب نے کہا کہ جب تک عورت عدت نہ گذار یگی نکاح درست نہیں ہوگا۔ شوہر نے کہا کہ میں نے اس کو بلا نکاح اپنی زوجیت میں اب تک رکھا تھا پھر امام صاحب نے نکاح پڑھا دیا۔ تو اب اس کا نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اگر عدت ضروری تھی تو پھر وہ نکاح درست نہ ہوا، اب کیا کریں؟ بتلایا جائے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا نکاح کئے یہ کہنا کہ اپنی زوجیت میں رکھا مفہوم زوجیت کا استہزاء ہے، جو کہ خطرناک ہے۔ ایسی باتوں سے کلی پرہیز کیا جاوے یہ زوجیت نہیں بلکہ زنا کاری ہے جو کہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ زوجیت کی ترغیب اور بعض صورتوں میں وجوب ہے، سنت متواترہ

---

[۱] واذا تزوج الرجل امرأة الی قوله وان جاءت به لستة اشهر فصاعداً یثبت نسبه منه اعترف به الزوج اوسکت الخ. عالمگیری کوئٹه ص ۵۳۶/ ج ۱/الباب الخامس فی ثبوت النسب.

سے ثابت ہے[1] اور زنا کرنا حرام ہے ممنوع ہے اس پر سخت سزا ہے[2] ہر دو کو توبہ واستغفار لازم ہے کہ کبھی ایسی حرکت نہ کریں[3] جب وہ عورت کسی کے نکاح یا عدت میں نہیں ہے تو اس کا نکاح درست ہے۔ عدت زنا سے لازم نہیں ہوتی بلکہ نکاح کے بعد خاص اسباب کے تحت لازم ہوتی ہے[4] اگر عورت زنا سے حاملہ ہو تو اس کا نکاح اس حالت میں بھی درست ہے۔ پھر اگر اس شخص سے نکاح ہو جس کا وہ حمل ہے تو اس کو صحبت بھی درست ہے۔ اگر دوسرے سے ہو تو وضع حمل سے پہلے صحبت وغیرہ درست نہیں ہے۔ جو بچہ نکاح سے چھ ماہ گذرنے پر پیدا ہوا وہ شوہر سے ثابت النسب ہوگا۔ اگر چھ ماہ گذرنے سے پہلے پیدا ہوا تو وہ اپنی ماں کا ہوگا، اس کا شوہر سے نسب ثابت نہ ہوگا۔ **وصح نكاح حبلىٰ من زنا وان حرم وطؤ ها حتىٰ تضع لونكحها الزانى حل له وطؤها اتفاقاً والولد له** اھ درمختار **قوله والولد لهٗ اى ان جاء ت بعدالنكاح بعد ستة اشهر فلو لاقل من ستةاشهر من وقت النكاح لايثبت النسب ولايرث منه** اھ ردالمحتار[5] ص ۲۲ / ج ۲ /۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۴/ ۹۰ھ

---

[1] ويكون واجباعند التوقان وسنة مؤكدة فى الاصح حال الاعتدال (الدرمع الشامى زكريا ص ۶۳ / ج ۴ / اول كتاب النكاح، بحر كوئٹه ص ۸۰ / ج ۳ / كتاب النكاح، فتح القدير ص ۱۸۷، تا ۱۸۹ / ج ۳ / كتاب النكاح.

[2] ولاتقربوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلا (بنى اسرائيل آيت ۳۲ /.

[3] انها واجبة على الفور لايجوز تاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة اوكبيرة (نووى على مسلم ص ۳۵۴ / ج ۲ / اول كتاب التوبة، رشيديه دهلى، المفهم شرح مسلم ص ۲۷ / ج ۲ / كتاب الاذكار والدعوات، باب تجديدالاستغفار والتوبه، مطبوعه دار ابن كثير بيروت.

[4] (لتمحضه زنا) لانه لاشبهة ملك فيه، ولذالاتثبت به عدة لانه لاعدة من الزنا (شامى كراچى ص ۲۳ / ج ۴ / كتاب الحدود، مطلب الحكم المذكور فى بابه اولى من المذكور فى غيربابه، فتح القدير ص ۲۵۱ / ج ۵ / كتاب الحدود، باب الوطء الذى يوجب الحدودالذى لايوجبه، دارالفكر بيروت.

[5] شامى كراچى ص ۴۹ / ج ۳ / فصل فى المحرمات، هنديه (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بلا نکاح میاں بیوی کی طرح رہنا

سوال:- اسی طرح ایک اور مرد اور عورت میں تعلق قائم ہوا۔ جب لوگوں کو اس کا علم ہوا تو کہتی ہے کہ میری شادی ہو چکی ہے دو چار بچے بھی ہو چکے ہیں۔ مگر اب وہ شخص کہتا ہے کہ ہم نے تو جھوٹ بول دیا تھا۔ اب کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

اگر واقعۃً نکاح نہیں ہوا بلکہ جھوٹ بولا ہے تو فوراً ایجاب وقبول کم از کم دو گواہوں کے سامنے کر لیں[1] اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں[2] اب تک سخت معصیت میں پھنسے رہے۔ جب خدا کے سامنے آدمی صدق دل سے توبہ کرتا ہے، روتا ہے، نادم ہوتا ہے، معافی مانگتا ہے تو اللہ توبہ قبول فرما لیتے ہیں[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۵/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) کوئٹہ ص ۲۸۰/ ج ۱/ الباب الثالث فی المحرمات، القسم السادس، ایضاً ص ۵۳۶/ ج ۱/ کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، فتح القدیر ص ۲۴۱/ ج ۳/ فصل فی بیان المحرمات، دار الفکر بیروت، تبیین الحقائق ص ۳۸/ ج ۳/ باب ثبوت النسب، طبع امدادیہ ملتان.

[1] ینعقد بإیجاب وقبول، وشرط حضور شاهدین، الدر المختار کراچی ص ۹/ ج ۳/ کتاب النکاح، بحر کوئٹہ ص ۸۱/ ج ۳/ کتاب النکاح، مجمع الانہر ص ۴۶۷/ ج ۱/ کتاب النکاح، دار الکتب العلمیہ بیروت.

[2] اتفقوا على ان التوبة من جمیع الماصی واجبة وانها واجبة على الفور لایجوز تاخیرها سواء کانت المعصیة صغیرة او کبیرة (نووی عل مسلم ص ۳۵۴/ ج ۲/ اول کتاب التوبة، طبع رشیدیہ دہلی، المفہم شرح مسلم ص ۲۷/ ج ۷/ کتاب الاذکار والدعوات، باب تجدید الاستغفار والتوبة طبع دار ابن کثیر بیروت.

(نمبر ۳/ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

زنا کا اقرار اپنے حق میں معتبر ہے

سوال:- مسجد کی کمیٹی کے دوارا کین نے پہلے ہندہ کی بدچلنی اوراس کا کسی اور سے تعلقات کا ذکر بکر سے کیا تھا(مگر بعد میں بکر سے نکاح کرنے کے لئے دوارا کین نے بھی جوق در جوق حصہ لیا) ہندہ کوئی کنواری بالغہ نہیں بلکہ بیوہ اورتین بچوں کی ماں ہے، جوگھر سے باہر رہ کر مزدوری کرتی ہے اس کے سب سے بڑے لڑکے کی عمر ۱۳/اور ۱۴/سال کے مابین ہے۔ کیا ایسی حالت میں مطابق شریعت اسلامیہ ہندہ کا بیان قابل اعتبار ہوسکتا ہے؟ بعض علماءفرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں صرف کنواری بالغہ کا بیان قابل اعتبار سمجھا جاسکتا ہے، بیوہ کا نہیں بتائیے ان اصحاب کی رائے درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ہندہ اپنے حق میں زنا کا اقرار کرلے تو وہ معتبر ہوگا لیکن بکر یا کسی اور کے متعلق اقرار کرے تو محض اس کے اقرار سے بکر یا کسی اور کو زانی قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک شرعی ثبوت موجود نہ ہو۔(کذا فی البحر الرائق[1]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[3] غافر الذنب وقابل التوب شديدالعقاب ذى الطول:اى وهوالذى يغفر ماسلف من الذنوب ويقبل التوبة فى مستأنف الازمنة لمن تاب وخضع (تفسيرمراغى ص ۴۲/ ج۸/سورۂ غافر آیت۳/مطبوعه مكتبه تجاريه.

---

[1] وان اقرت المرأة بالزنا بفلان وكذبها الرجل فلاحد عليها ايضاً خلافاً لهما،البحر الرائق مطبوعه كوئٹه ج۵/ص۷/كتاب الحدود.وان انكر بان مازنيت ولم يدع مايسقط الحد وجب على المقردون المنكر،البحرالرائق ج۵/ص۱۹/قبيل باب الشهادة على الزنا والرجوع عنها شامى زكرياص ۱۱/ج٦/كتاب الحدود،زيلعى ص ۱۸۵/ج۳/كتاب الحدود،باب الوطء الذى يوجب الحد الخ،قبيل باب الشهادة على الزناوالرجوع عنها مطبوعه امداديه ملتان.

﴿باب پنجم: محرمات کا بیان﴾

(فصل اول: محرمات نسبی کا بیان)

محرمات کی تفصیل

سوال: -- مرد کے لئے کون کون سی عورتیں حرام ہیں، اسی طرح عورت کے لئے کون کون سے مرد حرام ہیں؟ مفصل تحریر فرمائیے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اصول (ماں، نانی، دادی وغیرہ) فروع (بیٹی، پوتی، نواسی وغیرہ) اصل قریب کی فروع (بہن، بھانجی، بھتیجی، وغیرہ) اصل بعید کی صلبی اولاد (خالہ، پھوپھی) رضاعی ماں اوراس کی اولاد، رضاعی بہن اوراس کی اولاد، رضاعی ماں کے اصول، نانی، دادی وغیرہ، بیوی کی ماں، نانی، دادی، مدخولہ بیوی کی بیٹی، پوتی، نواسی، باپ دادا کی بیوی، مزنیہ کی ماں، بیٹی وغیرہ یعنی اصول و فروع بیٹے، پوتے، نواسے کی بیوی، مشرکہ، کافرہ، یہ عورتیں تو ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔

اور کچھ عورتیں ایسی بھی ہیں جو خاص محدود حالات میں حرام ہیں وہ حالات نہ رہیں تو ان کی حرمت نہ رہے گی۔ جیسے بیوی کی خالہ، پھوپھی، بہن اس وقت تک حرام ہیں جب تک بیوی نکاح میں ہے اگر وہ مرجائے یا اس کو طلاق ہوجائے اور عدت گذر جائے تو ان کی حرمت نہیں رہے گی اور اگر کسی کے نکاح میں چار بیویاں ہوں تو پانچویں سے نکاح درست نہیں۔ لیکن اگر کوئی سی مرجائے یا اس کو طلاق ہوجائے اور اس کی عدت گذر جائے تو پانچویں سے نکاح حرام نہ ہوگا۔

مردوں کے جن رشتوں سے عورتوں کے نکاح درست نہیں۔ اگر ان رشتوں کو مردوں

کی طرف منسوب کیا جائے تو عورتوں کا نکاح ان مردوں سے بھی درست نہیں ہوگا مثلاً کسی عورت کا نکاح اپنے اصول (باپ، دادا، نانا وغیرہ) اورفروع (بیٹے، پوتے، نواسے وغیرہ) سے درست نہیں ہوگا۔مزید تفصیل کتب فقہ، شامی[1]، فتاویٰ عالمگیری میں ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

بیٹی سے نکاح اوراس سے پیدا شدہ اولاد کا ثبوت نسب

سوال:- زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا ہندوستان میں اور کچھ عرصہ تک زید نے ہندہ کے ساتھ گزارا اور ہندہ کو حمل قرار پا گیا۔ پھر اس کے بعد زید دوسرے ملک میں چلا گیا، اس کے بعد ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی اوراب زید کو وہاں سے آنے کو حکومت مجبور کرتی ہے اور زید بھی مجبوراً چلا آیا اور پھر ہندہ کی جو لڑکی پیدا ہوئی ہے اس کا نام زینب ہے اور یہ زینب زید ہی کے نطفہ سے پیدا ہوئی ہے۔ بہر حال زینب بھی جہاں زید رہتا ہے پہونچ جاتی ہے اور زینب عاقل بالغ ہے اور زید کو معلوم نہیں ہے کہ یہ میری لڑکی ہے۔اس کے بعد زید کا نکاح زینب کے ساتھ ہوگیا اور زید زینب کے ساتھ رہتا ہے اور زید کے نطفہ سے زینب کو اولاد ہوتی ہے تو اس اولاد کا نسب کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

صورت مسئولہ میں ہندہ کی لڑکی زینب سے زید نے نکاح کیا جب کہ اس کو علم نہیں تھا

---

[1] حرم على المتزوج أصله وفروعه على اونزل وبنت أخيه واخته وبنتهاولو من زنا وعمته وخالته وحرم المصاهرة بنت زوجته الموطؤة وأم زوجته ان لم توطاء وحرم الكل ممامر تحريمه نسباً و مصاهرة ورضاعاً الخ،الدرالمختارمع الشامی زکریا ص ۱۰۰،۱۰۵ / ج۴/ فصل فی المحرمات،فتح القدير ص ۲۰۸،۲۱۲ / ج۳/ فصل فی بيان المحرمات مطبع دارالفكر.

[2] عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۳/ ج ۱ /الباب الثانی فی المحرمات ،مجمع الانهر،باب المحرمات مطبع دارالكتب العلمية بيروت، فتح القدير ص ۲۰۸،۲۱۲ / ج۳/باب المحرمات مطبع دارالفكر.

کہ یہ خود اس کی لڑکی ہے۔لہٰذا جو اولا د زید سے پیدا ہوئی وہ حرامی شمار نہیں ہوگی بلکہ زید سے اس کا نسب ثابت ہوگا۔ البتہ علم ہونے کے بعد اس کو فوراً تعلقِ زوجیت ختم کر دینا ضروری ہے۔نکاح المحارم مع العلم بعدم الحل فاسد ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب اھ (ردالمحتار[1] ص ۶۵۹ / ج ۲ / باب العدة) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

بیوی کی لڑکی سے نکاح

سوال:- زید نے کسی عورت سے نکاح کیا اس کے ساتھ پہلے شوہر سے ایک لڑکی بھی آ گئی۔اس عورت کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اسکی حقیقی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس عورت سے زید نے نکاح کے بعد ہمبستری کی ہے اس کی لڑکی سے جو کہ اس کے پہلے خاوند سے ہے زید کا نکاح کبھی بھی اور کسی حال میں بھی جائز نہیں بالکل حرام ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱۲/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

منکوحہ فاسدہ کی بیٹی سے نکاح

سوال:- زید جمیلہ بیوہ کے گھر سکونت پذیر ہے اور جمیلہ اپنے نفس کا واک اختیار زید

---

[1] ردالمحتار زکریا ص ۱۹۷ / ج ۵ / باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل، البحر کوئٹہ ص ۱۳۹ / ج ۴ / باب العدة، تاتارخانیہ کراچی ص ۱۱ / ج ۳ / الفصل التاسع فی النکاح الفاسد واحکامه.

[2] وبنت إمرأة دخل بها مجمع الأنهر ص ۴۷۶ ج ۱ باب المحرمات، البحر کوئٹہ ص ۹۳ / ج ۳ / باب المحرمات، شامی زکریا ص ۱۰۴ / ج ۴ / باب المحرمات.

کو دے دیتی ہے اور وہ زید مذکور قبول کر لیتا ہے اور جمیلہ مذکورہ کو اپنی بیوی جان کر اس کے ساتھ جماع کرتا رہتا ہے مگر ایجاب وقبول کے وقت شاہد موجود نہیں ہیں بعد میں یہ عورت لوگوں کو کہتی ہے کہ میں نے اپنے نفس کا واک زید کو دے دیا ہے اب یہ نکاح بلا شہود فاسد ہے یا کہ صحیح۔ اگر فاسد ہے تو زید جب جمیلہ کے ساتھ جماع کرتا رہا، ساتھ نکاح فاسد کے تو جمیلہ مذکورہ کی بیٹی جو بکر سے ہے زید مذکور نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نکاح کر لیوے تو نکاح بیٹی کا باطل ہوتا ہے یا کہ درست ہے۔ بینوا توجروا.

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا گواہوں کے نکاح جائز نہیں۔ لہٰذا یہ نکاح صحیح نہیں ہوا[۱] اور اس جماع کی وجہ سے زید اور جمیلہ سخت گنہگار ہوئے۔ ان دونوں کی علیحدگی اور متارکت واجب ہے[۲] جب زید جمیلہ سے جماع کر چکا ہے تو جمیلہ کی اولاد خواہ کسی سے ہو زید پر حرام ہے لہٰذا زید کا نکاح جمیلہ کی بیٹی سے جو بکر سے ہے ہرگز جائز نہیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۴؍۴؍ ۵۸ھ

الجواب صحیح: احمد سعید غفر لہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶؍ ربیع الثانی ص ۵۸ھ

---

[۱] نكاح فاسد وهو الذى فقد شرطاً من شرائط الصحة كشهود الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۲۷۴؍ ج ۴؍ كتاب النكاح مطلب فى النكاح الفاسد، بدائع الصنائع زكريا ص ۵۲۳؍ ج ۲؍ فصل ومنها الشهادة وهى حضور الشهادة، هدايه ص ۳۰۶؍ ج ۲؍ كتاب النكاح، مطبع ياسر نديم ديوبند.

[۲] بل يجب على القاضى التفريق بينهما، الدر المختار مع الشامى زكرياص ۲۷۶؍ ج ۴؍ مطلب فى النكاح الفاسد، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۳۰؍ ج ۱؍ الباب الثامن فى النكاح الفاسد.

[۳] بنات الزوجة (أى تحرم) وبنات اولادها وان سفلن بشر الدخول بالام كذا فى الحاوى القدسى سواء كانت الابنة فمى حجره اولم تكن فتاوى عالمگيرى ص ۲۷۴؍ ج ۱؍ المحرمات با لصهرة مطبع دار الكتاب ديوبند، مجمع الانهر ص ۲۷۶؍ ج ۱؍ باب المحرمات مطبع دار الكتب العلمية بيروت، بدائع زكرياص ۵۳۱؍ ج ۲؍ المحرمات بالمصاهرة.

اخیافی بہن سے نکاح

سوال:-(۱) زید کا انتقال ہوگیا اور اس نے ایک لڑکا اور بیوی کو چھوڑا بعد آں اس کی بیوی نے عمر کے ساتھ نکاح کرلیا اور عمر سے لڑکی ہوئی اس صورت میں زید کے لڑکے کا نکاح عمر کی لڑکی کے ساتھ کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

علاتی بہن کے ساتھ نکاح

سوال:-(۲) بکر کی پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہوا تھا اور بکر کی بیوی کا انتقال ہوگیا چنانچہ بکر نے دوسرا نکاح کرلیا۔ دوسری بیوی سے لڑکی ہوئی کیا ان دونوں کا نکاح درست ہوجائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) صورت مسئولہ میں زید کے لڑکے اور عمر کی لڑکی کی ماں ایک ہے پس یہ دونوں بہن بھائی ہوئے لہٰذا ان کا آپس میں نکاح درست نہیں۔

(۲) ان دونوں کا باپ ایک ہے لہٰذا ان کا نکاح بھی ناجائز ہے۔ وتحرم اخته لاب وام او لاحدهما اھ مجمع الانہر[1] ص ۳۲۳/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

علاتی واخیافی بہن سے نکاح کی حرمت

سوال:-قرآن شریف میں جو رشتے نکاح یا پردہ کے متعلق ہیں وہ صرف سگے ہیں یا دُور کے بھی ہیں؟

---

[1] مجمع الأنهر بيروت ص ۴۷۶/ج ۱/باب المحرمات، البحر كوئٹه ص ۹۳/ج ۳/فصل في المحرمات، تبيين الحقائق ص ۱۰۲/ج ۲/فصل في المحرمات مكتبه امداديه ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن شریف میں بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی سے نکاح حرام ہے، اس میں بہن کی تینوں قسمیں مراد ہیں۔ ایک عینی یعنی ماں اور باپ دونوں میں شریک ہو جس کو سگی بہن کہتے ہیں۔ دوسرے علاتی یعنی باپ ایک ہو اور ماں دو ہوں۔ تیسرے اخیافی یعنی ماں ایک ہو باپ الگ الگ، ایسی تینوں قسموں کی بہن سے نکاح حرام ہے۔ ایسے ہی بھائی کی لڑکی اور بہن کی لڑکی سے بھی نکاح حرام ہے[1]۔ باقی دور کے رشتہ کی اگر بہن ہو مثلاً پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی یا ماموں کی لڑکی یا چچا کی لڑکی تو اس سے نکاح حرام نہیں ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اخیافی وعلاتی بہن بھائی کا آپس میں نکاح حرام ہے

سوال: - یہ منیجر جو پہلے عورت تھی اور اس کے پاس ایک لڑکا بھی تھا اب یہ عورت مرد بن کر شادی کیا اس کے بعد بچے پیدا ہوئے اس کے پاس ایک لڑکی بھی ہے تو کیا عورت ہونے کے زمانے میں جو لڑکا پیدا ہوا تھا منیجر کو اس کی شادی اس لڑکی سے جائز ہوگی جو مرد ہونے کے بعد شادی کیا منیجر نے اور اس کے بعد لڑکی جو پیدا ہوئی ہے نیز پہلے والا لڑکا اور بعد والی لڑکی کے درمیان بھائی ہونے کا کون سے علاقہ ہوں گے یعنی اخیافی یا اس کے علاوہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک ہی ذات سے جو لڑکا یا لڑکی پیدا ہوئے اگرچہ ہر ایک کی پیدائش پر اس کی صفت

---

[1] حُرمتْ علیکم اُمھاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکمُ وبنات الاخ وبنات الاخت الأیة سورة النساء الأیة (آیت ۲۳/پ ۴/)البحر کوئٹه ص ۹۳/ج ۳/فصل فی المحرمات، تبیین الحقائق ص ۱۰۲/ج ۲/فصل فی المحرمات مکتبه امدادیه ملتان.

[2] احل لکم ماوراء ذٰلکم الآیة سورۂ نساء ۲۴/.

جداگانہ تھی پھر بھی ایک ذات سے مولود ہونے کی بنا پر ان کا تعلق ازدواج درست نہیں جس طرح عینی بہن سے نکاح حرام ہے اسی طرح علاتی اور اخیافی بہن سے بھی نکاح حرام ہے[1] ہر ایک تولید کے وقت جو مولود منہ کی صفت تھی اس کے اعتبار سے رشتہ قائم کیا جائے گا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۲/ ۹۹ھ

نواسی سے نکاح

سوال:- نواسی سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح اپنی حقیقی بہن سے نکاح حرام ہے، اسی طرح حقیقی بہن کی لڑکی اور اس لڑکی کی لڑکی سے بھی حرام ہے۔ لقولہٖ تعالیٰ حُرِّمَتْ علیکم امھاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت الآیة .وتحرم علیه بنت الاخ وبنت الاخت بالنص وھو قوله تعالیٰ وبنات الاخ وبنات الاخت وبنات بنات الاخ والاخت وان سفلت بالاجماع (بدائع الصنائع[2] ص ۲۵۷ / ج ۲ /) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/ ۶/ ۸۹ھ

---

[1] ھن الامھات والبنات والاخوات والعمات والخلات وبنات الاخ وبنات الأخت فھن محرمات نکاحاً ووطیا (الی قوله) واما الاخوات فالاخت لاب وام والأخت لأب والاخت لام (عالم گیری ص ۲۷۳ / ج ۱ /دارالکتب کتاب النکاح، الباب الثالث)مجمع الانھر ص ۴۷۶ / ج ۱ /باب المحرمات،دارالکتب العلمیه بیروت،البحر کوئٹه ص ۹۳ / ج ۳ /فصل فی المحرمات.

[2] بدائع الصنائع زکریا ص ۵۳۰ / ج ۲ / باب المحرمات،البحر کوئٹه ص ۹۳ / ج ۳ /فصل فی المحرمات،تبیین الحقائق ص ۱۰۲ / ج ۲ /فصل فی المحرمات،مکتبه امدادیه ملتان.

بھانجی اور بھتیجی سے نکاح

سوال:- سگی بھانجی اور سگی بھتیجی کے ساتھ اسلام کی نظر میں شادی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سگی بھانجی (بہن کی لڑکی) اور سگی بھتیجی، (بھائی کی لڑکی) سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اس کی حرمت قرآن کے چوتھے پارے کے اخیر میں مذکور ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

سگے بھانجے کی لڑکی سے نکاح

سوال:- سگے بھانجے کی بیٹی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہن اور بہن کی اولاد کسی سے بھی نکاح جائز نہیں۔ بھانجے کی لڑکی سے بھی نکاح جائز نہیں۔ وبنات الاخ وبنات الاخت[۲] کے تحت اس کی تصریح موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۴/ ۸۹ھ

بھانجہ کی لڑکی سے نکاح

سوال:- بھانجے کی لڑکی سے نکاح کس وجہ سے حرام ہے اور اس کا ثبوت کہاں ہے؟

---

[۱] وبنات الأخ وبنات الاخت الأية سورہ نساء آیت ۲۳/ پ۴/بدائع زکریا ص ۵۲۹/ج۲/ المحرمات بالقرابة، مجمع الانهر ص ۵۷۵/ ج ۱ /باب المحرمات، دار الكتب العلميه.

[۲] قوله تعالىٰ "وبنات الأخ وبنات الأخت" وإن سفلن. بالإجماع، بدائع زكريا ص ۵۳۰/ج۲/باب المحرمات، مجمع الانهر ص ۵۷۵/ ج ۱ /باب المحرمات، دار الكتب العلميه، البحر كوئٹه ص ۹۳/ ج۳/باب المحرمات.

الجواب حامداً ومصلیاً

حرمت قرابت کی بناء پر ممنوع ہے فتحرم بنات الاخوۃ والاخوات وبنات اولاد الاخوۃ والاخوات وان نزلن اھ[1] شامی جلداول فصل المحرمات۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

بھانجی کی لڑکی سے نکاح

سوال:-اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چودہ عورتوں کی تخصیص فرمائی ہے اور ماسواء ان چودہ عورتوں کے جن جن عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے ان سب کی تشریح حدیث میں صراحۃً بیان فرمائی ہے اب احل لکم ماوراء ذٰلکم سے چودہ عورتوں کے سوا جتنی عورتیں ہیں سب سے نکاح کرنا جائز معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں بنات الاخ وبنات الاخت کی حرمت آئی ہے یعنی بھانجی سے نکاح کرنے کی حرمت آئی ہے بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنے کی حرمت کہاں سے ثابت ہوتی ہے۔ اگر بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہے تو عم، عمہ، خالہ، کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہونا چاہئے چونکہ معطوف اور معطوف علیہ کا ایک حکم ہوتا ہے۔ اور فقہاء کے قول میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ بعض فقہاء نے وان سفلن کی قید لگائی ہے جیسا کہ صاحب درمختار اور بعض فقہاء نے وان سفلن کی قید نہیں لگائی بلکہ سکوت کیا جیسا کہ صاحب ہدایہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وتحرم علیہ بنات الاخ بالنص وھو قولہ تعالیٰ وبنات الاخ وبنات الاخت

---

[1] شامی زکریا ص ۹۹ / ج۴ / فصل فی المحرمات، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۳ / ج ۱ / الباب الثالث فی بیان المحرمات، البحر کوئٹہ ص ۹۳ / ج۳ / باب المحرمات.

وان سفلن بالاجماع بدائع[1] ص ۲۵۷ / ج ۲ / اس سے معلوم ہوا کہ بھانجی کی لڑکی سے نکاح حرام ہے اور یہ حرمت اجماع سے ثابت ہے۔ (ویحرم ابنة اختہ لاب وام اولاحدھما لقولہ تعالیٰ واخواتکم وفیھا لقولہ تعالیٰ وبنات الاخت وابنۃاخیہ لاب وام او لاحدھما لقولہ تعالیٰ وبنات الاخ وان سفلن لعموم المجاز اودلالۃ النص اوالاجماع مجمع الانہر[2] ص ۳۲۳ / ۱) اس سے معلوم ہوا کہ بھانجی کی لڑکی کی حرمت عموم مجاز سے بھی نکلتی ہے اور دلالۃ النص سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ رہا بعض فقہاء کا سکوت تو اس سے جواز ثابت نہیں ہوتا۔ لان الناطق مقدم علیٰ الساکت. اور اس کو اختلاف نہیں کہتے۔ اگر بعض جواز لکھتے اور بعض حرمت تب اختلاف ہوتا۔ رہا عم، عمہ، خالہ کی لڑکی کو بھانجی کی لڑکی پر قیاس کر کے حرمت کا تقاضہ کرنا سو یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ نص میں بنات الاخ وبنات الاخت مذکور ہیں اور بنت کا اطلاق جس طرح سے لڑکی پر آتا ہے لڑکی کی لڑکی پر بھی آتا ہے اور عمہ کا اطلاق پھوپھی پر آتا ہے مگر پھوپھی کی لڑکی پر نہیں آتا۔ نیز اس کے متعلق کوئی اجماع منعقد نہیں ہوا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۵/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۹ / جمادی الاول ۵۵ھ

بھانجی کی لڑکی سے نکاح

استفتاء ان باتوں کا ہے:

سوال: – زید نے اپنی سگی بہن کی بیٹی یعنی اپنی سگی بھانجی کی بیٹی سے نکاح کر دیا جس

---

[1] بدائع زکریا ص ۵۳۰ / ج ۲ / فصل المحرمات بالقرابة، مجمع الانھر ص ۵۷۵ / ج ۱ / باب المحرمات، دار الکتب العلمیہ، زیلعی ص ۱۰۱ / ج ۲ / باب المحرمات، مکتبہ امدادیہ ملتان.

[2] مجمع الأنھر بیروت ملخصاً ص ۴۸۶ / ج ۱ / باب المحرمات.

میں دو آدمی گواہ تھے اور حالت نکاح میں زید اور اس کی بھانجی کی بیٹی دونوں بالغ تھے، اور زید مذکور اپنی سگی بہن کی بیٹی کی بیٹی سے نکاح کرنا شرعاً حلال سمجھتا ہے، اور قیاس بھی کرتا ہے جیسا کہ اپنی پھوپھی سے نکاح کرنا حرام مگر اس کی بیٹی سے حلال ہے وقال رجل آخر جاء فی تفسیر خازن قوله تعالیٰ وبنات الاخ وبنٰت الاخت ا ھ پارہ لن تنا ص ۳۴۰/وفی الدر المختار علی حاشیة رد المحتار ص ۳۰۱/ حرم علی المتزوج ذکرا کان او انثی نکاح اصله وفروعه علا او نزل اھ عبارت مذکور سے معلوم ہوا کہ اپنی سگی بھانجی کی بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہے۔

زید مذکور کا نکاح اپنی سگی بھانجی کی بیٹی سے شرعاً درست ہوا یا نہیں؟

نکاح محرمہ کی اولاد کا نسب

سوال:- (۲) ان دونوں کی جفتی سے جو اولاد ہوئی اس کا نسب زید سے ثابت ہوا یا نہیں مگر زید اس کو اپنا لڑکا لڑکی ثابت کرتا ہے؟

ایسی اولاد کو حق وراثت

سوال:- (۳) زید کے مرنے کے بعد یہ لڑکا لڑکی عصبہ بن کر اس کے مال کے وارث بنیں گے یا نہیں؟

ایسے نکاح میں مہر کا وجوب

سوال:- (۴) زید پر اس عورت کا مہر واجب ہے یا نہیں؟

ایسے نکاح میں عورت کو حق وارثت

سوال:- (۵) زید کے مرنے کے بعد اس کے مال سے یہ عورت ثمن کی وارث

ہوگی یا نہیں؟

ایسے نکاح کے بعد ایک مکان میں رہنا سہنا

سوال:-(۶) زید مذکور کی سگی بھانجی کی بیٹی سے جولڑکے زید کی جفتی سے پیدا ہوئے اگر وہ عورت اپنے لڑکا لڑکی کو لیکر زید کے مکان کے باہر دوسری جگہ سکونت کرے تو ہر قسم کی دشواری وسختی و بے عزتی پیش آتی ہے اس تقدیر پر اگر وہ عورت اپنے بال بچے لیکر زید کے مکان میں علیٰحدہ گھر بنوا کر سکونت اختیار کرے اور زید سے نزدیکی نہ کرے مگر ایک دوسرے کو گھر کے باہر آمد ورفت کے وقت دیکھتا ہے کیونکہ ایک مکان میں ایک دوسرے کو ضرور دیکھ لیا کرتا ہے۔ مگر بدکاری سے دور رہتے ہیں مگر امکان سے خالی نہیں شیطان ہر شخص کے ساتھ ہے اور زید مذکور بظاہر فاسق ہے۔ علامت فسق کی اس میں پائی جاتی ہے تو ایک مکان میں دونوں کا علیٰحدہ علیٰحدہ رہنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

ایسے نکاح پر کیا حد جاری ہوگی

سوال:-(۷) زید اور اس کی بھانجی کی بیٹی دونوں سے فرزند پیدا ہوئے۔ اب زید اور اس کی بھانجی کی بیٹی پر کونسی سزا شرع کی رو سے وارد ہے۔ زنا کی یا اور کسی قسم کی مفتیٰ بہ قول بیان فرماویں۔

ایسے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا نکاح

سوال:-(۸) زید اپنی بھانجی کی بیٹی سے نکاح وجماع کرنے کے بعد جولڑکی پیدا ہوئی اور اس لڑکی سے دوسرے نیک شریف النسب آدمی کا نکاح کردیں تو اس میں شرعاً کوئی عیب تو نہیں ہوگا زید بھی شریف النسب آدمی ہے۔

ایسے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا نسب

سوال:-(۹) زید کی بھانجی کی بیٹی سے جو زید کے لڑکا یا لڑکی پیدا ہوا تو شرعاً ولد الزنا کہلائے جائیں گے یا نہیں؟

ایسے نکاح سے پیدا شدہ لڑکے کی امامت

سوال:-(۱۰) اگر وہ لڑکا بالغ عالم ہونے کے بعد امامت کرے تو اس کے پیچھے دوسروں کی نماز بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟ ہر ہر سوال کے جواب کو ادلہ سے زیور پہنا کر تحریر فرماویں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) یہ نکاح ناجائز ہے۔ متون شروح فتاویٰ سب میں عدم جواز مصرح ہے۔ کسی کتاب میں اس کا جواز نہیں ہے[۱]۔

(۲) باوجود نکاح حرام ہونے کے اس نکاح سے جو اولاد ہوگی وہ زید سے ثابت النسب ہوگی۔ نکاح محارم سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے۔ وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثابت النسب ہوتی ہے۔ **ولاحد ان کان بشبھة العقد ای عقد النکاح عنده ای الامام کوطء محرم نکحها وقالا ان علم الحرمة حدوعلیه الفتویٰ خلاصةلکن المرجح فی جمیع الشروح قول الامام فکان الفتویٰ علیه اولیٰ قاله قاسم فی تصحیحه لکن فی القهستانی عن المضمرات علی قولهما الفتویٰ فحرر فی الفتح انها من شبهة المحل وفیها یثبت النسب کمامر اھ درمختار کتاب الحدود (قوله کوطء محرم نکحها)**

---

[۱] وبنات الاخ والاخت و بناتهن وان سفلن الخ فتح القدیر ص ۲۰۹ / ج۳/ فصل فی بیان المحرمات، بدائع زکریا ص ۵۳۰ / ج ۲ / فصل فی المحرمات بالقرابة، مجمع الانهر ص ۴۷۵ / ج ۱ / باب المحرمات، دارالکتب العلمیه بیروت.

ای عقد علیها اطلق فی المحرم فیشتمل المحرم نسباً و رضاعاً وصهریةً اھ (قوله وقالا الخ) مدار الخلاف علی ثبوت محلیةالنکاح للمحارم وعدمه فعنده هی ثابتة علی معنی انها محل لنفس العقد لابالنظر الی خصوص عاقد لقبولها مقاصده من التوالد فاورث شبهةونفیا علیٰ معنی انها لیست محلا لعقد هذا العاقد فلم یورث شبهة وتمامه فی الفتح والنهر اھ ردالمحتار[۱] ص ۳۳۶/ ج۳/ والمسئلة مذکورة فی ردالمحتار ص ۵۷۴/ ج ۲/ ص ۹۹۹/ ج ۲/[۲]۔

(۳) نسب تو ثابت ہے احتیاطاً میراث کا استحقاق نہیں ہوگا۔ واما الارث فلا تثبت فیه اھ طحطاوی ص ۶/ ج ۲/[۳]۔

(۴) واجب ہے۔ ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد وهوالذی فقدشرطا من شرائط الصحة کشهودبالوطء فی القبل لابغیره ولم یزدعلی المسمیٰ ویثبت لکل واحد منهما فسخه ولوبغیر محضرعن صاحبه دخل بها اولا فی الاصح اھ درمختار ص ۵۷۴/ ج ۲/ کشهود ومثله تزوج الاختین معاً ونکاح الاخت فی عدة الاخت الخ شامی[۴] عبارت بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہر مثل واجب ہوگا اور مسمیٰ سے زائد نہیں ہوگا اور طرفین پر اس نکاح کا فسخ کرنا واجب ہے۔ دخول کی نوبت آئی ہو یا نہیں آئی ہو۔

---

[۱] ردالمحتار نعمانیه ص ۱۵۳/ ج۳/ کتاب الحدود، مطلب فی بیان شبهة العقد، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۵/ ج۵/ کتاب الحدودباب الوطء الذی یوجب الحدالخ، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۱۴۷/ ج ۲/ المصدرالسابق.

[۲] درمختار نعمانیه ص ۳۵۰، ۳۵۱/ ج۲/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

[۳] طحطاوی علی الدرالمختار ص ۶۰/ ج ۲/ باب المهر دارالمعرفة بیروت، شامی ص ۱۳۴/ ج۳/ باب المهر، دارالفکر بیروت.

[۴] شامی نعمانیه ص ۳۵۰/ ج ۲/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، عالمگیری کوئٹه ص ۳۳۰/ ج ۱/ الباب الثامن فی النکاح الفاسدواحکامه، بدائع زکریاص ۶۵۱/ ج ۲/ النکاح الفاسدومایتعلق به.

(۵) اگر زندگی میں نکاح فسخ نہیں کیا تب بھی عورت کو میراث نہیں ملے گی۔ کما مر فی (۳) (اس نکاح کا فسخ واجب ہے)

(۶) اس میں فتنہ کا قوی احتمال ہے۔ لہٰذا قطعاً علیحدگی اور متارکت کر کے عورت کا نکاح دوسری جگہ کر دیا جائے۔ زید کے لئے اس عورت کو اپنے نکاح میں رکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں[۱] دنیا میں اگر ناسمجھ لوگوں میں بےعزتی ہوتی ہے تو آخرت کے عذاب سے انشاء اللہ نجات ہوگی جس کے مقابلہ میں دنیا کی بےعزتی کوئی شئی نہیں اور اہل فہم لوگ دنیا میں بھی بےعزتی نہیں کریں گے۔

(۷) حد زنا واجب نہیں تعزیر واجب ہے[۲] بشرطیکہ اسلامی حکومت ہو[۳] ورنہ باہمی متارکت تامہ کر کے ہر دو توبہ کر لیں[۴]

(۸) اولاد کا اس میں کیا قصور ہے[۵] دوسرے لوگ اگر اس اولاد سے نکاح کر لیں تو شرعاً درست ہے۔

---

[۱] بل يجب على القاضى التفريق بينهما الدرالمختار ص ۱۳۳ / ج ۳ / باب المهر، دارالفكر، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۳۰ / ج ۱ / الباب الثامن فى النكاح الفاسد.

[۲] الحاصل ان كل من ارتكب معصية ليس فيها حد مقدر ثبت عليه عند الحاكم فانه يجب التعزير، البحر كوئٹہ ص ۴۲ / ج ۵ / كتاب الحدود، فصل فى التعزير، عالمگیری کوئٹہ ص ۱۶۸ / ج ۲ / كتاب الحدود، الباب السابع فصل فى التعزير.

[۳] وركنه اقامة الامام او نائبه فى الاقامة الخ عالمگیری کوئٹہ ص ۱۴۳ / ج ۲ / كتاب الحدود، شامی زکریا ص ۶ / ج ۶ / كتاب الحدود.

[۴] ان التوبة من جميع المعاصى واجبة روح المعانى ص ۲۳۶ / ج ۱۵ / سورهٔ تحريم الآية ۸ / مطبوعه دارالفكر، نووی شرح مسلم ص ۳۵۴ / ج ۲ / كتاب التوبة مكتبه بلال ديوبند.

[۵] واما افتضاح اولاد الزنا فلافضيحة الاللامهات وهى حاصلة دعى غيرهم بالامهات اوبالآباء ولاذنب لهم فى ذالك حتى يترتب عليه الافتضاح، روح المعانى ص ۱۷۶ / ج ۹ / تحت الاية يوم ندعو كل اُناس، مطبوعه دارالفكر.

(۹) ولدالزنا نہیں بلکہ ثابت النسب ہیں[۱]۔

(۱۰) اگر اس میں امامت کی اہلیت ہے تو اس کے پیچھے بلا کراہت نماز درست ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف ۲۷/ربیع الثانی ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ۲۷/ربیع الثانی ۶۴ھ

پھوپھی سے نکاح

سوال:- حقیقی پھوپھی یعنی باپ کی بہن سے نکاح جائز ہے یا نہیں اگر کوئی شخص حقیقی پھوپھی سے نکاح کر لے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حقیقی پھوپھی سے نکاح کرنا قطعی حرام ہے[۳] لہٰذا یہ نکاح کرنے والا اگر اس مسئلہ کو جانتے ہوئے نکاح کرے گا تو شرعی قاعدہ کے موافق صاحبین کے نزدیک اس پر حد جاری کی

---

[۱] ویثبت نسب الولد المولود فی النکاح الفاسد الخ عالمگیری کوئٹہ ص ۳۳۰/ج ۱/الباب الثامن فی النکاح الفاسد، بدائع زکریا ص ۶۵۱/ج ۲/النکاح الفاسد ومایتعلق به، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۲۷۷/ج ۴/مطلب فی النکاح الفاسد.

[۲] وولد الزنا هذا ان وجد غیرهم والا فلا کراهة بحر شامی ص ۵۶۲/ج ۱/مطلب البدعة خمسة اقسام دار الفکر بیروت، طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۵/مصری، عالمگیری کوئٹہ ص ۸۵/ج ۱/الباب الخامس فی الامامة، الفصل الثالث.

[۳] حرم العمات والخالات وهن اولاد الجدات فهن اقرب من اولادهن تبیین الحقائق ص ۱۰۱/ج ۲/فصل فی المحرمات، مکتبہ امدادیہ ملتان، البحر کوئٹہ ص ۹۳/ج ۳/فصل فی المحرمات، شامی نعمانیه ص ۲۷۲/ج ۲/فصل فی المحرمات.

جائے گی اور تفریق ہر حال میں ضروری ہے۔[1] وعندهما اذا نكح نكاحاً مجمعاً علىٰ تحريمه فليس ذٰلک بشبهة ويحدان علم بالتحريم والا لاعالم گیری[2] ص۱۴۷/ج۲/۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی یکم ربیع الاول ۵۴ھ

صحیح: عبداللطیف یکم ربیع الاول ۵۴ھ

چچا سے نکاح

سوال:- کیا خاص چچا سے بھتیجی کا عقد جائز ہے یا نہیں؟ صورت دراصل یہ ہے کہ لڑکا لڑکی بالغ و بالغہ باکرہ تقریباً ہم عمر ہیں لڑکی کا اصرار یہ ہے کہ شادی ہو تو اس لڑکے سے ورنہ بصورتِ دیگر خودکشی کرلوں گی اس مجبوری کی حالت میں شریعت میں جان بچانے یا خوشگوار زندگی کے لئے کچھ گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چچا بھتیجی کا نکاح حرام ہے کسی صورت سے جائز نہیں۔ قرآن کریم میں ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ. الاٰية[3] جس چیز کو اللہ پاک نے خود حرام قرار دیا ہے اس کو حلال کرنے کی کس کی مجال ہے۔ اس طرح جان

---

[1] بل يجب على القاضى التفريق بينهما الدر المختار ص۱۳۳/ج۳/باب المهر مطلب فى النكاح الفاسد، مطبوعه دار الفكر عالمگیری کوئٹه ص ۳۳۰/ج۱/الباب الثامن فى النكاح الفاسد.

[2] الهندية ص۱۴۷/ج۲/کوئٹه پاکستان الباب الرابع فى الوطؤ الذى يوجب الحد والذى لايوجبه، شامى زکریا ص۳۳/ج۶/کتاب الحدود باب الوطء الذى يوجب الحد، مطلب فى بيان شبهة العقد البحر کوئٹه ص۱۳/ج۵/کتاب الحدود ایضاً.

[3] سورۂ نساء آیت ۲۳/۔ ترجمہ: تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں۔ (بیان القرآن)

بچانے کی دھمکی سے کیا حقیقی بہن بیٹی والدہ کے نکاح کی بھی اجازت حاصل کی جائے گی اور پھر اگر کسی کے دل میں کفر اختیار کرنے کا جوش پیدا ہو اس کی بھی اجازت لی جائے گی۔ دین ایمان کیا ہوگا جی چاہتا کھلونا بن جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

سوتیلی والدہ سے نکاح

سوال:- زید اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا چاہتا ہے، جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس عورت سے زید کے والد نے نکاح کیا وہ اس کی سوتیلی والدہ ہے اس سے زید کا نکاح کسی طرح جائز نہیں، بالکل حرام ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱۲/ ۹۲ھ

ساس سے نکاح

سوال:- ایک شخص بمبئی میں رہتا ہے۔ اس نے ایک شخص کو اپنے نکاح کا وکیل بنا کر وطن بھیج دیا۔ وکیل نے نکاح کرا دیا اس کے بعد اس نے بمبئی سے طلاق دیدی بغیر خلوت کے دریافت طلب یہ ہے کہ یہ شخص اپنی غیر مدخولہ مطلقہ زوجہ کی ماں سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح بالتوکیل صحیح ہے اور نکاح صحیح کے بعد زوجہ کی ماں حرام ہو جاتی ہے خلوت سے

---

[۱] ولاتنكحوا مانكح أباؤكم سورة النساء پ۴/آیت ۲۳/شامی زکریا ص ۱۰۴/ج ۴/باب المحرمات، البحر کوئٹہ ص ۹۴/۳/باب المحرمات.

پہلے طلاق دی ہو یا بعد میں کما فی القرآن[1] وامھات نسائکم الآیة وکما فی الحدیث ایما رجل نکح امرأة فلایحل لہٗ ان ینکح امھادخل بھا او لم یدخل بھا. مشکوٰة شریف[2] ص ۲۷۵/وحرم بالمصاھرة بنت زوجتہ الموطؤة وام زوجتہ وجداتھا مطلقاً بمجرد العقدالصحیح وان لم تؤطا الزوجة (شامی[3] ص ۲۷۸/ج ۲/نعمانیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودعفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

داماد سے نکاح

سوال: - زینب نے اپنی لڑکی کا نکاح خالد کے ساتھ کیا اور بعد چند دن کے زینب خالدیعنی اپنے داماد پرفریفتہ ہوگئی اوراپنی لڑکی کواس سے طلاق دلاکرخوداپنے ساتھ نکاح کرلیا یہ نکاح اس کا صحیح ہوگا یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

دامادکاساس سے نکاح حرام ہے ویحرم ام امرأتہ مطلقاً دخل اولا ان کان العقد صحیحاً اھ درمنتقی[4] ص ۳۲۳/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودگنگوہی عفااللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۷/۱۱/۵۵ھ

صحیح:سعیداحمدغفرلہٗ ۔صحیح:عبداللطیف ۹/ذی قعدہ ۵۵ھ

---

[1] سورةالنساء پ۴/ آیت ۲۳/.

[2] مشکوٰة شریف ص ۲۷۵/ج ۱/باب المحرمات الفصل الثالث،بدائع زکریاص ۱۵۳۱/ج ۲/ فصل واما النوع الثانی فالمحرمات بالمصاھرة.

[3] الدرالمختار کراچی ص ۳۰/ ج۳/ فصل فی بیان المحرمات،مجمع الانھرص ۴۷۶/ج ۱/ باب المحرمات مطبع دارالکتب العلمیة بیروت،زیلعی ص ۱۰۲/ج ۲/فصل فی المحرمات مطبع امدادیہ ملتان.

[4] الدرالمنتقیٰ علی مجمع الأنھر ص ۴۷۶/ج ۱/ باب المحرمات (مطبوعہ بیروت)زیلعی ص ۱۰۲/ ج ۲/فصل فی المحرمات مطبع امدادیہ ملتان،الدرالمختارمع الشامی دارالفکر ص ۳۰/ج۳/فصل فی بیان المحرمات.

بہو سے نکاح

سوال:- عرصہ ہوا زید نے اپنی سگی بہو کے ساتھ عقد کرلیا ہے۔ایسی صورت میں زید کے گھر کھانا پینا جائز ہے یا ناجائز؟ عنداللہ اگر کوئی صورت ہوتو مطلع کریں کہ ہم لوگ اسکے یہاں کھاپی سکیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

بیٹے کی بیوی سے عقد نکاح کرنا بالکل حرام ہے۔لقولہٖ تعالیٰ وحلائل ابنائکم (الأیۃ)[1] اور نکاح ہی منعقد نہیں ہوا[2] لہٰذا زید سے اس کو الگ کرائیں، پھر زید توبہ کرے تب زید کا گناہ معاف ہوگا۔پھر اس کے گھر کھانے پینے کا معاملہ جاری کریں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/۲/۱۳۹۲ھ

موطوءۃ الجد سے نکاح حرام ہے

سوال:- ایک شخص کے سگے نانا ہیں، ان کی دو بیویاں ہیں۔تو اس شخص نے اپنی سوتیلی نانی سے پہلے بدکاری کی، اس کے بعد اپنے نکاح میں لے لیا۔کیا نواسہ کے لئے سوتیلی نانی سے نکاح کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

بدکاری تو بدکاری ہے ہی مگر موطوءۃ الجد سے بھی نکاح حرام ہے۔جد دادا ہو یا نانا ہر دو

[1] **ترجمہ:** اور تمہارے ان بیٹوں کی بیبیاں۔از بیان القرآن ص ۱۰۶/ ج ۱/۔سورہ نساء آیت ۲۳/۔

[2] ان نکاح المحارم باطل اوفاسدوالظاهران المرادبالباطل ماوجوده کعدمه ،شامی دار الفکر ص ۱۳۲/ ج ۳/باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

کی موطوءہ سے نکاح ناجائز ہے۔لقوله تعالیٰ وَلا تنكحوا مانكح اٰباء كم (الاٰیۃ)[1].

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱۲/۱۴۰۰ھ

ماں کے ماموں سے نکاح

سوال:-ماں کے ماموں محرمات میں داخل ہیں یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

داخل ہیں۔ وكذا بنات الاخ والاخت وان سفلن اھ عالمگیری[2] ص ۲۷۳/ج ۲/۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۶/۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۶/۶۴ھ

تبدیل جنس سے پہلے اور بعد کی اولاد میں مناکحت

سوال:-ایک عورت تھی وہ مرد بن گئی۔عورت ہونے کے زمانہ میں اس کے ایک لڑکا تھا۔اب مرد بننے کے بعد اس کے چند بچے پیدا ہوئے ان میں ایک لڑکی بھی ہے کیا عورت ہونے کے زمانہ میں جو لڑکا پیدا ہوا تھا اس کی شادی اس لڑکی سے جائز ہوگی جو مرد ہونے کے بعد پیدا ہوئی ہے نیز پہلے والے لڑکے اور بعد والی لڑکی کے درمیان بھائی چارہ کی کونسی نسبت ہوگی وہ سگے بھائی بہن ہوں گے یا اخیافی وعلاتی۔یہ واقعہ بھی اٹلی میں وقوع پذیر ہو چکا ہے؟

---

۱ سورہ نساء آیت ۲۴/۔ **ترجمہ:** اورتم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو۔ (از بیان القرآن) شامی زکریا ص ۱۰۵/ج ۴/باب المحرمات۔

۲ الهندية ص ۲۷۳/ج ۱/ الباب الثالث فی بيان المحرمات مطبوعه كوئٹه پاكستان،درمختار مع الشامی ص ۲۹/ج ۳/دارالفكر بيروت،فصل فی المحرمات.

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک ہی ذات سے جولڑکا لڑکی پیدا ہوئے اگرچہ ہرایک کی پیدائش پراس کی صفت جداگانہ تھی۔ پھربھی ایک ذات سے مولود ہونے کی بناء پران کے درمیان ازدواج کا تعلق درست نہیں۔جس طرح عینی بہن سے نکاح حرام ہے اسی طرح علاتی اوراخیافی بہن سے بھی حرام ہے[1] ہرایک کی تولید کے وقت جومولود منہٗ کی صفت تھی اسی کے اعتبار سے رشتہ قائم کیا جائیگا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

خونی رشتے

سوال:–خون کا رشتہ کس کو کہتے ہیں اوراس کی اہمیت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جورشتہ نسبی ہوجیسے بھائی بہن، پھوپھی، چچا، خالہ، ماموں وغیرہ یہ سب رشتے ہیں ان سے نکاح حرام ہے قرآن کریم میں بھی حرمت مذکور ہے۔چوتھے پارے کا اخیر دیکھئے حرمت علیکم امھتکم[2] الخ. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۳/۸/۵ھ

دوسرے کے خون دینے سے کوئی رشتہ قائم نہیں ہوتا

سوال:–ایک مسلمان دوسرے مسلمان مرد یاعورت کوخون دے توان دونوں کے

---

[1] وتحرم اختہ لاب وام اولا حدھما الخ مجمع الانھر ص ۴۷۴/ج ۱/باب المحرمات مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت،البحر الرائق کوئٹہ ص ۹۳/ج۳/فصل فی المحرمات،بدائع الصنائع زکریا ص ۵۲۹/ج ۲/المحرمات بالقرابۃ.

[2] سورۃ النساء آیت ۲۳/۔

درمیان رشتہ کس طرح ہوجاتا ہے یعنی مرد کا خون مرد کو دیا جائے تو کیا دونوں خون کے رشتہ سے بھائی ہوجاتے ہیں یا مرد کا خون عورت کو دیں تو دونوں بھائی بہن ہوجاتے ہیں۔اور کیا دونوں کا نکاح جائز ہوتا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اس کی وجہ سے ان میں کوئی رشتہ قائم نہیں ہوتا۔جیسے پہلے تھے ویسے ہی رہیں گے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۸/۹۳ھ

امہات المومنینؓ اور دیگر محرمات میں فرق

سوال:-جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے مثلاً بہن، ماں، ساس۔ان سے پردہ کرنا ہوگا یا نہیں؟ ایک صاحب کہتے ہیں کہ ساس سے پردہ نہ کیا جائے، لیکن اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے، کیونکہ ازواجِ مطہراتؓ سے نکاح کرنا حرام ہے۔لیکن ارشاد باری یہ بھی ہے کہ ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔تو ساس سے پردہ نہ کرنا اور ازواج مطہراتؓ سے پردہ کرنا دونوں متعارض معلوم ہوتے ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

ازواجِ مطہراتؓ کی کچھ خصوصیات بھی ہیں۔ان کو امہات المومنینؓ فرمایا گیا ہے۔

---

[۱] نوٹ:-کسی کو خون دینا اسباب مصاہرت میں سے نہیں ہے۔واما الذی یوجب حرمة المصاهرة فهو اربعة امور احدها: العقد الصحیح ،ثانیها:الوطء سواء کان بعقد صحیح او فاسد اوزنا:ثالثها المس :اربعها نظر الرجل الی داخل فرج المرأة ونظر المرأة الی ذکر الرجل کتاب الفقه علی مذاهب الاربعة ص ۶۲/ج ۴/مبحث فیماتثبت به حرمة المصاهرة مجمع الانهر ص ۴۸۰/ج ۱/ باب المحرمات دارالکتب العلمیه بدائع زکریا ص ۵۳۴/ج ۲/باب المحرمات بالمصاهرة جواهر الفقه ص ۴۰/ج ۲/ ''خون کا مسئلہ'' سیرت النبیؐ دیوبند۔

وازواجه امهاتهم. الآیة[1] لیکن اگر حقیقی ماں قرار دیا جائے۔تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان سے پردہ نہ ہو۔حالانکہ آیت حجاب ان کے لئے مستقلاً نازل ہوئی۔نیز ان کو حقیقی ماں قرار دینے کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ کسی مرد کا کسی عورت سے نکاح جائز نہ ہو،کیونکہ سب بھائی بہن ہو جائیں گے، حالانکہ نکاح کا بکثرت واقع ہونا اس زمانہ میں بھی پیش آیا،اس لئے ان دونوں مسئلوں میں ان پر وہ احکام نافذ نہیں ہوں گے جو حقیقی ماں پر ہوتے ہیں۔البتہ جس طرح اپنی ماں سے نکاح حرام ہے اسی طرح ازواج مطہرات سے بھی کسی امتی کا نکاح جائز نہیں۔ ولا أن تنكحوا ازواجه من بعده ابداً. الآیة[2]

غرض ازواج مطہرات کو دیگر مستورات پر قیاس کر کے جملہ احکام کو نافذ کرنا درست نہیں۔یانساء النبی لستن کاحد من النساء الآیة[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱۱/ ۸۷ھ

---

[1] سورۃ الاحزاب آیت ۶/۔

[2] سورۂ احزاب پ۲۲/رکوع ۳/ **ترجمہ:** اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔(بیان القرآن)

[3] سورۂ احزاب پ۲۲/رکوع ۱/ **ترجمہ:** اے نبیؐ کی بیبیو تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو۔(بیان القرآن)

﴿فصل دوم: حرمتِ نکاح بسببِ مصاہرت﴾

حرمت مصاہرت پر اشکال کا جواب

سوال:- ایک مسئلہ ہے مرد رات کو اپنی بیوی کو جگانے کے لئے اٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر پڑ گیا اور بیوی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو وہ مرد اپنی بیوی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دیدے اس میں غلطی کی کوئی رعایت نہیں جب منشاء دلی اس کا ایک فعل کا نہیں تھا تو ایسی سخت سزا کیوں دی جاتی ہے۔ پھر یہ کہ کرے کوئی بھرے کوئی۔ نزلہ برعضوِ ضعیف ریزد کا مضمون ہے۔ والسلام

الجواب حامداًومصلیاً

اگر کوئی ہرن کے بندوق مارے اور کسی آدمی کے غلطی سے لگ جائے تو اس غلطی سے بالکل تو اس کی معافی نہیں ہو جاتی ہے، بلکہ خون بہا دلایا جاتا ہے اور وہ بھی مارنے والے کے اعزاء سے دلایا جاتا ہے۔ دیکھئے یہاں بھی اسی طرح یعنی اگر جان کر مارتا تو قتل کیا جاتا غلطی کی تو اتنی رعایت ہوئی کہ خون بہا سے جان بچ گئی نیز گناہ نہیں ہوا[1]

صورت مسئولہ میں بھی اگر جان کر کرتا اور قاضی شرعی تک اطلاع پہنچتی تو وہ حسب صوابدید تعزیراً سزا دیتا نیز گناہ عظیم کا مرتکب قرار پاتا[2] اور غلطی کی وجہ سے سزا اور گناہ دونوں

---

[1] والخطاء علی نوعین خطأ فی القصد وھوان یرمی شخصایظنه صیداً فاذاھو ادمی اویظنه حربیاً فاذاھومسلم وخطأ فی الفعل وھو ان یرمی غرضافیصیب ادمیاً وموجب ذٰلک الکفارة والدیة علی العاقلة الخ ھدایه ص ۵۶۱/ج۴/کتاب الجنایات مطبوعه دیوبند ،مجمع الانھر ص ۳۱۲/ج۴/کتاب الجنایات دارالکتب العلمیه بیروت.

[2] الحاصل ان کل من ارتکب معصیة لیس فیھاحدمقدروثبت علیه عند الحاکم فانه یجب التعزیرالخ البحر کوئٹه ص ۴۲/ج۵/فصل فی التعزیر،عالمگیری کوئٹه ص۱۶۸/ج۲/ فصل فی التعزیر،تاتارخانیه ص ۱۴۱/۵۰/ادارة القرآن کراچی.

سے بچ گیا۔ بسا اوقات ایک فعل کا اثر دوسرے پر بھی پہنچتا ہے۔ جیسا کہ مثالِ مذکور میں اعزاء سے خون بہا دلایا جاتا ہے۔ اگر کوئی ناسمجھ بچہ کسی کا کوئی نقصان کردے تو اس کی ذمہ داری بھی بڑوں پر آتی ہے۔ غور کرنے سے مثالیں ملیں گی[۱] اور یہ سب دنیوی احکام ہیں آخرت میں بلا وجہ ایک کے فعل کا گناہ دوسرے کو بھگتنا نہیں پڑیگا[۲] جان کر فعل مذکور کرنے سے جس قدر گناہ ہوتا ہے۔ (حرمت تو بہر حال ہے) اس کے مقابلہ میں حرمت کس قدر ہے ہلکی اور نرم سزا ہے غور کا مقام ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۱/۸۵ھ

آپ کے سوالات کا منشاء مسائل دینیہ سے ناواقفیت ہے اس لئے ضروری ہے کہ علماء کی صحبت اختیار کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ اس قسم کے شبہات پیدا نہ ہوں گے۔

الجواب صحیح: عبد اللطیف ۵/صفر ۵۸ھ

ساس کے ساتھ زنا سے حرمت مصاہرت

سوال:- زید نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا، سہواً کیا یا قصداً، بہر صورت اس کی بیوی حرام ہوگئی یا نہیں؟ اگر حرام ہوگئی ہے تو پھر دوبارہ شادی کرنے سے حلال ہوگی یا نہیں؟ اور اگر حرام نہ ہو تو اس بیوی کو طلاق صریح دینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور بغیر طلاق کے وہ بیوی دوسرے مرد سے شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟

---

[۱] الصبي والمجنون وان اتلفا شيئاً لزمهما ضمانه احياءً لحق المتلف عليه الخ فتح القدير ص ۲۵۸/ ج ۹/ كتاب الحجر، دار الفكر هدايه ص ۳۵۳/ ج ۳/ كتاب الحجر مكتبه تهانوى، مجمع الانهر ص ۱۵/ ج ۴/ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[۲] ولا تزرو وازرة وزراخرى، سوره بنى اسرائيل اى لايحمل احد ذنب احد ولا يجنى جان الاعلى نفسه تفسير ابن كثير ص ۴۷/ ج ۳/ آيت ۱۵/ مكتبه تجاريه مكه مكرمه.

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی زید پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی دوبارہ نکاح کرکے بھی حلال نہیں ہوگی۔اس کوطلاق دیدے یا کہہ دے کہ میں نے اس کوچھوڑ دیا۔اس کے بعد اگر مدخولہ ہے تو عدت گذارکراوراگر غیر مدخولہ ہےتو بغیر عدت گذارے اس کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہوگا۔فمن زنیٰ بامرأة حرمت علیه امها وان علت وابنتها وان سفلت (فتاویٰ عالمگیری[1] ص ۲۷۴ / ج ۱ / وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتیٰ لایحل لها التزوج باخر الابعد المتارکة وانقضاء العدة والمتارکة لاتتحقق الا بالقول ان کانت مدخولاً بها کترکتکِ اوخلیت سبیلک اماغیرالمدخول بهافقیل تکون بالقول فیهاحتی لوترکهاومضی علی عدتها سنون لم یکن لها ان تزوج باٰخر فافهم. درمختاروشامی ص ۴۳۷ / ج ۲ /[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودگنگوہی عفااللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعیداحمدغفرلہٗ مفتی مدرسہ ہٰذا

اپنے دس سالہ لڑکے کوشوہر کے سوتیلے لڑکے کا بتانا

سوال:- زید کی بیوی زینب کے بطن سے ایک لڑکا ہے جس کی عمر تقریباً دس برس ہوگی۔اب زینب اپنے شوہر زید سے کہتی ہے کہ یہ لڑکا آپ کے لڑکے خالد کے نطفہ سے ہے (خالد زینب کا سوتیلا لڑکا ہے) زید نے اپنے لڑکے سے دریافت کیا مگراس نے قسم کھاکرانکار

---

[1] عالمگیری ص ۲۷۴ / ج ۱ / القسم الثانی المحرمات بالصهرية، مطبوعه کوئٹه پاکستان، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ص ۶۳ / ج ۴ / کتاب فیما تثبت به حرمة المصاهرة، المکتبة الرشیدديوبند، البحر کوئٹه ص ۹۸ / ج ۳ / باب المحرمات.

[2] الدرالمختارمع الشامی ص ۳۷ / ج ۳ / باب المحرمات دارالفکر، عالمگیری ص ۲۷۷ / ج ۱ / القسم الثانی المحرمات بالصهرية، مطبوعه کوئٹه.

کیا کہ میری سوتیلی ماں جھوٹ بول رہی ہے۔ خالد دیندار ہے۔ ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ زید پر زینب حرام ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زینب کے شوہر کے نزدیک زینب اپنے اس اقرار میں جھوٹی ہے تو وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی[1] پھر دس برس تک اس نے برابر تعلق رکھا اور اتنی طویل مدت میں کبھی اظہار نہیں کیا تو اب وہ اپنے اس اقرار میں خود ہی شرعاً متہم ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۸۸/۳/۵ھ

بیٹے کی بیوی سے زنا

سوال:- زید اور بکر آپس میں باپ اور بیٹا ہیں۔ زید والد ہے اور بکر ولد، زید نے اپنے لڑکے بکر کی عورت سے ناجائز فعل یعنی زنا کیا گواہ کوئی نہیں صرف وہ عورت اقرار کرتی ہے کہ اس نے میرے ساتھ زنا کیا اور زید و بکر کے آپس کے تعلقات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ضرور ہوا ہے تو آیا وہ عورت اب بکر کو جائز ہے یا نہیں۔ جب کہ اس کے والد نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ اس کا نکاح ٹوٹ گیا یا کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر لڑکا اس بات میں اپنی بیوی کی تصدیق کرتا ہے اور اپنے باپ کو جھوٹا سمجھتا ہے شرعاً لڑکے پر اس کی بیوی حرام ہوگئی اس کے ذمہ واجب ہے کہ اسے چھوڑ دے اور کہدے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ یا طلاق دیدے اور اگر لڑکا اپنی بیوی کی تکذیب کرتا ہے اور اپنے باپ

---

[1] ثبوت الحرمة بمسها مشروط بأن يصدقها أويقع في اكبر رايه صدقها فتح القدير مصرى ص ٢٢٢/ ج٣/ (فصل فى بيان المحرمات) شامى دار الفكر ص ٣٣/ ج٣/ فصل فى المحرمات مجمع الانهر ص ٤٨١/ ج ١/ باب المحرمات، دار الكتب العلميه بيروت.

کواس انکار میں سچا سمجھتا ہے تو پھر وہ حرام نہیں ہوئی بدستور نکاح باقی ہے۔ رجل تزوج امرأة علیٰ انها عذراء فلما ارادوقاعها وجدهاقد افتضت فقال لها من افتضک فقالت ابوک ان صدقه الزوج بانت منه ولامهرلها وان كذبها فهي امرأته كذا فى الظهيرية الخ، عالمگیری[1] ص ۲۷۶ /ج ۱ / وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة الخ. درمختار[2] ص ۴۳۷ /ج ۲ /۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ ۲۸/ ۱۰/ ۶۱ھ

خسر اور بہو کا ناجائز تعلق

سوال: -ایک مسلمان دھوبی کا لڑکا مرگیا، اور اسکی بہو وہیں رہنے لگی اور خسر کی خدمت کرنے لگی، پھر خسر اور بہو کا ناجائز تعلق ہوگیا، جس سے تین لڑکیاں ہوئیں، اس پر محلّہ والوں نے ان کا بائکاٹ کردیا اب یہ معافی چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے بہت بڑی غلطی ہوئی، اب ان بچوں کے لئے کیا حکم ہے؟ یہ بچے مسلمان ہیں یا نہیں؟ ان بچوں کو اسلام برادری میں لیا جائے گا یا نہیں؟ اب ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے؟

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۶ /ج ۱ /مکتبہ کوئٹہ پاکستان الباب الثانی المحرمات بالصهرية، الدرالمختارمع الشامی دارالفکر ص ۳۲ /ج ۳ /فصل فی المحرمات.

[2] الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۳۷ /ج ۳ / فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدرالمختار ص ۱۷ /ج ۳ /فصل فی المحرمات، مطبع دار المعرفة، فتاوی عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۷ /ج ۱ /القسم الثانی المحرمات بالصهرية.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ حرکت نہایت بے غیرتی اور حرام کاری ہے، صدق دل سے توبہ کرکے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں[۱] اور ان دونوں مرد وعورت کو جدا جدا کردیا جائے[۲] کوئی تعلق باقی نہ رہے، ان بچوں کو مسلمان ہی قرار دیا جائیگا، ان کی پرورش لازم ہے، ان سے قطع تعلق نہ کیا جائے، اور وہ دونوں توبہ کرکے الگ الگ ہوجائیں، اور حرام کاری چھوڑ دیں، اور ان سے جو قطع تعلق اصلاح کے لئے کیا تھا اس کو ختم کردیں[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۷/۸۷ھ

حرمت مصاہرت دعویٰ زنا سے

سوال: -مسئلہ دریافت طلب ہے جس کے واقعات حسب ذیل ہیں۔ مسماۃ بوندی بیوہ تھی اس کا نکاح ثانی زید سے ہوگیا۔ ہر دو کی عمر بیس اور پچیس سال ہے بعد نکاح معلوم ہوا کہ مرد خراب ہے نکاح ہوکر عورت خاوند کے یہاں دوسال سے کم رہی ہوگی عورت مسماۃ بوندی کے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی ہے جو زندہ ہے جس کی عمر تیرہ ماہ ہے اور ہمیشہ ان کے وہاں

---

[۱] والتوبة فی الشرع ترک الذنب لقبحه والندم علی ما فرط منه والعزیمة علی ترک المعاودة وتدارک ماامکنه أن یتدارک من الاعمال بالاعادة الخ مرقاة ج۳/ ص ۶۰/(مطبوعه بمبئی) اول باب الاستغفار.

[۲] بل یجب علی القاضی التفریق بینهما الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۲۷۶/ ج۴/ باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد، عالمگیری ص ۳۳۰/ ج ۱/ الباب الثامن فی النکاح الفاسد مطبوعه کوئٹه.

[۳] قولهٗ نهیٰ رسول اللّٰه ﷺ عن کلامنا ایها الثلاثة هو دلیل علیٰ وجوب هجران من ظهرت معصیته فلا یسلم علیه الا ان یقلع وتظهر توبته الخ المفهم شرح المسلم، ج۷/ ص ۹۸/ (مطبوعه دار ابن کثیر بیروت) کتاب الرقاق باب یهجر من ظهرت معصیته.

تکرار رہا۔ اب عورت مسماۃ بوندی اپنے باپ کے یہاں آ گئی جب اس کے لینے کو سسرال کے لوگ گئے تو وہ کہتی ہے کہ میرا مالک تو بالکل خراب ہے عورت کے قابل نہیں ہے تو کیا مجھے میرے خسر کے ساتھ بھیج رہے ہو اور میرا خسر ہی مجھ کو خراب کرتا ہے اور چند مرتبہ میرے خسر نے مجھ کو خراب کیا ہے یعنی مجھ سے بہت مرتبہ صحبت مباشرت کی ہے میں ان کے یہاں نہیں جاؤنگی گواہ ایسے واقعہ کے کوئی نہیں چشم دید صرف مسماۃ بوندی کا بیان ہے اور ظاہر واقعات بھی واقعہ کی تائید کرتے ہیں ایسی صورت میں مسماۃ بوندی کو طلاق ہوسکتی ہے یا نہیں وہ اپنا نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہیں۔ اس کا نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں مکمل جواب مطلوب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید کو مسماۃ بوندی کے اس کہنے کا یقین ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہے تو شرعاً مسماۃ بوندی زید پر حرام ہوگئی زید پر واجب ہے کہ مسماۃ بوندی سے متارکت کرلے یعنی اس کو کہہ دے کہ میں تجھے چھوڑ چکا یا طلاق دیدے اور ہمیشہ کے لئے اس سے علیحدہ ہوجائے اس کے بعد عدت گذار کر مسماۃ بوندی کسی دوسری جگہ شریعت کے موافق نکاح کرلے۔ اگر زید کو مسماۃ بوندی کے کہنے کا یقین نہیں بلکہ وہ اس کی تکذیب کرتا ہے تو پھر حرمت نہیں ہوئی بدستور دونوں شوہر اور بیوی ہیں[۱]۔ یحرم کل من الزانی والمزنیۃ علی اصل الأخر وفرعه اھ شامی[۲] (وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتی لایحل لها التزوج بأخر الابعد المتارکةو

[۱] تزوج بکرا فوجد ها ثیبا وقالت ابوک فضنی ان صدقها بانت بلامهر والالا الدر المختار علی الشامی ص ۳۲/ ج۳/ باب المحرمات دار الفکر بیروت، عالمگیری ص ۲۷۶/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهریه.

[۲] شامی نعمانیه ص ۲۷۹/ ج ۲/ مطبوعه کراچی ص ۳۱/ ج۳/ فصل فی المحرمات، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ص ۶۳/ ج ۴/ کتاب النکاح فیماتثبت به حرمة المصاهرة البحر کوئٹه ص ۱۰۱/ ج۳/ فصل فی المحرمات.

انقضاء العدة اھ) در مختار[1]. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۱۱/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۱۱/ ۵۸ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہانپور ۳۰/ ذی قعدہ ۵۸ھ

خسر کا اپنے بیٹے کی بہو کے سینہ کو اپنے سینہ سے ملانا

سوال:-لعل میاں سارنگ اوراس کی بہو کے درمیان مندرجہ ذیل واقعات پیش آئے۔اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی یانہیں؟

حلفیہ بیان حلیمہ کا روبروعدالت:

پہلا واقعہ:-تقریباً ایک مہینہ ہوا ایک دن دوپہر سے پہلے میرے خسر صاحب کھیت یعنی زمین سے غسل کرنے کے واسطے حوض کے گھاٹ پر آئے تھے میں اس وقت اندر مکان سے گھاس لارہی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ میرا کپڑا لا دے میں نے کپڑا لا دیا پھر دوبارہ جب میں گھاس لائی دیکھتی ہوں کہ وہ غسل کرکے ڈیوڑھی میں داخل ہوا پھر مجھے کہا کہ حلیمہ تو اس طرف آجا۔ میں نے عرض کی کس لئے اس نے کہا کہ جلد آجا۔ میں مجبوراً ڈیوڑھی کے پوربی دروازے پر جا کر ٹھہری اس نے کہا اندر آجا۔ میں نے کہا کہ آپ کا کیا کہنا ہے۔فرمائیں۔ اس نے کہا کہ تو میری ایک بات قبول کر میں تجھ کو اپنی جگہ زمین اورٹین کے گھر دوں گا میں نے کہا وہ کیا بات ہے۔اس نے کہا کام کر۔ میں کہا وہ کام کیا ہے۔اس نے کہا اندر داخل ہوجا میں نے کہا ہرگز نہیں آپ میرے خسر اور ماموں ہیں۔آپ سے میرا یہ کام نہیں ہوسکتا تب

---

[1] الدر المختار على الشامي كراچى ص۳۷/ج۳مطبوعه نعمانيه ص۲۸۳/ج۲/فصل فى المحرمات، طحطاوى على الدر المختار ص۱۷/ج۳/فصل فى المحرمات دار المعرفة، عالمگيرى كوئٹه ص۲۷۷/ج۱/القسم الثانى المحرمات بالصهرية.

اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں زور سے ہاتھ چھڑا کر مکان کی طرف بھاگ گئی۔

دوسرا واقعہ: - دوسرے روز میں عصر کے وقت ڈیوڑھی کے سامنے صحن کو جھاڑ و دیتی تھی اس نے پیچھے سے آ کر کہا تو نے میری بات کو قبول نہیں کیا۔ میں نے جواب دیا آپ کی ایسی بات کو قبول نہیں کر سکتی اس کے بعد وہ میرے دیور کو آتے ہوئے دیکھ کر دوسری طرف بھاگ گیا۔

تیسرا واقعہ: - تیسرے دن دوپہر کو میں بیل گھر کے سامنے سرنگوں ہو کر گھاس جمع کر رہی تھی اس نے پیچھے سے آ کر میری کمر پر ہاتھ لگایا۔ جس میں کپڑا حائل نہیں تھا اور کہا تو بارش میں کیوں بھیگ رہی ہے پس میں اس سے الگ ہو گئی۔

چوتھا واقعہ: - اس کے دس پندرہ دن کے بعد میں تائی کے گھر میں نیند کے لئے گئی تھی تقریباً آدھی رات گذری ہوگی۔ میرے خسر نے مجھے اپنے حجرہ میں بلوایا جب میں وہاں پہونچی میری ساس نے کہا اپنے خسر کو پنکھا کر پس میں پنکھا کرنے لگی اس نے کہا کہ میرے بدن میں تیل مل آ کر تو میں اس کے ہاتھ اور پیٹھ میں تیل ملنے لگی اس اثنا میں وہ میرا ہاتھ پکڑ کر ایسا زور سے کھینچا جس سے میرا سینہ اس کے سینہ کے ساتھ مل گیا میں اس سے چھوٹ کر بھاگ گئی۔

سوال عدالت وجواب حلیمہ

عدالت: - جس وقت تم کو چمٹا لیا تھا اس وقت تیرے اور اس کے سینہ کے درمیان کپڑا حائل تھا یا نہیں؟

جواب حلیمہ: - جس وقت مجھ کو چمٹا لیا اس وقت میرے پیٹ اور سینہ سے کپڑا الگ ہو گیا تھا؟

سوال عدالت: - اس کے سینہ پر کپڑا وغیرہ کچھ تھا یا نہیں؟

جواب حلیمہ: - اس کا سینہ برہنہ تھا۔

(سوال وجواب عدالت لعل میاں سارنگ خسر حلیمہ عمر پچاس سال)

سوال عدالت:- کیاتم اس فعل میں مجرم ہو یانہیں؟

جواب لعل میاں:- جب آپ لوگ مجرم کہتے ہیں تو میں مجرم ہوں۔

عدالت:- ارے ہم لوگوں کی بات چھوڑ وتم نے یہ فعل کیا ہے یانہیں؟

جواب لعل میاں:- میں اس فعل میں مجرم ہوں۔

عدالت:- کیاتم نے یہ فعل کیا ہے؟

جواب لعل میاں:- جی ہاں کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگرحلیمہ کے اس بیان کی کہ اس کواس کے خسر نے شہوت سے ہاتھ لگایا ہے حلیمہ کا شوہر تصدیق کرتا ہےاوراس کوحلیمہ کے سچا ہونے کا یقین یاظن غالب ہے تو وہ اپنے شوہر کے اوپر حرام ہوگئی متارکت لازم ہے اور متارکت کے بعد عدت گذار کرحلیمہ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہےخسر سےاس وقت بھی درست نہیں۔ **وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان يصدقها اويقع فى اكبر رأيه صدقها وعلىٰ هٰذا ينبغى ان يقال فى مسه ايا ها لاتحرم علىٰ ابيه وابنه الا ان يصدقاه اويغلب علىٰ ظنهما صدقها ثم رأيت عن ابى يوسف مايفيد ذٰلک اھ بحر[1] ص ١٠٠/ ج٣/ وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج باٰخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة درمختار[2] على الشامى ص ٤٣٧/ ج ٢/.**

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ١١/ جمادی الاول ۴ ١٣٥ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ۔ صحیح: عبداللطیف ١٣/ جمادی الاول ۵۴ھ

---

[1] البحر مكتبه كوئٹه پاكستان ص ١٠٠/ ج٣/ فصل فى المحرمات، الدرالمختار مع الشامى دارالفكر ص ٣٢/ ج٣/ فصل فى المحرمات، عالمگيرى كوئٹه (باقی حواشی اگلے صفحہ پرملاحظہ فرمائیں)

حرمت مصاہرت کے لئے ایک طرف سے شہوت کافی ہے

سوال: -عورت خوشحال کے رشتہ کے اعتبار سے زید کی چچی ہوتی تھی۔ زید کی عمر ۲۱/۲۲/سال کی تھی۔ زید غریب اور تنگدست تھا۔ وہ زید کو بلا کر اچھے کھانے کھلاتی تھی اور بہت خاطر کیا کرتی، اکثر زید کو پوچھتی تھی کہ تم مجھ کو کیا سمجھتے ہو؟ زید کہتا تھا کہ میں آپ کو اپنی ماں کے برابر سمجھتا ہوں۔ وہ خاموش ہو جاتی۔ حسب معمول ایک روز زید کو مکان سے بلا کر کھانا کھلایا اور اصرار کیا کہ یہیں آرام کرو۔ زید کھانا کھا کر اس کے کمرے میں سو گیا، اس کے بعد وہ کمرہ میں داخل ہو کر اندر کی کنڈی بند کر کے زید کا کپڑا چپکے سے اٹھا کر خود بھی برہنہ ہو کر زید کے اوپر چمٹ گئی، فوراً زید کی آنکھ کھل گئی، زید اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا اور وہ زید سے بدکاری پر زور دیتی رہی، ترکیب بتلاتی کہ اس طرح کرو۔ زید گھبرا کر غصہ میں بھر گیا، کسی طرح اوپر ہو گیا اور پھر کنڈی کھول کر اپنے گھر چلا گیا۔ پھر کبھی اس کے جال میں نہیں پھنسا۔

(۲) کچھ عرصہ کے بعد وہ زید کے گھر آئی، رات کو قیام کیا۔ سب گھر والے اور وہ بھی نیچے سوئی اور زید اوپر چھت پر سویا۔ رات کو دو بجے کے بعد وہ چھت پر پہونچ کر زید کو لپٹ گئی، زید کی آنکھ کھل گئی، زید نے غصہ ہو کر جھڑک دیا اور اتر کر دوسرے مکان میں جا کر سویا، اس کے بعد وہ خاموش ہو گئی، کبھی کوئی حرکت نہیں کی۔

(۳) اس کے دس سال کے بعد زید کی شادی اس عورت کی لڑکی سے ہو گئی۔ جس کو آٹھ سال ہو گئے، تین بچے بھی ہو گئے۔ اب اس گذری ہوئی بات کا کیا مسئلہ ہے؟ اگر چہ

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) ص ۲۷۶/ ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصهرية.

۲؎ الدر المختار نعمانی ص ۲۴/ ج ۲/الدر المختار کراچی ص ۳۷/ ج ۳/فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷/ ج ۳/فصل فی المحرمات مطبع دار المعرفة بيروت، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۷/ ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصهرية.

میری خواہش کبھی اس سے بدکاری کی نہیں ہوئی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس نابکار نے اپنی اس کمینہ حرکت سے اپنے لئے گناہ کا انبار جمع کر ہی لیا ہے، مگر آپ کی زندگی کو بھی تباہ کردیا۔ اگرچہ آپ کی نیت بالکل نہیں تھی اور فرض کیجئے کہ جب وہ آپ کو آکر لپٹی اور بدن برہنہ کیا اور دخول کی پوری کوشش کی، اس وقت آپ کو شہوت نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ مگر اس کو تو ضرور شہوت تھی۔ حرمت مصاہرت کے لئے ایک کی شہوت بھی کافی ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے وتکفی الشهوة من احدهما قال الشامی هذا يظهر فی المس اھ درمختار[۱] ۲۸۳/ ج ۲/ اس وجہ سے اس کی لڑکی سے آپ کی شادی حرام ہے۔ فوراً اس کو چھوڑ دیں اور تعلق زوجیت منقطع کردیں، صاف لفظوں میں کہہ دیں کہ میں نے تجھ سے تعلق زوجیت ختم کردیا، آئندہ اس سے بالکل علاحدہ رہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/ ۳/ ۹۰ھ

حرمت مصاہرت کے اقرار سے رجوع

سوال:- آج سے ۴/ سال پہلے صبرو بیگم زوجہ حسین خاں نے اپنے شوہر حسین کی زندگی میں جب حسین خاں کہیں دوسری جگہ مزدوری کرنے گیا ہوا تھا صبرو بیگم نے اپنے دیور مسمی سموخاں کے برخلاف علاقہ کے قاضی صاحب وغیرہ معتبران علاقہ کے سامنے چند کسان گواہوں کی موجودگی میں یہ دعویٰ پیش کیا کہ میرے دیور سموخاں نے آج رات مجھ پر ہاتھ ڈالا اور مجھے پکڑا اور میرے ساتھ زنا بالجبر کیا ہے، قاضی صاحب نے مسماۃ صبرو بیگم کے بیانات سن

[۱] الدرالمختار مع الشامی نعمانية ص ۲۸۳/ ج ۲/ شامی کراچی ص ۳۶/ ج ۳/ فصل فی المحرمات، مجمع الانهر ص ۴۸۲/ ج ۱/ کتاب النكاح، باب المحرمات مطبع دارالكتب العلميه بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۰۰/ ج ۳/ فصل فی المحرمات.

کر یک گونہ افہام تفہیم کی اور معاملہ کی تدارک رئیس علاقہ راجہ اللہ داد خاں کے سپرد کی اور اس رات کو سموخاں اپنے گھر سے کہیں بھاگ کر چلا گیا اطلاع پانے پر حسین خاں شوہر صبر و بیگم گھر واپس آ گیا یعنی بیوی کو اس دعویٰ پر سچا جان کر معتبران علاقہ سے شکایت کی کہ آپ نے میرے بیوی کی تدارک نہ کی۔ خیر بعد ازاں معاملہ ویسا ہی رہا چار سال گذرنے کے بعد جب حسین خاں مر گیا تو عدت گذرنے کے بعد صبر و بیگم بیوہ کے اس دیور سموخان کے بیٹے مسکین خاں نے صبر و بیگم کے ساتھ نکاح کر لیا چونکہ پہلے قاضی صاحب مرقوم اس وقت فوت ہو چکے تھے اب ان کی جگہ ان کا فرزند قاضی علاقہ مقرر کیا گیا ہے نکاح ہونے کے بعد معاملہ ہذا نئے قاضی صاحب کے سامنے پیش ہوا تو نئے قاضی صاحب نے صبر و بیگم وغیرہ معتبران علاقہ کو طلب کیا تو اب صبر و بیگم نے بیان کیا کہ بیشک میں نے پہلے قاضی صاحب کے سامنے اپنے دیور سموخان کے برخلاف مجھے پکڑنے اور ہاتھ ڈالنے اور زنا بالجبر کرنے کا دعویٰ کیا تھا مگر میں نے وہ دعویٰ اپنے دوسرے دیور مسمیٰ دھاور خاں کے ورغلانے پر کیا تھا اور میں نے اس وقت جھوٹ بولا تھا راجہ اللہ داد خاں رئیس علاقہ وغیرہ جن گواہوں کے روبرو صبر و بیگم نے پہلے قاضی صاحب مرحوم کے سامنے دعویٰ کیا تھا ان سب نے حلفیہ شہادت دی کہ صبر و بیگم نے اپنے دیور سموخاں کے برخلاف پکڑنے اور ہاتھ ڈالنے اور زنا بالجبر کرنے کا دعویٰ ہمارے روبرو بڑے قاضی صاحب کے سامنے پیش کیا تھا علاوہ ازیں سموخاں کا صبر و بیگم کو پکڑنا اور چھیڑنا اور صبر و بیگم پر ہاتھ ڈالنا اہلدیہ اور علاقہ کے مرد اور عورت اور خورد وکلاں میں معروف ومشہور ہے مزید برآں یہ ہے کہ صبر و بیگم کا فاحشہ اور غیر محتاط ہونا کالشّمس فی نصف النہار ہے گواہان سابقہ اور باشندگان دیہہ وعلاقہ سے تصدیق حاصل کرنے کے بعد جدید قاضی صاحب نے حرمت مصاہرت کے ثبوت کے ماتحت حکم دیدیا کہ بوجہ حرمت مصاہرت فرزند سموخاں کے مسمٰی مسکین خاں کے لئے صبر و بیگم کا نکاح ناجائز اور حرام ہے اور فسخ نکاح اور تفریق کا حکم دیدیا قاضی جدید نے صبر و بیگم کے انکار بعد از اقرار کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔ لما فی تکملة

الشامی ص ۳۹۲ / ج ۱ / الاقرار المتاخر یرفع الانکار المتقدم والاقرار المتقدم یمنع الانکار المتاخر وفی العالمگیریۃ ص ۲۸۳ / ج ۲ / ولو اقرت بحرمۃ المصاھرۃ یواخذ بہ ویفرق بینھما وکذلک اذا اضاف ذلک الی ماقبل النکاح الخ. الی ان قال والاستمرار علی ھذا الاقرار لیس بشرط حتی لو رجع عن ذلک وقال کذبت فالقاضی لایصدقہ عبارت مذکورہ کے مطابق صبر وبیگم کا انکار بعداز اقرار غیر معتبر ہے اور قابل قبول نہیں اور اثبات حرمت مصاہرت کے لئے یہ دلائل ہیں وفی العالمگیریۃ ص ۲۸۴ / ج ۲ / قال یثبت حرمۃ المصاھرۃ قبل ان کان السائل والمسئول ھازلین قال لایتفاوت ولایصدق انہ کذب فتح القدیر ص ۲۳ / میں ہے ولافرق فی ثبوت الحرمۃ باللمس بین کونہ عامداً او ناسیاً اومکرھا اومخطیا ایضاً فتح القدیر وتقبل الشھادۃ علی الاقرار باللمس والتقبیل بشھوۃ درمختار میں ہے۔ وتقبل الشھادۃ علی الاقرار باللمس والتقبیل بشھوۃ وکذا تقبل علی نفس اللمس، والتقبیل والنظر الی ذکرہ او فرجھا من شھوۃ فی المختار.

امام دیہہ نکاح خواں نے اس حکم اور انفساخ کے فیصلہ کو نافذ نہیں ہونے دیا اور خلاف استفتاء قائم کر کے خلاف فتویٰ حاصل کر کے روڑہ اٹکا رکھا ہے۔

(۱) بعض علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ چونکہ اقرار حجۃ قاصرہ ہے تو صبر وبیگم کے اقرار کرنے سے سموخاں یا اس کے بیٹے مسکین خاں پر اس اقرار کا اثر نہیں پڑتا۔

(۲) بعض علماء کہتے ہیں کہ عورت کے قول کا سرے سے اعتبار ہی نہیں تو صبر وبیگم کے اقرار یا انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۳) بعض علماء کہتے ہیں کہ حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لئے فقہاء نے جو دلائل کتب فقہ میں بیان فرمائے ہیں ان تمام عبارات میں صیغہ مذکر کا استعمال کیا گیا ہے اور مذکر کے صیغوں کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ احکام مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اس قسم کے افعال اقوال یا اقرار مرد اگر کرے تو حرمت مصاہرت کے ثبوت کا حکم دیا جائیگا اگر عورت کی طرف سے اس قسم کے افعال اقوال یا اقرار کا اعتبار ہوتا تو مؤنث کے صیغہ کے ساتھ بھی فقہاء عبارت پیش کرتے تو ثابت ہوا کہ عورت کی طرف سے اس قسم کے افعال اقوال اور اقرار سے حرمت مصاہرت نہیں ثابت ہوتی اور قاضی علاقہ کا کہنا ہے کہ مقامی واقعات اور گواہوں کی گواہی اور علاقہ کے عوام خواص میں واقعہ کی شہرت اس مسئلہ کو نظر انداز نہیں کرسکتی باوجودیکہ معاملہ حلت وحرمت کا ہے تو حرمت کی جانب کو ترجیح ہے۔ الاشباہ والنظائر ص ۸۸/ میں الاصل فی الابضاع التحریم وکذا قال فی کشف الاسرار شرح فخر الاسلام الاصل فی النکاح الحظر وابیح للضروة ، فاذا تقابل فی المرأة حل وحرمة غلبت الحرمة ولهذا لایجوز التحری فی الفروج ص ۱۳۲/اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام. اذا تعارض دلیلان احدهما یقتضی التحریم والاخر الاباحة قدم التحریم ولایجوز التحری فی الفروج لانه یجوز فی کل ماجاز للضرورة والفروج لاتحل بالضرورة انتهیٰ.

ایک عورت کی شہادت اور قول کا شریعت نے بیسوں جگہ اعتبار کیا ہے تو صبرو بیگم کا اقرار کیسے نظر انداز کیا جاسکتا۔ واقعہ کی اصل حقیقت اور مسئلہ کے اندر علماء کا اختلاف پیش خدمت روانہ کیا جاتا ہے اصول شرعیہ اور دین اسلام کی رو سے جو حق فیصلہ ہو رقم طراز فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ مسماۃ نے اپنے دیور کے متعلق دعویٰ اور اقرار زنا کیا تو مسماۃ کے حق میں اس دیور کی اولاد کی حرمت ثابت ہوگئی[1] اب اس کے لڑکے سے نکاح جائز نہیں[2] مسماۃ کا اب یہ کہنا کہ

[1] لو اقر بحرمة المصاهرة یؤ اخذبه ویفرق بینهما وکذالک اذا اضاف ذٰلک الی ماقبل النکاح بان قال لامرأته کنت جامعت امک قبل نکاحک یؤاخذبه (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

میں نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا اس نکاح کے حق میں قابل قبول نہیں۔ اقرار کا حجت قاصرہ ہونا مسلم ہے۔ یہاں بھی مقرہ کے حق میں اس اقرار کی وجہ سے حرمت ثابت ہوئی ہے[1]۔ یہ کہنا کہ عورت کے قول کا سرے سے اعتبار نہیں بالکل غلط اور لغو ہے کتب فقہ میں جزئیات واضحہ مصرحہ اس کی تردید کرتی ہیں[2]۔ اگر مذکر کا صیغہ اس نوع کے احکام میں ذکر کیا جائے تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ عورتوں کے لئے یہ احکام ثابت نہیں، عامۃً قرآن کریم حدیث شریف کتب فقہ میں عبادات معاملات وغیرہ کے مسائل میں مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ مؤنث کا صیغہ اس جگہ ذکر کرتے ہیں جہاں دونوں کے احکام میں فرق بتانا مقصود ہوتا ہے یا اور کوئی حکمت ہوتی ہے تو کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ عورتوں کے لئے صرف وہ احکام ہیں جہاں مؤنث کا صیغہ مذکور ہے باقی سب احکام مردوں کے لئے ہیں ہرگز نہیں بلکہ تمام احکام عام ہوتے ہیں۔ لان النساء شقائق الرجال الا ان یدل دلیل الخصوص[2]۔

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) ویفرق بینهما، والاصرار علی هذا الاقرار لیس بشرط حتی لو رجع عن ذٰلک وقال کذبت فالقاضی لایصدقه الخ فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۵/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهریة ومما یتصل بذالک مسائل البحر الرائق کوئٹه ص ۱۰۱/ ج۳/ فصل فی المحرمات.

۲ لوزنا با مراۃ حرمت علیه اصولها وفروعها وحرمت المزنیة علی اصوله وفروعه، مجمع الانهر ص ۴۸۱/ ج ۱/ باب المحرمات مطبع دار الکتب العلمیة بیروت، شامی دار الفکر ص ۳۱/ ج۳/ فصل المحرمات، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۰۱/ ج۳/ فصل فی المحرمات.

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) ۱ لو اقر بحرمة المصاهرة یؤاخذبه ویفرق بینهما وکذالک اذا اضاف ذٰلک الی ماقبل النکاح بان قال لامرأته کنت جامعت امک قبل نکاحک یؤاخذبه ویفرق بینهما، والاصرار علی هذا الاقرار لیس بشرط حتی لو رجع عن ذٰلک وقال کذبت فالقاضی لایصدقه الخ فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۵/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهریة ومما یتصل بذالک مسائل البحر الرائق کوئٹه ص ۱۰۱/ ج۳/ فصل فی المحرمات.

۲ ویثبت (ای الرضاع) بشهادة رجلین اورجل وامراتین وقال مالک یثبت بشهادة امرأة واحدة هدایه ص ۳۵۴/ ج۳/ کتاب الرضاع، مطبع تهانوی دیوبند. فی حدیث عائشةؓ قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان النساء شقائق الرجال قال علی القاری: قال الخطابی فی الحدیث من الفقه اثبات القیاس والحاق النظر بالنظر وان الخطاب اذا ورد بلفظ الذکور کان خطابا للنساء الافی مواضع مخصوصة الخ مرقاة ص ۳۲۷/ ج ۱/ باب الغسل الفصل الثانی اصح المطابع بمبئی.

عالمگیری قاضیخان فتح القدیر وغیرہ میں ایسے جزئیات موجود ہیں جن میں عورت کے قول فعل اقرار کی وجہ سے حرمت کا حکم دیا گیا ہے کہیں مطلقاً کہیں مرد کی تصدیق کے ساتھ جیسا کہ مرد کے قول وفعل واقرار کی وجہ سے حرمت کا حکم کیا جاتا ہے۔ کہیں مطلقاً، کہیں عورت کی تصدیق کے ساتھ، ہدایہ میں ہے۔ ومن مسته[۱] امرأة بشهوة حرمت عليه امها وبنته یہاں دیکھئے عورت کے فعل پر حرمت مرتب ہوئی فتح القدیر[۲] ص ۳۶۶/ج ۲/ میں شیخ ابن ہمام اس کے ذیل میں فرماتے ہیں ومس امرأة كذلک معلوم ہوا دونوں کے فعل میں کوئی فرق نہیں۔ وثبوت الحرمة بمسها مشروط بان يصدقها او يقع فی اكبر رايه صدقها وعلى هذا ينبغي ان يقال فی مسه اياها[۳] نیز ایک جزئیہ امام ابو یوسفؒ سے نقل کیا ہے امرأة قبلت ابن زوجها وقالت كانت من شهوة ان كذبها الزوج لا يفرق بينهما ولو صدقها وقعت الفرقة[۴] فتاویٰ عالمگیری مصری ص ۲۷۶/ ج ۱/ میں ہے رجل تزوج امرأة على انها عذراء فلما اراد وقاعها وجدها قدافتضت فقال لها من افتضک فقالت ابوک ان صدقها الزوج بانت منه ولا مهر لها وان كذبها فهي امرأته كذا فی الظهيرية[۵] اس کے کچھ بعد ایک جزئیہ عالمگیری میں نقل کیا ہے جس میں محض ایک جانب سے اقرار ہے پھر بھی حرمت کا حکم کیا گیا ہے تزوج بامة رجل ثم ان الامة قبلت ابن زوجها قبل الدخول بها فادعى الزوج انها قبلت بشهوة وكذبه المولىٰ فانها تبين من زوجها لاقرار الزوج انها قبلته بشهوة[۶] دیکھئے اس صورت میں فعل صادر ہوا عورت کی طرف سے

---

[۱] هداية اولين ص ۲۸۹/ ج ۱/ كتاب النكاح طبع تهانوی ديوبند.
[۲] فتح القدير مصری ص ۲۲۱/ ج ۳/ كتاب النكاح.
[۳] فتح القدير ص ۲۲۲/ ج ۳/ فصل المحرمات مطبع دار الفكر.
[۴] فتح القدير مصری ص ۲۲۲/ ج ۳/ فصل فی المحرمات.
[۵] عالمگیری مجیدی کانپور ص ۵/ ج ۲/ عالمگیری مصری ص ۲۷۶/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهرية.　(حاشیہ نمبر ۶ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

اور اقرار کیا مرد نے پھر بھی حرمت ہوگئی معلوم ہوا کہ عورت کے فعل پر بھی حرمت مرتب ہوتی ہے اور مقرہ کے حق میں حرمت ہونا اس کی حجت قاصرہ ہونے کے منافی نہیں بلکہ حجت قاصرہ ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ مقرہ کے حق میں حرمت ثابت ہوجائے یہاں مسماۃ مقرہ ہے لہٰذا اس کے حق میں حرمت ثابت ہوجائیگی اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ مسماۃ کے حق میں تو حرمت ہو اور دیور کے لڑکے کے حق میں حلت باقی رہے اگر مقر کے حق میں بھی ثابت نہ ہوتو پھر اقرار کی حجیت ہی ختم ہوجائے گی۔ بحر ص ۱۰۸/ج ۳/میں ہے لافرق بين الرجل والمرأة فلومست المرأة عضواً من اعضاء الرجال بشهوة اونظرت الى ذكره بشهوة فثبتت الحرمة[۱].

اقرار سے رجوع اور اپنے نفس کی تکذیب ایسے مسائل میں قضاءً معتبر نہیں۔ كذا فى البحر[۲] ص ۱۰۹/ج ۳۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱/ ۶۶ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/ربیع الثانی ۶۶ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ ملاحظہ فرمائیں) [۱] الهندية ص ۲۷۶/ج ۱/مصرى، القسم الثانى المحرمات بالصهرية، تاتارخانيه ص ۲۲۵/ج ۲/كتاب النكاح، اسباب التحريم، ادارة القرآن كراچى.

[۲] البحر كوئٹه پاكستان ص ۱۰۱/ج ۳/ فصل فى المحرمات، تاتارخانيه ص ۲۲۰/ج ۲/ اسباب التحريم طبع ادارة القرآن كراچى.

[۳] وفى الخلاصة قيل لرجل مافعلت بأم امراتک قال جامعتها ثبتت الحرمةو لايصدق انه كذب وإن كانوا هازلين والإصرار ليس بشرط فى الإقرار لحرمةالمصاهرة البحرالرائق ص ۱۰۱/ ج ۳/كوئٹه پاكستان فصل فى المحرمات، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۷۵/ج ۱/القسم الثانى المحرمات بالصهرية وممايتصل بذلک مسائل، تاتارخانيه ص ۲۲۶/كتاب النكاح، اسباب التحريم طبع ادارةالقرآن كراچى.

حرمت مصاہرت کے لئے مرد کا اقرار

سوال: -ایک آدمی پرالزام ہے کہ اس نے اپنی لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہے مگر کہیں سے اس کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ کیا سچ ہے یا غلط ہے۔

گواہ (۱) اس آدمی کی زوجہ کہتی ہے کہ میں نے شوہر کا ذکر کھڑا دیکھا۔ تو شک ہوا کہ یہ زنا کر کے آئے ہیں۔

گواہ (۲) لڑکی کی عمر ۹ رسال اس کا بیان ہے کہ سب جھوٹ ہے کچھ نہیں ہوا، خود وہ شخص کہتا ہے کہ خدا گواہ ہے کچھ نہیں ہوا جب کہ وہ پہلے ایک یا دو مولوی کے سامنے زنا کا اقرار کر چکا ہے، دوسرے روز کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں ہے، کہ میں نے کیا کہا ہے۔ اس صورت میں اسکی زوجہ حرام ہوگئی یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

عورت کا جو کچھ بیان ہے وہ تو ثبوت زنا کے لئے بالکل کافی نہیں[1] لیکن مرد کا اقرار کر لینا حرمت کے لئے کافی ہوگا، یعنی جس نے دو مولویوں کے سامنے اقرار کیا اور وہ گواہی دیتے ہیں کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ اس نے اپنی لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہے۔ اس پر اس کی عورت یعنی لڑکی کی ماں حرام ہوگئی ہے[2] اس سے علیٰحدگی ضروری ہے۔ صاف صاف کہہ دے کہ میں نے تعلق نکاح ختم کر دیا[3] اس کے بعد اس کی وہ عورت عدت تین حیض گذار کر دوسری

---

[1] اربعة رجال فلاتقبل شهادة النساء شامی ص ۴۶۴ / ج۵ / کتاب الشهادة، دارالفکر بیروت، هدایه ص ۱۵۴ / ج۳ / کتاب الشهادة، مکتبه تهانوی دیوبند، البحر کوئٹه ۶۰ / ج۷ / کتاب الشهادة.

[2] لو أقر بحرمة المصاهرة یؤاخذ به ویفرق بینهما، والإصرار علی هذا الإقرار لیس بشرط حتی لو رجع عن ذالک وقال کذبت فالقاضی لایصدقه الهندیة ص ۲۷۵ / ج۱ / القسم الثانی المحرمات بالصهریة مکتبه کوئٹه پاکستان، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۰۱ / ج۳ / فصل فی المحرمات، تاتارخانیه ص ۲۲۶ / ج۲ / کتاب النکاح، اسباب التحریم مطبع ادارة القرآن کراچی.

[3] وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتی لایحل لها التزوج بآخر (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

جگہ اپنا نکاح کرلے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۱/۸۵ھ
الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ

کیا حرمت مصاہرت حلالہ سے ختم ہو جاتی ہے

سوال:- زید نے اپنی بیوی ہندہ کے ساتھ وطی کر کے دونوں میاں بیوی ایک بستر پر سورہے تھے آخراللیل میں ہندہ کی ماں داماد کے پاس سوگئی۔ داماد نے ساس کے ساتھ اپنی بیوی جان کر وطی بالشبہ کیا قریب الانزال کے وقت معلوم ہوا کہ بیوی نہیں بلکہ اس کی ساس ہے ساس کو دیکھ کر زید فوراً علیحدہ ہو گیا بعدہ ایک شخص سے زید نے ذکر کیا کہ واقعہ یہ ہے اس نے چند عالموں سے دریافت کر کے کہا کہ زید تم پر ہندہ حرام ہوگئی ہے بوجہ طلاق کے اگر تم چاہو تو بعد حلالہ کے ہندہ سے نکاح کر سکتے ہو یہ بات سن کر زید نے بعد حلالہ ہندہ سے نکاح کرلیا اسی طرح دو سال گذر گیا بعدہ ایک شخص نے کہا کہ بھائی زید میں نے اور عالموں سے اس مسئلہ کو دریافت کیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ ہندہ زید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی لہٰذا زید نے ہندہ کو طلاق نامہ رجسٹری کرا کر بھیجدیا۔ ان سب واقعات کے پہلے ایک لڑکی دو لڑکے تھے انہوں نے اپنی ماں ہندہ کو لا کر دوسرے مکان میں رکھا۔ اب زید پر ہندہ کسی صورت میں حلال ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر حلال نہ ہو تو زید ہندہ کی معیشت کا بندوبست کر سکتا ہے یا نہیں اور زید نے ہندہ

(پچھلے صفحہ کا باقی) الا بعد المتاركة وانقضاء العدة والمتاركة لايتحقق الا بالقول ، الدر المختار مع الشامي فصل المحرمات، دار الفكر ص۳۷/ج۳/طحطاوی علی الدر المختار ص۷/ ۱/ ج۳/ فصل في المحرمات دار المعرفة بيروت،عالمگیری کوئٹه ص۲۷۷/ج۱/القسم الثاني المحرمات بالصهرية.

---

[۱] اذا طلق الرجل امرأته اووقعت الفرقة بينهمابغير طلاق وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة أقراء هنديه كوئٹه ص۵۲۶/ج۱/الباب الثالث عشر في العدة.

کے ساتھ بعد وطی بالشبہ شخص مذکورہ کے قول کے مطابق نکاح کر کے وطی کیا اس پر کیا حکم ہے؟ اوراس جاہل مفتی پر کیا حکم ہے اوراس واقعہ کے شاہدوں سے وطی بالشبہ کا ثبوت نہ ہو بلکہ زنا کا ثبوت ہوتو اس پر کیا حکم ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ زوجہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی کوئی صورت اس کے حلال ہونے کی نہیں اس سے متارکت واجب ہے ہمیشہ کے لئے اس کو چھوڑ دے اور کہدے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا پھر بعد عدت وہ عورت دوسری جگہ نکاح کرلے۔ جس شخص نے یہ مسئلہ بتلایا ہے کہ طلاق پڑگئی حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح درست ہے اس نے غلط بتایا حرمت مصاہرت سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور نکاح باطل نہیں ہوتا البتہ نکاح فاسد ہوجاتا ہے اور عورت کو چھوڑنا واجب ہوجاتا ہے اور بعد حلالہ کے دوبارہ نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج باخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة و الوطء بها لايكون زنا اھ درمختار ذكر محمد فى نكاح الاصل ان النكاح لايرتفع بحرمةالمصاهرة والرضاع بل يفسد حتى لووطيها الزوج قبل التفريق لايجب عليه الحد اشتبه عليه اولم يشتبه عليه وقدصرحوا فى النكاح الفاسد بان المتاركةلاتتحقق الا بالقول قال فى الحاوى والوطى فيها لايكون زنا لانه مختلف فيه وعليه مهر المثل بوطيها بعدالحرمة ولاحد عليه ويثبت النسب اھ ردالمحتار[1] ص۴۳۷/ج۲/ شخص مذکور پر اس وطی کی وجہ سے حد زنا لازم نہیں ہوگی اوراس کا گناہ مفتی مذکور پر ہوگا اور بغیر تحقیق کے فتویٰ دینا حرام ہے۔

قال رسول اللّٰه ﷺ اجرأكم على الفتيااجرأكم على النارعن ابى هريرة رضى اللّٰه تعالىٰ عنه عن النبى ﷺ من افتى بفتيا من غير ثبت فانما اثمه علىٰ من افتاه

---

[1] ردالمحتار نعمانيه ص۲۸۳/ج۲/مطبوعه كراچى ص۳۷/ج۳/ فصل فى المحرمات، طحطاوى على الدرالمختار ص۱۷/ج۳/فصل فى المحرمات مطبع دارالمعرفة بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص۲۷۷/ج۱/القسم الثانى المحرمات بالصهرية ومما يتصل بذٰلک مسائل.

اھ دارمی[۱] ص ۳۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ

حرمت مصاہرت سے متعلق بیانات

سوال: - ایک شخص محمد عمر نے متوفیٰ عنہا زوجہا سے جو حاملہ ہے قبل از وضع حمل نکاح کرلیا جس کی وجہ سے دیندار مسلمانوں نے قطع تعلق کیا مزید براں یہ ہے کہ متوفیٰ عنہا زوجہا کے ماموں نے کہا کہ اس محمد عمر کے چرواہے نے مجھے کہا کہ اس متوفیٰ عنہا زوجہا کے ساتھ اس ناکح کے جو پہلی عورت سے ہے اس سے زنا ہوا ہے میں نے دیکھا ہے میں گواہی جہاں کہو گے آکر دونگا اسی طرح اس ناکح کی جو اگلی عورت ہے۔ اس نے بھی ایک دوسرے شخص سے کہا ہے کہ میں نے اپنے لڑکے کو جو محمد عمر کا لڑکا ہے اس نے بیسوں مرتبہ اس متوفیٰ عنہا زوجہا کے ساتھ زنا کیا ہے اس بناء پر عمر تائب ہونے کو تیار ہوا بشرطیکہ یہ متوفیٰ عنہا زوجہا جس سے حالت حمل میں میں نے عقد کیا ہے صحیح نہیں ہوا تو دوبارہ مجھ سے عقد کرادو، گاؤں والوں نے کہا کہ تمہارے لڑکے سے جب اس کے ساتھ زنا ہوا ہے تو دائماً تم اس سے عقد نہیں کرسکتے ہیں اب دریافت کرنے پر اور مجبور کرنے پر وہ شرعی فیصلہ پر تیار ہوا اور مدعی مدعیٰ علیہ اور گواہوں کا بیان لیا گیا جو آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔

مدعی نور احمد: میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ عمر کے لڑکے قمر الدین نے اس عمر کی منکوحہ ثانی متوفیٰ عنہا زوجہا سے زنا کیا ہے۔ قبل این عقد الخ۔

---

[۱] دارمی ص۵۷/ج ۱/باب الفتیاء مافیہ من الشدۃ مکتبۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت، مشکوۃ شریف ص ۳۵/ج ۱/کتاب العلم الفصل الثانی مطبع یاسر ندیم دیوبند، فیض القدیر ص۵۸/ج ۱/مطبع دار الفکر بیروت.

(مدعی علیہ قمر الدین ولد عمر) میں حلفیہ بیان کہتا ہوں کہ مسماۃ دوران متوفی عنہا زوجہا سے میں نے زنا نہیں کیا۔

(گواہ والدہ قمر الدین جوز وجہ اولیٰ عمر ہے) میں نے اپنے لڑکے قمر الدین کو دوران کے ساتھ زنا کرتے نہیں دیکھا۔

(گواہ دوم کمال الدین) میں نے عمر کے لڑکے قمر الدین کو مسماۃ دوران کے ساتھ زنا کرتے نہیں دیکھا۔

اب سوال یہ ہے کہ نور محمد سے پہلے گواہ دویم نے رویت زنا کا اقرار کیا ہے۔

(ب) عمر کی اول عورت اپنے بھائی سے پہلے اقرار کر چکی کہ ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ میں نے اپنے لڑکے کو دیکھا ہے اپنے ہاتھ سے ایک دوسرے کو علیٰحدہ کیا لیکن اب گواہی کے وقت رویت زنا کی منکر ہے جب پوچھا گیا کہ تم نے اپنے بھائی سے رویت زنا کی کیسے خبر دی تب جواب دیا میرے شوہر نے دوسری شادی کر کے مجھے اذیت پہونچائی جس کی وجہ سے میں نے کہا۔

(ج) ایک شخص نے خبر دی ہے ان بیانات کے بعد کہ ان گواہوں نے برادری کے بعض افراد کے دباؤ سے یہ گواہی بدلی ہے۔

(د) یہ حرمت مصاہرت دیانات میں سے ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو عورت واحد یا مرد واحد کے خبر دینے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں۔

(ہ) اور یہ حکم مفتی کے سامنے جب گواہی دیگا تب ہی اس کی گواہی معتبر ہوگی یا اور دوسرے کے لئے مانی جائے گی۔ اگر کہے گا تو اس کے حق میں اور دوسرے لوگوں کے حق میں بھی کہے گا تو مانی جائیگی۔

(و) لفظ اشہد یا اس کا ترجمہ گواہی کے وقت ادا کرنا ضروری ہے کما فی متون کتب الفقہ۔

(ز) ان گواہوں کا حکم بھی تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سوال کچھ روز ہوئے پہلے بھی آیا تھا پہلے بھی یہاں میں تدافع تھا اب بھی تدافع ہے گواہوں کی طرف سے مدعی ازخود تو رویت زنا کو نقل کرتا ہے اور جب ان کا بیان نقل کرتا ہے تو اس میں رویت زنا سے انکار ہے۔ شرعاً ثبوت زنا کے لئے چار عادل مردوں کی شہادت ضروری ہے[۱] اگر اس میں کمی ہو تو گواہوں پر حد قذف جاری ہوتی ہے اور خود مدعی پر بھی اس باب میں عورت کی شہادت قطعاً معتبر نہیں اگر شاہد بعد شہادت رجوع کرلیں تب بھی ان پر حد قذف جاری ہوگی[۲] یہ سب باتیں اسلامی حکومت کی ہیں یہ سب تفصیل قضاءً ہے لیکن دیانۃً حرمت مصاہرت ثابت ہونے کیلئے چار گواہوں کی ضرورت نہیں بلکہ اگر صرف ایک گواہ کے کہنے سے صدق کا غلبہ ظن حاصل ہوجائے تب بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ قاضی حکم یا مفتی کے سامنے گواہی دی جائے یا بصیغۂ اشہد بیان کیا جائے۔ بلکہ یہ قبیل اخبار سے ہے اور حرمت مصاہرت کے لئے حقیقی زنا شرط نہیں۔ بلکہ یہ حرمت مس بالشھوۃ اور تقبیل بالشھوۃ سے بھی ثابت ہوتی ہے[۳] ان تمام بیانات میں

---

[۱] ونصابها للزنا اربعة رجال وفی الشامی فلاتقبل شهادة النساء الدرالمختار مع الشامی دارالفکر ص ۴۶۴/ج۵/ کتاب الشهادات،هدایه ص ۱۵۴/ج۳/کتا ب الشهادات طبع تهانوی دیوبند،البحر کوئٹه ص ۶۰/ج۷/کتاب الشهادات.

[۲] ویحدمن رجع من الاربعة بعد الرجم فقط لانقلاب شهادته بالرجوع قذفاًالدر المختار مع الشامی دارالفکر ص ۳۴/ج۴/باب الشهادة علی الزناوالرجوع عنها کتاب الحدود، عالمگیری کوئٹه ص ۱۵۵، ۱۵۴/ج۲/المصدرالسابق،هدایه ص ۵۲۰/ج۲/ باب الشهادة علی الزناوالرجوع عنهامطبع تهانوی دیوبند.

[۳] والزنایوجب حرمة المصاهرة وکذالمس بشهوة والمس شامل للتفخیذوالتقبیل والمعانقة ونظره الی فرجهاالداخل ،مجمع الانهر ص ۴۸۱/ج۱/باب المحرمات مطبع دارالکتب العلمیة بیروت،البحرالرائق کوئٹه ص ۱۰۰/ج۳/فصل فی المحرمات.

مسماۃ دوران کا بیان درج نہیں کہ وہ اقرار کرتی ہے یا انکار اگر وہ اقرار کرے اور اس کے اقرار سے مدعیٰ علیہ کو صدق کا غلبۂ ظن حاصل ہو جائے تب بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

رجل تزوج امرأة على انها عذراء فلما اراد وقاعها وجدها قد افتضت فقال لها من افتضك فقالت ابوک ان صدقها الزوج بانت منه ولامهر لها وان كذبها فهى امرأته كذا فى الظهيرية هكذا فى الهندية[1] ص ۲۷۶ / ج ۱ /.

خبر الواحد يقبل فى الديانات كالحل والحرمة والطهارة والنجاسة اذا كان مسلماً عدلاً ذكرا اوانثىٰ حراً اوعبداً محدوداً اولا ولايشترط لفظ الشهادة والعدد وكذا فى الوجيز للكردرى هٰكذا فى المحيط السرخسى والهداية اھ عالمگیری[2] ص ۳۱۰ / ج ۵ / اذا كانت الزوجة مشتهاة فاخبره رجل ان ابا الزوج او ابنه قبلها بشهوة ووقع فى قلبه انه صادق له ان يتزوج باختها اواربع سواها بخلاف مالواخبره بسبق الرضاع والمصاهرة على النكاح لان الزوج ثمه ينازعه وفى العارض لاينازعه لعدم العلم فان وقع عنده صدقهٔ وجب قبوله هٰكذا فى الوجيز للكردرى اھ هندية[3] ۳۱۲ / ج ۵ /.

حالت عدت میں جو نکاح کیا ہے وہ یقیناً ناجائز ہے اس کا فسخ اور متارکت واجب ہے[4]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹ / ۴ / ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹ / ۴ / ۶۴ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹ / ربیع الثانی ۶۴ھ

---

[1] الهندية ص ۲۷۶ / ج ۱ / عالمگیری مجیدی کانپور ص ۵ / ج ۲ / القسم الثانی المحرمات بالصهرية.

[2] الهندية ص ۳۰۸ / ج ۵ / كتاب الكراهية، الباب الأول فى العمل بخبر الواحد، مطبوعه کوئٹہ پاکستان، هدایه ص ۴۵۴ / ج ۴ / كتاب الكراهية، مکتبہ تھانوی دیوبند.

[3] عالمگیری ص ۳۱۲ / ج ۵ / كتاب الكراهية، الفصل الثانى (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

حرمت مصاہرت محض ظن سے

سوال: (۱) ہندہ ایک دفعہ اپنی ساس سے جھگڑتے ہوئے کہتی ہے کل کوتو مجھے اور تہمت بھی لگاویگی یعنی تیرا تعلق بکر سے ناجائز ہے بکراس بات کوسنکر مسکرایا۔

(۲) زید مع اپنی بیوی کے سفر میں تھا تو بکر یعنی زید کا باپ ملنے آیا پندرہ بیس روز رہا ہندہ خوب ان دنوں بکر کی خدمت کرتی رہی۔ بڑی بے تکلفی سے باتیں کرتے رہتے اور ہندہ خوب دنداسہ مل کر ہونٹوں کوسرخ کرتی اور آنکھوں میں سرمہ ڈالتی اور وہ دوپٹہ جو ۲۶/۲۷/ سال کا بیاہ کا پڑا ہوا تھا اس نے نکال کر اپنے اوپر لے لیا اس پر زید کو شک ہوا چنانچہ زید رات کو اپنے پیشاب کے بار بار آنے کی تکلیف سے اٹھتا تو چارپائیاں ہندہ اور بکر کی جو دوسرے کمرہ میں تھیں (کیونکہ زید کو شک پہلے تھا ہی نہیں) چارپائی کے کھڑکنے کی آواز آئی اس پر زید کو شک ہوا ایک دفعہ زید بہت جلدی سے اٹھ کر پہونچا تو ہندہ اپنی چارپائی کے پاس جھکی ہوئی تھی۔ اس پر زید ہندہ کو پکڑ کر فی الفور باہر لے گیا اور اس کے سر پر قرآن پاک رکھا اور کہا سچ سچ بتا کہ تو کس چارپائی سے اٹھی ہے۔ ہندہ کہنے لگی کہ میں اٹھ کر اپنی چارپائی سے باہر چلی تھی اگر اپنی چارپائی کے بغیر اور کسی دوسری چارپائی سے اٹھی ہوں یعنی بکر کی چارپائی سے تو مجھے مرتی دفعہ ایمان نصیب نہ ہو۔

(۳) دو تین موقع پر بکر اور ہندہ کو دیکھا گیا کہ رات کو چارپائی اس طرح بچھاتے ہیں چارپائیوں کے سر قریب قریب رہیں۔

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات.

۴؎ اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدة ان علم انها للغير :لانه لم يقل احدبجوازه فلم ينعقداصلا شامی ص ۱۳۲/ج۳/باب المهر فی النكاح الفاسد دار الكتب العلميه بيروت،فتاوی عالمگيری كوئٹه ص ۲۸۰/ج ۱/القسم السادس المحرمات التی يتعلق بهاحق الغيرقاضی خاں علی الهندية ص ۳۶۲/ج ۱/باب المحرمات كوئٹه پاكستان.

(۴) ہندہ اور بکر اکثر علیٰحدگی کی تلاش میں رہتے ہیں اگر ہندہ کو کہا جاتا ہے کہ تو برائی سے واپس آ جا تو کہتی ہے اگر میں بری ہوں تو مجھے مرتی دفعہ ایمان نصیب نہ ہو یا جو حصہ غیر مرد نے چھوا ہے وہ دوزخ میں جلے کبھی زید سے کہتی ہے کہ میرا فیصلہ خدا تعالیٰ تمہارے سامنے کرے۔ بکر بھی انکار کرتا ہے۔

کیا مندرجہ بالا حالات میں ہندہ زید پر حلال ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر زید کو ہندہ کا یقین ہے کہ وہ اپنے بیان میں سچی ہے تو وہ زید پر حرام نہیں ہوئی نکاح بدستور باقی ہے۔ مگر بکر سے اس قدر بے تکلفی اور اختلاط نہیں چاہئے اس کے انتظام کی ضرورت ہے اور اگر زید کو ہندہ کا یقین نہیں بلکہ اس کو ظن غالب ہے کہ ہندہ کا تعلق بکر سے ناجائز ہے اور مس بالشہوۃ کی نوبت آئی ہے[1] تو اس کو علیٰحدہ کردے یعنی طلاق دے کر تعلق منقطع کردے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹ / صفر ۶۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰ / صفر ۶۳ھ

حرمت مصاہرت اور وجوب حد زنا میں فرق

سوال:- زید و ہندہ کسی عالم کے آگے جا کر اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے زنا کیا ہے

---

[1] وثبوت الحرمة بمسها مشروط بأن يصدقها اُويقع فى اكبر رأيه صدقها الخ، فتح القدير ص ۲۲۲ / ج۳ / فصل فى بيان المحرمات مكتبه مصرى، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۰۰ / ج۳ / فصل فى المحرمات، الدر المختار مع الشامى دار الفكر ص ۳۳ / ج۳ / فصل فى المحرمات.

[2] وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج بأخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة الدر المختار على الشامى كراچى ص ۳۷ / ج۳ / فصل فى المحرمات، طحطاوى على الدر المختار، ص ۱۷ / ج۲ / كتاب النكاح فصل فى المحرمات مطبع دار المعرفة بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۷۷ / ج۱ / القسم الثانى المحرمات بالصهرية ومما يتصل بذلك مسائل.

خواہ وہ عالم ان دونوں کا حکم ہو جائے یا نہ، کیا صورت مذکورہ میں مصاہرت عندالاحناف ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ یعنی بر تقدیر ثبوت زنا کے ہندہ کی ماں یا دختر کا نکاح زید کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں۔ ایک مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ زنا کا ثبوت دو طرح پر ہے ایک یہ کہ قاضی کے آگے جا کر چار گواہ عدول بدین طور اپنی شہادت ادا کریں کہ۔ رأيناه وطئها في فرجها كالميل في المكحلة.

دوم یہ ہے کہ دونوں زنا کنندگان صریحاً قاضی کے آگے جا کر زنا کا اقرار چار مجلس میں کریں۔ اور ما نحن فيه میں یہ دونوں صورتیں مفقود ہیں کیونکہ یہاں شرعی قاضی موجود نہیں ہے اور عالم مذکور قاضی شرعی نہیں ہے۔ حکم ہو یا نہ ہو پس بغیر دو صورت مذکورہ کے ثبوت زنا عندالحنفیہ نہیں ہے اور یہ مسئلہ کتب احناف میں کسی کتاب میں نہیں ملتا کہ عالم مذکور اگر چہ حکم بھی ہو وہ قاضی کے حکم میں ہے۔ پس ما نحن فيه. میں زنا ثابت نہیں ہوسکتا۔ جب زنا ثابت نہیں تو ثبوت مصاہرت کہاں۔ پس زید ہندہ کی ماں اور دختر کو نکاح میں لاسکتا ہے؟

درمختار میں ہے۔ فلا يثبت بعلم القاضي ولا بالبينة على الاقرار الخ، يثبت کا فاعل ہے ردالمحتار میں اس کے تحت میں مرقوم ہے تصريح علىٰ مافهم من حصر ثبوته باحد شيئين الشهادة بالزنا اوالاقرار به وقوله ولا بالبينة على الاقرار بيان لفائدة تقييد الشهادة بان تكون على الزنا الخ. پس ثابت ہوا کہ زنا سے ثبوت کے لئے یہی دو صورتیں ہیں۔ تیسری صورت بالکل کوئی نہیں تم کلام المفتی الفنجابی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ثبوت زنا کی جو صورتیں سائل نے نقل کی ہیں وہ وجوب حد کے لئے ہیں کیونکہ حد کو شبہات کی بناء پر ساقط کرنے کا حکم ہے ادرؤا الحدود ما استطعتم الحديث[1] ثبوت حرمت

---

[1] عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ادرؤا الحدود عن المسلمين مااستطعتم، ترمذى شريف ص ۱۷۱ / ج ۱ / باب ماجاء فى درالحدود مكتبة رشيديه دهلى.

مصاہرت کے لئے ان صورتوں کی ضرورت نہیں ہے کہ نفس اقرار یا شہادت کافی ہے اپنے اقرار پر اصرار بھی ضروری نہیں حتی کہ اگر اقرار سے رجوع کرکے اپنی تکذیب کردے تو شرعاً وہ تکذیب معتبر نہیں اور اس حرمت کا ثبوت جس طرح زنا سے ہوتا ہے مس بالشہوۃ وتقبیل بالشہوۃ سے بھی ہوجاتا ہے۔ نیز عمد، نسیان۔ اکراہ، خطا، سب کا ایک حکم ہے اور ان صورتوں میں حد زنا شرعاً جاری نہیں ہوتی ہے۔ مسائل حلت وحرمت میں مفتی کا فتویٰ عامی کے حق میں بمنزلہ قضاء القاضی ہے۔ تثبت حرمة المصاهرة بالوطء حلالا كان أو عن شبهة او زنا كذا فى فتاوىٰ قاضى خان[۱] ممن زنىٰ بامرأة حرمت عليه امها وان علت وابنتها وان سفلت وكذا تحرم المزنى بها على اٰباء الزانى واجداده وان علوا وابنائه وان سفلوا كذا فى فتح القدير[۲] وكما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل سواء كان بنكاح اوملك اوفجور ثم لافرق فى ثبوت الحرمة بالمس بين كونه عامداً او ناسياً اومكرها اومخطئا كذا فى فتح القدير[۳] لواقر بحرمة المصاهرة يؤاخذ به ويفرق بينهما والاصرار على الاقرار ليس بشرط حتى لورجع عن ذلك فقال كذبت فالقاضى لايصدقه ولكن فى مابينه وبين الله تعالىٰ ان كان كاذباً فيما اقر لاتحرم عليه امرأته اھ كذا فى الهندية[۴] مختصراً۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۳/۶۳ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/ربیع الاول ۶۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/ربیع الاول ۶۳ھ

---

[۱] فتاوىٰ قاضى خاں ص ۳۶۰/ج ۱/باب المحرمات كوئٹه پاكستان، كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ص ۶۲/ج ۴/مبحث فيماتثبت به حرمة المصاهرة مطبع مكتبة الرشيد ديوبند.

[۲] فتح القدير مصرى ص ۲۱۹/ج ۳/باب بيان المحرمات، مجمع الانهر ص ۴۸۱/ج ۱/باب المحرمات مطبع دارالكتب العلمية بيروت، شامى دارالفكر ص ۳۱/ج ۳/فصل فى المحرمات.

[۳] فتح القدير مصرى ۲۲۲/ج ۳/باب بيان المحرمات، الدرالمختار (باقی حواشی اگلے صفحہ پر دیکھئے)

حرمت مصاہرت سے نکاح ختم نہیں ہوتا

سوال:-اذازنی احدٌ مع امرأته بنت امرأته اوبنته ای بنت الزوجة والزوج معاً هل امرأته حلال ام حرامٌ واذا كان حراماً هل يبقى طلاقها ونكاحها؟

الجواب حامداًومصلیاً

من[۱] زنی باحدی من ذکرت فی السوال حرمت علیه زوجته ولکن لم یرتفع النکاح بعد فعلیه ان یفارقها فراقاً تاماً قال فی الدرالمختار وحرم بالصهریةاصل مزنیة الیٰ قوله وبحرمةالمصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لایحل له التزوج باٰخر الابعد المتارکة وانقضاء العدة[۲] اھ وقال فی الشامی قال فی البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة علیٰ اصول الزانی وفروعه وحرمة اصولها وفروعها علی الزانی کما فی الوطئی الحلال[۳] اھ مختصر اًص۲۷۹/ج ۲/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی)مع الشامی دارالفکر ص۳۵/ ج۳/فصل فی المحرمات،زیلعی ص۱۰۷/ ج۲/فصل فی المحرمات مطبع امدادیه ملتان.

[۲] الهندیة ص۲۷۵/ج۱/القسم الثانی المحرمات بالصهریة مطبوعه کوئٹه پاکستان،البحر الرائق کوئٹه ص۱۰۱/ج۳/فصل فی المحرمات، تاتارخانیه ص۲۲۶/ج۲/کتاب النکاح اسباب التحریم مطبع ادارة القرآن کراچی.

---

[۱] **ترجمہ سوال:** جب کوئی شخص اپنی عورت کی موجودگی میں اس کی بیٹی یا اپنی بیٹی (یعنی بیوی کی اور اپنی) سے زنا کرے تو کیا اس کی عورت حلال رہے گی یا حرام ہوجائیگی اور جب حرام ہوجائیگی تو اس کے طلاق ونکاح (کا حکم) باقی رہے گا یا نہیں؟

ترجمہ جواب: جو شخص ان میں سے کسی سے زنا کرے جن کا سوال میں ذکر ہے اس کی بیوی اس پر حرام ہوجائے گی لیکن نکاح ختم نہیں ہوگا بلکہ اس (شوہر) پر اس کو پورے طور پر جدا کرنا لازم ہے۔ درمختار میں کہا ہے کہ صہریت کی وجہ سے اصل مزنیہ حرام ہوجاتی ہے (اس کے قول تک) اور حرمت مصاہرت سے (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

حرمت مصاہرت کی ایک صورت

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمّٰی پیرجان ہمراہ زوجۂ خود مسماۃ ہندہ چند دن اتفاقیہ آباد رہا چنانچہ مذکورہ سے دولڑکیاں پیدا ہوئیں بعدہ جب پیرجان نے دوسری شادی کی تو ہندہ نے بھاگنا شروع کیا جس میں اس بات کا چرچا پھیلا۔ کہ پیرجان کا بھائی مسمّٰی جموں خاں شرارت کرتا ہے اس لئے ہندہ بھاگتی ہے اور روپوش ہوجاتی ہے۔ اگرچہ فی الواقع جموں خاں کی شرارت ضرور رہی ہے لیکن نہ کبھی ہندہ کو لے بھاگا اور نہ اس کے ساتھ کبھی روپوش ہوا اس اثناء مخالفت فی مابین زوجین میں ہندہ کے بطن سے ایک لڑکا علی اختر پیدا ہوا جس کی نسبت ولدیت کا پیرجان قائل ہے کہ علی اختر میرا ہی بیٹا ہے جب علی اختر سال یا ڈیڑھ سال کی عمر کا ہوا تو اس کی والدہ ہندہ مذکورہ کو پیرجان نے طلاق دیدی بعد انقضاء عدت ہندہ کے ساتھ جموں نے نکاح کرلیا اب جموں خاں کی لڑکی دوسری زوجہ مسماۃ فاطمہ کے بطن سے ہے اس کے ساتھ علی اختر خاں نکاح کرنا چاہتا ہے مذکورہ کے لئے وہ لڑکی شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) نکاح ختم نہیں ہوتا حتی کہ اس کو دوسرے شخص سے نکاح بھی حلال نہیں ہوتا مگر متارکت اور عدت ختم ہونے کے بعد اھ اور شامی نے کہا ہے کہ بحر میں کہا ہے کہ حرمت مصاہرت سے حرمات اربع کا ارادہ کیا ہے۔ عورت کا زانی کے اصول اور اس کے فروع پر حرام ہونا اور عورت کے اصول وفروع کا زانی پر حرام ہونا جیسا کہ وطی حلال میں ہوتا ہے۔

۲؎ الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۳۷/ ج۳/ مطبوعه نعمانیه ص ۲۷۹/ ج۲/فصل فی المحرمات،طحطاوی علی الدرالمختار ص۱۷/ ج۲/فصل المحرمات مطبع دارالمعرفة بیروت،عالمگیری کوئٹه ص۲۷۷/ ج۱/المحرمات بالصهرية.

۳؎ الدرالمختارعلی الشامی ص ۳۱/ ج۳/باب المحرمات،دارالفکربیروت،البحرالرائق کوئٹه ص ۱۰۱/ ج۳/فصل فی المحرمات،مجمع الانهر ص ۴۸۱/ ج۱/باب المحرمات، مطبع دار الکتب العملیة بیروت

(۲) بوجہ قواعد فقہیہ صورت ہذا میں حرمت مصاہرت یہاں ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(۳) اور وہ جو فتح القدیر میں مرقوم ہے کہ کسی شخص نے منکوحۂ غیر باکرہ بالغہ کو حبس کرلیا تو بحالت حبس مذکورہ سے جو اولاد پیدا ہوئی تو اس کی نسبت ولدیت بطرف حابس منسوب ہے تو صورت مسئولہ میں یہ وجہ صادق آسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں علی اختر خاں کا نسب مسمی پیر جان سے ثابت ہے مسمی جموں خاں سے ثابت نہیں قال اصحابنا فی ثبوت النسب ثلٰث مراتب احدهما النكاح الصحيح وماهو فی معناه من النكاح الفاسد والحكم فيه انه يثبت النسب من غير دعوة ولاينتفی بمجرد النفی وانما ينتفی باللعان فان كانا ممن لالعان بينهما لاينتفی نسب الولد كذا فی المحيط فتاویٰ عالمگیری مطبوعه نولكشور[۱] ص ۵۵۲ / الباب الثانی عشر فی ثبوت النسب، كتاب الطلاق.

لہٰذا جموں خاں کی دوسری زوجہ کی لڑکی سے علی اختر کا نکاح شرعاً درست ہے واما بنت زوجة ابيه او ابنه فحلال درمختار[۲] علی الشامی مصری كتاب النكاح فصل فی المحرمات. اس حرمت مصاہرۃ کا اثر جموں خاں کی لڑکی اور پیر جان کے لڑکے پر نہیں پڑے گا بلکہ مسماۃ ہندہ کے اصول وفروع جموں خاں پر حرام ہوجائیں گے۔[۳] فتح القدیر کی عبارت مع

---

[۱] الهندية ص ۵۳۶ / ج ۱ / الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب مكتبة كوئٹه پاكستان، الدر المختار مع الشامی دارالفكر ص ۵۵۰ / ج ۳ / كتاب الطلاق فصل فی ثبوت النسب مطلب الفراش علی اربع مراتب.

[۲] الدر المختار علی الشامی زكريا ص ۱۰۵ / ج ۴ / كتاب النكاح فصل فی المحرمات، فتح القدير ص ۲۱۹، ۲۱۸ / مطبع دارالفكر، فتاوی عالمگيری كوئٹه ص ۲۷۷ / ج ۱ / المحرمات بالصهرية.

[۳] المحرمات بالمصاهرة وهن انواع اربعة فروع نسائه المدخول بهن واصولهن وحلائل فروعه وحلائل اصوله زيلعی ص ۱۰۱ / ج ۲ / فصل فی المحرمات، مطبع امداديه ملتان، البحر الرائق كوئٹه ص ۹۲ / ج ۳ / فصل فی المحرمات، شامی دارالفكر ص ۲۸ / ج ۳ / فصل فی المحرمات.

حوالہ صفحہ و باب و مطبع کتاب نقل کیجائے تب اس کے متعلق کچھ لکھا جا سکتا ہے سوال میں جو عبارت ہے فتح القدیر کی نہیں ہے خدا جانے وہاں کی کس عبارت کا یہ مطلب سمجھ لیا گیا اور اس مطلب پر بھی صورت مسئولہ منطبق نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس میں بکر کی قید ہے اور ہندہ ''بکر'' نہیں جیسا کہ سائل نے خود اقرار کرلیا کہ چنانچہ مذکورہ سے دولڑکیاں پیدا ہوئیں۔ دوسرے اس میں حبس کی قید ہے اور صورت مسئولہ میں جموں نے ہندہ کو حبس نہیں کیا جیسا کہ سائل نے لکھا ہے کہ ولیکن نہ کبھی ہندہ کو لے بھاگا اور نہ کبھی اس کے ساتھ روپوش ہوا پھر تعجب ہے کہ فتح القدیر کی کس عبارت کے اس مطلب کو سامنے رکھتے ہوئے بھی علی اختر کے متعلق کیسے شبہ ہوا کہ اس کا نسب جموں خاں سے ثابت ہوکر جموں کی لڑکی سے جو کہ دوسری زوجہ سے ہے جائز نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲؍ رجب ۵۴ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۵؍ رجب ۵۴ھ

حرمت مصاہرت کی شرط

سوال:- مسماۃ فاطمہ اپنے شوہر زید کے گھر بطریق سکونت گئی اور پدر زید مسمی عمر بھی ہمراہ پسر خود زید سکونت پذیر ہے کچھ عرصہ بعد مسماۃ فاطمہ نے اپنے میکے جاکر خسر خود عمر کو متہم کیا کہ میرے خسر عمر نے بنگاہ بد مجھے پکڑا اور ارادہ بدکا رکھتا ہے اور کوئی گواہ موجود نہیں بلکہ عام لوگ کہتے ہیں کہ واقعی یہ واقعہ درست ہے مگر شاہد عینی کوئی نہیں خصومت میں سب لوگ انگشت نما ہیں۔ پنچایت نے زوجہ فاطمہ کو شوہر زید سے چھڑا لیا یعنی بلا طلاق حاصل کئے کوئی نکاح غیر پڑھانا چاہتے ہیں۔ جواب تحریر فرماویں۔ ۲۱؍ شعبان ۵۶ھ

الجواب حامداً و مصلیاً

اگر زید کو مسماۃ فاطمہ کے قول کے صدق کا یقین یا ظن غالب ہے تو وہ زید پر حرام ہوگئی

لیکن اس سے نکاح نہیں ٹوٹا جب تک متارکت و مفارقت اس طرح نہ ہو جائے کہ زید کہد ے کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا یا طلاق دیدی تیرا دل جہاں چاہے نکاح کرلے اور اس کے بعد عدت گذر جائے اس وقت تک دوسری جگہ نکاح درست نہیں۔ اگر زید کو اس کے صدق کا یقین اور ظن غالب نہیں تو وہ حرام ہی نہیں ہوئی۔ لہٰذا اس کا دوسرا نکاح درست نہیں اس کے لئے زید کی طرف سے طلاق و مفارقت ضروری ہے۔ اس کے بغیر اس کے نکاح ثانی میں شرکت کرنے والے اگر مسئلہ جاننے کے باوجود شریک ہوں گے تو گنہگار ہوں گے۔ ان کو توبہ کرنا لازم ہے۔ وثبوت الحرمة بمسها مشروط بان يصدقها اويقع فى اكبر رأيه صدقها وعلىٰ هذا ينبغى ان يقال فى مسه اياها لايحرم علىٰ امه وابنه الا ان يصدقاه او يقع علىٰ ظنهما صدقهٗ فتح القدير[1] ص ۳۶۷/ ج ۲/ وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج باٰخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة والمتاركة لاتتحقق الا بالقول ان كانت مدخولاً بها كتركتك اوخليت سبيلك الخ، ردالمحتار[2] ص ۴۳۷/ ج ۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۸/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ رمضان ۵۶ھ

رات کو غلطی سے بہن کے پاس پہنچ گیا

سوال: – ایک کمرہ میں سب سو رہے تھے۔ بھول سے رات کو بہن کی چارپائی کے

---

[1] فتح القدير مصرى ۲۲۲/ ج۳/ فصل فى بيان المحرمات، البحر كوئٹه ص ۱۰۰/ ج۳/ فصل فى المحرمات، الدر المختار مع الشامى دار الفكر ص ۳۳/ ج۳/ فصل فى المحرمات.

[2] شامى كراچى ص ۳۷/ ج۳/ فصل فى المحرمات، طحطاوى على الدر المختار ص ۱۷/ ج ۲/ كتاب النكاح فصل فى المحرمات عالمگيرى كوئٹه ص ۲۷۷/ ج ۱/ القسم الثامن المحرمات بالصهرية.

پاس پہنچ گیا۔ جب ہاتھ لگا تو معلوم ہوا کہ بہن ہے۔ صحبت نہیں کی تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بھول کر بہن کے پاس جانے سے اس کا نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا بلکہ وہ معلوم ہونے پر فوراً واپس آ گیا اور جماع وغیرہ کچھ نہیں کیا تو گناہ بھی نہیں ہوا، تاہم استغفار بہر حال ضروری ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۸۹/۸/۱۳ھ

ساس کا بدن دبانے سے حرمت

سوال:- زید جوان مرد نے ہندہ کی بیٹی زینب سے نکاح کیا زینب کے قبل بلوغ ہندہ کی زبانی معلوم ہوا کہ زید ایک رات کہ نصف کے قریب گذر چکی تھی ہندہ کی چار پائی پر آ بیٹھا اس حالت میں کہ ہندہ کپڑے وغیرہ اتار کر سوئی ہوئی تھی لیٹنے کے وقت جو معمولی کپڑے پہنے جاتے ہیں وہی پہنے ہوئے تھی زید بیٹھ کر ہندہ کا بدن دبانے لگا۔ ہندہ نے کہا کہ میں کوئی تھکی ماندی نہیں ہوں اور یہ وقت بدن دبانے کا نہیں ہے۔ کچھ دیر بعد جب زید کو یقین ہو گیا کہ اگر میں نہ جاؤں گا تو ہندہ شور مچا دے گی اس وقت چلا گیا۔ صبح زید کے بچھونے پر رطوبت کے نشانات بھی تھے غرض یہ بات تو ہندہ کی زبانی معلوم ہوئی اور زید سے جب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں تو کئی دن سے اس کے پاس بیٹھ کر بدن دباتا ہوں مگر کوئی بری نیت نہیں۔ اب عرض یہ ہے کہ زینب زید پر حرام ہوئی یا نہیں۔ شق اول پر طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں زید کا قول شرعاً معتبر ہوگا جب تک اس کے خلاف قرائن ظاہرہ

[1] ان التوبة عن جميع المعاصي واجبة وانها واجبة على الفور سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة ص ۲۳۶ / ج۱۵ / سورة التحريم آيت ۸ / شرح للنوى على الصحيح المسلم ص ۳۵۵ / ج ۲ / كتاب التوبة، مكتبه بلال ديو بند.

سے یقین یا ظن غالب حاصل نہ ہوجائے اور زید کے بچھونے پر رطوبت کا صبح کو پایا جانا اس پر قرینۂ ظاہرہ نہیں کہ اس نے ہندہ کو شہوت سے مس کیا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ شب کو احتلام ہوگیا ہو لہٰذا اس کی بیٹی زید پر حرام نہیں ہوئی۔ البتہ اگر ہندہ کو شہوت سے مس کرنے کا یقین یا ظن غالب ہے یا خود ہندہ نے زید کو شہوت سے مس کیا ہے تو اس کی بیٹی زید پر حرام ہوگئی۔ متارکت ضروری ہے واذا قبلها ثم قال لم يكن عن شهوة او لمسها او نظر الىٰ فرجها ثم قال لم يكن فقد ذكر الصدر الشهيد فى التقبيل يفتىٰ بثبوت الحرمة مالم يتبين انه قبل بغير شهوة وفى المس والنظر الىٰ الفرج لايفتى بالحرمةالا اذا تبين انه فعل بشهوة لان الاصل فى التقبيل الشهوة بخلاف المس والنظر كذا فى المحيط هذا اذا كان المس علىٰ غير الفرج واما اذا كان على الفرج لايصدق ايضاً كذا فى المحيط عالمگيريه[1] ص ۲۸۴ / ج ۱ / اگر واقع میں زید نے ہندہ کو شہوت سے مس کیا ہے اور پھر انکار کر کے ہندہ کی بیٹی سے نکاح برقرار رکھے گا تو حرام کا مرتکب ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ یکم ربیع الآخر ۴۵ھ

بیٹے کی بیوی کا بوسہ وغیرہ لینے سے حرمت

سوال: - ایک شخص نے مندرجۂ ذیل سوالات کے حسب ذیل حلفی بیانات دیئے۔

(۱) خدائے پاک اور قرآن شریف کی قسم کھا کر اور اپنے قلم سے لکھ کر بیان کرو کہ کیا تم نے اپنے بیٹے کی بیوی کے ساتھ سوتے وقت چھ سات روز تک متواتر یہ حرکتیں کیں کہ اس کی چھاتی کئی مرتبہ پکڑی اس کو منھ کھولدینے پر مجبور کیا اس کے گالوں پر دو مرتبہ بوسہ دیا یعنی چوما اور اس کا کمر بند کھولا یا کھولنا چاہا اور کہا کہ میری جان میں تجھ پر عاشق ہوگیا ہوں۔

---

[1] الهندية كوئٹه پاكستان ص ۲۷۶ / ج ۱ / القسم الثانى المحرمات بالصهرية، فتح القدير ص ۲۲۲ / ج ۳ / باب المحرمات، دار الفكر بيروت، شامى دار الفكر ص ۳۵ / ج ۳ / كتاب النكاح فصل فى المحرمات.

(۲) جس وقت تم نے اس کا کمر بند کھولا تھا یا کھولنا چاہا تھا اس وقت کیا تم کو شہوت بہت زیادہ ہو رہی تھی اور تمہارے اعضائے تناسل میں بہت تندی ہو رہی تھی جس کی وجہ سے تم نے اس قسم کا بیہودہ ارادہ کیا۔

(۳) کیا تم اس سے صحبت کر سکے یا نہیں اور تم کو اطمینان کے ساتھ انزال ہو گیا یا نہیں اور صحبت تم نے اس عورت کی رضامندی سے کی یا بلا رضا بالکل سچ اور صحیح تحریر کرو ورنہ خدائے تعالیٰ تم کو بڑی سخت سزا دیں گے۔

(۴) اگر تم صحبت نہیں کر سکے اور پاجامہ اس کا نہیں کھول سکے اور تندی تم کو نہیں ہو رہی تھی تو کیا تم کو اس کشاکشی میں بغیر صحبت کئے ہوئے انزال ہو گیا تھا یا نہیں۔ بات ہرگز مت چھپانا اس میں بڑی باریک بات ہے بالکل سچ بیان کرو۔

(۵) سب سے آخر میں یہ لکھو یا بیان کرو کہ میں نے جو کچھ اوپر لکھا یا بیان کیا بالکل سچ اور صحیح ہے اگر میں نے کوئی بات اس میں جھوٹ کہی ہو تو اللہ تعالیٰ مجھ کو اسی وقت ہمیشہ کے لئے اندھا اور کوڑھی کر دے اور میں بھیک مانگ کر مروں۔

جواب سوالات جرح:

(۱) خدائے پاک اور قرآن شریف کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ یہ شیطان کا کام ہے کہ وہ آدمی کو بہکاتا ہے اور ذلت میں ڈلواتا ہے تین چار مرتبہ اس نے یہ حرکت کرائیں کہ اس کے بدن پر ہاتھ لگوایا۔ یعنی اس کے پستان کو پکڑا اور اس کا منہ کھلا ہوا تھا دو مرتبہ گالوں کو چوما ایک دو مرتبہ اس کو منھ کھولنے کو بھی کہا کمر بند اس کا نہیں کھولا نہ کھولنے کا ارادہ کیا نہ اس کے پلنگ پر بیٹھا۔

(۲) کمر بند اس کا نہیں کھولا اور نہ کھولنا چاہا نہ اس وقت مجھ کو شہوت ہو رہی تھی اور اعضاء تناسل پر تندی بھی نہیں ہو رہی تھی۔

(۳) صحبت نہیں ہوئی نہ رضامندی سے نہ بغیر رضامندی اور نہ انزال ہوا۔

(۴) انزال اسکو ہاتھ لگانے سے نہیں ہوا نہ اعضائے تناسل پر تندی تھی۔منی خارج نہیں ہوئی۔

(۵) یہ جو کچھ میں نے اوپر لکھا ہے یا بیان کیا ہے بالکل سچ اور صحیح ہے اگر کوئی جھوٹ لکھی ہوتو خداوند تعالیٰ اسی وقت ہمیشہ کے لئے اس کی سزا مجھ کو دے گا۔

اب سوال یہ ہیں:

(۱) ایسی صورت میں حنفی مذہب کی رو سے عمر کی بیوی اس کے نکاح میں داخل رہی یا نہیں؟

(۲) اگر حنفی مذہب کی رو سے کوئی صورت عمر کے نکاح میں داخل رہنے کی باقی نہ ہوتو کسی دوسرے امام کے مذہب پر ضرورۃً عمل کرنا موجب گناہ تو نہیں ہوگا اور کس امام کے مذہب کے موافق عمر کی بیوی نکاح سے باہر نہیں ہوسکتی ان کا نام بھی تحریر کیجئے؟

(۳) اگر عندالاحناف عورت مذکورہ ہمیشہ کے لئے عمر پر حرام ہوگئی اور کسی امام کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے دوبارہ نکاح میں آنا جائز نہ ہوتو کیا عورت مذکورہ بغیر کسی روک کے دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے۔؟

(۴) عورت اپنے مہروں کا دعوی خسر پر کرے یا عمر (شوہر) پر؟

(۵) عمر پر جس پر اس کے باپ نے اتنا بڑا ظلم کیا کہ اس کی بیوی کو ہمیشہ کے لئے حرام کردیا کیا اب بھی اس پر باپ کے حقوق پدری باقی رہیں گے۔یا ساقط ہوجائیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں عندالاحناف عمر کے لئے اس بیوی کو اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں بلکہ اس سے متارکت ضروری ہے کیونکہ مصاہرت کی وجہ سے اس پر حرام ہوگئی یہ حرمت بلا انزال ثابت ہوجاتی ہے ولو اخذ ثدیھا وقال کان عن غیر شھوۃ لایصدق خلاصۃ[۱] ص۹/

[۱] عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۶/ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصھریۃ، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ج ۲/ اور عالمگیری[۱] ص ۲۸۴/ ج ۲/ میں ہے لان الغالب خلافه قال فی الفتاویٰ الهندیه وکان الشیخ الامام الاجل ظهیر الدین مرغینانی یفتی بالحرمة فی القبلة علی الفم والخدو الرأس وان کانت علی مقنعة وکان یقول لایصدق فی انه لم یکن بشهوة طحطاوی[۲] ص ۱۷/ ج ۲/ وفی البحر الرائق[۳] ص ۱۰۰/ ج ۳/ لان الاصل فی التقبیل وهو الشهوة شامی[۴] ص ۱۲۴/ ج ۲/ میں ہے ان قبل الفم یفتیٰ بها ای بالحرمة وان ادعیٰ انه بلاشهوة واُلحق الخد بالفم.

(۲) امام شافعی کے نزدیک صورت مسئولہ میں حرمت ثابت نہیں ہوئی وعند الشافعی لاتثبت الحرمة بالزنا فاولی ان لاتثبت بالمس والنظر بدون الملک بدائع ۲۶۰/ ج ۲[۵] لیکن حنفی کے لئے امام شافعیؒ کے مذہب پر ایسی صورت میں عمل کرنا جائز نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے کیونکہ اول تو حلت حرمت کا مقابلہ ہے لہٰذا حرمت کو ترجیح ہوگی دوسرے ایسی صورتوں میں غیر کے مذہب پر عمل کرنیکی ہمارے فقہاء رحمہم اللہ نے اجازت نہیں دی۔

(۳) عمر کی بیوی کو عدت گذار کر عندالاحناف موافق شرع دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے جب کہ عمر نے کہد یا ہو کہ میں تجھے چھوڑ چکا یا حاکم مسلم نے دونوں میں تفریق کردی ہو وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتی لایحل لها التزوج الابعد المتارکة وانقضاء

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) خلاصة الفتاوی ص ۹/ ج ۲/ الفصل الثالث فی حرمة المصاهرة امجد اکیڈمی لاهور طحطاوی علی الدرالمختار فصل فی المحرمات ص ۱۷/ ج ۲/ دارالمعرفة بیروت.

---

[۱] عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۶/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهریة.

[۲] طحطاوی علی الدرالمختار ص ۱۷/ ج ۲/ فصل فی المحرمات دار المعرفة بیروت.

[۳] البحرالرائق کوئٹه ص ۱۰۰/ ج ۳/ فصل فی المحرمات.

[۴] شامی زکریا ص ۱۱۲/ ج ۴/ کتاب النکاح فصل فی المحرمات.

[۵] بدائع الصنائع زکریا ص ۵۳۶/ ج ۲/ کتاب النکاح، فصل واما الفرقة الرابعة. البحر کوئٹه ص ۹۸/ ج ۳/ باب المحرمات.

العدة درمختار[1] علی الشامی ص ۴۶۲/ج ۲/.

(۴) عورت مہر کا مطالبہ عمر سے کرے اگر خلوت صحیحہ یا جماع کی نوبت عمر کے ساتھ آچکی ہے ویتاکد (المهر) عندوطی اوخلوة صحت من الزوج الخ[2] در واذا تاکد المهر لم یسقط وان جاء ت الفرقة من قبلها عالمگیری[3] ص ۳۱۷/ج ۲/ اگر ان حرکات سے عمر کے باپ کی نیت یہ تھی کہ عمر پر اس کی بیوی حرام ہوجائے تو مقدار مہر عمر اپنے باپ سے لیگا اگر یہ نیت نہیں تھی تو عمر باپ سے نہیں لیگا ھکذا فی العالمگیریہ[4] ص ۳۸۴/ج ۲/.

(۵) حقوق پدری اب بھی باقی ہیں ساقط نہیں ہوئے جب تک کسی معصیت کا امر نہ کرے حتی الوسع باپ کی اطاعت کرنی چاہئے[5] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۱۲/۱۷/ ۵۱ھ

صحیح: عبداللطیف ۲۱/ذی الحجہ ۵۱ھ

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن غفرلہٗ

نواسہ کی بیوی سے بوس وکنار کی بناء پر حرمت

سوال:- زید نے اپنے نواسہ کی منکوحہ سے بوس وکنار کیا۔ یہ بیان صرف لڑکی کا ہے

---

[1] الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۱۱۴/ج ۴/ فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷/ج ۳/ فصل فی المحرمات، دار المعرفة بیروت.

[2] الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۲۳۳/ج ۴/ باب المهر.

[3] عالمگیری کوئٹہ ص ۳۰۶/ج ۱/ الفصل الثانی فیما یتأکد به المهر الخ.

[4] قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهی مکرهة الی قوله وان صدقه الزوج وقعت الفرقة ویجب المهر علی الزوج ویرجع بذلک علی الذی فعل ان تعمد الفاعل الفساد الخ عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۶/ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهریة، طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷/ج ۳/ فصل فی المحرمات، دار المعرفة بیروت.

[5] ان طاعة الابوین لاتراعی فی رکوب کبیرة ولافی ترک فریضة علی الاعیان وتلزم طاعتها فی المباحات الخ الجامع لاحکام القرآن ص ۶۰/ج ۷/ آیت ۱۴/ دار الفکر بیروت.

اورکوئی شہادت نہیں اور وہ لڑکی زید کی بھتیجی بھی ہوتی ہے۔تو کیا وہ لڑکی زید کے نواسہ پر حرام ہوگئی یا نہیں؟ نیز اگر نواسہ اپنی مذکورہ بیوی کوطلاق دیدے تو نانا اس سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟
حرمت مصاہرت کے سلسلہ میں دادا اور نانا میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

زید (نانا) پراس کے نواسہ کی منکوحہ تو اسی وقت حرام ہوگئی تھی جب کہ اس کے نواسہ نے اس سے نکاح کیا تھا اور زید نانا نے اپنے نواسے کی بیوی کوشہوت سے بوسہ دیا اور نواسہ نے اس کی تصدیق بھی کردی تو اب یہ نواسہ کی منکوحہ خود اپنے زوج پر بھی حرام ہوگئی۔اب زوج پرلازم ہے کہ اس کوصاف صاف طلاق دیدے اوراپنے سے جدا کردے کذا فی البحر ص ۹۴/ ج۳/ فتحرم حليلة ابن السافل على الجد الاعلىٰ وكذا حليلة ابن البنت وان سفل[1] اس عبارت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ دادا اور نانا حرمت مصاہرت کے باب میں برابر ہیں۔

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان يصدقها ويقع فى اكبر رأيه صدقها وعلىٰ هٰذا ينبغى ان يقال فى مسه اياها لاتحرم علىٰ ابيه وابنه الاان يصدقاه اويغلب علىٰ ظنهما صدقه ثم رأيت عن ابى يوسفؒ ما يفيد ذٰلك اھ شامی[2] ص ۲۸۰/ ج۲/ وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج باٰخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة (الدرالمختار على هامش ردالمحتار نعمانیہ[3] ص۲۸۳/ج۲/)

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۲/ ۸۸ھ
الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] البحر مكتبه كوئٹه پاكستان ص ۹۴/ ج۳/فصل فى المحرمات،فتح القدير ص ۲۱۲/ ج۳/ فصل فى المحرمات دارالفكر،زيلعى ص ۱۰۳/ ج۲/فصل فى المحرمات مطبع امداديه ملتان.
[2] شامى نعمانيه ص ۲۸۰/ ج۲/ شامى كراچى ص۳۳/ج۳/ (باقی حواشی اگلے صفحہ پرملاحظہ فرمائیں)

بیٹے کی بیوی سے ناجائز تعلق

سوال:- ہندہ نے نکاح ثانی زید سے کیا جو کہ نابالغ تھا اس درمیان میں ہندہ کا تعلق اپنے خسر بکر سے ہوگیا جب زید سن بلوغ کو پہنچا تو اس نے اپنے والد بکر کو اپنی زوجہ ہندہ سے زنا کرتے ہوئے دیکھا وہ غیرت کا مارا اسی وقت اپنے وطن سے نکل گیا اور اب تک واپس نہیں آیا، اس کی عدم موجودگی میں ہندہ کے چند بچے پیدا ہوئے اور وہ بچے بعض بالغ ہیں بعض آٹھ دس سال کے، برادری میں عام چرچہ ہے کہ یہ سب بچے ولد الحرام ہیں اب بکر ان بچوں کی شادی اپنے اخراجات سے کرنا چاہتا ہے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ مطابق شرع شریف ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور ایسی شادی میں شریک ہونا کیسا ہے اور جو لوگ اس میں شریک ہوتے ہیں ان سے اور خود اس شخص سے ترک کلام، حقہ پانی بند کرنا کیسا ہے؟ مطابق شرع شریف حکم فرماویں۔ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً

زنا کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے[1] اس کا مرتکب فاسق ہے[2] جب تک بکر ہندہ سے

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) مطبوعہ زکریا ص ۱۰۸ / ج ۴ / فصل فی المحرمات، فتح القدیر ص ۲۲۲ / ج ۳ / فصل فی المحرمات مطبع دارالفکر، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۰۰ / ج ۳ / فصل فی المحرمات.

۳ الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۳۷ / ج ۳ / فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷ / ج ۲ / فصل فی المحرمات مطبع دارالمعرفة بیروت، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۷ / ج ۱ / المحرمات بالصهرية.

۱ ولاتقربوا الزنی انه کان فاحشة (ای ذنبا عظیماً) وساءَ سبیلاً (ای وبئس طریقاً ومسلکاً) عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال مامن ذنب بعد الشرک اعظم عند اللّٰه من نطفة وضعها رجل فی رحم لایحل له، الحدیث تفسیر ابن کثیر ص ۶۴ / ج ۳ / سورة لاسراء الایة ص ۳۲ / مطبع مکتبه تجارية مكة المكرمة. (حاشیہ نمبر ۲ / اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

تعلق قطع کر کے سچی توبہ نہ کرے اس کے ساتھ اختلاط میل جول نہ کرنا چاہئے بلکہ اگر مفید ہو تو اس سے سب مل کر قطع تعلق کریں کہ وہ تنگ آ کر توبہ کر لے[۱] نیز جب اس لڑکے نے بیوی کو اپنے باپ سے زنا کرتے ہوئے دیکھا تو وہ بیوی اس شوہر پر حرام ہو گئی[۲]

تنبیہ: - بلاشرعی ثبوت کے کسی کو ولد الزنا کہنا حرام ہے[۳] اسی طرح کسی کو بلاشرعی شہادت کے زانی کہنا بھی حرام ہے[۴] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۱۰/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲۲/شوال ۵۶ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[۲] وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانی واكل الرباء، شامی زكرياص ۲۹۸/ج ۲/باب الامامة.

[۱] وجوب هجران من ظهرت معصية فلايسلم عليه الاان يقلع وتظهر توبته المفهم شرح المسلم للقرطبی ص۹۸/ج۷/كتاب الرقاق باب يهجر من ظهرت معصية الخ مطبع دارابن كثير مرقاة، شرح مشكوة شريف ص۱۷/ج۴/باب ماينهى عن من التهاجر والتقاطع مطبع بمبئی.

[۲] أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة على أصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزانی الشامی كراچی ص ۳۲/ج۳/ فصل فی المحرمات، تاتار خانيه ص۶۱۸/ج۲/اسباب التحريم مطبع ادارة القرآن كراچی، مجمع الانهر ص ۴۸۱/ج ۱/ باب المحرمات مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

[۳] وعزّر كل مرتكب منكر او موذی مسلم بغيرحق بقول اوفعل، وعزّر الشاتم بياكافر، ياحرام زاده معناه المتولد من الوطء الحرام، الدرالمختارمع الشامی زكرياص ۱۱۳، ۱۱۹/ج۶/ كتاب الحدود باب التعزير، البحرالرائق كوئٹه ص ۴۲، ۴۳/ج۵/فصل فی التعزير، مجمع الانهر ص ۳۷۳، ۳۷۴/ج ۲/فصل فی التعزير.

[۴] بئس الِا سم الفسوق بعدالايمان الاية ای بئس ان يسّمى الرجل كافراً اوزانياً بعد اسلامه وتوبته، فمن فعل مانهى الله عنه من السخرية والهمزوالنبذ فذٰلك فسوق وذٰلك لايجوز تفسير القرطبی ص۲۹۷/ج۸/سورة الحجرات، رقم الاية ۱۱/مطبع دارالفكر، القذف وفی الشرع الرمی بالزناوهو من الكبائر باجماع الامة، واليه الاشارة فی النص لانه شرط اربعة من الشهداء العناية مع فتح القديرص ۳۱۶، ۳۱۷/ج۵/باب حدالقذف مطبع دارالفكر.

بحالت نابالغی سالی کا بوسہ لینے سے حرمت

سوال:-زید نے نابالغی کی حالت میں اپنی سالی کا بوسہ لیا اور وہ سالی عمر میں زید سے بڑی یعنی بالغ ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اب زید کا تعلق اپنی بیوی سے کیسا ہوگا؟

الجواب حامداً مصلیاً

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی زید پر حرام نہ ہوگی بلکہ بدستور سابق بیوی رہے گی کیونکہ سالی کا تعلق بیوی سے جزئیت کا نہیں نہ اصلاً نہ فرعاً وثبوت الحرمة بالمس ليس الالكونه سبباً للجزئية، كذافي الغنية[1] ص ۳۳۰ نیز حرمت مصاہرت کے لئے بلوغ یا کم از کم مراہقت شرط ہے وكذا تشترط الشهوة في الذكر فلوجامع غير مراهق زوجة ابيه لم تحرم درمختار[2] ص ۱۸۸ / ج ۱ /. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی ۲۵/۲/ ۵۳ھ

صحیح: سعید احمد

صحیح: عبد اللطیف ۲۶/ صفر ۵۳ھ

اپنی لڑکی کو شہوت سے چھونے سے حرمت

سوال:-ایک شخص رات کے وقت اپنی نفسانی خواہش کے واسطے اپنی بیوی کی چارپائی کے پاس گیا اس کی بیوی کے پاس اس کی لڑکی سوئی ہوئی تھی اس کا ہاتھ لڑکی کو لگ گیا

---

[1] هكذافي الشامي زكريا ص ۱۱۱ /ج ۴/ فصل في المحرمات، مجمع الانهر ص ۴۸۲ /ج ۱/ باب المحرمات مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

[2] الدرالمختار على الشامي كراچى ص ۳۵/ ج ۳/ فصل في المحرمات، فتح القدير ص ۲۲۲/ ج ۳/ فصل في المحرمات مطبع دارالفكر طحطاوى على الدرالمختار ص ۱۶/ ج ۲/ مطبع دار المعرفة بيروت.

یعنی بازو وغیرہ کوتواس کو اسی وقت معلوم ہو گیا کہ میری لڑکی ہے اس کے واسطے کیا حکم ہے۔
اس مسئلہ کی بابت مولوی اشرف علی صاحبؒ اپنے بہشتی زیور میں لکھتے ہیں اس مرد کی عورت اس پر ناجائز ہو گئی وہ اپنی عورت کو طلاق دیدے۔ میں آپ کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ غلطی اس سے ہوئی پھر اس کی عورت کا کیا قصور ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت مولانا اشرف علی صاحب اس مسئلہ کو بہشتی زیور حصہ چہارم کے صفحہ ۶۹/ پر تحریر فرماتے ہیں اور آپ کے اس شبہ کا جواب امداد الفتاوی[۱] کے تتمہ ثالثہ ص ۳۴/ میں دیا ہے ان سے یہی سوال کیا گیا ہے اس کے جواب میں لکھا ہے۔

''اس کا حرام ہونا کسی قصور کی وجہ سے نہیں بلکہ جب سبب پایا جاتا ہے تو مسبب بھی پایا جاتا ہے کوئی شخص بھولے سے زہر کھالے گناہ تو نہیں مگر مرتو جاویگا یعنی جیسا کہ خواہ بھول کر کھاوے خواہ جان کر اس کا اثر ہوتا ہے اسی طرح خواہ بھول کر جوانی کے جوش اور شہوت سے لڑکی کو ہاتھ لگاوے خواہ جان کر بہرحال اس کا اثر تو ضروری ہے''

اگر وہ لڑکی بالغہ ہے اور اس کو شہوت سے ہاتھ لگایا ہے تو بیوی یعنی لڑکی کی والدہ اس پر حرام ہو گئی اس کو علیٰحدہ کرنا ضروری ہے وحرم ایضاً بالصهرية اصل مزنيته اراد بالزنا الوطی الحرام واصل ممسوسته بشهوة درمختار قال الشامی لان المس والنظر سبب داع الی الوطی فيقام مقامه فی موضع الاحتياط هدايه واستدل لذٰلک فی الفتح بالاحاديث والأثار عن الصحابة والتابعين ردالمحتار[۲] ص ۴۳۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱۱/ ۵۴ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ۔ صحیح: عبد اللطیف ۲۵/ ذی قعدہ ۵۴ھ

---

[۱] امداد الفتاویٰ ص ۳۳۸/ ج ۲/ (مطبوعه تاليفات اولياء ديوبند) باب المحرمات وغيرها.
[۲] الدرمع الرد كراچی ص ۳۲/ ج ۳/ فصل فی المحرمات، البحر ص ۹۸/ ج ۳/ باب المحرمات كوئٹه، خلاصة الفتاوی ص ۸/ ج ۲/ الفصل الثالث فی حرمة المصاهرة، امجد اكيڈمی لاهور.

ماں، ساس، بیٹے کی بیوی کو مس کرنے سے حرمت مصاہرت

سوال:- اگر کوئی شخص غلطی سے اپنی ماں کو بیوی سمجھ کر شہوت سے ہاتھ لگائے تو کیا اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی اور اس کو کتنا گناہ ہوگا۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص غلطی سے اپنی بیوی سمجھ کر ساس کو ہاتھ لگادے تو بیوی حرام ہونے پر کیا ساس سے نکاح ہو سکے گا۔ ایسے ہی بعض ملحدین اپنی اولاد کی بیویوں سے صحبت کرتے ہیں تو کیا اولاد پر بیویاں حرام ہو جائیں گی اور خسر پر اس کا کتنا گناہ ہوگا؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر واقعی غلطی سے ماں کو بیوی سمجھ کر شہوت سے ہاتھ لگایا اور معلوم ہونے پر نادم ہوا تو اس سے گناہ نہیں ہوا نہ اس سے بیوی اس پر حرام ہوئی۔ البتہ وہ ماں اس کے باپ پر حرام ہو جائیگی جب کہ باپ اس کی تصدیق کرے[1] ساس کو شہوت سے ہاتھ لگانے سے بیوی حرام ہو جاوے گی اگر چہ غلطی ہی سے ہاتھ لگایا ہو اور ساس سے بھی نکاح جائز نہ ہوگا۔ ایسے ہی اولاد کی بیوی خسر کے جماع کرنے سے اولاد پر حرام ہو جاوے گی[2] اور اولاد پر طلاق یا زبانی متارکت لازم ہوگی بعد میں عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح درست ہوگا[3] خسر کا یہ فعل حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ قبل ام امرأة حرمت امرأته مالم يظهر عدم الشهوة وفى المس لامالم

---

[1] وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان يصدقهااويقع فى اكبررأيه صدقها وعلى هذا بنبغى ان يقال فى مسه اياها : لاتحرم على ابيه وابنه الاان يصدقها اويغلب على ظنهاصدقها، البحر كوئٹه ص ۱۰۰ /ج۳/فصل فى المحرمات، فتح القدير ص ۲۲۲ /ج۳/دار الفكر.

[2] وحرم ايضا بالصهرية اصل مزنية (الدرالمختار) ارادبحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة على اصول الزانى وفروعه نسبا، ورضا عاالخ شامى ص ۳۲ /ج۳/دار الفكر بيروت، باب المحرمات، عالمگیری كوئٹه ص ۲۷۴ /ج ۱ /القسم الثانى المحرمات بالصهرية.

[3] وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لهاالتزوج بآخرالابعد المتاركة وانقضاء العدة، الدرالمختارعلى الشامى ص۳۷ /ج۳/باب المحرمات، دارالفكر، طحطاوى على الدر ص۱۷ /ج۲/دارالمعرفة بيروت.

تعلم الشهوة، تنویر[1] ص ۲۸۲/ ج ۲/ نعمانیه، لایحل ان یتزوج بام امرأته هدایه[2] ص۲۸۷/ ج ۱/ ولافرق فی ثبوت الحرمةبالمس بین کونه عامداً او ناسیاً او مکرهاً او مخطئاً فتح القدیر[3] ص۳۶۷/ تحرم المزنی بها علیٰ اٰباء الزانی،عالمگیری[4] ص ۲۸۲/ ج ۲/.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/ صفر ۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف ۶/ صفر ۵۳ھ

ساس کی شرمگاہ پر نظر پڑنے سے حرمت مصاہرت

سوال:- زید گھر سے باہر جارہا تھا کہ اس کی نگاہ ننگی عورت کی شرمگاہ پر پڑی جو بعد غسل اپنے بدن کو کپڑے سے خشک کر رہی تھی۔ زید نے سمجھا کہ بیوی ہے۔ زید نے تھوڑی دیر بحالت شہوت اس کی شرمگاہ کو دیکھا پھر اسی وقت زید کو معلوم ہوا کہ یہ تو خوشدامن ہے۔ اب زید کی بیوی زید کے نکاح میں باقی رہی یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر شرمگاہ کے صرف اوپر (ظاہری) حصہ پر نظر پڑی ہے تو اس سے بیوی حرام نہیں

---

[1] تنویر الأبصار علی ردالمحتار کراچی ص ۳۶/ ج۳/ فصل فی المحرمات.

[2] هدایة ص۳۰۷/ ج ۲/ کتاب النکاح (دارالکتاب)

[3] فتح القدیر دارالفکر ص ۲۲۲/ ج۳/ فصل فی بیان المحرمات،تبیین الحقائق ص۱۰۷/ ج ۲/باب المحرمات،مکتبه امدادیه ملتان.

[4] الهندیة مکتبه کوئٹه پاکستان ص۲۷۳/ ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصهریة،فتح القدیر ص ۲۱۹/ ج۳/باب المحرمات،دارالفکر بیروت.

ہوئی۔ دونوں بدستور شوہر بیوی ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند ۲۴/۱۰/۸۵ھ

جواب صحیح ہے: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند ۲۵/۱۰/۸۵ھ

سوتیلی ماں سے حرمت مصاہرت کی ایک صورت

سوال: - زید کی منکوحہ کو قبل نکاح زید کے لڑکے سے محبت تھی اور لڑکے کو منکوحہ زید سے۔ زید نے نکاح کے وقت دریافت کیا کہ تجھ کو میرے لڑکے سے محبت ہے اس کو تجھ سے، تو پھر میرا نکاح کیونکر جائز ہے اس منکوحہ نے قسم کھائی اور بہت بڑی قسم کھائی اور کہا کہ مجھ کو اس سے اولاد والی محبت ہے۔ غرض نکاح اور ایک گھر میں رہنا سہنا ہو گیا۔ عرصہ ۴/سال سے دیکھتے رہے کہ اکثر حرکات، سکنات و اشارہ کنایہ سے ہے مگر چشم دید مجامعت کا واقعہ نہیں۔ اس وقت لڑکے کی عمر ۲۲/سال کی ہے۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ جس مکان میں زید کی منکوحہ رہتی تھی اس میں سوائے زید کے اور کوئی نہ سوتا تھا۔ اس روز لڑکے کو مکان میں دیکھ کر شبہ ہوا اور زید نے اپنے گھر کا دروازہ کھلوایا تب زید کو زوجہ کے پاس کسی غیر شخص کے موجود ہونے کا شبہ ہوا۔ مکان میں اندھیرا تھا۔ زید نے منکوحہ سے دیا سلائی طلب کی۔ مگر اس نے کچھ سرسری سا جواب دیا۔ زید کو اور شبہ ہو گیا پھر تلاش کرتے کرتے زید پاخانہ میں گیا تو لڑکے کو چھپا ہوا پایا۔ اس پر پورا شک ہو گیا ہر دو شخص فعل زنا کا اقرار نہیں کرتے اور اپنی صفائی پر قسم کھاتے ہیں۔ اب زید علیحدہ کرے یا نہیں؟

---

[1] والمنظور الی فرجها المدور الداخل اختاره فی الهداية وصححه فی المحيط والذخيرة والخانية وعليه الفتوى وفی الفتح وهوظاهر الرواية شامی كراچی ص۳۳/ج۳/فصل فی المحرمات، قاضی خان علی الهنديه ص ۳۶۲/ج ۱/باب فی المحرمات، كتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ص۶۳/ج۴/كتاب النكاح فيما تثبت به الحرمة، المكتبه الرشيدديوبند.

الجواب حامداًومصلیاً

اگر زید نے اپنے لڑکے کو اپنی بیوی کے ساتھ جماع یا دواعی جماع میں نہ خود کبھی مبتلا دیکھا نہ کسی اور نے دیکھا۔ نیز زید کا لڑکا حلفیہ بیان دیتا ہے کہ زید کی بیوی کے ساتھ نہ مجھے کبھی جماع کی نوبت آئی ہے نہ دواعی جماع کی یعنی کبھی شہوت سے بوسہ دینے یا مس کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ اسی طرح زید کی بیوی حلفیہ بیان دیتی ہے اور زید کو دونوں کے حلفیہ بیان پر اطمینان ہے تو شرعاً اس پر بیوی کا الگ کرنا ضروری نہیں ہے فتح القدیر[1] ص ۳۶۷/ج ۲/میں تصریح ہے۔

وثبوت الحرمةبمسها مشروط بان يصدقها اويقع فى اكبر رأيه صدقها وعلىٰ هٰذا ينبغى ان يقال فى مسهٖ اياها لاتحرم علىٰ ابيه وابنه الا ان يصدقاه او يغلب علىٰ ظنهما صدقه ثم رأيت عن ابى يوسفؒ انهٗ ذكرفى الامالى مايفيد ذالك قال امرأة قبلت ابن زوجها وقالت كان عن شهوة ان كذبها الزوج لايفرق بينهما ولوصدقها وقعت الفرقة.

البتہ اگر دونوں کے بیان پر اطمینان نہیں بلکہ شک باقی ہے اور طبعی تقاضا بھی بیوی کو الگ کرنے کا ہے تو احتیاطاً بیوی کو الگ کردے دع مايريبك الىٰ مالايريبك[2] اگر یہ بھی نہ ہو تو اس لڑکے اور اس عورت کا مکان الگ کردینا چاہئے اور اس لڑکے کو ممانعت کردی جائے اس عورت کے پاس آنے کی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

صحیح: بندہ الرحمٰن غفرلہ۔ صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ ۱۳/ربیع الاول ۵۲ھ

---

[1] فتح القدير دارالفكر ص ۲۲۲/ ج۳/ فصل فى المحرمات،شامى دارالفكربيروت، ص ۳۳/ ج۳/باب المحرمات،البحر كوئٹه ص ۱۰۰/ ج۳/فصل فى المحرمات.

[2] فيض القدير ص ۵۲۸/ ج۳/رقم الحديث ص ۴۲۱۱،دارالفكربيروت،بخارى شريف ص ۲۷۵/ ج ۱/ كتاب البيوع باب تفسير المشبهات.

بیوی کی پستان منہ میں لینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: -دورانِ صحبت میں نے اپنی بیوی کی چھاتی منہ میں لی اس سے کچھ نمکین سا پانی نکلا۔ میں نے فوراً تھوک دیا۔ پہلا بچہ تقریباً ایک سال ہوا مر چکا تھا۔ تو اس سے میرے نکاح میں کچھ اثر پڑا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے آپ کے نکاح میں کچھ خلل نہیں آیا بدستور نکاح قائم اور پختہ ہے فکر نہ کریں[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۲/۸۸ھ

چچی سے زنا

سوال: -زید نے اپنی چچی ہندہ سے زنا کیا اور حمل مشکوک ہے کہ زید کا ہے یا زید کے چچا کا۔ یا ان دونوں میں سے ایک کے حمل کا یقین ہو گیا تو اب زید کی شادی ہندہ کے حقیقی بھائی کی لڑکی فاطمہ سے ہوئی ہے۔ تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید اور ہندہ کی اس کمینی حرکت سے ہندہ کے بھائی کی لڑکی زید پر حرام نہیں ہوئی[2]۔

---

[1] اذامص الرجل ثدی امرأته وشرب لبنهالم تحرم علیه امرأته لماقلنانانه لارضاع بعد الفصال، فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیه ص۴۱۷/ج۱/اول باب الرضاع، کذافی الدر المختار علی الشامی زکریا ص۴۲۱/ج۴/آخرباب الرضاع.

[2] وحرم ایضا بالصهریة اصل مزنیته قال فی البحراراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرء ة علی اصول الزانی وفروعه نسباً ورضاً وحرمة اصولها وفروعها علی الزانی نسباً ورضاعاً کما فی الوطء الحلال الخ شامی کراچی ص۳۲/ج۳/ فصل فی الحرمات، عالمگیری کوئٹه ص۲۷۴/ج۱/القسم الثانی المحرمات بالصهریة، تبیین الحقائق ص۱۰۷/ ج۲/باب المحرمات، مکتبه امدادیه ملتان.

اس سے شادی درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیو بند ٨/١/٨٨ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیو بند ١٠/١/٨٨ھ

لامس وملموسہ کی اولاد کا نکاح

سوال:- زید نے ہندہ کو لمس بالشہوت کیا تو لامس وملوسہ کی اولاد آپس میں مناکحت کرسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان دونوں (لامس اور ملوسہ) کی اولاد کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

جواب منجانب قاری سعید احمد صاحب مفتی اعظم مظاہر علوم سہارنپور۔

لامس اور ملموسہ کی اولاد کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے حضرت مفتی صاحب کو اس میں سہو ہوا ہے یا کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔

ویحل لاصول الزانی وفروعه اصول المزنی بها وفروعها، شامی[1] ص ٢٧٩/ ج ٢/.

آپ اس استفتاء کو حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں دوبارہ پیش کیجئے اگر جواب پھر بھی یہی ہو تو مجھے بھی اطلاع دیجئے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ٢٤/ رمضان ٦٧ھ

خط بابت استفتاء بالا

سوال:- مکرمی ومحترمی حضرت مفتی صاحب دامت عنایتہم وفیوضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

---

[1] شامی نعمانیه ص ٢٧٩/ ج ٢/ فصل فی الحرمات.

اسی رمضان میں ایک استفتاء جناب کی خدمت اقدس میں پیش کیا تھا جس کا جواب وصول ہوگیا اب پھر دوبارہ تکلیف دینے کی جرأت کررہا ہوں معاف فرماویں۔

اس سلسلہ میں ضروری عرض یہ ہے کہ اس استفتاء کے سوال کے جواب میں جناب نے ارقام فرمایا کہ لامس وملموسہ کی اولاد آپس میں نکاح کرسکتی ہے لیکن وہی استفتاء حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب مدظلہ کے پاس ارسال کیا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ نکاح نہیں ہوسکتا حوالجات طرفین سے نہیں لکھے گئے نہ جناب محترم نے نہ حضرت مفتی اعظم صاحب نے اب تردد ہے کہ کیا کیا جاوے کس پر عمل کریں لہٰذا بعد تحقیق وحوالہ کتب کے جواب سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع بخشیں سوال اول کے جواب پر بھی نظر ثانی فرمالیں تو بہتر ہے۔

نوٹ:- جناب کا فتویٰ اور حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا ارسال خدمت ہے برائے مہربانی مفتی اعظم صاحب کے جوابات پر نظر ثانی فرمائی جائے اور مطلع فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مکرمی زید مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

یہاں کے فتویٰ کے مسئلہ کا استدلال عبارات ذیل سے ہے:

حرم ایضاً بالصهرية اصل مزنيته اھ درمختار قال في البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة على اصول الزاني و فروعه نسباً ورضاعاً وحرمة اصولها وفروعها على ا لزاني نسباً ورضاعاً كما في الوطء الحلال ويحل لاصول الزاني وفروعه اصول المزني بها وفروعها اھ شامی[1] ص ۳۸۴ / ج ۲ / ولا تحرم اصولها وفروعها على ابن الواطى وابيه اھ مجمع الانهر[2] ص ۳۲٦ / ج ۱ /.

---

[1] شامی نعمانیہ ص ۲۷۹ / ج ۲ / مطبوعہ مصر ص ۳۰۳ / فصل فی الحرمات، تاتارخانیہ ص ۲۲٦ / ج ۲ / کتاب النکاح، اسباب التحریم، ادارۃ القرآن کراچی، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۴ / ج ۱ / القسم الثانی المحرمات، بالصهرية.

[2] مجمع الأنهر ص ۴۸۱ / ج ۱ / مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، باب المحرمات.

اگر کسی شخص نے جس کے لڑکا موجود ہے ایسی عورت سے نکاح کیا جس کے پہلے شوہر سے لڑکی ہے تو اس لڑکے اور لڑکی کا آپس میں نکاح سب کے نزدیک درست ہے۔

ماں باپ کے نکاح اور جماع سے ان کے حق میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی

واما بنت زوجة ابیه او ابنه فحلال اھ درمختار[1] وشامی ص ۳۸۴/ ج ۲/ لابأس بان یتزوج الرجل امرأة ویتزوج ابنه ابنتها اوامها کذا فی محیط السرخسی اھ عالمگیری[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/ رمضان ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۴/ رمضان المبارک ۶۷ھ

زنا سے رشتہ کا ثبوت

سوال:- ایک شخص اپنی بیٹی سے ملوث ہوگیا۔ نتیجہ میں لڑکی ہوئی۔ جس کو ایک بیوہ نے پالا۔ لڑکی بالغہ ہوگئی شادی ہوگئی اس سے لڑکی ہوئی، اب اس لڑکی کی جس سے منگنی ہورہی ہے وہ اس کا ماموں ہوتا ہے کہ زانیہ کی ماں نے ایک رنڈوے سے شادی کرلی تھی جس سے یہ لڑکا ہوا تھا۔ اب اگر معاملہ صحیح ظاہر کیا جاتا ہے تو بدنامی اور رسوائی ہے۔ اگر نہیں کیا جاتا تو کیا شرعاً حرج تو نہیں اور پھر ان واقعات کا ثبوت کا رے دارد ہے اور نہ ہی شاہد ہے۔

---

[1] شامی نعمانیة ص ۲۷۹/ ج ۲/ فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدرالمختار ص ۱۷/ ج ۱/ فصل فی المحرمات، دارالمعرفة بیروت.

[2] الهندية مصری ص ۲۹۴/ ج ۱/ قبیل المحرمات بالرضاع وکذا فی مجمع الأنهر ص ۳۲۶/ ج ۱/ مجمع الانهر ص ۴۸۱/ ج ۱/ کتاب النکاح، باب المحرمات، دارالکتب العلمیه، تبیین الحائق ص ۱۰۵/ ج ۲/ باب المحرمات، مکتبه امدادیه ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس لڑکے اورلڑکی کے درمیان ماموں بھانجی کا رشتہ شریعت کی رو سے تو موجود نہیں اور جو اس رشتہ کی بیان کاری ہے اس پر شرعی شہادت نہیں۔لہٰذا اس رشتہ کو حرام نہیں کہا جائے گا جن صاحب کو اصل مخفی واقعہ معلوم ہے وہ شہادت نہیں دیتے۔جیسا کہ آپ نے خود ہی لکھا ہے اگر شہادت دیں بھی تو تنہا شہادت پر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا[1] لڑکا اورلڑکی میں کوئی مدعی حرمت نہیں۔لہٰذا اگر ان کے درمیان مناکحت ہو جائے تو وہ ناجائز نہیں۔جن صاحب کو کچھ معلوم ہے وہ بہت سے بہت کہہ دیں کہ یہ نکاح نہ کیا جائے تفصیل کچھ نہ بتائیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

سالی سے زنا اور حرمت مصاہرت

سوال:-اگر کسی نے اپنی سالی سے زنا کیا اور زنا بھی بھول کر کیا اور ایسی حالت میں کہ اسے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ وہ میری بیوی ہے، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اس کی سالی تھی۔اب بتایئے کہ اس کی بیوی اس کے نکاح میں برقرار رہی یا نکاح سے نکل گئی؟ مدلل تحریر کریں۔اگر اس کو معلوم تھا کہ میری بیوی نہیں بلکہ سالی ہے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کا نکاح تو باقی ہے ختم نہیں ہوا،لیکن اگر اس سالی کو بیوی سمجھ کر وطی کی ہے تو یہ وطی بالشبہ ہے۔ایسی حالت میں اس کو چاہئے کہ اپنی بیوی سے علیحدہ رہے یہاں تک کہ سالی کو حیض آجائے۔اگر سالی کو سالی سمجھ کر وطی کی ہے تو یہ زنا ہے،سخت معصیت ہے۔ایسی حالت میں

---

[1] ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً اوغيره كالنكاح والطلاق الى قوله رجلان اورجل وامرأتان،الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۵۷۵/ج۷/كتاب الشهادة مطلب في الشهادة فى اتيان البهيمة،البحر كوئٹه ص۲١٧/ج۷/كتاب الشهادات،هدايه ص۱۵۴/ج۳/كتاب الشهادة،مكتبه تهانوى ديوبند.

بیوی سے کچھ بھی علیحدگی لازم نہیں۔ وفی الخلاصة وطی اخت امرأته لاتحرمه علیه امرأته اھ درمختار، وجهه انه لااعتبارلماء الزانی قال فی البحرلووطی اخت امرأته بشبهة تحرم امرأته مالم تنقض عدة ذات الشبهة اه شامی[۱] بتقدیم وتاخیر ص ۲۸۱/ ج ۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۵/۱۴۰۱ھ

حرمت مصاہرت کا شبہ

سوال:- زید نے ہندہ سے زنا کیا تھا ہندہ عمر کی منکوحہ تھی پھر زید مرگیا اس کے مرنے کے بعد ہندہ کے لڑکے نے جو عمر کے نطفہ سے تھا زید مذکور کی بیوی سے نکاح کیا، کیا شرعاً یہ نکاح درست ہے؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً

اس زنا سے عمر کے لڑکے اور زید کی بیوی میں کوئی حرمت کا تعلق نہیں ہوا لہٰذا یہ نکاح درست ہے[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہٗ ۱۹/۱۲/۵۳ھ

صحیح: عبداللطیف ۲۲/ذی الحجہ ۵۳ھ

سوتیلی ماں کو بدنیتی سے ہاتھ لگایا حرمت مصاہرت کی وجہ

سوال:- زید نے اپنی سوتیلی ماں کو بدنیتی سے ہاتھ لگایا۔ مگر سوتیلی ماں نے اپنے کو

---

[۱] الدرالمختارمع الشامی زکریاص ۱۰۹/ج ۴/کتاب النکاح فصل فی المحرمات، خلاصة الفتاوی ص ۷/ج ۲/کتاب النکاح مطبوعه لاهور.

[۲] واحل لکم ماوراء ذالکم سورة النساء پ ۴/آیت ۲۴/ کے عموم کے تحت داخل ہے لہٰذا عمر سے نکاح حرام نہیں ہوگا۔

پوری طاقت سے زنا بالجبر سے بچالیا۔ جب شوہر تھوڑی دیر کے بعد آیا تو عورت نے لڑکے کی گستاخی کا ذکر کیا۔ ماں نے یہ بھی کہا کہ اپنے کو بچانے کے لئے لڑکے کے چہرہ کو زخمی کر دیا، چنانچہ لڑکے کے چہرہ پر نشان شوہر کو دکھلا دیا۔ باپ اور بیٹے کی تھوڑی دیر بعد ملاقات ہوئی، تو باپ نے یہ کہا کہ تم آج سے یہاں نہ رہو کہیں چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ لڑکا اپنی ماں کے پاس چلا گیا اور یہ بات کسی کو معلوم نہ ہوئی۔ اس واقعہ کو تقریباً چار برس ہو گئے۔ سوال یہ ہے کہ عورت لڑکے کی اس حرکت کی وجہ سے اپنے شوہر پر حرام ہو گئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید نے بغیر کپڑے کے سوتیلی ماں کے جسم کے کسی بھی حصہ کو شہوت سے ہاتھ لگایا ہے اور اس سے شہوت پیدا ہو گئی یا شہوت میں اضافہ ہو گیا یا کپڑے کے اوپر سے مس کیا مگر وہ کپڑا اتنا باریک تھا کہ جسم کی حرارت محسوس ہوئی نیز زید کو انزال نہ ہوا ہو تو وہ زید کے والد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی[1] اس کو دوسرے سے ابھی نکاح کی اجازت نہیں ہو گی بلکہ شوہر کے ذمہ واجب ہے کہ تعلق زوجیت ختم کر دے بلکہ صاف صاف طلاق دے کر اس کو بالکل چھوڑ دے پھر وہ عدت گذار کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکے گی[2]۔

---

[1] فمن زنٰی بامرأة حرمت علیه امها وان علت وابنتها وان سفلت وكذاتحرم المزنی بهاعلی آباء الزانی واجداده وان علوا وابنائه وان سفلوا وكما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبیل ثم المس انما یوجب حرمة المصاهرة اذاكان بینهما ثوب فان كان صفیقا لایجد الماس حرارة الممسوس لاتثبت حرمة المصاهرة وان انتشرت آلته بذلک وان كان رقیقاً بحیث تصل حرارة الممسوس الی یده تثبت وشرطه ان لا ینزل فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۵، ۲۷۴/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهریة شامی دارالفكر ص ۳۳، ۳۲/ ج ۳/ فی المحرمات، مجمع الانهر ص ۴۸۲، ۴۸۱/ ج ۱/ باب المحرمات مطبع دارالكتب العلمیة بیروت.

[2] وبحرمة المصاهرة لایرتفع النكاح حتی لایحل لهاالتزوج باخرالابعد المتاركة وانقضاء العدة الدرالمختارمع الشامی دارالفكر ص ۳۷/ ج ۳/ فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدرالمختار ص ۱۷/ ج ۲/ فصل فی المحرمات مطبع دارالمعرفة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۷/ ج ۱/ المحرمات بالصهریة ممایتصل بذٰلک مسائل.

یہ حکم اس وقت ہے کہ شوہر (زید کے والد) کو اپنی بیوی کے اس بیان پر اعتبار ہو اور وہ اس کو سچ سمجھے ورنہ کوئی حرمت نہیں، دونوں ایک دوسرے کے لئے پہلے کی طرح حلال ہیں۔ یہ مسئلہ درمختار[1]، بحر[2]، فتح[3] وغیرہ سب کتب میں مذکور ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مکان میں آگ لگ جائے تو اس سے دوسرے کا مکان بھی جل جاتا ہے، اگرچہ دوسرا بے قصور ہے۔ قریب قریب اس مسئلہ کا بھی ایسا ہی حال ہے۔ آخر لڑکے کے جرم کی وجہ سے بسا اوقات ماں باپ کو بھی تھانہ اور کچہری میں جانا پڑتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

خسر کا اپنی بہو کو بدکاری کے لئے کہنا

سوال:- ایک شخص نے اپنے سگے بیٹے کی بیوی سے بدنیتی سے کہا کہ میرے ساتھ صحبت کرالو یہ بات ایک بار نہیں تین بار کہا۔ عورت نے مجبور ہوکر اپنے گھر والے کو کہدیا۔ گھر والے نے جواب دیا چپ رہ کئی دنوں کے بعد بدکاری کے لئے پھر کہا۔ عورت نے مجبوراً اپنے باپ اور دیگر رشتہ داروں سے کہہ دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس صورت میں لڑکے کا نکاح باقی رہا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر خالی زبان سے کہا ہے ہاتھ نہیں لگایا تو اس سے کچھ نہیں ہوا، اگر اس کے بدن کو ہاتھ لگایا کہ بدن کی گرمی محسوس ہوئی اور شہوت پیدا ہوگئی یا پہلے سے شہوت تھی اس میں اضافہ

---

[1] الدر المختار کراچی ص۳۷/ ج۳/ فصل فی الحرمات.

[2] وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن یصدقها ویقع فی أکبر رأیه صدقها وعلی هذا ینبغی أن یقال فی مسه إیاها لاتحرم علی أبیه وابنه الاأن یصدقها أویغلب علی ظنه صدقها، البحر الرائق ص۱۰۰/ ج۳/ فصل فی المحرمات.

[3] فتح القدیر ص۲۲۲/ ج۳/ فصل فی المحرمات، دارالفکر بیروت.

ہو گیا[1] اور عورت کے شوہر نے اس کی تصدیق کی تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہو گئی[2] اس کے ذمہ لازم ہے کہ طلاق دے کر آزاد کردے[3] اگر شوہر کے نزدیک یہ بات غلط ہے تو حرام نہیں ہوئی[4] لیکن اس کا انتظام کیا جائے کہ آئندہ ایسی نوبت نہ آئے کہ شکایت کا موقع ملے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲/۱۳۹۵ھ

بھائی کو شوہر سمجھ کر ہاتھ لگانے سے حرمت نہیں ہوئی

سوال: –مسماۃ رفیقاً کا شوہر اور اس کا بھائی دونوں ایک چارپائی پر رات کو سو رہے تھے۔ رفیقاً نے اپنے بھائی کو اپنا شوہر سمجھ کر ہاتھ لگایا۔ کیا مسماۃ رفیقاً اس غلطی کرنے سے اپنے خاوند کے نکاح سے باہر ہو گئی؟

---

[1] وحرم أيضاً بالصهرية اصل ممسوسته بشهوة،وأصل ماسته،وحد الشهوة فيهما تحرك ألته أوزيادته به يفتي الدرالمختار كراچی ص ۳۲/ ج۳/ فصل فی المحرمات،عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۵،۲۷۴/ ج ۱/المحرمات بالصهريةمجمع الانهر ص ۴۸۲،۴۸۱/ ج ۱/باب المحرمات مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

[2] وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان يصدقها ويقع فی اكبر رأيه صدقها البحرالرائق كوئٹہ ص ۱۰۰/ ج۳/ فصل فی المحرمات فتح القدير ص ۲۲۲/ ج ۲/فصل فی بيان المحرمات، شامی دارالفكر ص ۳۳/ ج۳/ فصل فی المحرمات.

[3] وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لهاالتزوج بآخرالابعد المتاركة وانقضاء العدة،الدرالمختارمع الشامی دارالفكر ص ۳۷/ ج۳/فصل فی المحرمات،طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷/ ج ۲/فصل فی المحرمات مطبع دارالمعرفة بيروت،عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۷/ ج ۱/المحرمات بالصهرية.

[4] لاتحرم علی ابيه وابنته الاان يصدقاه اويغلب علی ظنهماصدقه،فتح القدير ص ۲۲۲/ ج۳/ فصل فی بيان المحرمات مطبع دارالفكر،البحرالرائق كوئٹہ ص ۱۰۰/ ج۳/فصل فی المحرمات شامی دارالفكر ص ۳۲/ ج۳/فصل فی المحرمات مطبع دارالمعرفة بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس غلطی سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا، نکاح بدستور قائم ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۳/۲۶ھ

بیٹی کو باشہوت چھونے سے حرمت مصاہرت اوراس کی شرائط

سوال: -زید نے اپنی بیٹی کو لاعلمی اور شبہ سے بالشہوۃ چھولیا تو کیا زید پر اپنی بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی، جیسا کہ امام اعظمؒ کا مسلک ہے۔ مفتی حضرات اجازت دیتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی کو رکھ سکتا ہے۔ اگر زید اپنی بیوی کو علیٰحدہ نہیں کرتا تو وہ فی ما بینہ وبین اللہ آثم ہوگا یا نہیں؟ اوراس صورت میں جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ حرامی ہے یا نہیں؟ اوراگر ان کو یہ مسئلہ نہ معلوم ہوتو کچھ گنجائش بیوی کو رکھنے کی ہے یا نہیں؟ دوسرے جن لوگوں کو مسئلہ معلوم ہوان کے ذمہ لازم ہے کہ وہ زید کواس مسئلہ سے آگاہ کریں یا نہیں؟ اگر ایسی صورت میں کئی مجبوریاں ہوں تو دیگر ائمہ کے مسلک پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جیسا کہ زوجۂ مفقود میں فتویٰ دیا جاتا ہے۔ مثلاً زید کے نکاح ثانی کی امید بالکل نہ ہو، نہ اس کی بیوی کے لئے نکاح ثانی کی امید ہو، نیز بچوں کی پرورش میں بڑی پریشانی پیش آئے، گھر کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے۔ دوسری بات یہ کہ اس عورت کے اعزہ زید کو مارنے پیٹنے کو تیار ہوجائیں اور پھر عورت خود نان و نفقہ وسکنی کی محتاج ہے، اس کا کوئی کفیل نہ ہو اور نہ خود کما کر اپنی گذراوقات کرسکتی ہو۔ جواب عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ مفصل ومدلل ہونا بھی ضروری ہے اختصار بالکل نہ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید نے اپنی قابل شہوت (بالغ یا قریب البلوغ) لڑکی کو بغیر کپڑے کے یا باریک کپڑے کے اوپر سے جو جسم کی گرمی محسوس ہونے سے مانع نہ ہو ایسے طریقے پر ہاتھ لگایا ہے کہ اس کو ہاتھ لگانے سے شہوت پیدا ہوگئی، یا پہلے سے موجود تھی اس میں اضافہ ہوگیا تو اس

لڑکی کی والدہ زید پر حرام ہوگئی[1] زید کے لئے واجب ہے کہ اس کو آزاد کردے اور تعلق زوجیت ختم کردے اگر بیوی کے لئے اور کوئی ٹھکانہ نہیں، کہیں نہیں جاسکتی، نہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے، نیز زید کو اولاد کی پرورش کے لئے اس کی ضرورت ہے تو مجبوراً اس کی بھی گنجائش ہے کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ رہے اور زید اس کا خرچ برداشت کرتا رہے مگر پورا پردہ ہونا لازم ہے، دونوں کبھی بھی تنہائی میں نہ ملیں، بے پردہ سامنے نہ آئیں، کوئی ہنسی بے تکلفی نہ ہونے پائے۔ اگر لڑکی نہ بالغہ ہے نہ قریب البلوغ ہے بالکل چھوٹی ہے یا موٹے کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگایا گیا ہے کہ جسم کی گرمی محسوس نہ ہونے پائے بغیر شہوت کے ہاتھ لگایا ہے یا ہاتھ لگانے سے شہوت پیدا نہیں ہوئی یا شہوت پہلے سے موجود تھی مگر اس میں اضافہ نہیں ہوا تو ان سب صورتوں میں حرمت نہیں ہوئی۔ حرمت ثابت ہونے کی صورت میں بھی نکاح ختم نہیں ہوا، اس سے صحبت کرنا زنا نہیں اگرچہ حرام اور سخت معصیت ہے، جیسے کہ بیوی سے حالت حیض میں صحبت کرنا زنا نہیں مگر حرام ہے۔ ایسی حالت میں بھی اگر خدانخواستہ صحبت کر لی تو اس سے پیدا شدہ اولاد کو ولد الزنا کہنا درست نہیں ہوگا۔ یہ سب تفصیل کتب فقہ بحر[2]، عالمگیری[3]، ردالمحتار[4] وغیر میں موجود ہے۔

بحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج باٰخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة والوطى بها لايكون زناً اھ (درمختار) قال فى الذخيرة ذكر محمد فى نكاح الاصل ان النكاح لايرتفع بحرمة المصاهرة والرضاع بل يفسد حتى لو وطئها

---

[1] ويشترط فى المس شروط احدها ان يكون بدون حائل او بحائل خفيف لايمنع الحرارة، ثالثها ان يكون المس بشهوة ولافرق بين اللمس والنظر بشهوة بين عمد ونسيان واكراه فالكل تثبت به حرمة المصاهرة كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ص ۶۲ / ج ۴ / كتاب النكاح فيما تثبت به حرمة المصاهرة مطبوعه ديوبند شامى ص ۳۲ / ج ۳ / كتاب النكاح باب المحرمات دار الفكر بيروت.

[2] البحر الرائق ص ۹۸ / ج ۳ / كتاب النكاح فصل فى المحرمات.

[3] عالمگيرى كوئٹه ص ۲۷۷ / الباب الثانى المحرمات بالصهرية.

[4] شامى كراچى ص ۳۷ / ج ۳ / فصل فى المحرمات.

الزوج قبل التفریق لایجب علیه الحد اشتبه علیه اولم یشتبه علیه اھ (ردالمحتار[1])
لیکن حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے بعد اگر صحبت کرے گا تو سخت گنہگار بھی ہوگا اورمہر بھی لازم ہوگا۔ وعلیه مهر المثل بوطئها بعد الحرمة ولاحد علیه ویثبت النسب اھ ردالمحتار[2] ص ۲۸۳ / ج ۲ /. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۴/ ۹۴ھ

غیر کو اپنی عورت سمجھ کر صحبت کرنا

سوال:- کسی نے اپنی بیوی سمجھ کر غلطی سے کسی عورت سے صحبت کر لی تو کیا وہ حرام ہوگئی اور عورت اپنے شوہر کے عقد سے خارج ہوگئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایسی عورت سے شادی ہوئی جس سے پہلے کوئی واقفیت نہ ہو کبھی اس کو نہ دیکھا ہو اور پہلی شب میں کسی غیر عورت کو اس کے پاس پہنچا دی جائے کہ یہ تمہاری بیوی ہے اور وہ اس کو بیوی سمجھ کر صحبت کر لے پھر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ تو بیوی نہیں تھی بلکہ غیر تھی، تو امید ہے کہ اس پر پکڑ نہیں ہوگی[3] اور اس کے ذمہ واجب ہوگا کہ اس سے علیٰحدہ رہے اور نادم ہو کر توبہ و استغفار کرے[4] جس سے واقفیت ہو اس میں اشتباہ مشکل ہے بے احتیاطی کی حد تک یقیناً آدمی

---

[1] الدر المختار مع الشامی کراچی ص۳۷/ ج۳/ فصل المحرمات،عالمگیری کوئٹه ص۲۷۷/ ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصهریة.
[2] شامی کراچی ص۳۷/ج۳/ فصل فی المحرمات،کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ص ۶۴/ ج۴/کتاب النکاح فیماتثبت به حرمة المصاهرة.
[3] ورأیت فی الخانیة رجل زفت الیه غیر امرأته ولم یکن رآها قبل ذالک فوطئها کان علیه المهر ولاحد علیه شامی زکریاص۳۷/ج۶/مطلب فیمن وطئی من زفت الیه کتاب الحدود، عالمگیری کوئٹه ص ۱۵۰/ج۲/باب الوطء الذی یوجب الحد والذی لایوجبه.
[4] التوبة من جمیع المعاصی واجبة علی الفور شرح نووی علی المسلم ص ۳۵۴/ج۲/ کتاب التوبةمکتبه بلال دیوبند،روح المعانی ص ۱۵۹/ج۲۸/داراحیاء التراث العربی.

ماخوذ ہوگا۔ اگر کسی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر صحبت کرلی اور وہ ایسی عورت ہے کہ اس سے صحبت کرنے کی وجہ سے بیوی حرام ہوجاتی ہے، مثلاً بیوی کی والدہ ہے یا بیوی کی لڑکی ہے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوکر بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی[۱] شوہر کے ذمہ واجب ہوگا کہ اپنی بیوی کو زوجیت سے خارج کرے یا طلاق دے کر تعلق نکاح کو ختم کردے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/ ۹۰ھ

بیوی کی دادی، پھوپھی، چچی پر رات میں لاعلمی سے ہاتھ پڑ گیا

سوال:- ایک شخص اپنی بیوی کو لینے کے لئے سسرال گیا اور رات میں کھانے کے بعد بیوی سے الگ ہوکر دوسرے بستر پر سو رہا۔ لیکن جس کمرہ میں سویا اس میں اس کی بیوی کی دادی اور پھوپھی اور چچی اور اس کی بیوی چاروں ایک بستر پر سوئیں۔

نصف شب میں وہ شخص جنسی طغیانی اور قضاء حاجت کے لئے اپنے بستر پر سے اٹھا، کمرہ میں اندھیرا تھا، جس کی وجہ سے اٹھانے کے لئے بجائے بیوی کے دادی کا قدم پکڑ لیا۔ بیوی کی دادی نے جھٹک دیا اور دشنام طرازی بھی کی اور یہ شخص خاموشی سے بستر پر چل دیا۔ لیکن جنسی طغیان اور ہیجان نے یہ معاملہ بیوی کی پھوپھی اور چچی کے ساتھ بھی کرا دیا ادھر وہ

---

[۱] أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة على اصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزانی نسباً ورضاعاً الشامی کراچی ص۳۲/ج۳/ فصل فی المحرمات، عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۴/ج۱/القسم الثانی المحرمات بالصهرية تبيين الحقائق ص۱۰۷/ج۲/باب المحرمات، مکتبہ امدادیہ ملتان.

[۲] وبحرمة المصاهرة لایرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج بآخر الابعدالمتاركة الدر المختار مع الشامی ص۳۷/ج۳/فصل فی المحرمات، مطبوعه دارالفکر بیروت، طحطاوی علی الدر ص۱۷/ج۲/دارالمعرفة بيروت، عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۷/ج۱/القسم الثانی المحرمات بالصهرية.

معاملہ انھوں نے کیا جو کہ دادی نے کیا تھا۔ مگر یہ سب کچھ اس شخص کی لاعلمی کی وجہ سے ہوا۔
اس مذکورہ بالا صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی جب کہ بیوی کی دادی کا قدم غلطی سے پکڑا اور اس سے شہوت میں اضافہ نہیں ہوا فوراً دادی نے جھٹک دیا اور معلوم ہوتے ہی یہ وہاں سے چلا گیا، علیحدہ ہو گیا۔[1] پھوپھی چچی کی وجہ سے کوئی اثر نہیں ہوا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۲/ ۹۱ھ
الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۲/ ۹۱ھ

دائی کو ہاتھ لگانے سے حرمت کا حکم

سوال:- ایک صاحب کی شادی کو آٹھ سال ہو چکے ہیں۔ ان کو یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکی کی دائی کو (دودھ پلانے والی کو) شہوت سے ہاتھ لگائے تو اس لڑکی سے نکاح درست نہیں۔ یہ صاحب کہتے ہیں کہ دس سال پہلے ان کی بیوی کی دائی کے دماغ میں کچھ خلل واقع ہو گیا تھا اس نے ان صاحب کو پکڑ لیا تھا اور ان کو شہوت بھی ہو گئی تھی، پھر اس

---

[1] وحد الشهوة في الرجل أن تنتشر آلته أوتزدادا نتشارا ان كانت منتشرة، فمن انتشرت آلته فطلب إمرأته وأو لجها بين فخذى ابنتها لاتحرم عليه امها مالم تزددانتشاراً الهندية ۲۷۵/ ج ۱/ (القسم الثاني المحرمات بالصهرية) الدرالمختار على الشامي ص ۳۳/ ج ۳/ كتاب النكاح فصل في المحرمات كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ص ۶۲/ ج ۴/ كتاب النكاح فيماتثبت به حرمة المصاهرة مطبوعه ديوبند.

[2] أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة على اصول الزاني وفروعه نسبا ورضاعاً وحرمة اصولها وفروعها على الزاني نسبا ورضاعاً شامي كراچي ص ۳۲/ ج ۳/ فصل في المحرمات، عالمگيري كوئٹه ص ۲۷۴/ ج ۱/ القسم الثاني المحرمات بالصهرية، تبيين الحقائق ص ۱۰۷/ ج ۲/ باب المحرمات مكتبه امداديه ملتان.

دائی سے ہاتھ چھڑا کر بھاگے۔اس صورت میں کیا کریں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگرخرابی دماغ کی حالت میں اس عورت نے ان کو پکڑا جس سے ان کوشہوت ہوگئی مگر یہ فوراًہاتھ چھڑا کر بھاگ گئے تواس سے ان کی بیوی حرام نہیں ہوئی[1]۔ہاں اگرعورت نے شہوت سے ہاتھ پکڑا تھا اوراس کی شہوت میں اس پکڑنے سے اضافہ ہوگیا تو پھران کی بیوی ان پر حرام ہوگئی[2]۔اب اس سے تعلق زوجیت ختم کردیں بلکہ صاف لفظوں میں طلاق دیدیں۔یہ حکم اس وقت ہے کہ اس دائی نے ان کی بیوی کوایّام رضاعت میں دودھ پلایا ہواوروہ عورت دائی بیان کرے کہ اس نے شہوت سے ان کو پکڑا تھا۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بغیر شہوت چہرہ ٹٹول کر پہچاننے سے حرمت مصاہرت نہیں

سوال:-کوئی شخص رات کواپنی بیوی کو جگانے کے لئے اٹھا۔بیوی کے بستر پرلڑکی بھی سوئی تھی جس کی عمرنو۹ ردس۱۰ ربرس تھی یعنی نابالغ تھی۔پہچان کرنے کے لئے دونوں کے چہروں کوٹٹول کردیکھتا رہا۔آخر پہچان کر بیوی کو جگالیا۔سوال یہ ہے کہ لڑکی کوٹٹولنے کی وجہ سے کیااس شخص کی بیوی اس کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی؟

---

[1] والعبرة للشهوة عندالمس والنظر لابعدهما وحدها فيهما تحرك آلته أو زيادته به يفتى وفى امرأة ونحوشيخ كبير تحرك قلبه أو زيادته الدرالمختار على الشامى كراچى ص۳۳ر ج۳ر فصل فى المحرمات،خلاصة الفتاوى ص۸،۹ر ج۲ ركتاب النكاح الفصل الثالث فى حرمة المصاهرة عالمگیری کوئٹه ص۲۷۵ر ج۱ رالقسم الثانى المحرمات بالصهرية.

[2] فى النكاح الفاسدبان المتاركة لاتتحقق الابالقول،كترکتک او خليت سبيلک الخ شامی كراچى ص۳۷ر ج۳ رباب المحرمات كتاب النكاح،طحطاوى على الدرص۱۷ر ج۲ ردار المعرفة بيروت،عالمگیری کوئٹه ص۲۷۷ر ج۱ رالقسم الثانى فى المحرمات.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگرلڑکی کے چہرے پرہاتھ ڈالا اورفوراً ہٹالیا کہ یہ تولڑکی ہے بیوی نہیں، تواس صورت میں بیوی حرام نہیں ہوگی۔ اگر پہلے سے شہوت موجود ہواور ہاتھ لگانے سے شہوت میں اضافہ ہویاشہوت پہلے سے نہیں تھی ہاتھ لگانے سے شہوت ہوتب حرمت مصاہرت ہوتی ہے، وہ بھی جب کہ لڑکی بالغہ ہو یابلوغ کے قریب ہو[1] فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

املاہٗ العبدمحمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/۸/۲۵ھ

بیٹے کی بیوی سے تعلق

سوال:-ایک شخص نے اپنے حقیقی بیٹے کی زوجہ سے بعدم موجودگی پسر خودفعل ناجائز کیااس عورت کوخسر کاحمل حرام ہوگیا بیٹے کے پاس اس عورت کوبھیجااس نے یہ امر ظاہر ہونے پراس کوواپس نکالدیا بعد گذرنے ایام حمل لڑکا پیدا ہوگیا۔اس کےلڑکے نے آگے بڑا فساد پیدا کیا اس کوطلاق کے واسطے کہا گیا اورمہر طلب کیا گیا تو مہر ۵۰۰/روپیہ تھا وہ ادائیگی کی وسعت نہ رکھتا تھااس وجہ سے طلاق نہ دے سکااور ملازمت پر چلا گیااس اثناء میں دوسرا بچہ اس خسر کا پیدا ہوگیا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیاوہ عورت بےطلاق بیٹے کے نکاح سے خارج ہوگئی یانہیں یااس کوطلاق دینا ضروری ہےاورمہراس کوادا کرنا چاہئے یانہیں۔ بہردوصورت بعدگذرنے میعاد عدت اس عورت مطلقہ کانکاح اس خسر سے جائز ہے یانہیں اوراس صورت میں جب کہ اس

---

[1] تثبت بالمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة الهندية ص ۲۷۴/ج ۱/ (القسم الثاني المحرمات بالصهرية)اذاكانت حية مشتهاة واما غيرهايعنى الميتة وصغيرة لم تشتهِ فلا تثبت الحرمة (قوله مشتهاة)بانهابنت تسع فاكثر الدرمع الشامى ص ۳۴/ج۳/باب المحرمات، دارالفكر بيروت، كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ص ۶۲/ج۴/كتاب النكاح فيماتثبت به حرمة المصاهرة مطبوعه ديوبند.

کا امر ظاہر ہو گیا اہل محلّہ جو لوگ اس کے طرفدار ہوتے ہیں ان پر بھی کوئی سزا شرعی عائد ہوتی ہے یا نہیں۔ مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں لڑکے پر اس کی بیوی حرام تو ہوگئی مگر نکاح کرنا اس عورت کو بلا تفریق قاضی یا بلا متارکت جائز نہیں، البتہ اگر شوہر کہدے کہ میں نے چھوڑ دی یا قاضی تفریق کردے اور پھر عدت بھی گذر جائے تب عورت کو کسی دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہوگا۔ وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتىٰ لايحل لها التزوج باٰخر الابعد المتاركة اھ وقد علمت النكاح لايرتفع بل يفسد وقد صرحوا في النكاح الفاسد بان المتاركة لاتتحقق الا بالقول ان كانت مدخولاً بها وكتركتك اوخليت سبيلك الخ، شامی[۱] ص ۷۴۳ / ج ۲ / اور مہر لڑکے کے ذمہ واجب ہے کذا فی الہندیہ[۲] ص ۲۸۴ / ج ۲ / متارکت بالقول یا تفریق قاضی کے بعد جب عدت گذر جائے۔ تب بھی عورت کو خسر سے نکاح کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں کذا فی الہندیہ[۳] ۲۸۸ / ج ۲ / ایسی حالت میں خسر کی طرفداری کرنا اس معاملہ میں شرعاً گناہ ہے[۴] بلکہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سے تعلقات ترک کر دیئے جائیں[۵]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] شامی کراچی ص ۳۷/ ج ۳ / شامی نعمانی ص ۲۸۴ / ج ۲ / فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷ / ج ۲ / فصل فی المحرمات مطبع دار المعرفة بیروت، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۷ / ج ۱ / المحرمات بالصهرية.

[۲] ويجب المهر على الزوج الخ عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۶ / ج ۱ / القسم الثانی المحرمات بالصهرية، طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷ / ج ۲ / فصل فی المحرمات مطبع دار المعرفة بیروت، تاتارخانیہ ص ۲۲۵ / ج ۲ / اسباب التحريم مطبع ادارة القرآن کراچی.

[۳] وحليلة الابن وابن الابن وابن البنت وان سفلو الح عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۴ ج ۱ القسم الثانی المحرمات بالصهرية، فتاوی تاتارخانیہ ص ۲۱۸ / ج ۲ / (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

لڑکی سے بوس وکنار کا اثر سوتیلی ماں پر

سوال: -ایک شخص اپنی لڑکی سے اگر زنا کاارتکاب کر بیٹھے تو کیا اس کی بیوی جس سے وہ لڑکی پیدا ہوئی ہے اس شخص پر حرام ہو جائیگی؟ اور اگر اس لڑکی کی ماں انتقال کر چکی ہو اور اس کے باپ نے دوسرا نکاح کر لیا ہو تو اس دوسری بیوی کے متعلق کیا حکم ہے؟ حرام ہوگی یا نہیں؟ نیز اپنی لڑکی سے شہوت کی حالت میں بوس وکنار کرنے سے یا دواعیٔ وطی سے بیوی اس پر حرام ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس کے اس فعلِ بد کی وجہ سے اس لڑکی کی حقیقی ماں حرام ہوگئی، سوتیلی ماں حرام نہیں ہوئی۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب کہ شہوت سے اپنی لڑکی سے بوس وکنار یا دواعی وطی کرے۔ حرم ایضاً بالصهرية اصل مزنيته وممسوسته بشهوة اھ درمختار[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۶/۲۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۶/۲۲ھ

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) اسباب التحريم مطبع ادارة القرآن كراچی، بدائع الصنائع زكريا ص ۵۳۴ / ج ۲ / واما الفرقة الثالثة.

[۴] ولا تعاونوا على الاثم والعدوان الاية سورة المائده رقم الاية ۲ /.

[۵] وجوب هجران من ظهرت معصية فلايسلم عليه الا ان يقلع وتظهر توبته المفهم شرح المسلم للقرطبي ص ۹۸ / ج ۷ / باب يهجر من ظهرت معصيته حتى تتحقق توبته مطبع دار ابن كثير بيروت، مرقاة شرح مشكوة ص ۱۷ / ج ۴ / باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع مطبع بمبئى.

[۱] درمختار كراچی ص ۳۲ / ج ۳ / فصل فی المحرمات، مجمع الانهر ص ۴۸۱ / ج ۱ / باب المحرمات مطبع دارالكتب العلمية بيروت، عالمگيری كوئٹه ص ۲۷۴ / ج ۱ / المحرمات بالصهرية.

چھوٹی بچی کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

سوال:- میری بچی تین سال کی ہے نیند کی حالت میں اس کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھا رہا جب بیدار ہوا تو علم ہوا۔ بہت فکر مند ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تین سال کی بچی کی شرمگاہ پر سونے میں ہاتھ رکھے جانے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اگر جاگتے میں رکھدے تب بھی کچھ نہیں ہوتا۔ اس کا استنجا اور اور طہارت بھی کرانا ہوتا ہے اس لئے بےفکر رہیں[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۹/۵/ ۹۰ھ

اندیشۂ مصاہرت والے نکاح میں شرکت

سوال:- زید جو ڈاکٹری اور حکمت کرتا ہے اور ہندہ جو دائی کا کام کرتی ہے اور ڈاکٹر مذکور کی اس میں مدد کرتی ہے، جس کی وجہ سے دونوں میں کافی اختلاط ہوتا رہتا ہے۔ ہندہ کی ایک جوان لڑکی ہے اور ہندہ اپنی اس لڑکی کا نکاح زید سے کرنا چاہتی ہے ایک صاحب جو محتاط ہیں وہ اس نکاح میں شرکت نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن ان دونوں کا کہنا ہے کہ ہم برائی سے بالکل بری ہیں، سوال یہ ہے کہ اگر ان دونوں سے حلف لے کر شرکت کرلیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

علاج ودوا میں مدد کرنے کی بناء پر جو اختلاط ہوتا ہے اس کو ناجائز تعلق پر محمول کر کے

---

[1] ویشترط أن تکون المرأة مشتهاة، والفتویٰ علی أن بنت تسع محل الشهوة لامادونها الهندیة کوئٹه ص ۲۷۴/ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصهریة، الدرالمختار مع الشامی دار الفکر ص ۳۳/۳/فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدرالمختار ص ۱۶/ج ۲/فصل فی المحرمات، مطبع دار المعرفة بیروت.

متہم کرنا جائز نہیں[1] اور جب کہ برأت پر وہ حلف بھی کرتے ہیں تو شرعاً اس نکاح کو ناجائز نہیں کہا جائے گا اور اس میں شرکت ممنوع نہیں، اگرچہ مواقع تہمت سے بچنا بھی لازم ہے[2]۔ لہٰذا علاج میں مدد حدود کے اندر رہ کر کریں تاکہ بدگمانی کا موقع بھی نہ رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٧/٢/ ٩١ھ

تم

الجزء السادس عشر من

الفتاویٰ المحمودیة بحمد الله تعالیٰ وبمنه

وكرمه ويليه الجزء السابع عشر اوله فصل فی نكاح

المحرمات بالرضاعة انشاء الله تعالیٰ وصلی الله تعالیٰ

علی خير خلقه سيدنا وسندنا ومولانا وحبيبنا

محمد وآله وصحبه وبارک وسلم

تسليماً كثيراً كثيرا

ابداً ابدا

العبد محمد فاروق غفرله

جامعه هٰذا

---

[1] القذف وفی الشرع الرمی بالزنا وهو من الكبائر باجماع الامة، واليه الاشارة فی النص لانه شرط اربعة من الشهداء العناية مع فتح القدير ص١٧، ٣١٦، ٣١٦/ ج٥/ باب حدالقذف مطبع دار الفكر، الدرالمختار مع الشامی زکریاص ٢٧٩/ ج٦/ حد القذف .

[2] اتقوامواضع التهم كشف الخفاء ص٤٤/ ج١/ مطبع داراحياء التراثی العربی بيروت.

ترجمہ: تہمت کی جگہوں سے بچو۔